قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

إن القرآن أنزل على سبعة أحرف كلها شاف كاف

مسند حافظ ابو یعلیٰ

بے شک قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے — ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے

بمنہٖ تعالیٰ

جلد اوّل

اصول سبعہ قرآت متواترہ بطرق تیسیر و شاطبیہ مع حواشی ضروریہ موسومہ باسم تاریخی

شرح سبعہ قرآت

۱۳۴۷ھ

بمعہ اضافہ شجرہ قرآت سبعہ

مؤلفہ

شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نور اللہ مرقدہ

ادارہ اسلامیات

لاہور — کراچی

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ کُلُّهَا شَافٍ كَافٍ

مسند حافظ ابو یعلیٰ رح

بے شک قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے — ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے

بمنّہٖ تعالیٰ

جلد اوّل

اصول سبعہ قراآت متواترہ بطرق تیسیر و شاطبیہ مع حواشی ضروریہ موسومہ باسم تاریخی

شرح سبعہ قراآت

طاہر

۱۳۴۷ھ

بمعہ اضافہ شجرہ قراآت سبعہ

مؤلفہ

شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نور اللہ مرقدہٗ

ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دینا ناتھ مینشن مال روڈ، لاہور
فون ۷۳۲۴۴۱۲، فیکس ۷۳۲۳۵۸۵-۰۴۲-۹۲

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور پاکستان
فون ۷۲۲۱۹۹۱-۷۲۵۳۲۵۵

★ موہن روڈ
چوک اردو بازار، کراچی فون ۲۶۲۲۳۰۱

۲۹۷٫۱۲
ش 583
۹۰۹۴۴

نام کتاب ———— شرح سبعہ قرأت
طباعت ———— جون ۱۹۹۵ء بمطابق محرم الحرام ۱۴۱۶ھ
باہتمام ———— اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
ناشر ———— ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
فون ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

ادارۂ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور فون ۶۲۲۳۳۱۲، ۶۲۲۳۶۸۵ فیکس ۹۲-۴۲-۶۲۳۶۸۵	★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان فون ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵	★ موہنی روڈ چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۶۲۲۴۰۱

ملنے کے پتے
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱
مکتبہ دار العلوم جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی ۱۴
ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دار العلوم کورنگی کراچی ۱۴
بیت القرآن اردو بازار۔ کراچی ۱

فہرست شرح سبعہ قراءت (جلد اوّل)

عنوان	صفحہ نمبر
تعارف	5
شجرہ	۱۷
التماس	۱۸
تمہید	۶۷
مقدمہ فصل اوّل قرآن اور اسکے خادم	۶۹
" دوم جمع القرآن بین الدفتین	۷۱
" سوم صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ میں سے شیوخِ قرآت	۷۳
" چہارم صاحب اختیار ائمہؒ	۷۶
" پنجم ائمہ سبعہ اور ان کے روات	۷۸
" ششم شیوخ تیسیر وشاطبیہ	۹۵
" ہفتم ضابطہ قرارت	۱۰۲
" ہشتم خلط روایات وطرق	۱۰۹
" نہم حدیث احرف سبعہ	۱۱۱
" دہم احرف سبعہ سے قرائِ سبعہ مراد نہیں ہیں	۱۱۷
" یازدہم قرارت ثلٰثہ شاذ نہیں ہیں	۱۲۱
" دوازدہم قرارت سبعہ تیسیر وشاطبیہ میں منحصر نہیں ہیں	۱۲۵
" سیزدہم صاحب تصانیف ائمہ اور انکی مشہور کتابیں	۱۳۱
" چہاردہم خاص ارشادات واصطلاحات	۱۶۱
باب اوّل استعاذہ	۱۶۴
" دوم بسملۃ	۱۶۶
" سوم ادغام اور اس کی قسمیں	۱۷۰
" چہارم ادغام کبیر مذہب بصریؒ	۱۷۳
" فصل اول ادغام مثلین	۱۷۶
" دوم ادغام متجانسین ومتقاربین	۱۸۰

عنوان	صفحہ نمبر
باب پنجم ادغام صغیر	۱۹۵
" فصل اول تاء تانیث دال قد ذال اذ اور	"
لام ہل وبل	"
" فصل دوم دیگر قریب المخرج حروف	۱۹۹
" " سوم نون ساکن وتنوین	۲۰۲
باب ششم احکام میم جمع وہاء کنایہ	۲۰۴
" فصل اول میم جمع	"
" فصل دوم ھاء کنایہ	۲۰۶
باب ہفتم مد وقصر	۲۰۹
" فصل اول مد لازم	۲۱۰
" " دوم مد متصل	۲۱۲
" " سوم مد منفصل	"
" " چہارم مد سکون وخفی	۲۱۶
" " پنجم مد حرف لین	۲۱۷
" ششم مد بدل	۲۱۸
باب ہشتم ہمزتین در یک کلمہ	۲۲۵
" فصل اول ہمزتین مفتوحتین	۲۲۶
" " دوم ہمزتین مفتوحہ ومکسورہ	۲۲۸
" " سوم ہمزتین مفتوحہ ومضمومہ	۲۳۲
" " چہارم ہمزۂ ساکنہ اور ہمزۂ وصل	۲۳۵
باب نہم ہمزتین دو کلمات میں	۲۳۶
" فصل اول ہمزتین متفق الحرکت	"
" " دوم ہمزتین مختلف الحرکت	۲۴۰
باب دہم ہمزۂ مفردہ	۲۴۲
" فصل اوّل ہمزۂ مفردہ ساکنہ	"

عنوان	صفحہ نمبر
باب دہم فصل دوم ہمزہ مفردہ متحرکہ	۲۴۵
باب یازدہم نقل	۲۴۷
باب دوازدہم سکتہ	۲۵۰
باب سیزدہم مذہب ہشامؒ حمزہؒ	۲۵۲
درباره وقف علی الہمزہ	〃
〃 فصل اوّل ہمزہ ساکنہ	۲۶۰
〃 〃 دوم ہمزہ متحرک ساکن ماقبل	۲۶۲
〃 〃 سوم ہمزہ متحرکہ متحرک ماقبل	۲۶۵
باب چہاردہم فتح، امالہ اور تقلیل	۲۶۸
〃 فصل اول امالہ بوجہہ یاء	۲۷۰
〃 〃 دوم خاص الفاظ	۲۷۶
〃 〃 سوم امالہ بوجہہ کسرہ	۲۸۳
〃 〃 چہارم امالہ مقطعات یعنے	۲۸۵
حروف ہجا	〃
〃 〃 پنجم امالہ ھاء تانیث	۲۸۶
باب پانزدہم تفخیم و ترقیق راءات	۲۹۰
باب شانزدہم تغلیظ و ترقیق لامات	۲۹۶
باب ہفدہم وقف بر اواخر کلمات	۲۹۹
〃 فصل اول محل وقف و ابتداء	۳۰۱
〃 〃 دوم نوعیت وقف	۳۰۶
باب ہیژدہم رسم الخط	۳۱۱
〃 فصل اول ابدال	〃
〃 〃 دوم اثبات و حذف	۳۱۳
〃 〃 سوم فصل	۳۱۵
〃 〃 چہارم قطع	۳۱۸
باب نوزدہم حرکت و اسکان یاءات	۳۲۱
اضافت	〃

عنوان	صفحہ نمبر
باب نوزدہم فصل اوّل یاءات	۳۲۳
اضافت قبل از ہمزہ قطعیہ مفتوحہ	۳۲۳
〃 فصل دوم یاءات	۳۲۵
اضافت قبل از ہمزہ قطعیہ مکسورہ	〃
فصل سوم یاءات اضافت	۳۲۷
قبل از ہمزہ قطعیہ مضمومہ	〃
فصل چہارم یاءات	〃
اضافت قبل از لام تعریف	〃
فصل پنجم یاءات	۳۲۸
اضافت قبل از ہمزہ وصلیہ	〃
فصل ششم یاءات	۳۲۹
اضافت قبل از دیگر حروف	〃
باب بستم حذف و اثبات	۳۳۰
یاءات زوائد	〃
فصل اول وہ یاءات جو لام کلمہ	۳۳۲
یا وسط آیات میں زائدہ ہیں۔	〃
〃 فصل دوم وہ یاءات جو	۳۳۵
رؤس آیات پر زائدہ ہیں۔	〃
باب بست و یکم اصول متفرق	۳۳۶
باب بست و دوم فرش مکرر	۳۵۲
باب بست و سوم افراد و جمع	۳۶۸
خاتمہ کتاب جلد اوّل	۳۸۰

Marfat.com

تعارف

حضرت شیخ الشیوخ مولانا قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی اموی قرشی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولف قرآنی علوم کے مرکز پانی پت میں ۲۴ ذی قعد ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۹ نومبر ۱۸۷۸ء شمسی کو پیر کے روز ایک نہایت معروف باعزت متموّل گھرانہ میں پیدا ہوئے جسے اللہ تعالیٰ نے نجابتِ نسب وجاہتِ مرتبت کے علاوہ سیادتِ دینی اور روحانی سے بھی مالامال فرمایا تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب پندرہ (۱۵) واسطوں سے قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد المعروف بہ مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء عثمانی، چشتی صابری سے، پچیس (۲۵) واسطوں سے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن گازرونی ثم پانی پتی سے اور پینتیس (۳۵) واسطوں سے امیر المؤمنین ذوالنورین جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ سوم سے مل جاتا ہے۔

آپ کے والد الحاج مفتاح الاسلام عمر رسیدہ اور صاحب بیعت وسلسلہ بزرگ تھے، انہوں نے پانچ بار حج کیا اور ہر مرتبہ چھ چھ مہینے یا اس سے زیادہ مجاور حرمین شریفین رہے۔ اس کے علاوہ نجف اشرف، کربلاءِ معلّٰی، کاظمین، سامرہ اور بغداد شریف میں زائد از دو سال معتکف رہے۔ برصغیر کے مزارات پر سب جگہ چلے گئے۔ بالخصوص خواجگانِ اجمیر، دہلی، پاکپٹن اور پیرانِ کلیر کے مزارات پر بار بار حاضر ہوتے اور زیادہ سے زیادہ قیام کرتے۔ اکثر روزہ رکھتے اور رات کا آخر حصہ اشغال و اوراد میں گزارتے۔

Marfat.com

آپ کے دادا مولوی حافظ بدر الاسلام جید حافظ اور مجوّد تھے۔ انہوں نے شیخ الشیوخ قاری مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ، قاری عبید اللہ عرف قاری لالاؒ اور قاری قادر بخشؒ سے تجوید اخذ کی تھی اور مولانا قاری کرم اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے سبعہ قرأت سماعاً اخذ کیں۔ حافظ صاحب موصوف نے انگریزی حکومت میں کلکٹر کے عہدے تک ترقی کی اور ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد جب آپ انبالہ میں متعین تھے، آپ نے حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ عثمانی اور بعض دیگر سرکردہ علماءِ اسلام کو جن کی گرفتاری کے احکام بغاوت کے جرم میں جاری ہو چکے تھے، دریائے ستلج کے راستہ کراچی اور وہاں سے مکہ معظمہ پہنچا دیا اور ان خطرات کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی جو اس پُرآشوب دور اور اس عرصۂ دار و گیر میں آپ کو اور آپ کے خاندان کو انگریزی حکومت کی منتقمانہ کارروائیوں سے پیش آسکتے تھے۔

حضرت مؤلفؒ کے والد کی درویشانہ زندگی کے سبب آپ کی پرورش آپ کی ننھیال میں ہوئی جہاں آپ کی والدہ محترمہ زیادہ تر قیام فرماتی تھیں۔ آپ کے نانا مولوی حافظ اکرام اللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم اور عابد بزرگ تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت ان کے دادا مولانا برکت اللہ نے کی تھی جو بڑے زبردست عالم اور شیخِ وقت تھے۔ مولانا اکرام اللہؒ علم تجوید میں قاری مصلح الدینؒ اور قاری لالاؒ کے، فقہ اور دیگر علوم میں اپنے دادا بزرگوار کے، معقولات میں حضرت مولانا مملوک علیؒ کے اور حدیث میں حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے اور حضرت قاری عبدالرحمٰن محدّث انصاریؒ پانی پتی کے ساتھ پانی پت میں علومِ دینیہ کا مرجع و محور تھے۔ اس ماحول میں اور ان بزرگوں کے زیر سایہ حضرت مؤلفؒ کی جیسی کچھ تربیت اور آپ کی تعلیم میں

Marfat.com

جیسی کچھ احتیاط اور کوشش ہوئی ہوگی ظاہر ہے۔

پانی پت محمود غزنوی کے دور ہی سے فقراء وصوفیاء کا مسکن بن گیا تھا۔ تیرھویں صدی ہجری میں جب غدر نے دہلی کو اجاڑ دیا تو پانی پت علومِ دین بالخصوص علمِ تجوید وقرآت کا مرکز بن گیا۔ بارہویں صدی میں حضرت قاری مصلح الدین بن شیخ محمد مقصود عباسی پانی پتی نے مدینہ طیبہ میں شیخ القراء قاری عبید اللہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تجوید وقرآت کی تکمیل فرما کر اپنے وطن پانی پت میں مدنی قرآت کی بنیاد از سرِ نو رکھی۔ آپ سے آپ کے فرزند قاری عبید اللہ عرف قاری لالہ، قاری قادر بخش انصاری، قاری محمدی انصاری، قاری احمدی انصاری، حافظ شمس الاسلام عثمانی مولانا حافظ اکرام اللہ انصاری رحمہم اللہ اجمعین اور متعدد دیگر حفاظ وقراء نے کسب فیض فرمایا۔

حضرت مؤلفؒ نے تمام قرآن بروایتِ حفص سبقاً سبقاً اور حرفاً حرفاً اپنے شیخ حافظ قرآت مجوّد عصر قاری عبدالرحمٰن اعمیٰ حنفی نقشبندی توکلّی سے پڑھا اور اتنی مرتبہ سُنایا جو شمار نہیں ہو سکتا۔ نیز آخری منزل کی معہ مفردات مشق کی۔ پھر آپ نے تمام قرآن بروایتِ مذکور اپنے عم بزرگوار حافظ محمد یعقوبؒ بن حافظ شمس الاسلام عثمانیؒ کو پے در پے کئی سال تک سنایا۔ پھر ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ شمسی) میں تمام قرآن بروایت مذکور حضرت شیخ الشیوخ سرتاجِ علماء، مقتدارِ فضلاء مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث انصاری قادری رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا اور جناب ممدوح نے سورۃ قارعہ سے اپنی زبان مبارک سے کہلوایا۔

حضرت محدثؒ حضرت رئیس المحدثین شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید اور خلیفۂ مجاز تھے۔

علماء و فضلاء و صلحاء کے نزدیک حضرت محدث کے علوِ مرتبت کا اندازہ

اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ شیوخ دیوبند نے جن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ بھی شامل ہیں آپ کو احادیث سُنا کر آپ سے تبرّکاً تدریسِ حدیث کی اجازت لی تھی۔ نیز حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف آپ سے تبرّکاً سند حاصل کرنے کے لئے کانپور تک کا سفر فرمایا اور کانپور سٹیشن پر جہاں سے آپ دورانِ سفر گزر رہے تھے چہل حدیث حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو سُنا کر آپ سے تبرّکاً سند و اجازت حاصل کی۔ حضرت محدّثؒ نہ صرف علم و فضل میں یکتا اور فنونِ تجوید و قرآت میں بے عدیل و بے مثیل تھے بلکہ آپ ولیٔ کامل اور صاحبِ علم و عرفان و تصرّف بزرگ تھے۔ آپ کا مثل اور ثانی پھر پانی پت میں پیدا نہیں ہُوا۔

حضرت مؤلف کے شیخ قاری عبدالرحمٰن اعمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام قرآن سبقاً سبقاً شیخ القرار قاری نجیب اللہ بن شیخ سعد اللہ عثمانی سے پڑھا اور تجوید اخذ کی۔ پھر شیخ القرار قاری کبیر الدین اور حضرت مولانا محدّث رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو سنایا اور مشق کی۔ مولانا محدّث نے پہلے اپنے والد ماجد مولانا قاری محمدی بن خواجہ خدا بخش انصاری قادری سے پڑھا۔ پھر اپنے بڑے چچا قاری قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ اور فخرِ پانی پت شیخ القرار امام المجوّدین قاری عبید اللہ عرف قاری لالہ ابن قاری مصلح الدین عباسی پانی پتی سے اخذ کیا۔ ان تینوں حضرات نے شیخ القرار قاری مصلح الدین بن شیخ محمد مقصود عباسی پانی پتیؒ سے پڑھا اور آپ نے مدینۃ النبی کے شیخ الشیوخ حضرت قاری عبید اللہ مدنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے کسبِ فیض و فضل فرمایا۔

حضرت مؤلفؒ نے اپنے شیخ قاری عبدالرحمٰن اعمیٰ موصوف سے ۱۳۱۵ھ میں روایتِ قالون پڑھی اور پھر بعض دیگر روایات سُنا کر ۱۳۲۱ھ میں تمام

قرآن سبعہ مکررہ متواترہ جمعاً پڑھا اور ۱۳۲۵ھ میں دوبارہ تمام قرآن سبعہ معہ تیسر و شاطبیہ و دیگر کتب متداولہ حضرت ممدوح کو سنایا۔ نیز آپ نے تمام قرآنِ سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدۂ جمع الجمع معہ شاطبیہ اسی سال مولانا قاری جناب عبدالسلامؒ سے پڑھا جو حضرت محدث کے فرزند اور فیض یافتہ تھے۔

حضرت شیخ القراء قاری عبدالرحمن اعمیٰؒ نے ۱۲۹۵ھ میں اور مولانا قاری عبدالسلام موصوف نے ۱۳۰۹ھ میں تمام قرآن بقاعدہ مذکورہ معہ کتب قراۃ شیخ القراء امام الفضلاء مولانا قاری عبدالرحمن محدث انصاری سے پڑھا تھا۔

حضرت محدث رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے جستہ جستہ مقامات سے قرات اپنے والدِ ماجدؒ سے سنیں۔ پھر ۱۲۴۸ھ میں تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ معہ کتب قراۃ شیخِ وقت مولانا سید امام الدین امروہوی، نقشبندی، مجددی، مظہریؒ سے پڑھا اور حضرت مولانا امروہوی موصوفؒ نے تمام قرآن شیخ القراء مولانا قاری محمد عرف مولانا کرم اللہ دہلوی سے پڑھا۔

(حضرت مولفؒ کا مرتب کردہ شجرۂ سبعہ قرارت، جو سنداتِ قرارت پر ایک نادر دستاویز ہے اس کتاب کے ساتھ شامل ہے۔)

حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کا حصر و شمار ممکن نہیں۔ ہجری تقویم کے مطابق قیامِ پاکستان کے وقت آپ کی عمر تقریباً اکہتر سال تھی۔ (ولادت ۱۲۹۵ھ، قیامِ پاکستان ۱۳۶۶ھ) تحصیلِ علم کے بعد تمام عمر تدریس و تصنیف اور قومی خدمات میں گزری۔ متمول دینی گھرانہ سے تعلق تھا۔ شغل روزگار کی طرف سے بفضلِ خداوندی بے فکری تھی اس لئے اکثر وقت تدریس و تصنیف میں صرف ہوتا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد سے ظہر تک اور بعض اوقات، عصر سے مغرب تک بھی طلباء کا ہجوم رہتا تھا۔ برصغیر کے علاوہ افغانستان، وسطِ ایشیا

Marfat.com

اور مشرق بعید تک سے طالبانِ علم قرآن چلے آتے تھے۔ آپ کسی درجے کے طالب علم کو بھی انکار نہ فرماتے تھے۔ لہٰذا مبتدیوں سے لے کر قراءت سبعہ کے طالبین و ماہرین سب کی تدریس ضبط اوقات کے ساتھ ہوتی تھی۔ اب اللہ تعالےٰ ہی علیم ہے کہ ان سے اکتساب علم و فن کرنے والے کہاں اس شمع علم کے نور کو پھیلا رہے ہیں۔

راقم کو حتمی طور پر اس سلسلہ کی جس کڑی کا علم ہے وہ حضرت قاری فتح محمد صاحب اعمیٰ پانی پتی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے چلتی ہے۔ احقر کو ان ممدوح سے خصوصی تعلق بھی رہا ہے۔ بچپن میں ان کی گود میں کھیلا تھا اور جوانی سے کہولت تک ان سے ملاقات کی سعادت پاکستان میں بھی اور مدینۃ النبیؐ میں بھی حاصل رہی۔ ان سے آخری ملاقاتیں ان کی وفات سے چند روز پہلے تک مسجد نبوی شریف میں اور اُن کی قیام گاہ پر نصیب ہوئیں۔

اب قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے شاگرد پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں کے علاوہ مدینہ منورہ میں اس فیض کو پھیلا رہے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ آمین!

اس مبارک سلسلہ کو بطور شجرہ یوں پیش کیا جاسکتا ہے:۔

(نقشہ شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

شیخ الشیوخ حضرت قاری عبید اللہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ

↓

شیخ الشیوخ حضرت قاری مصلح الدین بن شیخ محمد مقصود عباسی پانی پتیؒ (م ۱۲۲۵ھ)

- قاری عبید اللہ عرف قاری لالہؒ (م ۱۲۶۰ھ)
- قاری قادر بخشؒ (مولود ۱۱۹۱ھ)
- قاری محمدیؒ (م ۱۲۴۰ھ)
  - قاری عبد اللہ
  - حضرت شیخ مولانا قاری عبد الرحمٰن محدثؒ (م ۱۳۱۴ھ)
    - قاری عبد السلام انصاریؒ
    - قاری عبد السلام عباسیؒ (م ۱۳۴۶ھ)
      - قاری مشتاق احمد خاں صاحبؒ
    - حضرت قاری عبد الرحمٰن اعمیٰ (موصوف بہ شیخ القرآن ثانی)
      - قاری سید قیام الدین صاحبؒ
      - قاری عبد العلیم انصاریؒ
      - حضرت قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانیؒ (م ۱۳۷۲ھ)
        - قاری شیر محمد خاںؒ (م ۱۳۸۷ھ)
          - حافظ بشیر احمد خاں صاحب شروانیؒ
        - حضرت قاری فتح محمد اعمیٰؒ (م ۱۴۰۷ھ)
          - مفتی عبد الشکور ترمذی
          - قاری عبد الرحیم چنیوٹی
          - حضرت قاری رحیم بخشؒ (م ۱۴۰۲ھ)
            - قاری عبد اللہ
            - قاری عبید اللہ (خوانرگ)
            - حضرت قاری محمد طاہر الرحیمی ملتانی ثم المدنی (مستفیض و مسوّد جلد دوم شرح سبعہ قرائت)
            - قاری اہل اللہ
            - قاری نصر اللہ
            - وغیرہم
          - قاری ارشاد احمد گنگوہی
          - وغیرہم
        - مولانا عبد الشکور ترمذیؒ
        - وغیرہم
      - وغیرہم
    - وغیرہم
- حافظ شمس الاسلام عثمانیؒ (م ۱۲۸۷ھ)
  - حافظ محمد یعقوب عثمانیؒ
- وغیرہم

(ماخوذ از شجرۂ سبعہ قرات اور سوانح فتحیہ)

Marfat.com

حضرت مؤلف کا تصنیفی اور تالیفی ورثہ بھی نہایت دقیع و اہم ہے۔ آپ کی سب سے مہتم بالشان طبع زاد تصنیف شرح سبعہ قراءت ہے جس کی جلد اول حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں شائع فرمادی تھی۔ اب دوسری جلد کی تبییض و تسوید کی سعادت حضرت قاری فتح محمدؒ اور حضرت رحیم بخشؒ کے حوالہ سے حضرت قاری محمد طاہر الرحیمی مدنی مدفیضہٗ کو حاصل ہوئی، جن کی جان سوزی کے سبب اس مسودہ نے جوان کا بھی روحانی ورثہ ہے، گویا حیاتِ نو حاصل کی۔

دوسرا ایک نہایت نادر اور جامع و مختصر رسالہ شجرۂ سبعہ قراءت کئی سال کی تحقیق اور محنت شاقہ کے بعد مرتب فرمایا جس میں قرآت سبعہ کی سندات متصلاً حضرت ختم المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک درج ہیں۔ خود حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی سند تینتیس ۳۳ واسطوں سے سرورِ دو عالم فخر بنی آدم حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ آپ یہ رسالہ بطور سند تکمیل قراءتِ سبعہ کے بعد اپنے مستحق تلامیذ کو عطا فرماتے تھے۔

عربی زبان کے "طبقات القراء" کی طرز پر اردو زبان میں خدام اللہ کے حالات میں ایک مبسوط تصنیف مرتب فرمانے کا ارادہ تھا اور ایک اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت کچھ کام کر چکے تھے۔ لیکن اس مجوّزہ تالیف کے صرف اس حصّہ کا ایک نامکمل مسوّدہ احقر کو بالکل حسن اتفاق سے مل گیا جس میں بزرگانِ پانی پت کے حالات غالباً یادداشتوں کے طور پر جمع فرمارہے تھے۔ احقر نے کسی قدر تسوید و تفصیل کے ساتھ ان یادداشتوں کو سید عبد العلیم کے پوتے سید فیصل سلیم کے ذریعہ علیم سنز سے "پانی پت کے قاری" کے عنوان سے محض تبرعًا و تبرکًا شائع کرادیا ہے۔

Marfat.com

قرآن کریم کو تجارتی اغراض سے شائع کرنے والے مطابع کی سہل انگاری کے سبب برِّصغیر میں شائع ہونے والے نسخوں میں قواعد رسمِ عثمانی کے لحاظ سے ان گنت لغزشیں در کر آئی تھیں۔ سات آٹھ سال کی طویل محنت سے آپ نے ایک نُسخہ کی تصحیح فرمائی اور حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استصواب اور اجازت کے بعد یہ نسخہ بغرض طباعت بلامعاوضہ مطبع مجتبائی دہلی کو دے دیا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے آپ کے کام کی تحسین فرمائی اور تحریر فرمایا :-

"...... آپ کے ساتھ تو مجھ کو اتنی محبّت ہے کہ اہلِ فن میں سے کسی کے ساتھ نہیں "۔

نیز فرمایا :-

"جناب قاری صاحب موصوف کو ...... اس فن کا کامل بلکہ اکمل سمجھتا ہوں اور اُن کی تصیح پر پُورا وثوق رکھتا ہوں"۔

(اقتباسات من مکتوب از تھانہ بھون ۲۶ ذیقعد ۵۲ھ)

خود حضرت مؤلف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی دانست میں اُن کی سب سے اہم علمی و دینی خدمت اور ناقدین کی نظر میں آپ کا عظیم الشان کارنامہ حضرت بیہقیٔ وقت، علم الہدیٰ، محدّثِ عصر، مولانا القاضی محمد ثناء اللہ عثمانی، حنفی مظہری مجدّدیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی بے بدل تفسیر موسومہ "تفسیر مظہری" کی تسوید و حیاتِ نو تھی۔ حضرت محدّث نے یہ تفسیر اپنے پیر و مرشد، شیخ الشہید سیدنا و مولانا مرزا جانِ جاناں مظہر علوی مجدّدی نقشبندی قدس اللہ تعالےٰ سرّہٗ کی یادگار میں اٹھارہ سال سے زیادہ عرصہ میں مرتب فرمائی تھی۔ یہ بے بہا علمی خزانہ

Marfat.com

ڈیڑھ سو برس تک صندوقوں میں مدفون کیڑوں کی آماجگاہ بنا رہا۔

تفسیر چھ ضخیم جلدوں میں تھی جو نہایت درجہ بوسیدہ اور کرم خوردہ ہو چکی تھی۔ مسودہ اکثر مقامات سے غیر معمولی جدّ و جُہد کے بغیر پڑھا نہیں جا سکتا تھا۔ اور بعض مقامات کا پڑھنا تو محال کے درجہ تک پہنچ گیا تھا۔" ایک خضر صفت بزرگ کی راہ نمائی، اعانت اور سرپرستی نے حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی تدوین، تسوید اور اشاعت پر آمادہ کیا۔

برسہا برس کی شدید کاوش اور جانفشانی کے بعد مکمل تفسیر کا مسودہ سات ضخیم جلدوں میں تیار ہوا جن میں سے جلد اول، دوم اور پنجم، حضرت مولف نے نہایت احتیاط و نفاست کے ساتھ طبع کرائیں۔ بقیہ جلدیں بعد میں شائع ہوئیں اور یوں ایک عظیم خاندانی و دینی ورثہ اور علمی کارنامہ محفوظ و مصئون ہو کر چشمۂ فیضان و عرفان بنا۔

متفرقات میں احقر کے پاس ایک قلمی رسالہ ہے جس میں حضرت محدث رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور تفسیر مظہری کا مفصل اور حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ضمناً تعارف ہے۔ احقر نے بعد تبییض و تسوید اس کے مندرجات سے انتخاب کر کے ایک مضمون "دو اللہ والے" کے عنوان سے جس کا ذیلی عنوان "حضرت شہیدؒ اور حضرت محدث" ہے۔ "نوائے وقت" جمعہ میگزین کی سات فروری ۹۲ء کی اشاعت میں شائع کرا دیا تھا۔

اس کے علاوہ ایک اور مختصر قلمی رسالہ ہے جس میں اپنے تصحیح شدہ نسخۂ قرآن کریم کا تعارف اور اس ضمن میں ان قواعد و اصول کا بیان ہے جن کی پابندی قرآن کریم کی اشاعت و طباعت کے لئے لازم ہے۔

Marfat.com

حضرت مؤلف کی رموزِ پیدائش و وفات

پیدائش : ولادت گہ مقربِ ایزد پانی پت ۱۲۹۵ھ

وفات : وان المتقین فی جنّٰت وعیون - ۱۳۷۲ھ

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ

ذوالجلال والاکرام - ۱۹۵۳ شمسی

جمعۃ المبارک ۶ر ذی قعد ۱۴۱۵ھ
۷ر اپریل ۱۹۹۵ء شمسی

احقر العباد۔ خاکپائے علماء

محمد علی عثمانی

پسر اصغر حضرت مؤلفؒ

Marfat.com

Marfat.com

مثلاً کلمۃً طیبۃً
کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلها ثابت و فرعها فی السماء

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ٭ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بمنہ تعالیٰ سند سبعہ قراءات متواترہ حسب الارشاد برادر محترم قاری سید محمد قیام الدین صاحب

موسومہ

شجرۂ قرات سبعہ

سنہ ۱۳۸۷ھ

یعنی

سند قرات سبعہ

مرتبہ

احقر العباد ابو محمد محی الاسلام بن حاجی محمد مفتاح الاسلام عثمانی قریشی پانی پتی

ناشر

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور ۲

رشحۂ آغا عبداللہ رضا حسین

Marfat.com

التماس

میں نے اس سند کو کئی سال کی محنت سے مرتب کیا۔ شیوخ کے نام صحیح کرتے ہوئے کنیت۔ لقب خطاب اور نسب کئی پشتوں تک بڑہایا۔ غیر متصل سلسلوں کا نشر وغیرہ معتبر کتابوں سے اتصال نقل کیا۔ علامہ ابو محمد شاطبی کا سلسلہ سندوں میں غیر مربوط تھا اُسکو مابعد و ماقبل سے ملایا اور محقق ابوالخیر بن جزری کی وہ تمام سندیں شامل کردیں جو تیسیر و شاطبیہ سے علاقہ رکھتی تھیں بعض وجوہات کی بناپر میرا ارادہ اسکی اشاعت کا نہ تھا مگر اپنے استاد بھائی اخی مکرم برادر محترم قاری حافظ محمد قیام الدین ہاشمی قرشی پانی پتی خلیفہ تلمیذ خاص حافظ قرأت مجود عصر استاذی قاری عبدالرحمٰن اعمی نقشبندی پانی پتی کے اصرار اور ناقلین کے تصرف کے خوف سے شائع کرتا ہوں۔ اس اشاعت کے مصارف کا ایک حصہ بھی برادر ممدوح نے ادا کیا ہی فجزاہ اللہ خیرا۔

ناظرین سے التماس ہو کہ فروگزاشتوں اور غلطیوں کی اصلاح فرمائیں اور مجھہ کو آگاہی دیکر ممنون بنائیں وھو حسبی و نعم الوکیل۔

پانی پت۔ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ

ابو محمد محی الاسلام عفا اللہ عنہ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا الذی فیہ شفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمومنین وھو کتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین وعلی حملۃ القرآن والناقلین الی یوم الدین اما بعد خاکسار ابو محمد محی الاسلام بن حاجی محمد مفتاح الاسلام بن مولوی محمد بدر الاسلام بن شیخ محمد فخر الدین المعروف بغلام محمد عثمانی پانی پتی عرض کرتا ھے کہ احقر کو روایت حفص اور سبعہ قرات مکررہ متواترہ باین طرق پہونچی ہیں۔

حصہ اول سند روایت حفص از عاجز تا قاری عبید اللہ مدنی

میں نے تمام قرآن بروایت حفص سبقا سبقا اور حرفا حرفا پہلے اپنے شیخ حافظ قرات مجود عصر قاری عبد الرحمٰن اعمی بن عبد الصمد خان حنفی نقشبندی توکلی سے پڑھا اور اتنی مرتبہ سنایا کہ جس کا شمار نہیں ہوسکتا اور آخر منزل کی مع مفردات مشق کی، اس کے بعد میں نے تمام قرآن بروایت مذکور اپنے عم بزرگوار حافظ محمد یعقوب بن حافظ شمس الاسلام عثمانی کو پے درپے کئی سال تک سنایا۔

Marfat.com

پھر سنہ ۱۳۱۱ھ میں مین نے تمام قرآن بروایت مذکور حضرت شیخ الشیوخ مولانا قاری عبد الرحمنؒ محدث انصاری قادری کو سنایا اور سورۃ فاتحہ سے جناب ممدوح نے اپنی زبان مبارک سے کہلوایا ان حضرات کے علاوہ احقر نے متعدد دیگر حضرات سے اکتساب کیا۔

میرے شیخ نے پہلے تمام قرآن سبقاً سبقاً شیخ القرار قاری نجیب اللہؒ بن شیخ سعد اللہ عثمانی پانی پتی سے پڑھا اور تجوید اخذ کی۔ پھر شیخ القراء قاری کبیر الدینؒ اور مولانا قاری عبد الرحمنؒ محدث موصوف کو سنایا اور مشق کی۔ مقدم الذکر دونون حضرات نے تمام قرآن شیخ القرار مولانا قاری قادر بخشؒ بن خواجہ خدا بخش انصاری قادری سے پڑھا۔ اور مولانا محدث نے پہلے اپنے والد ماجد مولانا قاری محمدیؒ ابن خواجہ خدا بخش انصاری قادری سے پڑھا۔ پھر اپنے بڑے چچا قاری قادر بخش موصوف اور فخر پانی پت شیخ القراء قاری عبید اللہؒ عرف قاری لالا ابن قاری مصلح الدین عباسی پانی پتی سے اخذ کیا۔ ان تینون حضرات نے شیخ القراء قاری مصلح الدینؒ بن شیخ محمد مقصود عباسی پانی پتی سے پڑھا۔ آپ نے شیخ القراء قاری عبید اللہ مدنیؒ سے پڑھا۔

حصہ دوم سند سبعہ قرأت از احقر تا محقق ابن جزری

مین نے اپنے شیخ قاری عبد الرحمنؒ اعمیٰ موصوف سے سنہ ۱۳۱۵ھ مین روایت قالون پڑھی اور پھر بعض دیگر روایات سنا کر سنہ ۱۳۲۱ھ مین تمام قرآن سبعہ مکررہ متواترہ جمعاً پڑھا۔ اور سنہ ۱۳۲۵ھ مین دوبارہ تمام قرآن سبعہ مع تیسیر و شاطبیہ و دیگر کتب متداولہ ممدوح کو سنایا۔ نیز مین نے تمام قرآن سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدہ جمع الجمع مع شاطبیہ اسی سال مولانا قاری عبد السلامؒ بن مولانا قاری عبد الرحمنؒ محدث سے پڑھا۔ میرے شیخ نے سنہ ۱۲۹۵ھ مین بمعیت قاری نور الہدیٰؒ وغیرہ اور مولانا قاری عبد السلام نے سنہ ۱۳۰۹ھ مین تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ مع کتب قراءۃ شیخ القراء مولانا قاری عبد الرحمنؒ محدث سے پڑھا۔ آپ نے پہلے جستہ جستہ مقامات سے قرآت اپنے والد ماجد سے سنین۔ پھر سنہ ۱۲۴۸ھ مین تمام قرآن بقاعدۂ مذکور مع کتب قراءۃ شیخ القراء مولانا سید امام الدینؒ

Marfat.com

امروہی نقشبندی مجددی مظہری سے پڑھا۔ آپ نے سنہ ۱۲۳۲ھ مین تمام قرآن شیخ القراء مولانا قاری محمد[۱] عرف مولوی کرم اللہؒ دہلوی سے پڑھا۔

ح اور نیز میرے شیخ قاری عبدالرحمٰنؒ اعمی موصوف نے تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ مع کتب قراءۃ وتجوید شیخ القراء قاری سید عبدالستارؒ المعروف بحافظ سردار کلاچوی سے پڑھا اور روایات ضبط لیکن آپ نے پہلے اپنے والد ماجد سے اور پھر شیخ القراء مولانا قاری عبدالعلیؒ بن شیخ القراء مولانا قاری محمد ہاشمؒ دہلوی سے پڑھا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے انہوں نے شیخ القراء مولانا قاری میرزا محمد[۲] بیگؒ دہلوی سے۔ آپ نے مولانا قاری کرم اللہؒ دہلوی موصوف سے پڑھا۔ مولانا[۳] قاری کرم اللہؒ اور قاری قادر بخشؒ اور مولانا محمدیؒ نے تمام قرآن بقاعدہ مذکورہ شیخ القراء مولانا حاجی قاری شاہ عبدالمجیدؒ[۴] دہلوی المعروف بصوبہ ہند سے پڑھا۔ آپ نے شیخ القراء حاجی قاری غلام[۵] مصطفیٰؒ بن شیخ محمد اکبر تھانیسری ثم الدہلوی سے آپنے شیخ القراء قاری حافظ غلام[۶] محمد گجراتی ثم الدہلوی سے آپنے شیخ القراء قاری حافظ عبدالغفور[۷] دہلوی سے آپنے شیخ القراء قاری عبدالخالق[۸] منوفی سے پڑھا۔

ح اور نیز قاری[۹] غلام مصطفیٰؒ تھانیسری موصوف نے سنہ ۱۲۵۹ھ مین تمام قرآن بقاعدۂ مذکورہ شیخ القراء قاری حافظ عبدالملکؒ بن[۸] نواب حبش خان دہلوی سے پڑھا۔ آپنے شیخ القراء حاجی قاری محمد فاضلؒ[۸] ہشتی دہلوی سے آپ نے سنہ ۱۲۵۴ھ مین شیخ عبدالخالقؒ منوفی موصوف[۹] سے پڑھا آپ نے شیخ القراء شمس[۱۰] الدین محمد بن اسمٰعیلؒ ازہری مصری بقری شافعی ضریر سے آپنے شیخ القراء مولانا عبدالرحمٰنؒ[۱۱] بن شیخ شحاذہ شافعی یمنی مصری سے پڑھا۔ آپنے پہلے اپنے پدر گرامی قدر سے پڑھنا شروع کیا اور سورہ نساء کی آیت فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ الخ تک پہنچے تھے کہ اونکا وصال ہوگیا پھر آپنے تمام قرآن اپنے والد ماجد کے ممتاز شاگرد شیخ القراء شیخ شہاب[۱۲] الدین احمدؒ بن عبدالحق سنباطی سے پڑھا۔ آپنے شیخ القراء مولانا شیخ شحاذہ[۱۳] یمنی شافعی مصری سے آپنے شیخ القراء مولانا ابو نصر[۱۴] طبلاویؒ سے آپنے شیخ القراء شیخ الاسلام زین الدین مولانا قاضی زکریا[۱۵] انصاری خزرجی سنیکی شافعی ازہری قاہری مصری سے آپنے شیخ القراء مولانا برہان[۱۶] الدین قلقیلی

Marfat.com

اور شیخ القراء مولانا رضوان الدین ابو نعیمؒ بن احمد عقبی سے پڑھا۔ ان دونوں حضرات نے شیخ القراء شیخ المحدثین امام المجودین محقق عصر فرید دہر علامہ شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد جزری شافعیؒ سے پڑھا۔

حصہ سوم از محقق ابو الخیر ابن الجزریؒ تا علامہ دانی

محقق ابو الخیر بن جزریؒ نے قرآت سبعہ متواترہ عشرہ متواترہ مافوق عشرہ اور تیسیر و شاطبیہ وغیرہ قرات کی بہت سی کتابیں ایک جماعت کثیرہ سے قراءۃً اور سماعاً حاصل کیں۔ ان میں سے سبعہ متواترہ کے متعلق سات سندیں حسب ذیل ہیں۔

پہلی سند بطریق تیسیر و شاطبیہ بواسطہ قاضی ابو العباس احمدؒ

محقق ابو الخیرؒ جزری نے سبعہ قرآت مکررہ متواترہ افراداً اور جمعاً مع تیسیر و شاطبیہ و بعض شروح شیخ القراء امام الصالح مولانا شرف الدین قاضی ابو العباسؒ احمد حنفی دمشقی سے پڑھیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القراء امام المسلمین مولانا شہاب الدین قاضی ابو عبداللہ الحسینؒ بن سلیمان بن فزارہ حنفی کفری دمشقی سے پڑھیں آپ نے بمضمن تیسیر شیخ القراء امام علم الدینؒ ابو محمد قاسمؒ بن احمدؒ بن موفق لورقی اندلسی سے آپ نے شیخ القراء امام ابو جعفر احمدؒ بن علی بن یحیی بن عون اللہ الحصار اندلسی اور شیخ القراء امام ابو عبداللہؒ محمدؒ بن سعید بن محمد مرادی اندلسی اور شیخ القراء امام ابو عبداللہ محمدؒ بن ایوب بن محمد بن نوح غافقی اندلسی سے پڑھیں ان تینوں حضرات نے شیخ القراء امام ابو الحسنؒ علیؒ بن محمد بن علی بن ہذیل بلنسی اندلسی سے پڑھیں۔

ح اور نیز امام ابو عبداللہؒ الحسین موصوف نے سبعہ قرأت بمضمن شاطبیہ مع شروح ابی شامہ و سخاوی شیخ القراء مجتہد العصر شہاب الدین امام ابو القاسم عبدالرحمٰنؒ بن اسماعیل مقدسی دمشقی شافعی المعروف بابی شامہ سے پڑھیں۔ آپ نے شیخ القراء علم الدین امام ابو الحسنؒ علی بن محمد

۹۰۹۶۲

Marfat.com

بن عبد الصمد سخاوی دمشقی شافعی سے پڑہین۔ آپ نے شیخ القراء حافظ حدیث وقرآت امام عصر علامہ ابو محمد قاسم بن فیرہ ابن ابی القاسم خلف بن احمد رعینی شاطبی اندلسی ضریر شیخ الاقراء مصر سے پڑہین

ح اور نیز امام ابو العباس احمد موصوف نے سبعہ قرات بضمن شاطبیہ شیخ القراء امام تقی الدین ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب بن بدران جرائدی دمشقی سے پڑہین۔ آپنے شیخ القراء امام کمال الدین ابو الحسن علی بن شجاع بن سالم بن علی بن موسیٰ عباسی شافعی مصری ضریر شیخ الاقراء مصر صہر شاطبی اور شیخ القراء امام جمال الدین محمد بن امام ابو محمد شاطبی اور شیخ القراء امام سدید الدین عیسیٰ بن مکی بن حسین مصری سے پڑہین۔ ان تینون حضرات نے امام العلامہ شاطبی سے اخذ کین (نوٹ) امام جمال الدین محمد نے سورہ ص تک اپنے والد ماجد سے پڑھا اور باقی کی اجازت حاصل کی اور امام کمال الدین ابو الحسن کی افراداً پڑھنے مین روایت ابو الحارث باقی تھی دیگر روایات وقرات انیس ختمون مین سنا چکے تھے کہ علامہ نے جمع الجمع پڑھنے کا حکم دیا۔ اور جب آپ سورہ احقاف پر پہنچے تو علامہ کا وصال ہو گیا۔ مگر آپ پہلے چونکہ بارہا سماعت کر چکے تھے اس وجہ سے آپ کو مجاز کر دیا۔

دوسری سند بطرق تیسیر بذریعہ شیوخ اندلس

محقق ابو الخیر بن جزری نے سبعہ قرات بطرق تیسیر ۱۸۳ مین شیخ القراء امام شہاب الدین ابو جعفر احمد بن یوسف بن مالک رعینی اندلسی سے دمشق مین پڑہین آپنے شیخ القراء امام ابو الحسن علی بن عمر بن ابراہیم قیجاطی اندلسی سے آپنے شیخ القراء قاضی ابو علی الحسین بن عبد العزیز بن محمد بن ابی الاحوص قرشی فہری اندلسی سے آپنے شیخ القراء امام ابو بکر محمد بن محمد بن وضاح لخمی اندلسی سے آپنے امام ابو الحسن علی بن ہذیل موصوف سے پڑہین۔

تیسری سند بطرق شاطبیہ بذریعہ شیوخ مصر و دمشق

محقق ابوالخیر ابن جزری نے سنہ ۷۶۹ھ میں سبعہ قرأت بطرق شاطبیہ شیخ القرا امام ابو محمد عبدالرحمن بن احمد بن علی بن بغدادی شافعی شیخ الاقرا مصر سے پڑھیں۔ آپنے شیخ القرا امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم شافعی المعروف بالصائغ شیخ الاقرا مصر اور شیخ القراء امام ابو علی الحسن بن عبدالکریم بن عبدالسلام غماری مصری سے پڑھیں صائغ نے امام کمال الدین علی بن شجاع عباسی شافعی موصوف سے اور غماری نے شیخ القراء امام الزاہد ابو عبداللہ محمد بن عمر بن یوسف قرطبی اندلسی سے پڑھیں۔ ان دونوں حضرات نے امام ابو محمد شاطبی سے اخذ کیں۔

ح اور نیز محقق ابوالخیر ابن جزری نے سبعہ قرأت بطرق شاطبیہ شیخ القرا امام المحدثین امام ابوالمعالی محمد بن رافع بن ابی محمد سلامی دمشقی سے پڑھیں۔ آپ نے شیخ القرا امام رشید الدین مفتی ابوالفدا اسماعیل بن عثمان بن معلم حنفی اور شیخ القراء ابو علی غماری موصوف سے پڑھیں مفتی ابوالفدا نے علامہ ابوالحسن سخاوی موصوف سے اخذ کیں آپ امام ابو محمد شاطبی کے شاگرد ہیں امام العلامہ ابو محمد شاطبی نے سبعہ قرات مع تیسیر وغیرہ پہلے اپنے وطن شاطبہ میں شیخ القراء امام ابو عبداللہ محمد بن علی بن ابی العاص نفزی اندلسی سے پڑھیں۔ آپنے شیخ القراء امام ابو عبداللہ محمد بن حسن بن محمد بن غلام الفرس اندلسی سے آپنے شیخ القرا امام ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن محمد بن دوش انصاری اندلسی اور شیخ القراء امام ابوالحسین یحییٰ بن ابراہیم بن بیاز والی اندلسی اور امام ابوداؤدی پڑھیں پھر علامہ ابو محمد شاطبی نے بلنسیہ جاکر امام ابوالحسن علی بن ہذیل موصوف سے اخذ کیں آپنے شیخ القراء امام ابوداؤد سلیمان بن نجاح اموی اندلسی سے پڑھیں۔

چوتھی سند بطرق تیسیر و جامع البیان و مفردہ یعقوب بذریعہ جمع

محقق ابوالخیر ابن جزری نے سنہ ۷۶۸ھ میں سبعہ قرات بطرق تیسیر و جامع البیان و مفردہ یعقوب شیخ القرا

Marfat.com

امام ابوالمعالی محمدؒ بن احمد بن علی بن حسن بن لَبّان دمشقی سے جمعاً پڑہین آپنے بطرق تیسیر ۷۳۱ھ
مین شیخ القرا امام ابوالعباس احمدؒ بن محمد بن ابراہیم المرادی عشاب سے آپ نے شیخ القرا امام
ابومحمدؒ عبداللہؒ بن یوسف بن ابی بکر شبارتی سے پڑہین اور بطرق مفردۂ یعقوب شیخ القرا امام
ابوعبداللہؒ محمدؒ بن جابر بن محمدؒ بن قاسم قیسی وادی آشی سے آپنے شیخ القرا امام ابوالعباسؒ
احمدؒ بن موسیٰ بن عیسیٰ انصاری بطرنی سے آپنے امام ابومحمد شبارتی موصوف سے آپ نے
۵۹۳ھ مین امام ابوجعفرؒ بن عونِ اللہ الحصار موصوف سے پڑہین۔ اور بطرق جامع البیان
ومفردۂ یعقوب شیخ القرا امام اثیر الدین ابوعبداللہؒ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن
حیّان غرناطی اندلسی نحوی المعروف بابی حیّان سے آپ نے شیخ القرا امام ابومحمد عبد النصیرؒ
بن علی بن یحییٰ المریوطی ہمدانی سے آپ نے شیخ القرا امام ابوالقاسم۔ عبدالرحمنؒ بن عبدالمجید بن
اسماعیل بن عثمان بن یوسف صفراوی اسکندری سے آپنے شیخ القرا امام ابویحییٰ الیسعؒ سے
آپنے اپنے والد ماجد شیخ القرا امام عیسیٰؒ بن حزم غافقی اندلسی سے آپ نے شیخ القرا امام
ابوداودؒ بن نجاح اور شیخ القرا امام ابوالحسنؒ بن دوش انصاری اور شیخ القرا امام ابوالحسینؒ
بن بیاز اندلسیین موصوفین سے پڑہین۔ ان تینون حضرات نے شیخ الاسلام شیخ القرا امام
المحدثین مستجاب الدعوات حافظ قرات ناقد طرق وروایات امام العلامہ ابوعمرو عثمانؒ بن سعید
بن عثمان بن سعید اموی مالکی دانی اندلسی سے پڑہین۔

پانچوین سند روایتاً بطرق تیسیر

محقق ابوالخیر ابن جزریؒ نے سبعہ قرات بطرق تیسیر شیخ القرا امام الثقہ ابوعلی الحسنؒ بن احمد بن ہلال
صالحی دقاق سے جامع اموی دمشق مین روایتاً وجمعاً پڑہین آپنے شیخ القرا امام فخر الدین ابوالحسن
علیؒ ابن احمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی سے آپنے شیخ القرا امام تاج الدین ابوالیمن زیدؒ بن الحسن
بن زید کندی حنفی سے آپ نے شیخ القرا امام ابومحمد عبداللہؒ بن علی بن احمد بغدادی المعروف

لسبط الخیاط سے آپ نے سنہ ۵ میں شیخ القرا امام ابو محمد عبد الحق بن ابی مروان المعروف بابن التلجی اندلسی سے مسجد حرام میں پڑھیں۔ آپ نے امام العلامہ ابو عمرو دانی سے اخذ کیں۔

چھٹی سند بابت تیسیر و شرح تیسیر

محقق ابوالخیر بن جزری نے تیسیر شیخ القرا امام ابوالعباس احمد بن حسن بن محمد بن محمد مصری سے قاہرہ میں پڑھی۔ آپ نے شیخ القرا امام ابو الفارس عبد العزیز بن عبد الرحمن بن عبد الواحد بن ابی زکنون تونسی سے آپ نے شیخ القرا امام ابوبکر محمد بن محمد بن احمد بن مشیلون ملبنی اندلسی سے آپ نے شیخ القرا امام ابوبکر محمد بن احمد مرسی سے آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القرا امام احمد بن عبد اللہ بن موسیٰ بن ابی حمزہ مرسی اندلسی سے پڑھی آپ نے امام العلامہ دانی سے اخذ کی۔ نیز محقق ابوالخیر بن جزری نے شرح تیسیر شیخ القرا قاضی ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن بکر اشعری بالواسطہ سنی آپ نے شیخ القرا استاد ابو محمد عبد الواحد بن محمد بن علی باہلی مالقی اندلسی مؤلف سے حاصل کی۔

ساتویں سند بابت شاطبیہ و بعض شروح

محقق ابوالخیر بن جزری نے شاطبیہ مع شرح موسومہ لآلی الفرید امام ابوالمعالی ابن لبان موصوف سے سماعت کی آپ نے شیخ القرا امام نجم الدین ابو محمد عبد اللہ بن عبد المومن بن وجیہ واسطی سے آپ نے شیخ القرا امام ابوالعباس احمد بن محمد محروق واسطی سے آپ نے شیخ القرا الشریف حسین بن قتادہ سے آپ نے شیخ القرا امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن محمد فاسی اندلسی ثم الحلبی مؤلف سے پڑھی۔

نیز محقق ابوالخیر بن جزری نے شاطبیہ مع شرح موسومہ الدرۃ الفریدۃ فی شرح القصید شیخ القرا امام ابو محمد عبد الوہاب بن یوسف بن سلار سے سماعت کی آپ نے شیخ القرا امام یحییٰ بن احمد خلاطی امام کلاسہ دمشق سے آپ نے

شیخ القراء امام صائن الدین محمد بن محمد بن رزین ہذلی سے آپ نے شیخ القراء امام منتجب الدین حسین بن ابی العز بن رشید ہمدانی مؤلف سے اخذ کی۔

نیز محقق ابوالخیر جزری نے شاطبیہ مع شرح موسومہ جوہر النضید فی شرح القصید اور شرح جعبری شیخ القراء امام سیف الدین ابوبکر عبداللہ بن ایدغدی بن عبداللہ شمسی المعروف بابن جندی مؤلف شرح اول الذکر سے سنیں آپ نے شرح جعبری شیخ القراء امام برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن عمر جعبری مؤلف سے اخذ کی۔

نیز محقق ابوالخیر جزری نے شاطبیہ مع شرح ابن جبارہ شیخ القراء الشریف ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد شامی سے سنی آپ نے شیخ القراء امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن عبدالولی ابن جبارہ مقدسی مؤلف سے اخذ کی۔

ضمیمہ حصۂ سوم سند شاطبی بذریعہ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکہ

میرے شیخ الشیوخ مولانا قاری عبدالرحمن محدث انصاری قادری پانی پتی نے شاطبیہ ۱۲۶۱ھ میں شیخ المحدثین مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکی قادری سے حرم محترم میں حاضر ہو کر پڑھی آپ نے شیخ الحدیث مولانا شیخ عمر مکی سے آپ نے شیخ الحدیث مولانا شیخ محمد طاہر سنبل سے آپ نے اپنے والد ماجد رئیس المحدثین مولانا شیخ محمد سعید سنبل سے آپ نے شیخ المفید مولانا عبد بن المرحوم علی ازہری برلسنی سے آپ نے شیخ المحدثین مولانا شیخ عبداللہ بن سالم سے آپ نے شیخ المحدثین مولانا شیخ محمد بن علاء الدین بابلی سے آپ نے شیخ المحدثین مولانا شیخ سیف الدین النصیر سے آپ نے شیخ القراء مولانا شہاب الدین احمد بن عبدالحق سنباطی موصوف سے آپ نے شیخ القراء مولانا جمال الدین یوسف زکریا سے آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القراء مولانا رضوان الدین ابونعیم بن احمد عقبی موصوف سے آپ نے شیخ القراء مولانا الاستاذ ابواسحق تنوخی سے آپ نے شیخ القراء مولانا بدر الدین ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن جماعۃ سے آپ نے

شیخ القراء مولانا معین الدین ابوالفضل عبداللہ بن عبدالوارث الضاریؒ سے آپ نے امام العلامہ ابو محمدؒ شاطبیؒ سے اخذ کی۔

حصہ چہارم از علامہ دانیؒ تا قراء سبعہؒ

امام العلامہ ابو عمروؒ دانی نے حجاز و عراق و مصر و اندلس کے متعدد شیوخ سے سبعہ قرات تلاوۃً اور قراءۃً پڑہین اور بعض حضرات سے صرف روایتاً اخذ کین۔لیکن تیسیر مین علامہ نے عُلوِ سند کے لحاظ سے قراءۃً امام ابوالفتح فارس سے آٹھ روایات۔امام ابوالقاسم عبدالعزیز سے تین روایات۔امام ابوالحسن بن غلبون سے دو روایات اور امام ابوالقاسم خلف سے ایک روایت بیان کی ہے۔اور روایتاً امام ابومسلم محمد بن احمد کاتب سے نو روایات۔شیخ القراء احمد بن عمر۔شیخ القراء قاضی احمد بن محفوظ۔شیخ القراء ابوالقاسم خلف موصوف۔امام ابوالحسن بن غلبون موصوف۔اور شیخ القراء عبدالرحمن بن مُعَدِّل سے ایک ایک روایت منسوب کی ہے اور اوسوقت سے یہی معمول ہے کہ ہر روایت تیسیر کے بیان کردہ طریقہ پر پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔اور جو بات اس کے مطابق نہو وہ خلاف طریقہ کہلاتی ہے۔

علامہ ابو عمرو دانی نے سند مین امام ابن مجاہد کا شیخ ہونے کی وجہ سے قُنبُل کو بزی سے اور ابن ذکوان کو علو سند اور تقدم وفات کی بنا پر ہشام سے اور دوری کو بوجہ علوِ سند ابوالحارث سے مقدم بیان کیا ہے۔علامہ ابو محمدؒ شاطبی کی وفات تک مراتب قرات کا یہی دستور تھا چنانچہ امام ممدوح سے آپ کے داماد امام کمال الدین ابوالحسن علی بن شجاع عباسی ضریرؒ نے روایات اسی طرح پڑہین تھین۔لیکن علامہ ممدوح نے اپنی کتاب شاطبیہ مین یا تو شعری ضرورت کی بنا پر یا بوجہ علوِ سند و تقدم وفات بزی کو قنبل سے اور حافظ حدیث ہونے اور متعدد شیوخ رکھنے کی وجہ سے ہشام کو ابن

ذکوان سے اور تقدم وفات کی بنا پر ابو الحارث کو دوری سے مقدم کر دیا۔ آپ کے بعد یہی ترتیب مروج ہو گئی چنانچہ محقق ابو الخیر جزری وغیرہ شیوخ متاخرین بلا استثنا قصیدہ کی ترتیب پر پڑھتے اور پڑھاتے تھے اور اب روئے زمین پر یہی ترتیب معمول بہا ہے مگر بعض حضرات سندون مین ترتیب قرارت کے خلاف تیسیر سے مراتب نقل کر دیتے ہین جو ایک بین فروگذاشت ہے۔ مین نے اسکو بدل کر ترتیب قراءۃ کے مطابق کر دیا ہے علامہ ابو عمر دانی نے بعض شیوخ کا کہین صرف نام سے اور کہین کنیت و نام سے کہین نسب سے اور کہین بلا نسب۔ کہین عرف سے اور کہین بلا عرف ذکر کیا ہے جس سے مبتدی ایک جانب۔ منتہی اونکو مختلف شیوخ تصور کر لیتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی بزرگ ہین۔ مین نے پہلے موقع پر نام و نسب وغیرہ مفصل لکھ کر بعد مین ہر جگہ ایک ہی پتہ سے درج کیا ہے۔ علامہ ابو عمرو دانی نے علو سند کی رعایت سے پہلے اپنے شیوخ روایت بتائے ہین پھر شیوخ قرائت۔ اور محقق ابو الخیر جزریؒ نے شیوخ روایت کا مطلق ذکر نہین کیا۔ یہ واقعہ ہے کہ اس فن کا مدار قرائت پر ہے نہ روایت پر۔ لہٰذا مین پہلے شیوخ قرائت بتاؤنگا اور پھر تبرکاً شیوخ روایت۔ علامہ ابو عمر دانی نے سند کے دو حصے کیے ہین ایک مین یکے بعد دیگرے قرار سبعہ تک اپنے شیوخ بتائے ہین اور ایک مین قرار سبعہ کے اساتذہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بیان کیے ہین۔ مین بھی اسی طرح بتاتا ہون۔ علامہ ابو عمر دانی نے ائمہ سبعہ کے مشائخ مین سے بعض حضرات کی سند کا اتصال بیان نہین کیا تھا۔ مین نے ان اوراق مین بعون اللہ تعالیٰ اس کو متصل کر دیا ہے

وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ فَأَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔ وَبِيَدِهٖ أَزِمَّةُ التَّحْقِيْقِ
وَهُوَ خَيْرُ عَوْنٍ وَخَيْرُ رَفِيْقٍ

Marfat.com

سند قراءۃ امام نافع مدنیؒ

روایت قالون

علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت قالون شیخ القراء امام ابو الفتح فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران حمصی ضریر مقریؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسن عبد الباقی بن حسن مقریؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابراہیم بن عمر مقریؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسین احمد بن عثمان بن جعفر بن بُلیان قطان مقری بغدادیؒ سے آپ نے شیخ القراء قاضی ابو بکر احمد بن محمد بن یزید بن اشعث بن حسان مقری بغداد المعروف بابی حسانؒ سے آپ نے شیخ القراء ابو جعفر محمد بن ہارون بن ابراہیم ربعی بزاز مقری بغداد المعروف بابی نشیطؒ سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابو موسیٰ عیسٰے بن مینا بن وردان بن عیسٰے بن عبد الرحمن بن عمر بن عبد اللہ مدنی زرقی معلم عربیہ الملقب بقالونؒ سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القراء احمد بن عمر بن محمد جیزی سے روایت کی آپ نے شیخ القراء محمد بن احمد بن منیر سے آپ نے شیخ القراء عبد اللہ بن عیسٰے قرشی مدنی سے آپ نے سیدنا قالون سے اخذ کی۔

روایت ورش

علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت ورش شیخ القراء امام ابو القاسم خلف بن ابراہیم بن محمد بن خاقان مقری مصرؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابو جعفر احمد بن اسامۃ تجیبیؒ اور شیخ القراء امام ابو بکر احمد بن محمد بن ابی الرجاء مصریؒ سے پڑھی۔ ان دونوں حضرات نے شیخ القراء امام ابو الحسن اسماعیل بن ...... عبد اللہ بن عمرو نحاس مصری سے پڑھی۔

ح اور نیز امام ابو القاسم خلف موصوفؒ نے روایت مذکور شیخ القراء امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ انماطیؒ سے پڑھی۔ آپ نے شیخ القراء امام ابو جعفر احمد بن اسحاق بن ابراہیم خیاطؒ سے آپ نے امام ابو الحسن اسماعیل نحاس موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو یعقوب یوسف بن عمرو بن یسار ازرق مدنی ثم المصریؒ سے آپ نے

Marfat.com

شیخ القرا سید الطائفہ[۲۹] ابو سعید عثمان بن سعید بن عبد اللہ بن عمرو بن سلیمان بن ابراہیم قبطی مصری قرشی بولاء الملقب بورش رح سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی[۲۴] رح نے روایت مذکور شیخ القرا ابو عبد اللہ احمد[۲۵] بن محفوظ قاضی مصر رح سے روایت کی آپ نے شیخ القرا احمد[۲۶] بن ابراہیم بن جامع رح سے آپ نے شیخ القرا ابو محمد بکر[۲۷] بن محمد بن سہل رح سے آپ نے شیخ القرا عبد الصمد[۲۸] بن عبد الرحمن عتیقی رح سے آپ نے سیدنا ورش[۲۹] رح سے اخذ کی۔

قالون و ورش نے تمام قرآن سید القرا امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابو رویم[۳۲] نافع رح بن عبد الرحمن بن ابی نعیم القاری اصفہانی مدنی مولی جعونہ بن شعوب لیثی سے بلا واسطہ پے در پے پڑھا۔

سند قراءۃ امام ابن کثیر مکی رح

روایت بزی

علامہ ابو عمرو دانی[۲۴] رح نے روایت بزی شیخ القرا مسند اندلس امام ابو القاسم[۲۵] عبد العزیز بن جعفر بن محمد بن اسحاق فارسی بغدادی مقری رح سے پڑھی۔ آپ نے شیخ القرا امام ابو بکر[۲۶] محمد بن حسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر بن مرثد النقاش موصلی مقری بغدادی رح سے آپ نے شیخ القرا امام ابو ربیعہ[۲۷] محمد بن اسحاق بن وہب ربعی مکی رح سے آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابو الحسن[۲۸] احمد بن محمد بن عبد اللہ بن قاسم بن نافع بن ابی بزۃ المعروف بزی رح مکی مؤذن مسجد الحرام سے پڑھی۔ آپ نے تمام قرآن شیخ القرا امام ابو القاسم[۲۹] عکرمہ بن سلیمان بن کثیر بن عامر مکی رح اور شیخ القرا امام[۳۰] ابو الاخریط وہب بن واضح مکی رح اور شیخ القرا امام[۲۹] عبد اللہ بن زیاد بن عبد اللہ بن یسار مکی رح سے پڑھا۔ ان تینوں حضرات نے شیخ القرا امام ابو[۳۱] اسحاق اسماعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین المعروف بالقسط سے پڑھا۔ بزی کہتے ہیں کہ آپ نے سید القرا امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابو معبد[۳۱]

Marfat.com

عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن عبداللہ بن زاذان بن فیروزان بن ھرمزداری مکی مولیٰ عمر بن علقمہ الکنانی سے براہ راست پڑھا۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القراء مسند زمانہ امام ابو مسلم محمد بن احمد بن علی کاتب بغدادی ثم المصری سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن مجاہد سے آپ نے شیخ القراء مضر بن محمد ضبی مخزومی قرشی مؤذن مکہ سے آپ نے سیدنا بزی سے اخذ کی۔

روایت قنبل

علامہ ابو عمرو دانی نے روایت قنبل شیخ القراء امام ابو الفتح فارس موصوف سے پڑھی۔ آپ نے شیخ القراء امام ابو احمد عبداللہ بن حسین بن حسنون سامری بغدادی مقرئ مصر سے آپ نے شیخ القراء امام ابو بکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد بغدادی مقرئ عراق المعروف بابی بکر بن مجاہد موصوف سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابو عمر محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن خالد بن سعید بن جرجہ مخزومی قرشی مکی المعروف بقنبل سے پڑھی۔ آپ نے تمام قرآن شیخ القراء امام ابو الحسن احمد بن محمد بن علقمہ بن نافع بن عمر بن صبیح بن عون النبال مکی المعروف بقواس سے پڑھا۔ آپ نے امام ابو الاخریط وہب بن واضح موصوف سے آپ نے امام اسمٰعیل بن عبداللہ قسط موصوف سے آپ نے شیخ القراء امام شبل بن عباد مکی اور شیخ القراء ابو الولید معروف بن مشکان مکی سے پڑھا۔ ان دونوں حضرات نے امام ابن کثیر سے پڑھا۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی نے روایت مذکور امام ابو مسلم محمد بن احمد کاتب موصوف سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن مجاہد موصوف سے آپ نے سیدنا قنبل سے اخذ کی۔

سند قراءۃ امام ابوعمرو بصری رح

روایت دوری

علامہ ابوعمرو دانی نے روایت دوری شیخ القرا امام ابوالقاسم عبدالعزیز فارسی موصوف سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابوطاہر عبدالواحد بن عمر بن ابی ہاشم محمد رح سے پے در پے ان گنت مرتبہ پڑھی آپ نے امام ابوبکر بن مجاہد موصوف سے آپ نے شیخ القراء امام ابوالزعراء عبدالرحمن بن عبدوس ہمدانی دقاق بیس مرتبہ پڑھی۔ آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابوعمر حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان ازدی دوری ضریر سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابوعمرو دانی نے روایت مذکور امام ابومسلم محمد بن احمد کاتب موصوف سے روایت کی۔ آپ نے ۳۰۰ھ میں شیخ القرا ابوعیسیٰ محمد بن احمد بن قطن رح سے آپ نے شیخ القراء ابوخلاد سلیمان بن خلاد سے آپ نے سیدنا دوری سے اخذ کی۔

اور نیز علامہ ابوعمرو دانی نے اصول ادغام امام ابومسلم محمد بن احمد کاتب موصوف سے اخذ کیے۔ آپ نے امام ابوبکر بن مجاہد موصوف سے آپ نے امام ابوالزعراء عبدالرحمن موصوف سے آپ نے سیدنا دوری رح سے حاصل کیے۔

روایت سوسی

علامہ ابوعمرو دانی نے روایت سوسی باظہار اول اور بادغام اول از مثلین ومتقاربین شیخ القرا امام ابوالفتح فارس موصوف سے پڑھی آپ نے شیخ القرا امام ابواحمد عبداللہ بن حسین بغدادی موصوف سے۔ آپ نے شیخ القرا امام ابوعمران موسیٰ بن جریر نحوی رقی ضریر سے آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابوشعیب صالح بن زیاد بن عبداللہ بن جارود سوسی رح سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابوعمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القرا امام ابوالقاسم خلف

موصوفؒ سے روایت کی آپ نے شیخ القراء ابو محمد حسن[26] بن حسین بن رشیق المعدلؒ سے آپ نے شیخ القراء رئیس المحدثین حافظ ابو عبدالرحمٰن[27] احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار النسائی صاحب سننؒ سے آپ نے سیدنا سوسیؒ[28] سے اخذ کی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو[24] دانیؒ نے اصول ادغام امام ابو الحسن[25] بن غلبونؒ سے روایت کئے آپ نے شیخ القراء عبداللہ[26] بن مبارکؒ سے آپ نے شیخ القراء جعفر[27] بن سلیمانؒ سے آپ نے سیدنا سوسی[28] سے اخذ کئے۔

دوری[29] اور سوسی[28] نے تمام قرآن شیخ القراء رئیس العلماء امام ابو محمد یحییٰ[30] بن مبارک بن مغیرہ عدوی مقری نحوی لغوی بغدادی المعروف بیزیدیؒ سے پڑھا۔ اور اصول ادغام روایت کئے۔ آپ نے تمام قرآن سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابو عمرو[31] بن العلاء بن عمار بن عریان بن عبداللہ بن حصین بن حارث بن جلہم بن عمرو بن خزاعی بن مالک بن مازن بن عمرو بن تمیم تمیمی مقری نحوی بصریؒ سے پڑھا اور اصول ادغام اخذ کئے۔

سند قراءۃ امام ابن عامر شامیؒ

روایت ہشام

علامہ ابو عمرو[24] دانیؒ نے روایت ہشام شیخ القراء امام ابو الفتح فارس[25] موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابو احمد عبداللہ[26] بن حسین بغدادی موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام محمد[27] بن احمد بن عبدان خرزجیؒ سے آپ نے شیخ القراء ابو الحسن احمد بن یزید[28] حلوانیؒ سے آپ نے شیخ الاسلام شیخ القراء سید الطائفہ ابو الولید ہشام[29] بن عمار بن نصیر بن میسرہ بن ابان سلمی خطیب جامع دمشقؒ سے پڑھی آپ نے تمام قرآن شیخ القراء امام ابو العباس صدقہ بن خالد دمشقی اموی بولائہ اور شیخ القراء امام ابو محمد سوید[30] بن عبدالعزیز بن نمیر سلمی بولا دمشقی اور شیخ القراء امام ابو الضحاک[31] عراک بن خالد

Marfat.com

بن یزید بن صالح بن صبیح مُرّی دمشقیؒ۔ اور شیخ القراء امام ابوسلیمان ایوبؒ بن تمیم تمیمی دمشقیؒ سے پڑھا۔

ان چاروں حضرات نے شیخ القراء امام ابوعمرو یحییٰ بن حارث ذماری غسانی دمشقی شامی سے پڑھا۔

ح اور نیز علامہ ابوعمرو دانیؒ نے روایت مذکور شیخ القراء امام ابومسلم محمد بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی۔ آپ نے امام ابوبکر بن مجاہد موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابوعبداللہ الحسینؒ بن علی بن حماد بن مہران جمال سے آپ نے امام احمد بن یزید حلوانی موصوف سے آپ نے سیدنا ہشامؒ سے اخذ کی۔

روایت ابن ذکوان

علامہ ابوعمرو دانیؒ نے روایت ابن ذکوان شیخ القراء امام ابوالقاسم عبدالعزیز فارسی موصوفؒ سے پڑھی آپ نے امام ابوبکر محمد بن حسن نقاش موصلی بغدادی موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابوعبداللہ ہارون بن موسیٰ بن شریک اخفش تغلبی نحویؒ سے جامع دمشق میں پڑھی آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابوعمرو عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان قرشی فہری امام جامع دمشق سے حاصل کی آپ نے تمام قرآن شیخ القراء امام ابوسلیمان ایوب بن تمیم موصوف سے پڑھا۔ آپ نے شیخ القراء امام یحییٰ بن حارث ذماری موصوف سے پڑھا۔

ح اور نیز علامہ ابوعمرو دانیؒ نے روایت مذکور امام ابومسلم محمد بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابوبکر بن مجاہد موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء محمد بن یوسف تغلبیؒ سے آپ نے سیدنا ابن ذکوانؒ سے اخذ کی سیدنا یحییٰ ذماریؒ نے تمام قرآن سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابوعمران عبداللہ بن عامر بن یزید بن تمیم بن ربیعہ یحصبی قاضی و امام جامع دمشق و شیخ القراء دمشق سے پے در پے پڑھا۔

Marfat.com

سند قراءة امام عاصم کوفیؒ

روایت ابو [illegible]

علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت ابو بکر شیخ القراء امام ابوالفتح فارس موصوفؒ سے پڑھی۔ آپ نے شیخ القراء امام ابوالحسن عبدالباقی موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن احمد بغدادیؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو بکر یوسف بن یعقوب بن حسین واسطیؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو بکر شعیب بن ایوب بن رزیق بن معبد بن شیطا صریفینی سے پڑھی۔

ح اور نیز روایت مذکور امام ابوالفتح فارسؒ موصوف نے شیخ القراء ابو احمدؒ عبداللہ بن حسین بغدادی موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام احمد بن یوسف قافلائی سے آپ نے امام ابو بکر شعیب بن ایوب صریفینیؒ موصوف سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام المحدثین ابو ذکریا یحییٰ بن آدم بن سلیمان اموی بولا سے پڑھی آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابو بکر شعبہ بن عیاش بن سالم اسدی بولا کوفی حناط سے حاصل کی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت مذکور شیخ القراء امام ابو مسلم محمد بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن مجاہد موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابراہیم بن احمدؒ سے آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القراء امام ابو جعفر احمد بن عمر بن حفص بن فہم بن واقد کندی ضریر المعروف بالوکیعیؒ سے آپ نے امام یحییٰ بن آدم موصوفؒ سے آپ نے سیدنا ابو بکرؒ سے اخذ کی۔

روایت حفص

علامہ ابو عمرو دانی نے روایت حفص شیخ القراء امام ابوالحسن طاہر بن امام ابوالطیب عبدالمنعم بن عبیداللہ بن غلبون بن مبارک حلبی شیخ الاقراء مصر المعروف بابی الحسن بن غلبونؒ سے پڑھی اور روایت کی آپ نے شیخ القراء امام ابوالحسن

Marfat.com

علی بن محمد بن صالح بن داؤد ہاشمی ضریر شیخ الاقراء بصرہؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو العباس احمد بن سہل بن فیروزان اشنانی مقری ؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو محمد عبید بن صباح بن صبیح نہشلی کوفی مقری بغدادیؒ سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابو عمر حفص بن سلیمان بن مغیرہ اسدی کوفی غاضری بزاز ربیب امام عاصم سے پڑھی اور روایت کی۔

ابو بکر اور حفص نے تمام قرآن سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابو بکر عاصم بن ابی النجود (وابن بہدلہ) اسدی بولا کوفیؒ سے پے در پے بلا واسطہ پڑھا۔

سند قراۃ امام حمزہ کوفیؒ

روایت خلف

علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت خلف شیخ القراء امام ابو الحسن بن غلبون موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسن محمد بن یوسف بن نہار حرتکی مقری بصرہؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو الحسین احمد بن بویان موصوفؒ سے آپنے شیخ القراء امام ابو الحسن ادریس بن عبد الکریم حداد بغدادیؒ سے آپنے شیخ القراء سید الطائفہ ابو محمد خلف بن ہشام بن ثعلب بن غراب بغدادی بزار سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القراء امام ابو مسلم محمد بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن مجاہد موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء ابو الحسن ادریس حداد موصوفؒ سے آپنے سیدنا خلفؒ سے اخذ کی۔

روایت خلاد

علامہ ابو عمرو دانیؒ نے روایت خلاد شیخ القراء امام ابو الفتح فارس موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابو احمد عبد اللہ بن حسین بغدادی موصوفؒ سے آپنے شیخ القراء امام ابو الحسن محمد بن احمد بن ایوب بن صلت بن شنبوذ مقری بغدادؒ سے آپ نے شیخ القراء امام ابو بکر محمد بن شاذان بن یزید جوہری

Marfat.com

بغدادیؒ سے آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابو عیسےٰ[29] خلاد بن خالد صیرفی کوفی شیبانی بولا سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ[24] ابو عمرو دانیؒ نے روایت مذکور شیخ القرا امام ابو مسلم[25] محمد بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن[26] مجاہد موصوفؒ سے آپ نے شیخ القرا امام یحیٰی[27] بن احمد بن ہارون المرزوقؒ سے آپ نے شیخ القرا امام احمد بن یزید[28] حلوانی موصوف سے آپ نے سیدنا خلادؒ[29] سے اخذ کی۔

خلفؒ[9] اور خلادؒ[29] نے تمام قرآن شیخ القرا امام الزاہد ابو عیسےٰ[ ] سُلَیم بن عیسےٰ بن سُلَیم بن عامر بن غالب حنفی بولا مقریٔ کوفہ سے پڑھا۔ آپ نے تمام قرآن سید القرا امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابو عمارۃ[12] حمزۃ بن حبیب بن عمارۃ بن اسماعیل الزیّات کوفی فرضی تیمی بولا سے دس مرتبہ پڑھا۔

سند قراءۃ امام کسائی کوفی رحمہ اللہ

روایت ابوالحارث

علامہ ابو عمرو[24] دانیؒ نے روایت ابوالحارث شیخ القرا امام ابوالفتح[26] فارس موصوفؒ سے پڑھی آپ نے شیخ القرا امام ابوالحسن[26] عبدالباقی موصوفؒ سے آپ نے شیخ القرا امام ابوالقاسم زید[32] بن علی بن احمد بن محمد بن عمران بن ابی بلال عجلی کوفیؒ سے آپ نے شیخ القرا امام ابوالحسن[33] احمد بن حسن مقریٔ بغداد المعروف بالبطیؒ سے آپ نے شیخ القرا امام[34] ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ بغدادی المعروف بکسائی صغیرؒ سے آپ نے شیخ القرا سید الطائفہ ابوالحارث[35] لیث بن خالد مروزی بغدادی نحویؒ سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو[24] دانی نے روایت مذکور شیخ القرا امام ابو مسلم[25] محمد بن احمد کاتب موصوفؒ سے روایت کی آپ نے امام ابو بکر بن[26] مجاہد موصوفؒ سے آپ نے امام کسائیؒ[34] صغیر موصوفؒ سے آپ نے سیدنا ابوالحارث[35] سے اخذ کی۔

Marfat.com

روایت دوری

علامہ ابو عمرو دانی نے روایت دوری شیخ القراء امام ابوالفتح فارس موصوف سے پڑھی آپ نے شیخ القراء امام ابوالحسن عبدالباقی موصوف سے آپ نے شیخ القراء امام ابوبکر محمد بن علی بن حسن بن جلندی موصلی سے آپ نے شیخ القراء امام ابوالفضل جعفر بن محمد بن اسد النصیبی ضریر مقری نصیبین سے آپ نے شیخ القراء سید الطائفہ ابو عمر حفص بن عمر دوری تلمیذ یزیدی موصوف سے پڑھی۔

ح اور نیز علامہ ابو عمرو دانی نے روایت مذکور شیخ القراء امام ابو محمد عبدالرحمن بن عمر بن محمد بن معدل نحاس سے روایت کی آپ نے شیخ القراء امام عبداللہ بن احمد سے آپ نے شیخ القراء امام ابوالفضل جعفر بن محمد نصیبی موصوف سے آپ نے سیدنا دوری سے اخذ کی۔

ابوالحارث اور دوری نے تمام قرآن سید القراء امام الائمہ شیخ المشائخ امام ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن قیس (بہمن) بن فیروز اسدی بولا نحوی کوفی سے بلاواسطہ پڑھا۔

حصہ پنجم از حضرات قراء سبعہ تا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

رجال امام نافع مدنی

امام نافع نے ستر تابعین سے قرآن پڑھا اونکے منجملہ سات حضرات مشہور ہیں۔ سید القراء شیخ الشیوخ امام ابو جعفر یزید بن قعقاع قاری مدنی مخزومی بولا صاحب قراءۃ ہشتم اور سید القراء امام ابوداؤد عبدالرحمن بن ہرمز اعرج مدنی مولی ربیعۃ بن حارث اور سید القراء امام ابوروح یزید بن رومان اسدی مولی آل زبیر مدنی اور سید القراء امام شیبۃ بن نصاح بن سرجس قاضی مدینہ مولی ام المومنین ام سلمہ اور سید القراء

Marfat.com

امام ابوعبداللہ مسلم بن جُندُب ھذلی قاضی مدینہ اور سید القراء امام صالح بن خوات بن حبیب بن نعمان انصاری مدنی اور سید القراء رئیس المحدثین امام الفقہاء والمفسرین امام ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن حارث بن زُہرہ بن کلاب بن مُرّۃ زُہری قرشی مدنی۔

امام زہری نے سید التابعین امام الزاہدین محی السنۃ امام ابو محمد سعید بن المسیب بن محزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم مخزومی قرشی سے پڑھا۔

امام ابوجعفر یزید بن قعقاع قاری اور امام ابوداؤد عبدالرحمٰن اعرج نے تمام قرآن سیدنا حضرت ابوالعباس عبداللہؓ بن عباسؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی قرشی اور سیدنا حضرت ابوربیعہؓ عبداللہ بن عیاش بن عمر بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم مخزومی قرشی اور سیدنا حضرت ابوہریرہؓ بن عامر بن ذی الشری بن طریف بن عتاب دوسی سے پڑھا۔

امام ابوروح یزید بن رومان نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوربیعہؓ سے پڑھا۔ حضرت سعید بن المسیب نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے پڑھا۔ امام شیبہ بن نصاح اور امام مسلم بن جندب نے حضرت ابوربیعہ سے پڑھا۔ اور امام صالح بن خوات نے حضرت ابوہریرہؓ سے پڑھا۔

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابوربیعہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے تمام قرآن سید المسلمین سیدنا حضرت ابوالمنذرؓ اُبّی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بخاری خزرجی انصاری سے پڑھا۔

نیز حضرت ابن عباس نے سید المسلمین کاتب وحی سیدنا حضرت ابوسعید زیدؓ بن ثابت بن ضحاک بن زید بخاری خزرجی انصاری سے پڑھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت ابیؓ اور حضرت زیدؓ نے حضور سرور دوعالم فخر بنی آدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا

رجال امام ابن کثیر مکیؒ

امام ابن کثیرؒ نے تمام قرآن سید القرا امام ابو الحجاج مجاہد بن جبیرؒ مولیٰ سائب بن ابی السائب مخزومی مقری مکہ اور سید القرا درباس مولیٰ حضرت ابن عباسؓ اور سید القرا حضرت ابو السائب عبداللہ بن سائب بن ابی السائب صیفی مخزومی قرشی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

حضرت ابو السائبؓ نے امیر المومنین سید المسلمین سیدنا حضرت ابو حفص عمرؓ بن الخطاب بن نفیل عدوی قرشی خلیفہ دوم اور حضرت اُبیؓ سے پڑھا۔

امام مجاہدؒ نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو السائبؓ سے اور درباس نے اپنے آقا حضرت ابن عباسؓ سے پڑھا آپ نے حضرت اُبیؓ اور حضرت زیدؓ سے اخذ کیا حضرت عمرؓ اور حضرت اُبیؓ اور حضرت زیدؓ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

رجال امام ابو عمرو بصریؒ

امام ابو عمرو نے حجاز و عراق کے ستّرہ شیوخ سے قرآن پڑھا۔ ازاں جملہ یہ تیرہ حضرات تابعین کے طبقۂ دوم وسوم سے تعلق رکھتے ہین۔

ان مین سے امام ابو جعفر یزید بن قعقاع قاریؒ اور امام ابو روح یزید بن رومانؒ اور امام شیبہ بن نصاح قاضیؒ اور سیدالقرا امام ابو عبداللہ عکرمہ بربری مولیٰ حضرت ابن عباسؓ مدنی ہیں۔

امام مجاہد بن جبرؒ اور امام ابن کثیرؒ اور سید القرا امام الفقہا امام ابو محمد عطا بن ابی رباحؒ مکی ہین۔

Marfat.com

سید القراء، سند الاتقیاء صاحب کرامات باہرہ امام ابو محمدؒ سعید بن جبیر والبی اسدی بولاؒ اور امام عاصمؒ بن ابی النجودؒ کوفی ہیں۔

اور سید القراء امام ابو العالیہؒ رفیع بن مہران ریاحی بولا رحؒ اور سید القراء، تاج الاولیاء، خواجہ ابو سعیدؒ حسن بن ابی الحسن یسارؒ اور سید القراء امام ابو سلیمان یحییٰ بن یعمر قیسی قاضی مروؒ اور سید القراء امام نصرؒ بن عاصم بن عمرو بن خالد لیثی بصریؒ ہیں۔

امام عطاءؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور سیدنا عکرمہ بربری اور امام سعید بن جُبیر نے حضرت ابن عباسؓ سے پڑھا۔

امام عاصمؒ کی سند آیندہ بیان ہوگی۔ اہل مدینہ اور اہل مکہ میں سے باقی حضرات کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

امام ابو العالیہؒ نے حضرت عمرؓ اور حضرت اُبیؓ اور حضرت زیدؓ سے براہ راست بھی پڑھا۔ اور حضرت ابن عباس سے بھی اخذ کیا۔

خواجہ حسن بصری نے امام ابو العالیہ موصوف اور سید القراء امام حطان بن عبد اللہ رقاشیؒ سے پڑھا۔ آپ نے سید المسلمین حضرت ابو موسیٰؓ عبد اللہ بن قیس بن سلیم اشعریؓ سے پڑھا۔

سیدنا یحییٰؒ بن یعمر اور سیدنا نصرؒ بن عاصم نے سید القراء ابو الاسود بن عمرو بن سفیان دُؤلی بصری واضع نحو سے پڑھا۔ آپ نے امیر المؤمنین سید المسلمین جامع القرآن حضرت ابو عبد اللہ عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف اموی قرشی خلیفہ سوئمؓ اور امیر المومنین سید المسلمین حضرت ابو الحسن علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی قرشی خلیفہ چہارمؓ سے پڑھا۔

ان تیرہؒ شیوخ کے علاوہ امام ابو عمرو نے طبقہ چہارمؒ کے چار شیوخ سید القراء عکرمہؒ بن خالد بن ابی العاص بن ہشام بن مغیرہ مخزومی قرشی مکیؒ اور سید القراء

ابو صفوان[15] حمید بن قیس اعرج مکیؒ اسدی بولًا اور سید القراء ابو حفص[16] محمد بن عبد الرحمٰن بن محیصن سہمی مکیؒ اور سید القراء عبد اللہ[17] بن ابی اسحاق زید بن حارث حضرمی بصری سے پڑھا۔

عکرمہ بن خالد نے سیدنا عکرمہ بربری مدنی اور امام مجاہد بن جبر اور سیدنا سعید بن جبیر سے اور حمید بن قیس نے امام مجاہد بن جبر سے اور محمد بن عبد الرحمٰن سہمی نے امام مجاہد بن جبر و درباس سے اور عبد اللہ حضرمی نے امام یحییٰ بن یعمر و امام نصر بن عاصم سے پڑھا۔

ان سب حضرات اور حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

حضرت عمرؓ۔ حضرت ابیؓ۔ حضرت زیدؓ۔ حضرت ابو موسیٰؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ اور حضرت علیؓ نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

رجال امام ابن عامر شامیؒ

امام ابن عامرؒ نے تمام قرآن سید القراء امام ابو الہاشم مغیرہ بن ابی شہاب عبد اللہ بن عمر بن مغیرہ مخزومیؒ قرشی شیخ الاقراء دمشقؒ اور سید المسلمین حضرت ابو محمد فضالہؓ بن عبید بن ناقہ بن قیس بن حبیب اوسی انصاری اور سید المسلمین حضرت واثلہؓ بن اسقع بن کعب بن عامر لیثی اور سید المسلمین سیدنا حضرت ابو الدرداء عویمر بن عامر بن قیس بن امیہ بن عامر خزرجی انصاری صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

مغیرہؒ نے حضرت عثمانؓ سے حضرت فضالہؓ اور حضرت واثلہؓ نے حضرت ابو الدرداءؓ سے پڑھا۔

حضرت عثمان اور حضرت ابو الدرداء نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا۔

یحییٰ ذماری کہتے ہیں کہ امام ابن عامر نے حضرت عثمانؓ سے براہ راست بھی پڑھا ہے بعض حضرات اسکو صحیح نہیں کہتے۔ لیکن علامہ دانی نے شیخ ابو علی سے اسکی صحت نقل کی ہے۔

Marfat.com

رجال امام عاصم کوفیؒ

امام عاصمؒ نے تمام قرآن سید القرا امام ابو عبد الرحمنؒ عبد اللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمی ضریر شیخ الاقرار کوفہ اور سید القرا امام ابو مریم زر بن حُبَیش بن حباشہ بن اوس بن ہلال اسدی کوفی اور سید القرا ابو عمر سعد بن الیاس شیبانی کوفی سے پڑھا۔ شیبانی نے سید المسلمین حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہؓ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی سے پڑھا۔ اور سیدنا زرؒ نے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہؓ بن مسعود سے پڑھا۔ اور امام ابو عبد الرحمنؒ سلمی نے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت عبد اللہؓ بن مسعود حضرت اُبیؓ اور حضرت زیدؓ سے پڑھا۔

ان پانچوںؓ حضرات نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا۔

رجال امام حمزہ کوفیؒ

امام حمزہ نے تمام قرآن سید القرا امام ابو محمدؒ سلیمان بن مہران اعمش کوفی اسدی کاہلی بولا اور سید القرا امام ابو محمدؒ طلحہ بن مصرف بن عمرو بن کعب یامی ہمدانی کوفی اور سید القرا امام ابو اسحٰق عمرو بن عبد اللہ بن عبید سبیعی کوفی اور سید القرا امام ابو حمزہؒ حمران بن اعین کوفی شیبانی بولا اور سید القرا مغیرہ بن مقسم ضبّی کوفی اور سید القرا ابو عتابؒ منصور بن معتمر بن عبد اللہ بن ربیعہ سلمی کوفی اور سید القرا قاضی ابو عبدؒ الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلے انصاری قاضی کوفہ اور سید القرا امام الامۃ امام ابو عبد اللہ جعفر صادق بن محمد بن علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ ہاشمی قرشی مدنی سے پڑھا۔

امام جعفر صادقؒ نے اپنے والد ماجد سید القرا سیدنا امام ابو جعفر محمدؒ باقر سے آپ نے اپنے پدر گرامی قدر سید القرا امام الزاہد سیدنا امام ابو محمد علی

Marfat.com

زین العابدینؒ سے آپ نے اپنے عالی قدر والد سید القراء سید المؤمنین سیدنا امام ابو عبداللہ الحسین شہید کربلا علیہ السلام سے آپ نے اپنے پدر عالیشان امیر المؤمنین حضرت علیؓ مرتضیٰ سے پڑھا۔

امام اعمشؒ اور طلحہؒ بن مُصَرفؒ نے سید القراء امام یحییٰ بن ثابؒ کوفی اسدی بولاسے پڑھا۔ آپ نے امام ابوعبدالرحمٰنؒ سلمی اور سیدنا زرؓ بن حُبیش اور سید القراء امام ابوشبیل علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن قیس نخعی کوفیؒ اور سید القراء ابوعمر اسود بن یزید بن قیس نخعی کوفیؒ اور سید القراء ابوسلیمان زید بن وہب کوفیؒ اور سید القراء ابوعمر عَبِیدہ بن عمر سَلمانی مُرادی کوفیؒ اور سید القراء ابوعائشہ مسروق بن اجدع کوفیؒ اور سید القراء ابومعاویہ عبید بن نُضَیلہ خزاعی کوفیؒ سے پڑھا۔

امام سلمیؒ اور حضرت زرؒ کی سند اوپر بیان ہوئی باقی حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پڑھا۔ نیز عَبِیدؒ بن نُضَیلہ نے سیدنا علقمہؒ سے بھی پڑھا ہے۔

ابواسحاق سبیعیؒ نے امام ابوعبدالرحمٰنؒ سلمی اور سیدنا زرؒ بن حبیش موصوفین اور سید القراء عاصمؒ بن ضمرہ سلولی کوفی اور سید القراء ابوزہیرؒ حارث بن عبداللہ ہمدانی کوفی سے پڑھا۔ موخر الذکر دونوں حضرات نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پڑھا۔
(۲۰) حمران بن اعین [illegible] (۲۱) امام باقر [illegible] اور عبید بن نضیلہ سے بھی
مغیرہؒ بن مقسم نے سید القراء امام الفقہاء سیدنا امام ابوعمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی کوفیؒ سے پڑھا۔ آپ نے سیدنا امام علقمہ موصوفؒ سے پڑھا۔

منصورؒ بن معتمرؒ نے سیدنا سعید بن جبیرؒ والبی موصوف سے پڑھا۔ اور قاضی محمدؒ بن ابی لیلیٰ نے سید القراء منہالؒ بن عمرو اسدی کوفی سے پڑھا۔ آپ نے بھی سیدنا سعید بن جبیرؒ سے پڑھا۔

ان سب حضرات کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

رجال امام کسائی کوفی

امام کسائیؒ نے تمام قرآن قاضی محمد ابنؒ ابی لیلیٰ اور امام حمزہؒ اور سیدنا ابوبکرؒ

بن عیاش اور سید القراء ابو اسحاق اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر مدنی انصاری زرقی بولا اور سید القراء ابو عمر عیسےٰ بن عمر اسدی ہمدانی کوفی اور سید القراء ابو الصلت زائدہ بن قدامہ ثقفی کوفیؒ سے پڑھا۔

لیکن آپ کی قراءۃ کا ماخذ امام حمزہؒ کی قراءۃ ہے۔

مقدم الذکر تینوںؒ حضرات کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

اسماعیل بن جعفر انصاری نے سیدنا شیبہؒ بن نصاح قاضی اور امام نافع اور سید القراء ابو الحارث عیسیٰ بن وردان الحذاء اور سید القراء ابو الربیع سلیمان بن مسلم بن جماز زہری مدنیینؒ سے پڑھا۔ عیسےؒ بن وردان اور سلیمان بن جماز نے تمام قرآن سید القراء امام ابو جعفر یزید بن قعقاع قاری مدنی سے پڑھا۔

عیسیٰ بن عمر ہمدانی نے امام عاصمؒ اور امام اعمش اور سیدنا طلحہؒ بن مصرف سے پڑھا۔ اور زائدہؒ نے امام اعمشؒ سے پڑھا۔

ان سب حضرات کی سند کا اتصال اوپر بیان ہوا۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۝

وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ ۝

احقر سے عزیز سعید

مجھے جو کچھ شیوخ سے پہونچا تھا میں نے انکو بتا دیا۔ فَمَنۡ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ؕ اور میں نے حتی الامکان غلطیوں کے درست کرانیکی سعی کرتے ہوئے اختلافات کے بارہ میں ہرجگہ مذہب منصور بتایا ہے میں ان کو یہ سند اور اجازت دیتا ہوں کہ وہ میرے سے قرات سبعہ مکررہ متواترہ افراداً اور جمعاً نقل و روایت کریں۔ خود پڑہیں اور طلبا کو پڑہائیں جسکو لائق دیکھیں اس کو سند دیں لیکن طرق تیسیر و شاطبیہ سے جو میری کتاب اصول سبعہ قرات متواترہ میں درج ہیں تجاوز نہ کریں۔

اور میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ اختلافات جائز و تخییری کو اختلافات واجب کے مانند لازم نہ بنائیں۔ ہمیشہ روایات کو افراداً پڑہیں۔ اور پڑھائیں خلط طرق درروایات و قرات سے بچیں۔ اور۔ یاد رکھیں کہ صدر اول سے آخر چوتھی صدی تک جمع کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ پانچوین صدی کے شیوخ نے جمع کا قاعدہ ان لوگون کی سہولت کے لئے نکالا تھا جو افراداً طرق طرق پڑہکر معرفت تامہ حاصل کر لیتے تھے۔ اور یہ حضرات مبتدی کو جمع ہرگز نہیں پڑہاتے تھے۔

محقق ابوالخیر جزری کے زمانہ تک یہی دستور رہا تھا۔ خود محقق جیسے فاضل اجل کو جو پہلے کئی شیوخ سے سبعہ اور عشرہ پڑھ چکے تھے۔ بعض حضرات نے جمع پڑہانے سے باین وجہ انکار کر دیا کہ محقق نے قرات افراداً ان کو نہیں سنائی تھیں۔ لیکن چونکہ چند صدیون سے علماء نے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کے سوا اس فن شریف سے بیگانگی اختیار کر لی۔ صاحبان وسعت نے غربا کے سر ڈالدیا۔ اور شوق و ہمت میں قصور آگیا۔ لہذا شیوخ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ القادفن کی نیت سے مبتدیون کو جمع پڑہانے لگے۔

کوشش سے صدر اول کے طریقہ کو جو خیرالقرن تھا رواج دینے کی سعی کریں۔

Marfat.com

نیز یاد رکھین کہ اس فن کا مدار صرف تواتر روایت پر ہے۔ اور اسوقت دنیامین قرآات عشرہ سے زیادہ کوئی قراۃ متواترہ موجود نہین اور اس فن شریف مین قیاس کا مطلق دخل نہین۔

وجوہات ضربی حسابی پڑھنے اور پڑھانے سے قطعاً پرہیز کرین۔ جو بدعت ہونے کے علاوہ حرمت کتاب اللہ اور اخلاص کے خلاف ہین۔

علاوہ ازین اس سے طلباء کا وہ عزیز وقت ضائع ہوتا ہے جس کے لئے صدر اول کے طریقہ کو چھوڑا گیا تھا۔

قرآن کی خدمت لوجہ اللہ کرین۔ عجب و پندار وریاکاری و تفاخر و بدخلقی اور دیگر عادات ناپسندیدہ سے بچین۔ جو اہل ہو اس کو بتانے مین ہرگز بخل نکرین۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَتَمَ عِلْمًا مِّنْ اَھْلِہٖ اُلْجِمَ بِلِجَامٍ النَّارِ۔ اور نااہلون کے درپے نہ ہون۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلَّمَ نَااَھْلًا فَقَدْ قَلَّدَ الْخَنَازِیْرَ ٥

یاد رکھین کہ سات چیزین قرأات معلوم کرنے کا وسیلہ ہین۔ اوّل زبان عربی دوّم تجوید۔ سوّم رسم عثمانی۔ چہارم وقف و ابتدا۔ پنجم فواصل یعنے رؤس آیات ششم سند ہفتم متعلقات ابتداء و ختم۔ ان کے حصول واستحضار کی سعی کرین۔ جو لوگ ان کو نہین جانتے وہ پڑھانے مین غلطی سے مصئون نہین رہ سکتے۔

نیز یاد رکھین کہ حمزہ وہشام کی وجوہ وقفی مین بعض شراح شاطبیہ اور بعض دیگر مصنفین نے شدید مغالطے پیدا کر کے ایسی وجوہات تجویز کر دین جنکا پڑھنا اثر و قیاس اور روایت و درآیت کے خلاف ہے اور اکثر قرآنون مین وہ بن گئی ہین ان سے بچین۔ اور اس بارہ مین میری کتاب سے عدول نکرین۔ قران کو تماشا نہ بنائین اور نہ حطام دنیا کے بدلے فروخت کرین۔

Marfat.com

یاد رکھیں کہ سند و استناد کا فائدہ اس فن شریف کی اہمیت کا سمجھنا اور روایات وطرق کا معلوم کرنا ہے۔

طلباء کے ساتھ پڑھانے اور بتانے میں شفقت برتیں۔ بری عادات کی اصلاح نرمی سے کرائیں۔ نصیحت مہربانی سے کریں۔ اہل مقدور اور غیر مستطیع تلامذہ میں امتیاز نہ کریں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ عزیز موصوف کو استقامت عطا کرے۔ خادم قرآن بنائے اور سلف صالحین کے مسلک پر چلائے جیسا کہ میرا گمان ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارشاد۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ۔ کے مطابق اس مقدس گروہ کے ساتھ حشر کرے۔

اور اگر وہ اس کے خلاف ہوں تو کُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ اور وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کے مطابق میں بری الذمہ ہوں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ صَلٰوةً وَّسَلَامًا تُبَلِّغُنَا بِهَا دَرَجَاتِ الْمُحْسِنِيْنَ وَنَنْتَظِمُ مَعَهُمْ فِيْ سِلْكِ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ۔ اٰمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اسلاف کرام کی شفاعت اور اقران واخلاف کی دعا کا محتاج

اَلْعَبْدُ الْمُذْنِبُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الْاِسْلَامِ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ

وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِمَا وَاِلَيْهِ بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ

مورخہ ـــــــ از پانی پت

دستخط .

Marfat.com

استدعا

عربی زبان مین امام العلامہ ابوعمرو دانی اندلسیؒ متوفی سنہ ۴۴۴ھ۔ علامہ ابومعشر عبدالکریم طبری نزیل مکہ متوفی سنہ ۴۷۸ھ علامہ ابوالعلاء عطار ہمدانیؒ متوفی سنہ ۵۶۹ھ علامہ ابومحمد قاسم شاطبی اندلسیؒ متوفی سنہ ۵۹۰ھ علامہ شمس الدین ذہبیؒ متوفی سنہ ۷۴۸ھ علامہ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد جزریؒ متوفی سنہ ۸۳۳ھ علامہ سراج الدین عمر بن علی بن الملقنؒ متوفی سنہ ۸۰۴ھ علامہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانیؒ متوفی سنہ ۸۵۲ھ وغیرہ بہت سے حضرات نے طبقات القراء کے نام سے خدامِ القرآن کے حالات مین کتابین لکھی ہین۔ لیکن اب چند صدیون سے یہ سلسلہ وہان بھی بند ہوگیا اردو مین تو کون لکھتا ہندوستان کے علماء نے ادہر توجہ ہی نہین کی۔ دیگر علوم وفنون کے مشاہیر و ماہرین کے تذکرے لکھے گئے۔ مگر حاملین قرآن کو کسی نے یاد نہ کیا اس غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہندوستان مین اس فن کے جو نقّاد و ماہر پیدا ہوتے اون کے حالات کجا سنینِ وفات بھی ہمین معلوم نہ ہو سکے۔ دہلی کی بربادی نے جو عہد مغلیہ مین اس فن کا مرکز تھا اس تباہی کو اور بھی ہولناک بنا دیا حتےٰ کہ سندون کے اندر کاتبون کی مہربانی سے بعض شیوخ کے نام بھی غلط ہو گئے۔

مجھے سنہ ۱۳۴۲ھ مین سند کے تصحیح اور شیوخ کے سنین وفات معلوم کرنیکا خیال پیدا ہوا اور جب اسمین کچھ کچھ کامیابی نظر آئی تو مختصر سوانح حیات جمع کرنیکا دھیان آیا۔ اسوقت سے اس دہن مین لگا ہوا ہون۔

میرے جیسے کم مایہ و بے بضاعت اور چھوٹے قصبہ کے رہنے والے کیلئے یہ کام جتنا دشوار ہے

وہ میں جانتا ہوں۔ بدقسمتی سے اسوقت تک مجھے طبقات القراء کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا اور شاید ہندوستان میں نہ ملے۔ تاہم میں نے کچھ مواد فراہم کیا ہے۔

تیسری صدی تک جو شیوخ قراءت حدیث بھی روایت کرتے ہیں اُن کے وقائع زندگی رجال کی کتابوں سے کم وبیش معلوم ہوگئے۔ اور بعض حضرات کے حالات عُلما کی تاریخ اور سِیَر وغیرہ کی مختلف کتابوں سے اخذ کئے گئے۔

بزرگانِ پانی پت کے حالات معتبر حضرات اور مختلف نسب ناموں اور اُن کے خاندانی کاغذات سے لئے۔ اِس سعی میں چھ سال صَرف ہو چکے۔ مگر ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ دیکھئے زندگی میں پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

اُن خادمانِ قرآن واہلِ علم حضرات اور امراءِ عالی قدر سے التماس ہے کہ جن کے قبضہ میں اس قسم کی قدیم کتابیں ہوں وہ احقر کو اُن کے مطالعہ کا موقع دیں۔ اور جن حضرات کو اس سند کے بزرگوں میں کسی کا کچھ حال معلوم ہو وہ اِس سیہ عاجز کو آگاہی بخشیں۔ وَاللّٰهُ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

نظر الطاف کا امیدوار

خاکسار

ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ

(پانی پت)

اعتذار

افسوس کہ باوجود سخت جدوجہد کے چار غلطیاں رہ گئیں یعنی صفحہ نمبر ۲ سطر نمبر ۱۳ میں "اور" زائد بن گیا اور صفحہ نمبر ۹ سطر نمبر ۱۸ میں یوسف بن سلار کی بجائے یوسف سلار چھپ گیا اور صفحہ نمبر ۱۲ پر الملقب کی بجائے المقلب لکھا گیا اور صفحہ نمبر ۲۴ پر کاتب نے شیخ القراء حمران بن اعین کوفی کے شیوخ چھوڑ دیئے آپ نے امام محمد باقرؒ ابو الاسود دؤلی اور عبید بن نضیلہ سے پڑھا ہے۔ محی الاسلام عفی عنہ

شائقین سبعہ قرأت کو مژدہ

یہ فن مسلمانوں کی خاص توجہ کا مستحق ہے اور موجودہ لاپرواہی سے خوف ہے کہ ہم وعید یارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔ کے مصداق نہ بنجائیں۔ اس فن کی معتبر کتابیں عربی میں ہیں جس سے غیر عربی دان حضرات استفادہ نہیں کر سکتے اور آج تک اردو میں کوئی کتاب محققانہ طرز پر نہیں لکھی گئی لہٰذا اس کمی کو پورا کرنیکے لیے ہمارے حضرت قبلہ جناب قاری حافظ مولوی اَبُو مُحَمَّد مُحْیُ الْاِسْلَام صاحب نے ایک کتاب موسومہ اصولِ سبعہ قرأت بطریق تیسیر و شاطبیہ اردو میں تالیف فرمائی ہے۔

جو نہ صرف شائقین کو عربی کی قید سے چھڑا دیگی بلکہ مختلف مصنفین و مؤلفین و شارحین کی مغالطوں اور مبتدعہ وجوہاتِ ضربی کے گرد ابوں سے نکال کر اثر و قیاس و روایت و درایت کے صراطِ مستقیم پر کھڑا کر دیگی اور کلام پاک کو تماشہ بنانے کی بجائے خدمت کلام اللہ کرنیکے قابل بنا دیگی۔ اب یہ کتاب جلد سے جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے سامنے آنیوالی ہے۔

آثم :- نور محمد پانی پتی - از دہلی محلہ چوڑیگران
مدرسہ امداد الرحمٰن

اعتذار و امتنان

خاکسار مؤلف نادم اور قصور کا معترف ہے کہ دلی ارادہ اور جد و جہد کے باوجود اس سے پہلے اس کتاب کو شائع نہ کرسکا جس کا اہم سبب جناب کاتب کی سہل انگاری اور میری بے سروسامانی ہے جس کو میرے اُستاد بھائی قاری حافظ قیام الدین ہاشمی مرحوم متوفی ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء اور میرے بڑے بھائی قاضی محمد ذکاء الاسلام ابن قاضی حافظ مصباح الاسلام عثمانی مرحوم متوفی شب جمعہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۳۰ء کی موت نے اور قوی کردیا۔ میرے تمام دنیوی کاموں کا انصرام بھائی صاحب مرحوم کی ذات پر موقوف تھا خدائے تعالےٰ مرحومین کو غریق رحمت کرے اور مجھے قرآنی خدمت پر استقامت اور صبر عنایت فرمائے۔ آمین ✣

ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے کتاب ہذا کیلئے اعلان شائع کرکے علم دوست حضرات سے درخواست کی تھی کہ پیشگی قیمت دیکر خدمت کتاب اللہ میں شریک ہوں مگر بقول حضرت اکبر مرحوم

سستیا مٹھے جو گزٹ لیکے تو لاکھوں لائے ۔۔۔ شیخ قرآن دکھاتے پھرے پیسہ نہ ملا

مسلمانوں نے اس پر توجہ نہیں کی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس سے میرے عزم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور نہ انشاء اللہ العزیز آئندہ آئیگا۔ اظہار واقعہ کی غرض سے یہ فقرے لکھے ہیں۔ حاشا شکایت مقصود نہیں۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس ۔۔۔ دربند این مباش کہ نشنید یا شنید

اور اگر میں حضرات ذیل کا شکریہ ادا نکروں تو یقیناً احسان فراموش سمجھا جاؤنگا۔ یہ خالص مذہبی کتاب ہے مگر اس کی اشاعت میں عالیجناب مسٹر سی گلنگ آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال نے مجھے اخلاقی اور مالی امداد دی۔ میرے عزیز بھائی قاری حافظ حفیظ الدین پانی پتی جناب منشی عبدالرحیم محافظ دفتر کچہری باندا (یوپی) مولینا عبدالماجد بی اے ایڈیٹر سچ لکھنؤ مولوی قاری عبدالرحیم پانی پتی اور بعض دیگر احباب نے میرا ہاتھ بٹایا۔ میرے مخدوم زادے جوان ہمت دوست اور محترم محسن سید عبدالعلیم مدیر مطبع جلیبی خلف الصدق مولوی عبدالاحد مرحوم رئیس و مالک مطبع مجتبائی دہلی نے اُمید سے زیادہ میری دست گیری کی۔ اگر سید موصوف راہ نمائی نہ کرتے تو مجھے گوناگوں دشواریوں سے سابقہ پڑتا اور شاید میرا یہ خواب عملی جامہ پہنتا کتاب کا حسن صوری اور دلفریبی آپکی سعی کا نتیجہ ہے موصوف کے کارپردازان مطبع نے بھی میری اعانت کی ہے جسکے لئے میں ان سب حضرات کا رہین منت ہوں اور دعا کے سوا کوئی معاوضہ نہیں دے سکتا۔

ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ پانی پتی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

التماس

اہل علم اور ارباب سیر جانتے ہیں کہ قرآن نے دنیا میں کیسا انقلاب کیا تھا۔ عرب کے نیم وحشی اور غیر متمدن اُمیوں کو مکارمِ اخلاق وتمدن کے جس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچایا تھا اور علم و فضل کا جیسا شیدائی گردانا تھا وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور پچاس سال کے قلیل عرصہ میں انکو بحر وبر کا جس طرح مالک بنا دیا تھا وہ تاریخ کا ایک حیرت ناک کارنامہ ہے۔ قرآن نے فخر ومباہات کو مٹا کر نہ صرف مساوات پیدا کی تھی بلکہ غلاموں کو آقا بنا دیا تھا۔ قرآن امن وصلح کی حالت میں تمام انسانوں سے حُسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ جنگ وحرب میں صابر وثابت قدم رہنے کا فرمان نافذ کرتا ہے۔ فتح وشکست میں تقوے کا سبق پڑھاتا اور وفاء عہد کی تلقین کرتا ہے۔

عربی کے سوا تمام قدیم زبانیں مردہ ہوگئیں۔ ارتقائی اصول کی بنا پر عربی بھی مردہ ہوجاتی۔ اگر قرآن عربی میں نازل ہوکر اُسکو قبائے دوام اور ابدی حیات کا تاج نہ پہنا دیتا۔ قرآن نے عربی کو نہ صرف جزیرہ نمائے عرب میں زندہ رکھا بلکہ اسکو ایشیا افریقہ اور یورپ کے بعض حصص کی مادری اور ملکی زبان بنا دیا۔ آج دنیا عربی کو

اُم الالسنہ اور لغات قرآن کو اُم اللغات کہتی ہے۔ نہ صرف عرب اور نہ فقط مسلمان عربی کے دلدادہ ہیں بلکہ ایک عالم اُسکی خدمت پر کمربستہ نظر آتا ہے۔ یہ سب قرآن کا صدقہ ہے۔

قرآن نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دنیا میں آیا۔ مگر اپنی بے مثل فصاحت وبلاغت سے بڑے بڑے کہنہ مشق فصیح وبلیغ شاعروں خطیبوں اور نثّاروں کو خاموش کر دیا۔ اور بعض سے شاعری قطعاً ترک کرادی۔ عبادت سے موسیقی کو الگ کر کے خود اُسکی جگہ لے لی۔

یہ واقعہ ہے کہ مسلمان جہاں گئے قرآن ساتھ گیا۔ جس حصّہ دنیا میں پہونچے جن شہروں قصبوں اور مواضعات میں آباد ہوئے وہاں قرآن ضرور پڑھا اور پڑھایا جاتا تھا۔ مگر بمصداق اَلْمُلْکُ وَالدِّیْنُ تَوْاَمَانِ[1] جو شہر خالص اسلامی عربی حکومت کا دار الخلافہ بنا وہی قران اور وجوہِ قرات کا مرکز بنگیا۔ چنانچہ ۳۵ھ تک قرات کے سب سے بڑے مصدر ومنبع مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حرم خدا یعنی مکّہ معظمہ زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد میں کوفہ اور بصرہ کو یہ فخر ملا۔ پھر بنو اُمیّہ کے عہد میں دمشق کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔ دوسری صدی میں جب بغداد دار الخلافہ اور دار العلوم بنا تو یہ تاج بھی اُسکے سر پر رکھا گیا۔ چوتھی صدی میں مصر اور پانچویں صدی میں اندلس مرکز بنگئے ان مقامات کے ہر گھر سے قرآن کی دلکش وشیریں آواز سنائی دیتی تھی قرات کے بڑے بڑے ماہر ائمہ ان میں قرآن کا درس دیتے تھے۔ وجوہ اختلافی کی خدمت میں اپنی عمریں صرف اور تصانیف وتالیف کے ذریعہ سے انکی حفاظت کرتے تھے۔ چھٹی صدی تک علمائے

[1] ملک اور دین جڑواں بھائی ہیں ۱۲

بغداد۔ مصر۔ دانیہ اور شاطبہ نے اعلیٰ پایہ کی محققانہ کتابیں لکھکر اختلاف قرأت کو ہمیشہ کیلئے محفوظ و مصئون کر دیا فجزاھم اللہ خیر الجزاء

بنو امیہ کی حکومت سے حجاز کی مرکزیت میں ضعف آنا شروع ہو گیا تھا۔ صرف حجاج نے ان گنت قراء کو شہید کیا ہے۔ پھر بنو عباس نے حجاز کے ساتھ عراق و شام کا دفتر بھی لپیٹ دیا۔ ساتویں صدی میں مغلوں نے بغداد اور اسکے علوم کو تاراج کیا اور نویں صدی میں عیسائیوں نے اندلس کے مسلمانوں کو جن مظالم سے ہلاک کیا اُن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ظالموں نے اُن کی تمام علمی یادگاریں بھی فنا کر دیں۔ اسکے بعد قرأت کی تعلیم حجاز و دمشق اور مصر میں رہگئی۔ اور علماء مصر نے خصوصیت کے ساتھ خدمت کی اور کر رہے ہیں۔ شکر اللہ سعیہم

پہلی صدی کے آخر میں عرب ہندوستان میں آئے اور سندھ و ملتان اُن کے مستقر بنے۔ اوائل پانچویں صدی میں مسلمان پنجاب کے۔ چھٹی اور ساتویں صدی میں دار الخلافہ دہلی اور اکثر ہندوستان کے فرماں روا بن گئے۔ وہ قرآن ضرور پڑھتے تھے مگر کس قراءۃ و روایت میں اور وجوہ قرأت کی تعلیم کا اُن میں کیا حال تھا یہ ہمیں معلوم نہیں۔

اختلاف قرأت میں ہر ملک نے قابل فخر تصانیف یادگار چھوڑی ہیں بعض علماء نے قراء کے حالات میں مستقل کتابیں (تاریخ القراء اور طبقات القراء) لکھیں (اسمیں بھی اولیت کا فخر اندلس کو ہے) اور بعض علماء نے ایک ایک صدی کے مشاہیر قراء اور علماء کے تراجم لکھے۔ ان کتابوں سے ہمیں ہر ملک کے قراء اور قرأت مروّجہ کا حال معلوم ہوتا ہے مگر ہندوستان نے قرأت اور قراء کے بارہ میں کچھ نہیں لکھا۔ سلاطین و امراکی تاریخیں لکھی گئیں۔ شاعروں خطیبوں حتی کہ گویّوں کے تذکرے تالیف ہوئے۔ مگر

خدام کلام اللہ کا کسی نے نام بھی نہیں لیا۔

ہمیں اپنے شیوخ اور سندوں سے جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ۱۰۵۰ھ کے قریب دبعہد شاہجہان صاحبقران، شیخ القرا مولانا قاری عبدالخالق مُتوفیؒ تلمیذ شیخ القرا شمس الدین مولانا قاری محمد بن اسمٰعیل معروف بشیخ بقریؒ ازہری مصری ہندوستان میں آئے اور حضرت محی الدین والملۃ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد تک سایہ افگن رہے۔ شاہ ممدوح کی سعی اور سرپرستی سے دہلی دارالعلوم اور قرأت کا مرکز بن گیا۔ دھلی کے متعدد علما و فضلا نے شیخ القرا موصوف سے قرأت پڑھیں اور دو سو برس سے زیادہ یہ سلسلہ دلی میں جاری رہا۔ ہر محلہ اور کوچہ میں خوشہ چیں موجود تھے۔

اس تمام زمانہ میں دہلی جملہ علوم و فنون کا مخزن اور تمام کمالات کا معدن تھا۔ مشائخ عظام ۔ صوفیان باصفا۔ مفسرین و محدثین۔ فقہا و متکلمین۔ اور حفاظ و قرا ایسے ایسے موجود تھے کہ جن کا عدیل و نظیر کمیاب تھا۔ فلسفیوں۔ طبیبوں۔ شاعروں خطیبوں۔ واعظوں۔ اور صنّاعوں سے شہر بھرا ہوا تھا اور ہر کمال کے اساتذہ اور ماہران فن پائے جاتے تھے سنا ہے کہ اُس زمانہ میں دہلی کا ہر شخص تجوید و قرأت کا شیدائی تھا مسجدوں اور خانقاہوں اور مکانوں میں روزانہ تلاوت ہوتی تھی۔ رمضان المبارک میں جو حال ہوتا تھا اُسکو بیان کرنا دشوار ہے۔ ہزاروں نقّاد پیدا ہوئے اور اب اُسکی خاک میں آسودہ ہیں مگر افسوس کہ ہم انکا نام بھی نہیں جانتے۔

دھلی میں بزرگان ذیل اپنے اپنے وقت میں قرأت کے امام تھے۔ شیخ القرا ممدوح کے تلامذہ میں سے مولانا قاری حافظ عبدالغفورؒ دہلوی اور مولانا حاجی قاری حافظ محمد فاضلؒ ٹھٹھی ثم الدہلوی۔ اُن کے بعد مولانا قاری حافظ غلام محمد گجراتی ثم الدھلوی

اور مولانا قاری حافظ عبد الملک بن نواب حبش خاں دھلوی۔ پھر مولانا قاری حافظ غلام مصطفےٰ ابن شیخ محمد اکبر تھانیسری ثم الدھلویؒ۔ پھر مولانا قاری حاجی حافظ شاہ عبد المجید قادری مصطفوی دہلوی معروف بصوبۂ ہند[1]۔ پھر مولانا قاری حافظ محمد معروف بمولانا کریم اللہ دہلویؒ۔ اور مولانا قاری حافظ قادر بخشؒ ور مولانا قاری حافظ محمدی ابنار خواجہ خدا بخش انصاری پانی پتیؒ۔ پھر مولانا حافظ قاری میرزا محمد بیگ دھلویؒ اور مولانا قاری حافظ سید امام الدین امروہی نقشبندی مجددی مظہریؒ۔ ۱۲۷۳ھ (۱۸۵۷ء) کے غدر نے دھلی کے ساتھ وہی کیا جو بغداد کے ساتھ ہوا تھا یعنی دلی سے ماہران فن جلا وطن ہو گئے اور پھر بیرونی آدمیوں کی آمد نے احساس بھی کم کر دیا اور دہلی سے یہ فن کالمفقود ہو گیا۔

پانی پت ہمیشہ سے دھلی کا مضافاتی قصبہ ہے اور باستثناء تجوید ہر ایک دینی اور دنیوی امر میں اُسکے دامن سے وابستہ چلا آتا ہے۔ اگر دھلی کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ۔ حضرت محبوب الٰھی سلطان نظام الدین قدس سرہٗ اور حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دھلوی قدس سرہٗ نے اپنے پاک قدوم سے سرفراز فرمایا تو پانی پت کو حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر قدس سرہٗ۔ حضرت سید شمس الدین ترک شاہ ولایت قدس سرہٗ اور حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیا قدس سرہٗ نے رونق بخشی۔ اگر دہلی میں حضرت شاہ ولی اللہؒ حضرت شاہ عبد العزیزؒ اور حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ پیدا ہوئے تو پانی پت میں حضرت خواجہ امانؒ۔ حضرت قاضی ثناء اللہؒ اور حضرت قاری عبد الرحمٰنؒ انصاری۔ اگر دھلی سے ذوقؔ و مومنؔ و غالبؔ نمودار ہوے تو پانی پت سے منتؔ و ممنونؔ و حالیؔ۔ ہم نے اشارۃً چند حضرات کا نام لیا ہے ورنہ یہ تقابل و اتباع ہر زمانہ اور ہر فن میں پایا جاتا ہے۔

[1] حضرت شاہ صاحب کا عرف صوبۂ ہند تھا۔

Marfat.com

پانی پت میں مسلمان ۳۸۰ھ (یعنی دہلی میں اسلامی حکومت قائم ہونے سے دو سو سال قبل) سے آباد ہیں۔ دیگر اسلامی شہروں کی طرح وہ بھی قرآن پڑھتے تھے۔ مگر بارہویں صدی میں قاری حافظ مصلح الدین عباسی پانی پتی نے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تجوید سیکھ کر طریقۂ ادا کی از سر نو تجدید کی۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند سرتاج مجوّدین قاری حافظ عبید اللہ عرف قاری لالاؒ اور آپ کے تلامذہ مولانا قاری حافظ قادر بخشؒ وغیرہ نے پانی پت کو فخر ہند بنا دیا۔ تیرہویں صدی میں دہلی اور پانی پت کے اکثر مجوّدین انہیں حضرات سے تجوید اخذ کرتے تھے۔ ان کے بعد قاری نجیب اللہ خلف شیخ سعد اللہ عثمانیؒ پانی پتی نبیرہ قاری قادر بخشؒ ممدوح۔ قاری کبیر الدینؒ اور مولانا قاری عبد الرحمٰنؒ محدث خلف قاری محمدی انصاریؒ پانی پتی نے پانی پت اور دہلی میں تجوید کی خدمت کی۔ ان تینوں بزرگوں کے جانشین قاری حافظ عبد الرحمٰنؒ بن چودھری عبد الصمد خان ہابڑوی پانی پتی تھے۔

پانی پت کے متعدد شیوخ نے وقتاً فوقتاً اساتذۂ دہلی سے قرات پڑھیں مگر کسی سے اب سلسلہ جاری نہیں ۱۲۴۸ھ میں مولانا قاری عبد الرحمٰنؒ محدث نے مولانا سیّد امام الدینؒ امروہی موصوف سے سبعہ قرات پڑھیں اور ۱۳۱۴ھ تک کامل ۶۶ سال اُنکی خدمت میں مصروف رہے آپ کے بعد آپ کے فرزند مولانا قاری عبد السلامؒ انصاری اور آپ کے شاگرد قاری حافظ عبد الرحمٰنؒ ضریر موصوف نے اس فن کو سنبھالا۔ اب خدا حافظ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پانی پت دو صدی سے تجوید کی اور کامل سو سال سے سبعہ قرات کی خدمت کر رہا ہے۔

معزز ناظرین! یہاں تک جو کچھ لکھا گیا وہ اصل مقصد میں سے نہیں ہے۔ مسلمانوں کی غفلت اور فن کے انحطاط نے ناچیز کا ذکر کرنے پر مجبور کیا۔ اور دو اغراض سے

Marfat.com

یہ سطریں حوالۂ قلم کی گئیں۔ اوّل میں نے چاہا کہ طلباء کے سامنے اُن خدمات کا ایک اجمالی نقشہ پیش کروں جو مختلف ممالک نے وقتاً فوقتاً قرات کی کی ہیں۔ دوم بارہا ماضی کی یاد نے لوگوں کو اپنے مستقبل کے سنوارنے پر آمادہ کیا ہے۔ شاید یہ مرثیہ بھی مسلمانوں کو عموماً اہل دہلی اور اہل پانی پت کو خصوصاً تلافی مافات پر طیار اور اُس ودیعت الٰہی کے محفوظ رکھنے پر مستعد کر سکے جو بزرگ بڑی جدوجہد سے اس ملک میں لائے تھے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔

عربی میں وجوہ قرات کے متعلق تیسری صدی سے بارہویں صدی تک صدہا کتابیں لکھی گئیں اور اکثر دنیا میں موجود ہیں۔ بلحاظ صحت و اعتماد اُنکی چار قسمیں ہیں۔

اوّل مختصر متون جیسے۔ تذکرہ۔ ہادی۔ ھدایہ۔ تبصرہ۔ تیسیر۔ کافی۔ عنوان شاطبیہ۔ اور اعلان وغیرہ

دوم۔ محققانہ اور مبسوط کتابیں۔ اِن میں سے بعض مستقل تصانیف ہیں۔ جیسے الجامع ابن جریر طبریؒ۔ المنتہیٰ خزاعیؒ۔ جامع البیان دانیؒ۔ تذکار مستنیر۔ نشر کبیر۔ غیث النفع۔ الاتحاف اور بعض شروح ہیں۔ جیسے شاطبیہ پر جعبری اور ملا علی وغیرہ۔

ان دونوں اقسام کی کتابیں اس فن کی معتبر تصانیف متصور ہوتی ہیں ان کے مصنفین و مؤلفین نے وجوہ اختلافی بیان کرنے میں روایت و درایت اور تنقید و نظر سے کام لیا ہے اور وہ حروف بیان کیئے ہیں جو اثر ہیں (البتہ بمقتضاء بشریت بعض حضرات کہیں کہیں متفرد اور طریقہ سے باہر ہو گئے ہیں۔ اور بعض مسائل میں مذہب قراء کے ساتھ نحاۃ کا مسلک بیان کر دیا ہے)

سوم غیر محققانہ اور رطب و یابس سے بھری ہوئی تصانیف اس میں شاطبیہ کی

نہ تمام شرحین داخل ہیں جنکو اُن کے مولفین نے احتمالات بعیدہ اور نحوی وجوہ سے پر کیا ہے۔ اور ایسی وجوہات تجویز کی ہیں جو صرف عربیت میں جائز ہیں منقول نہیں اور بعض نے اُن کو وجوہ مرویہ سے اسطرح مخلوط کر دیا ہے کہ ماہر و حاذق کے سوا اور کوئی اُن میں تمیز نہیں کر سکتا۔

چہارم وجوہ شاذہ۔ ضعیفہ۔ اور فاسدہ کی حامل کتابیں ہیں جن کے مؤلفوں نے عربیت سے بھی آنکھیں بند کر لیں اور صرف رسم کی بنا پر نقل و اثر کے بغیر اور عربیت کے خلاف اجتہاد و رائے سے ایسی وجوہات تجویز کر دیں جو فاسد و باطل ہیں۔ نیز یہ کتابیں اُن وجوہ ضربی حسابی کی حامل ہیں جو بدعت ہیں۔ اہل علم ان دونوں اقسام کی کتابوں پر اعتماد و بھروسہ نہیں کرتے۔ تعجب ہے کہ زیادہ تر یہی کتابیں شائع ہو کر طلبا کے لئے کجروی اور گمراہی کا باعث بنتی ہیں۔

اردو میں اسوقت تک کوئی کتاب قابلِ ذکر نہیں لکھی گئی۔ شاید یہ وجہ ہو کہ کچھ عرصہ قبل تک اردو علمی زبان نہ تھی۔ اور قرات حاصل کرنیوالے عموماً اُردو سے بے نیاز علما ہوتے تھے۔ لیکن اب کیا کیا جائے جب کہ علماء نے الا ماشاء اللہ کے سوا اس فن کو خیر باد کہہ دیا اور اسکے سیکھنے والے وہ لوگ رہ گئے جو عربی نہیں جانتے۔ یا اُن کو اتنی عربی نہیں آتی کہ مسائل فن کی تحقیق کر سکیں بقول غالبؔ

رموز دین نشناسم درست معذورم ۔۔۔ کہ کیش من عربی و نژادِ من عجمی ست

بیچاروں کو جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو کتب متداولہ کو (جو بسا اوقات آخر قسم کی ہوتی ہیں) کسی عالم سے پڑھوا کر اُس پیچیدگی کو حل کرتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ وہ خود عربی نہیں جانتے اور وہ عالم صاحب قرات سے ناواقف ہوتے ہیں۔ لہذا تاریکی پر تاریکی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

جس طرح ہمارے بعض اطبا دواؤں کی صورت سے - اور دوا فروش اُن کے مزاج و خواص اور طریقۂ ترکیب سے نا واقف ہیں - لہذا بیمار کا خدا حافظ -

عرصہ دراز سے ضرورت تھی کہ قرات پر اردو میں معتبر اور محققانہ حیثیت کی کوئی کتاب موجود ہو - مگر کوئی بزرگ ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے - اور جب میں نے دیکھا کہ معاصرین اسپر قلم نہیں اٹھاتے تو منجانب اللہ میرے دل میں خیال آیا - جسکو میرے شیخ فخر المجوّدین قاری حافظ عبدالرحمٰن حضرت کے حکم نے اور قوی کر دیا - اور اس امید سے کہ اہل علم اور ماہران فن غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے میں نے اس پر جسارت کی سہ

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید   قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

کثرت مشاغل کیوجہ سے رفتار تحریر بیحد سست تھی - مگر سعدیِ ہند شمس العلما مولانا حافظ قاری خواجہ حالیؒ حکیم الامت مولانا حافظ قاری اشرف علی تھانوی مدظلہ اور میرے محترم استاذ بھائی - حافظ قاری محمد قیام الدین ہاشمی عم فیضہٗ کے ارشادات تازیانہ کا کام کرتے رہتے تھے جس سے ۱۳۳۲ھ میں کتاب تو مکمل ہوگئی مگر اُسکے مسودات اوراق پریشان کی صورت میں رکھے رہے -

فخر الاذکیا قاری حافظ وحید بخش عثمانی مرحوم اور حافظ قاری شیر محمد خاں مرحوم نے اسکی ترتیب و اشاعت کا اصرار برابر جاری رکھا - اور میر لختِ جگر حافظ محمد مدنی مرحوم (جسکو میں نے خود قرآن اور رسائل تجوید پڑھائے تھے اور قرات پڑھانے کا ارادہ رکھتا تھا اور جسکو واہب العطایا نے عجیب و غریب ذہن و حافظہ اور اس فن کے لئے خاص اوصاف مرحمت فرمائے تھے جس نے نو سال کی عمر میں قرآن سنایا تھا) اُسکی ترتیب کا سب سے زیادہ محرک اور باعث تھا - اکثر حصہ مرتب ہو چکا تھا کہ وہ بیمار ہوگیا اور مجھے اپنی توجہ کا

وہ حصہ جو طلباء کی خدمت سے بچتا تھا اُسکی تیمارداری میں لگانا پڑا ہر ممکن علاج اور تدبیر کی

کونسی کی نہ دوا کونسی مانگی نہ دعا — ہم نے کیا کیا نہ کیا دل کو بہلنے کیلئے

مگر کوئی فائدہ نہ ہوا مشیّت الٰہی یہ تھی کہ وہ دُرِ بے بہا میرے پاس نہ رہے چنانچہ ۲ شعبان

۱۳۴۶ھ کو دس مہینہ کی علالت کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں رات کے گیارہ بجے اس نے میری

آنکھوں کے سامنے میری گود میں اور مجھ سے باتیں کرتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ہ۔ اس سے ایک سال

قبل ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ کو قاری وحید بخش نے اور ایک سال بعد ۱۷ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ

کو قاری شیر محمد خان نے داغِ مفارقت دیا۔ یہ تینوں اشخاص جن کی تربیت پر میری کا وسیع زمانہ

صرف ہوا تھا اور جن سے مستقبل کی آرزوئیں وابستہ تھیں سوا تین سال کے قلیل عرصہ میں مجھ

سے جدا ہوگئے۔ ان واقعات نے قوائے ذہنی کو معطل کر دیا جس سے اسکی اشاعت میں

اور توقف ہوگیا۔ اب دوبارہ نظرثانی کر کے شائع کرتا ہوں خدائے تعالیٰ اسکا اجر ان بزرگوں

اور عزیزوں کو عطا فرمائے۔

میں نے اسکی ترتیب میں اکثر متقدمین کی کتابوں کے خلاف بعض تصرفات کیے ہیں مثلاً

ادغام صغیر کو ادغام کبیر کے بعد اور میم جمع کو ہاء کنایہ کے ساتھ لیا ہے۔ اصول ادغام

اصول متفرق اور فرش مکرر کے لئے ایک ایک باب جدید بڑھایا ہے۔ اور سورۂ فاتحہ کے

فرشی اختلافات باب الفرش میں بیان کئے ہیں اور بھی بعض باتیں ہیں مقصد طلباء کی

سہولت ہے بقولِ غالبؔ مرحوم

بامن میاویز اے پدر فرزند آزر را نگر — ہر کس کہ شد صاحب نظر دین بزرگان خوش نکرد

اس کتاب کا اصل ماخذ۔ تیسیر۔ شاطبیہ اور نشر کبیر ہیں۔ ان کے علاوہ متقدمین

Marfat.com

کی متعدد معتبر کتابوں اور شاطبیہ کی بعض شروح سے بھی استفاضہ کیا گیا ہے۔ مگر وجوہ اختلافی بیان کرنے میں تیسیر و شاطبیہ اور ان کے طرق سے کہیں عدول نہیں کیا کیونکہ وہ ہی اس کتاب کے طرق ہیں۔

ائمہ و شیوخ کے تراجم علامہ ابن حجرؒ کی تہذیب۔ نشر کبیر۔ ملا علیؒ۔ حافظ ذہبیؒ کے تذکرہ۔ ابن خلکانؒ اور طبقات وغیرہ معتبر کتابوں سے لیئے گئے ہیں۔

حقیقت اور واقعہ یہ ہے کہ مؤلف اس قابلیت سے عاری ہے جسکی اس اہم کام کے لیئے ضرورت تھی تاہم میں نے اسکی ترتیب میں امور ذیل کا لحاظ رکھا ہے۔

اوّل۔ ہر اختلافی مسئلہ بقدر امکان تحقیق و چھان بین کے بعد مع مذہب منصور درج کیا ہے۔ اور کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کر کے پہلی جلد میں اصول اور دوسری جلد میں فرش بیان کیئے ہیں اور سعی کی ہے کہ ہر جلد دوسری سے بے نیاز ہو۔ دوران فرش میں جو قلیل الورود یا مشکل اصولی اختلافات آئے ہیں ان پر جا بجا روشنی ڈالی ہے۔

دوم۔ جو وجوہ صحیحہ صاحب تیسیرؒ سے چھوٹ گئی ہیں اور ان کو شاطبیؒ نے بیان کیا ہے ان پر تنبیہ موجود ہے۔

سوم۔ جہاں ہر دو ائمہؒ یا ایک طریقہ سے باہر ہو گئے ہیں اسکی صحت و ضعف پر تنقید کیگئی ہے۔

چہارم۔ جہاں یہ حضرات متفرد ہیں۔ اسکو جتا دیا گیا ہے

پنجم۔ حاطب اللیل کی طرح ضعیف و شاذ و فاسد وجوہات بیان نہیں کیں۔ بلکہ ان کی تردید کی گئی ہے

ششم۔ نفس کتاب کو حتی المقدور مشکل مباحث اور طوالت سے بچایا ہے۔ اور

ضرورت کے وقت یہ کام حاشیہ سے لیا ہے اور اکثر اقوال بھی حاشیہ پر نقل کیے ہیں۔

ہفتم۔ تقریباً ہر باب کے آخر میں طلباء کے لیے فوائد درج ہیں اور فرش کے اندر بھی فوائد وتنبیہات موجود ہیں۔

ہشتم۔ بعض حضرات اختلافات کی طویل علتیں اور عربیت سے اُن پر شواھد بیان کیا کرتے ہیں جو فعل عبث ہے کیونکہ قراۃ کی علت سند صحیحہ ہے اور اسکے بعد وہ خود شاہد ہے لہذا سوائے ظاہر اور مختصر اشارہ کے اُن سے پرہیز کیا گیا ہے۔

نہم۔ مقدمہ کے اندر اُن امور پر روشنی ڈالی گئی ہے جو عوام الناس میں غلط مشہور ہیں اور اُن کے شبہات کی تردید کیگئی ہے۔ اور وہ باتیں بتائی گئی ہیں جن کو اکثر اہلِ فن نہیں جانتے

دہم۔ جن کتابوں اور ائمہ کے اقوال سے استناد واستشہاد کیا گیا ہے اُنکی اجمالی کیفیت اور مختصر ترجمہ مقدمہ میں موجود ہے۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

احقر مؤلف حضرات متقدمین کے مقابلہ میں شراک نعل کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ پس اُسکا اُنکی تصانیف پر تنقید کرنا۔ اور اُنکی بیان کردہ وجوہات میں سے کسی وجہ کی تردید کرنا سوء ادب ہے لیکن اوّل تو وہ الفاظ میرے نہیں شیوخ کرام کے ہیں۔ میں صرف ناقل ہوں۔ دوم۔ یہ خدمتِ قرآن ہے اور اسمیں ہر شخص مجبور ہے کہ وجہ صحیح بیان کرے ورنہ ماخوذ وجواب دہ ہوگا۔ اگر حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرما دیتے کہ "جو شخص علم کو مستحقین سے چھپائیگا اُسکے منہ میں آگ کا لگام دیا جائیگا" تو میں یہ جرأت نہ کرتا۔ ناظرین سے التماس ہے کہ ناقل پر توجہ فرمائیں اور مَنْ قَالَ پر نظر نہ کریں

حضرات ناظرین! اس فن کی بنیاد نقل پر ہے اور انسان سہو ونسیان سے

مرکب ہے بڑے بڑے ماہروں سے اسمیں بھول چوک ہو جاتی ہے پھر میری کیا ہستی ہے۔ حضرت شاطبیؒ انکساراً کہتے ہیں۔

وَإِنْ كَانَ خَرْقٌ فَادَّرِكْهُ بِفَضْلَةٍ مِنَ الْحِلْمِ وَلْيُصْلِحْهُ مَنْ جَادَ مِقْوَلَا

وَقُلْ صَادِقًا لَوْلَا الْوِئَامُ وَرُوحُهُ لَطَاحَ الْأَنَامُ الْكُلُّ فِي الْخُلْفِ وَالْقِلَا

حالانکہ ممدوح لغت وعربیت کے امام۔ قراءات صحیحین اور مؤطا کے حافظ اور علوم متعلقہ کے ماہر تھے لیکن پھر بھی حافظ ابو شامہؒ اور علامہ جعبریؒ وغیرہ محققین کو شاطبیہ میں بعض لغزشیں نظر آئیں اور انہوں نے ان مقامات میں تغیر تبدل کیا۔ راقم الحروف کی مکتبی تعلیم بھی پوری نہیں بلکہ قرآن کے سوا جو کچھ پڑھا تھا سب بھول گیا۔ لہٰذا یقین ہے کہ قدم قدم پر لغزشیں نظر آئیں گی امید کہ اہل نظر اصلاح فرمائیں۔

آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبول فرما کر طلباء کے لئے نافع بنائے۔ حضرات شیوخ۔ احقر کے والدین واجداد۔ استاذ بھائیوں۔ خود اسکے اور اسکے جملہ متعلقین کے لئے ذخیرۂ اُخروی گردانے اور میری خطاؤں سے درگذر فرمائے۔ آمین۔

خاکسار۔ ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ

پانی پت

۹ ذی الحجہ المبارک ۱۳۴۷ھ ہجری

لہ اور اگر کوئی عیب پایا جائے تو ماہر و حاذق اپنے حلم وفضل سے کام لیکر اسکی اصلاح وتدارک کریں اور ناظرین کو سچائی کے ساتھ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر روح موافقت مفقود ہو جاتی تو تمام انسان مخالفت اور بغض میں پڑ کر ہلاک ہو جائیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ
وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ نُجُوْمُ الْھُدٰی وَسَلَّمَ
تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا۔ امابعد خاکسار ابو محمد محی الاسلام بن حاجی محمد مفتاح الاسلام بن مولوی
محمد بدر الاسلام بن شیخ محمد فخر الدین معروف بغلام مجدد بن شیخ محمد شمس الدین بن شیخ محمد عظیم عثمانی
اُموی قرشی پانی پتی عرض کرتا ہے کہ حضرات علماء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن مجید
کے متعلق شان نزول تفسیر۔ اور احکام وغیرہ صدہا موضوعوں پر ہزاروں کتابیں لکھی ہیں
اور اسی طرح صرف الفاظ قرآن کے متعدد مباحث میں سے رسم الخط۔ تجوید۔ اور اختلاف
قرات پر صدہا تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ اُن بزرگوں کا اتباع کرتے ہوئے میں نے
یہ کتاب سبعہ قرات مشہورہ پر اُن طلباء کے لئے لکھی ہے جو عربی نہیں جانتے اسمیں
ایک مقدمہ پچیس باب اور ایک خاتمہ ہے۔

پہلے طلباء یہ یاد رکھیں کہ قرات کا مدار نقل پر ہے یعنی ایک جماعت دوسری
جماعت سے قرناً فقرناً نقل کرتی چلی آتی ہے۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت
زیدؓ بن ثابت کہتے ہیں۔ اَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ

تَقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ كَمَا عُلِّمْتُمْ[1] حضرت ابن المنکدرؒ حضرت عروہ بن زبیرؒ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ اور حضرت عامر شعبیؒ کہتے ہیں " قراءۃ سنت متبعہ ہے اور پچھلا پہلے سے اخذ کرتا چلا آتا ہے۔ پس تم کو جس طرح پڑھائی جائے اُسی طرح پڑھو " امام نافعؒ اور امام ابو عمروؒ کہتے ہیں " اگر یہ پابندی نہ ہوتی کہ ہم نے جس طرح پڑھا ہے اُسی طرح پڑھیں تو ہم فلاں حرف کو اسطرح اور فلاں حرف کو اسطرح پڑھتے " شاطبیؒ کہتے ہیں ؎

وَمَا لِقِيَاسٍ فِي الْقِرَاءَةِ مَدْخَلٌ[2] فَدُوْنَكَ مَا فِيْهِ الرِّضَا مُتَكَفِّلَا

محققؒ نشر میں ان اقوال کو نقل کر کے کہتے ہیں " قرات کا فقہی قیاس[3] اور اجتہادی رائے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ قرآن اسطرح پڑھو جسطرح تمہیں سکھایا گیا ہے۔

[2] قراءۃ میں قیاس کا کوئی دخل نہیں۔ ناقلین سے جو کچھ پہنچا ہے اُسے اختیار کرو۔

[3]۔ اس فن کی کتابوں میں قیاس کا لفظ بکثرت استعمال ہوتا ہے چنانچہ اس کتاب میں ہی جگہ جگہ آئے گا۔ مگر قراءۃ میں اسکا مفہوم اور ہے وہ نہیں جو فقہ میں ہے۔ فقہاء کے نزدیک قیاس دلائل اربعہ شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے۔ قراء کے نزدیک قیاس دلیل و رکن نہیں جس پر فقدان نص و اجماع کے وقت کوئی حرف تلاوت کیا جا سکے بلکہ قراء جزئیات کا کلیات پر قیاس کیا کرتے ہیں یعنی جزئی کو کلی کیطرف منسوب کرتے ہیں جیسے قَالَ رَبِّ پر قَالَ رَجُلٌ اور قَالَ رَجُلَانِ کا قیاس اور جیسے ہمزہ کی تخفیف وغیرہ کے قواعد منصوصہ میں جزئیات کا قیاس کیا جاتا ہے۔ امام الصمد کی تبصرہ میں کہتے ہیں " جسکو ہم نے پڑھا ہے۔ اُس پر اُسکو قیاس کرتے ہیں جو نہیں پڑھا ایسے ہی معنے ہیں وہ مطلب نہیں جو جو فقہ میں قیاس کا ہوتا ہے۔

Marfat.com

المقدمہ

فصل اوّل قرآن اور خادمانِ قرآن

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے " اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ "[ا] اور
کِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ "[۲] یہ صرف قرآن کا
خاصہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسکی حفاظت کا خود ذمّہ لیا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ ہر زمانہ
میں اپنے بیشمار بندوں کو اسکی خدمت اور حفاظت پر کمربستہ رکھتا ہی جو قرآن کو اپنے سینوں
میں محفوظ رکھتے ہیں۔ اور سوتے جاگتے سفر وحضر بحر وبر سہل وجبل میں رات دن لوح قلب
سے اسکی تلاوت کرتے ہیں۔ اُن کو کتاب وصحیفہ کی ضرورت نہیں ہی اور آج تک کوئی اس میں
ایک نقطہ کی بھی تحریف نہ کرسکا۔ برخلاف دیگر الہامی کتابوں کے کہ ان کی حفاظت انبیاء،
علما، اور زاہدوں کے سپرد تھی۔ جب نبی نہ رہے تو انمیں تحریف ہوگئی اور وہ اپنی زندگی کیلئے
صحیفہ کی محتاج اور آنکھ کی مدد سے پڑھی جاتی تھیں یہی باعث تھا کہ اُن اُمتوں کو ہر زمانہ
میں نبی کی ضرورت رہتی تھی حضور اکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور صداقت پر یہ اعظم ترین دلیل ہے
خدام قرآن کے حق میں بکثرت احادیث منقول ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ
کہتے ہیں کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ "[۳]

[ا] ہم نے اس صحیفۂ نصیحت کو اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اسکے محافظ ہیں - ۱۲

[۲] یہ کتاب عزت والی ہے جھوٹ اسکے سامنے اور پیچھے سے نہیں آسکتی - ۱۲

[۳] میری اُمت میں سے شریف لوگ حاملین قرآن اور رات کو عبادت کرنیوالے ہیں۔ بیہقی)

Marfat.com

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ فرمایا ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاَقْرَأَهٗ (طبرانی)
اور حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ فرمایا ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ (بخاری ترمذی)
شیخ القراء ابو عبدالرحمن سلمیؒ (شیخ امام عاصمؒ) اس حدیث کو روایت کر کے کہا کرتے تھے کہ "مجھے اسی حدیث نے یہاں بٹھار کھا ہے" یہ اسکا اشارہ تھا کہ امام ممدوح باوجودیکہ کثیر العلم و جلیل القدر تابعی تھے اور لوگ آپ کے علم کے محتاج تھے۔ مگر آپ چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک جامع کوفہ میں بیٹھکر قرآن پڑھاتے رہے۔

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا "يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِىْ وَمَسْاَلَتِىْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِى السَّائِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ (ترمذی) یہی وجہ ہے کہ اسلاف کرام قرآن پڑھانے کو ہر چیز سے مقدم جانتے تھے۔ حضرت نعمانؓ بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِىْ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ (بیہقی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا "يُقَالُ يَعْنِىْ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِى الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَءُهَا (ترمذی) اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن مسعود تلاوت قرآن کو روزہ سے اور امام سفیان ثوریؒ قرآن پڑھانے کو جہاد سے افضل سمجھتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں "قرآن پڑھنے والا اس ارذل عمر سے محفوظ رہتا ہے جسمیں علم کے بعد انسان بے علم ہو جاتا ہے" عبدالملک بن عمیرؒ کہتے ہیں "قراء قرآن کی عقل سب سے

---

۱ تم میں سے بہترین اشخاص وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔
۲ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جسکو قرآن میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے روک دے میں اسکو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں اور خدا کے کلام کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی اسکی مخلوق سے برتری
۳ میری امت کی بہترین عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔
۴ صاحب قرآن سے کہا جائیگا کہ پڑھ اور چڑھ اور ترتیل کیساتھ پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ترتیل کرتا تھا پس تیرا مقام اس آخر آیت پر ہے جسکو تو

فصل دوم جمع القرآن بین الدفتین

قرآن کا مدار ہمیشہ سے ضبط وحفظ پر ہی مگر صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حضورؐ کے حکم اور ہدایت کے مطابق اسکو لکھتی بھی رہتی تھی۔ بروقت نزول اُمین سے جو لوگ حاضر ہوتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔ کیونکہ قرآن ۲۳ سال کے عرصہ میں تدریجاً نازل ہوا تھا۔ اسطرح حضورؐ کی حیات مبارک میں لکھا جا چکا تھا مگر ایک جگہ جمع نہ تھا اور صحابہ کرام کا اصل اعتماد حضورؐ کی تعلیم اور ضبط پر تھا۔ اور ان میں سے بعض کو تمام اور بعض کو نصف۔ بعض کو ربع۔ اور بعض کو اس سے کم یا زیادہ یاد تھا۔ اور ایسا کوئی نہ تھا جسکو چند سورتیں یاد نہ ہوں۔

بعہد حضرت ابوبکر صدیقؓ (سلہ میں) یمامہ کی لڑائی ہوئی اسمیں پانسو سے زیادہ قرار قرآن شہید ہوگئے۔ اس سے حضرت عمرؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں صحابہؓ کرام کی وفات سے قرآن معدوم نہ ہو جائے۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کرائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پہلے انکار کیا اور کہا کہ جو کام حضورؐ نے نہیں کیا میں اسکو کیسے کروں مگر پھر پے در پے توجہ دلانے سے آمادہ ہوگئے۔ اور حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری کو اس خدمت پر مامور کیا۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں "اگر مجھے پہاڑ کے اٹھانے کا حکم دیا جاتا تو اس سے آسان ہوتا"، حضرت زیدؓ نے باوجود حافظ ہونے کے ایک ایک آیت صحابہؓ کرام کی گواہی سے لکھی۔ اور تمام قرآن کو جمع کر دیا۔ مگر وہ متفرق صحیفے تھے جو تا حیات حضرت ابوبکرؓ کے اور پھر حضرت عمرؓ کے پاس رہے اور آپکی شہادت کے بعد ام المومنین حضرت حفصہؓ

Marfat.com

کے قبضہ میں آئے۔

سنہ ۳۰ ھ میں حضرت حذیفہؓ بن الیمان آرمینیہ و آذربائیجان کی لڑائیوں میں شریک ہوئے تو اُنھوں نے دیکھا کہ مُسلمان قرآن کی ترتیب وغیرہ کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں اور ہر شخص اپنے قرآن کو صحیح اور دوسروں کو غلط کہتا ہے۔ اس سے جناب موصوف کو بیحد رنج ہوا۔ اور آپ نے مدینہ میں حاضر ہوکر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین قرآن کے متعلق اُمّت محمدی کا تفرقہ مٹائیے اور اس سے قبل کہ اُنمیں یہود و نصاریٰ کے مانند اختلاف ہو اُنکی دست گیری کیجیئے[۱]۔ حضرت عثمانؓ نے وہ صحیفے حضرت حفصہؓ سے منگا کر حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری و موصوف حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن الحارث بن ہشام۔ اور حضرت سعیدؓ بن العاص قرشیین کو انکی نقلیں کرنے پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ اگر کسی بات میں حضرت زیدؓ اور باقی حضرات کے درمیان اختلاف ہو تو اُسکو لغتِ قریش پر لکھیں کیونکہ قرآن لسان قریش پر نازل ہوا ہے۔

جب باجماع صحابہؓ کرام آٹھ[۲] نقلیں طیار ہوگئیں تو حضرت عثمانؓ نے ایک ایک نسخہ مکّہ معظمہ۔ بصرہ۔ دمشق۔ کوفہ۔ یمن اور بحرین میں بھیجدیا اور ایک مدینہ منورہ میں اور ایک خاص اپنے لیئے رکھ لیا۔ (اُسی کا نام امام ہے اور اُسی پر بروقت شہادت آپ کا خون گرا تھا۔ محقق نے اپنے زمانہ میں اُسکو قاہرہ[۳] میں دیکھا تھا اُسوقت تک اُسپر خون کے نشانات تھے) انہیں قرآنوں کو مصاحف عثمانیہؓ کہتے ہیں اجماع منعقد ہوگیا تھا کہ جو کچھ ان

---

[۱] بعض روایات میں حضرت سعیدؓ کے بدلے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے نام ہیں یہ دونوں حضرات حضرت زید کے شاگرد اور اُسوقت جوان تھے ممکن ہے کہ ان کو بھی بعد میں شریک و مددگار بنایا گیا ہو۔ ۱۲ [۲] اکثر اہل نقل چار نسخے بتاتے ہیں اور علامہ دانی نے بھی اسی کی تائید کی ہے اور بعض نے سات بتاتے ہیں۔

[۳] سنا ہے کہ اب یہ مصحف قسطنطنیہ میں ہے۔

Marfat.com

مصاحف میں نہیں ہے وہ قرآن نہیں۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں "مصاحف کے بارہ میں جو کچھ عثمانؓ نے کیا اگر مجھے موقع ملتا تو وہی میں کرتا۔"

مصاحف عثمانیہ میں سورتوں کی ترتیب حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراۃ عرضہ اخیرہ کے مطابق کردی گئی۔ امام محمد بن سیرینؒ حضرت عَبِیدہؒ بن عمرو سلمانی اور امام عامرؒ شعبی نے اسکی تصریح کی ہے۔ حضرات صحابہؓ نے اُن قرآنوں کو نقاط و اعراب سے خالی رکھا تھا تاکہ جملہ قرات کے حامل ہو سکیں نیز زیادت و نقصان کی اُن وجوہ صحیحہ کی بعض مصاحف میں رعایت رکھی گئی تھی جو عرضۂ اخیرہ تک منسوخ نہیں ہوئی تھیں اور اصل اعتماد اب بھی ضبط و حفظ پر تھا۔ ہر شہر میں صحیح تلفظ سکھانے والے صحابۂ کرام اور تابعینؒ موجود تھے۔

فصل سوم صحابۂ کرام اور تابعین میں شیوخ قرات

جملہ صحابۂ کرام قاریؓ[1] بعض حافظ اور بعض خصوصیت کیساتھ معلّم قرات تھے۔ امام ابو عُبید قاسم بن سلام مجیدؒ مقدس گروہ کے متعلق کتاب القرات میں کہتے ہیں "مہاجرین میں سے حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعدؓ حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت حذیفہؓ۔ حضرت ابو موسیٰؓ۔ حضرت سالمؓ۔ حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابن عمرؓ۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن زبیرؓ۔ حضرت عمرو بن العاصؓ۔ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ۔ حضرت معاویہؓ۔ حضرت عبداللہؓ بن السائب۔ امہات المومنین حضرت عائشہؓ۔ حضرت حفصہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ اور انصار میں سے حضرت ابیؓ۔ حضرت

[1] آجکل قاری اُسے کہتے ہیں جو سبعہ یا عشرہ قرات جانتا ہو اور حافظ سے اسکا مرتبہ ارفع و اعلیٰ تصور ہوتا ہے۔ صدر اول میں ہر قرآن پڑھنے والیکو قاری کہتے تھے اور حافظ کا درجہ اس سے بہت بلند تھا۔

Marfat.com

معاذؓ۔ حضرت ابوالدرداؓ۔ حضرت زیدؓ۔ حضرت ابوزیدؓ۔ حضرت مجمعؓ بن جاریہ۔ حضرت انسؓ بن مالک سے وجوہ قرات منقول ہیںؓ اسی متبرک گروہ میں سے حضرت عیاشؓ اور آپ کے فرزند ابوالحارثؓ عبداللہ بن عیاشؓ قرشی۔ حضرت فضالہؓ بن عُبید انصاری اور حضرت واثلہؓ بن اسقع لیثی ہیں۔

انمیں سے اکثر حضرات نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست اور بعض نے بواسطہ قرآن پڑہا تھا اور تمام جماعت روزانہ حضورؐ کی زبان مبارک سے سنتی رہتی تھی۔ اس برگزیدہ جماعت نے ہر حرکت واسکان اور حذف واثبات کو حضورؐ سے ضبط کیا تھا۔ اور ہر قسم کے وہم وشک سے پاک تھی اور جسطرح پڑہا تھا اُسی طرح تابعین کو پڑہا دیا۔

صحابۂؓ کرام کے بعد قرآن پڑہانیوالے تابعین عظام ہیں جو اسلامی دنیا کے ہر گوشہ میں موجود تھے۔ اُن میں سے پانچوں اسلامی مرکزوں میں حسب ذیل حضرات خصوصیت کے ساتھ قرات کے مُعلّم تھے۔

مدینہ طیبہ میں حضرت امام زین العابدینؒ۔ سیدالتابعین حضرت سعیدؒ بن المسیبؒ حضرت عُروہؒ بن زبیرؒ۔ حضرت سالمؒ بن عبداللہؒ۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ۔ حضرت سلیمانؒ وحضرت عطاءؒ ابنائے یسارؒ۔ حضرت معاذؒ بن الحارث معروف بمعاذ قاری۔ حضرت امام محمد باقرؒ حضرت عبدالرحمٰنؒ بن ہرمز الاعرج۔ حضرت محمدؒ بن شہاب الزہریؒ حضرت مسلمؒ بن جُندبؒ ہذلی قاضی۔ حضرت زیدؒ بن اسلم۔ حضرت یزیدؒ بن رومان۔ حضرت صالحؒ بن خوّات۔ حضرت عکرمہؒ بربری مولی حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت امام جعفر صادقؒ وغیرہ

مکۂ معظمہ میں۔ حضرت عُبید بن عُمیرؒ۔ حضرت عطاءؒ ابن ابی رباح۔ حضرت طاؤسؒ حضرت مجاہد بن جبرؒ۔ حضرت عکرمہؒ بن خالدؒ۔ حضرت ابن ابی مُلیکہؒ۔ حضرت درباسؒ مولی

حضرت ابن عباسؓ وغیرہ۔

کوفہ میں۔ حضرت علقمہؒ بن قیس۔ حضرت اسود بن یزیدؒ۔ حضرت عبیدہؒ بن عمروؒ حضرت عمروؒ بن شرحبیل حضرت مسروقؒ بن اجدع۔ حضرت عاصمؒ بن ضمرۃ سلولی۔ حضرت زیدؒ ابن وہب۔ حضرت حارثؒ بن قیس حضرت حارثؒ بن عبداللہ الاعور ہمدانی۔ حضرت ربیعؒ بن خثیم۔ حضرت عمروؒ بن میمونؒ۔ حضرت ابو عبدالرحمٰنؒ سلمی۔ حضرت زرؒ بن حبیش۔ حضرت سعدؒ ابن الیاس۔ حضرت عبیدؒ بن نضیلہ۔ حضرت ابو زرعہؒ بن عمرو بن جریر۔ حضرت سعیدؒ بن جبیر والبی۔ حضرت ابراہیمؒ بن یزید بن قیس۔ حضرت عامرؒ شعبی۔ حضرت حمرانؒ بن اعین۔ حضرت ابو اسحٰقؒ سبیعی۔ حضرت طلحہؒ بن مصرف۔ حضرت عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ قاضی۔ حضرت منصورؒ بن معتمر۔ حضرت مغیرہؒ بن مقسم ضبی ضریر۔ حضرت زائدہؒ بن قدامہ۔ حضرت منہالؒ بن عمرو اسدی وغیرہ۔

بصرہ میں حضرت عامرؒ بن عبد قیس۔ حضرت ابو العالیہؒ۔ حضرت ابو الرجاءؒ۔ حضرت نصرؒ ابن عاصم۔ حضرت یحیٰیؒ بن یعمر۔ حضرت جابرؒ بن زید۔ حضرت معاذؒ۔ حضرت خواجہ حسنؒ۔ حضرت محمدؒ ابن سیرینؒ۔ حضرت قتادہؒ۔ حضرت ابو الاسود دؤلیؒ واضع نحو۔ حضرت حطانؒ بن عبداللہ رقاشی وغیرہ۔

دمشق میں۔ حضرت مغیرہؒ بن ابی شہاب اور حضرت خلیدؒ بن سعد وغیرہ۔

ان میں سے بعض نے حضرات صحابہؓ کرام سے براہِ راست اور بعض نے بواسطہ قرآن پڑھا تھا۔ اور ہر حرف کو ضبط کیا تھا۔ اور حضرات خلفائےؓ راشدین اور مہاجرینؓ و انصار سابقین سے سنتے تھے۔ پھر بعض نے اپنا تمام وقت اور بعض نے اکثر اور بعض نے ایک حصہ خدمتِ قرآن کے لیئے وقف کر رکھا تھا۔

Marfat.com

فصل چہارم صاحب اختیار ائمہ قرات

انہیں تابعینؒ اور تبع تابعینؒ میں سے وہ حضرات ہیں جنہوں نے تمام چیزوں سے اعراض کرکے اپنے آپ کو خدمتِ قرآن کے لئے وقف کردیا۔ حصولِ قرات اور اُن کے ضبط وحفظ میں اتنی جدوجہد کی کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں حتیٰ کہ مقتدائے روزگار ائمہ بن گئے ان میں سے بعض نے کئی کئی صحابہؓ کرام سے اور بعض نے صحابہؓ کرام اور تابعینؒ سے اور بعض نے صرف تابعینؒ سے اور بعض نے تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے قرآن پڑھا۔ اور ہر شخص نے اُنکی تعلیم کردہ وجوہِ قرات میں سے احاد اور غیر مشہور اور شاذ کو چھوڑ کر عربیت میں اقویٰ اور موافق رسم وجوہ سے اپنے لئے جدا جدا قراات اختیار کرلیں اور عمر بھر انہیں کو پڑھتے پڑھاتے رہے تمام مفسرین ومحدثین اور جملہ فقہا ومجتہدین انکی اختیار کردہ قراتوں کو بلا عذر قبول کرتے تھے اور مندرجہ صدر اسلامی مرکزوں میں سے کوئی شخص اُنکے ایک حرف کا بھی انکار نہیں کرتا تھا بلکہ دوسری صدی سے دنیائے اسلام میں وہی پڑھی اور پڑھائی جانے لگیں اسلامی ممالک کے بعید ترین حصص و ہر شہر وقصبہ سی طلباء سفر کرکے اُن سے پڑھنے آتے تھے۔ اور اُن قراتوں کو اُن کے نام سے منسوب کرتے تھے جو آج تک اُنہیں کی نام سے معنون چلی آتی ہیں۔ اُن صاحب اختیار حضرات میں سے

مدینہ منورہ میں امام ابوجعفر یزیدؒ بن القعقاع قاری۔ امام شیبہؒ بن النصاح قاضی اور اُن کے بعد امام نافعؒ بن عبدالرحمٰن۔

مکہ معظمہ میں امام عبداللہؒ بن کثیر۔ امام حُمیدؒ بن قیس الاعرج۔ امام محمدؒ بن عبدالرحمٰن ابن مُحیصن سہمی۔

Marfat.com

کوفہ میں۔ امام یحییٰ بن وثاب اسدی۔ امام عاصمؒ بن ابی النجود۔ امام سلیمان بن مہران الاعمشؒ۔ ان کے بعد امام حمزہؒ بن حبیب الزیات۔ پھر امام ابوالحسن علیؒ الکسائی پھر امام خلفؒ بن ہشام البزار۔

بصرہ میں امام عبداللہ بن ابی اسحٰق حضرمی۔ امام عیسیٰ بن عمروؒ ہمدانی ضریر۔ امام ابوعمروؒ بن العلاءؒ انکے بعد امام عاصمؒ بن حجاج جحدری۔ پھر امام یعقوبؒ بن اسحاق حضرمی۔

اور دمشق میں امام عبداللہؒ بن عامر۔ امام عطیہؒ بن قیس کلابی۔ امام اسمٰعیلؒ بن عبداللہ بن مہاجر۔ انکے بعد امام یحییٰؒ بن حارث ذماری۔ پھر امام شریحؒ بن زید حضرمی مشہور صاحب اختیار ائمہ تھے۔

اختیار قرات کا یہ سلسلہ بیحد وسیع تھا جو صدیوں جاری رہا۔ اور خدا جانے کہ کتنے صاحب اختیار ائمہ پیدا ہوئے۔ امام ابومحمد مکیؒ کہتے ہیں "کتابوں میں اُن ستر صاحب اختیار ائمہ کی قرات مذکور ہیں جو قراء سبعہ سے مقدم تھے" اس سے قیاس کریں کہ ان کے ہم مرتبہ اور ان سے کم اور کمتر کتنے ائمہ ہونگے۔

واقعہ یہ ہے۔ کہ کلمات قرآنی کی دو قسمیں ہیں۔ متفق علیہ جنکو تمام صحابہؓ کرام نے ایک طرح پڑھا ہے۔ اُنمیں کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ مختلف فیہ۔ جنکو صحابہؓ کرام نے لغوی اختلاف یا نحوی وجوہ کی بنا پر مختلف طرح پڑھا ہے دونوں اقسام کے الفاظ منزل من اللہ اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ ہیں۔ مثلاً ایک صحابیؓ نے صلہ۔ اظہار تسہیل اور فتح سیکھا۔ دوسرے نے بغیر صلہ۔ اظہار تسہیل اور فتح۔ تیسرے نے بغیر صلہ۔ ادغام تسہیل اور امالہ۔ اسی طرح اور بہت سی شکلیں ہوسکتی ہیں۔ اور چونکہ ان اختلافات کی کوئی ترتیب بعینہٖ واجب نہ تھی لہذا تابعینؒ و تبع تابعینؒ نے اپنے اساتذہ

Marfat.com

کی قرات سے بپابندیِ شرائط نئی ترتیب سے قرات اختیار کرلیں اسی وجہ سے صدر اول کی قرات کا کوئی شمار نہیں بتایا جاسکتا۔ محقق کہتے ہیں "امام ابو عُبیدؒ۔ قاضی اسمٰعیلؒ۔ اور امام ابو جعفرؒ ابن جریر طبری نے اپنی کتابوں میں قراءِ سبعہ سے مقدم وہ پندرہ قرات بیان کی ہیں جو صحابۂ کرام کے عہد میں پڑھی جاتی تھیں اور جن سے وہ نماز پڑھتے تھے"

ائمہ کے تلامذہ اور رواۃ ان گنت تھے اور پھر اُنمیں سے ہر ایک کی جانشین ایک قوم بنی جن کی تعداد خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی مصنف کی یہ طاقت ہے کہ اُن کا احصی کر سکے۔ پس ہم آیندہ فصل میں ائمہ سبعہ اور اُن کے مشہور رُواۃ کا مختصر ترجمہ بیان کریں گے اور اُسکے بعد کی فصل میں طُرق تیسیر کے مشائخ کا اجمالاً پتہ بتلائینگے۔ انشاءاللہ تعالےٰ

فصل پنجم ائمہ سبعہ اور ان کے مشہور رواۃ

اب اُمّت کے پاس دس قراءتیں متواترہ باقی ہیں اُن میں سے سات بہت زیادہ مشہور ہیں علامہ دانیؒ وغیرہ علمائے قرات نے ان ائمہؒ کے رواۃ میں سے دو دو راویوں کی روایات بیان کی ہیں اور اُسوقت سے یہی رواج ہے کہ ہر امام سے دو دو روایتیں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ ہماری اس کتاب میں بھی ائمہ سبعہؒ کی قرات اُن کے مشہور راویوں کی روایات سے بیان ہوئی ہیں لہٰذا ہم بغرض تعارف اُنکا نام و نسب وغیرہ اور مختصر حال بیان کرتے ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

Marfat.com

حضرت امام نافعؒ مدنی قاری اوّل

سیدنا ابو رویم نافعؒ بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم القاری مدنی مولی جعونۃ بن شعوب لیثی۔ اصلاً اصفہانی ہیں۔ بہت زیادہ سیاہ فام تھے ۷۰ھ کے قریب مدینہ میں پیدا ہوئے۔ ستر تابعینؒ سے قرآن پڑھا۔ اُن کے منجملہ امام ابو جعفرؒ یزید بن قعقاع قاری صاحب قراۃ ہشتم۔ امام ابو داؤدؒ عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج امام ابو روح یزید بن رومان اسدی۔ امام شیبۃؒ بن نصاح بن سرجس قاضی مدینہ مولی ام المؤمنین ام سلمہؓ۔ امام ابو عبداللہؒ مسلم بن جندب ہذلی قاضی مدینہ۔ امام صالحؒ بن خوّات انصاری۔ امام ابوبکر محمد بن مسلم ابن شہاب الزہری قرشی مدنیین ہیں۔ ان سب نے سوائے زہری کے بلا واسطہ اور زہری نے بذریعہ حضرت سعید بن المسیبؒ حضرت ابو ہریرۃؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو الحارثؒ مخزومی سے پڑھا۔ ان تینوں نے حضرت اُبیؓ بن کعب انصاری اور حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری سے پڑھا۔ کبار و اوساط تابعین کے بعد حضرت نافعؒ مدینہ میں قراءت کے بلا نزاع امام تھے اور اہل مدینہ کا آپ کی قراءۃ پر اجماع تھا۔ امام احمدؒ حنبل کہتے ہیں "اہل مدینہ کی قراءۃ مجھے زیادہ پسند ہے"

امام مالکؒ کہتے ہیں "اہل مدینہ یعنی نافعؒ کی قراءۃ سنت ہے"[۵۲] آپ صغار تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت ابو الطفیلؓ اور حضرت ابن ابی اویسؓ کو دیکھا ہے۔ آپ کے ان گنت تلامذہ میں سے امام اسمٰعیلؒ بن جعفر انصاریؒ۔ امام اسحاق بن محمد مسیبیؒ۔ امام اصمعیؒ۔ امام ابو خلیدؒ۔ حضرت امام مالکؒ انصاری صاحب مذہب۔ قالونؒ۔ اور ورشؒ۔ بہت مشہور ائمہ روزگار تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں "نافعؒ قرآن کا درس دیتے تھے احادیث کا نہیں"

۵۱ نشر جلد ۱ ص ۱۱۲ ۵۲ تہذیب جلد ۱۰ ص ۴۰۵ ۱۲

Marfat.com

تمام علماء توثیق کرتے ہیں۔ اسحاق مسیبیؒ کہتے ہیں "وفات سے قبل آپ کے بیٹوں نے وصیت کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ الخ

ستر برس سے زیادہ مسندِ قراءۃ آپ سے مزین رہی۔ جب پڑھاتے تھے مُنہ سے مشک کی خوشبو آتی تھی، کسی نے پوچھا کیا آپ خوشبو لگاتے ہیں فرمایا نہیں "میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضورؐ میرے مُنہ میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔ اُس روز سے یہ خوشبو آتی ہے" سو سال کے قریب عمر پاکر ۱۶۹ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابو موسیٰؒ عیسیٰ بن مینا بن وردان بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن عمر بن عبداللہ مدنی زرقی معلّم عربیۃ ملقب بقالونؒ اور دوسرے راوی سیدنا ابوسعید عثمان بن سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سلیمان بن ابراہیم قبطی مصری قرشی بَوَلا ملقب بورشؒ ہیں۔

سیّدنا قالونؒ ۱۲۰ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے ۱۵۰ھ تک امام نافعؒ سے پڑھتے رہے اور اُن کے بعد مدینہ میں مُجمع علیہ قاری اور مُعلّم عربیت تھے۔ کانوں سے بہرے تھے لیکن قرآن سُننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی۔ آپ امام کے محبوب ترین شاگرد تھے اور امام ہی نے جودۃ قراءۃ کی وجہ سے آپ کو قالون سے ملقب کیا تھا۔ قالون رومی زبان میں جید کو کہتے ہیں۔ خود فرماتے ہیں "جب میں امام نافعؒ سے اُنکی قراءۃ ان گنت مرتبہ پڑھ چکا تو فرمایا "تم مجھسے کب تک پڑھتے رہو گے۔ اب تم ایک ستون کے پاس بیٹھو تاکہ میں تمہارے پاس پڑھنے والوں کو بھیجوں"۔ ستر سال مسندِ قراءۃ پر متمکن رہکر ۲۲۰ھ میں پورے سو سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سیّدنا ورشؒ ۱۱۰ھ میں مصر میں پیدا ہوئے امام نافعؒ سے پڑھنے کے لیئے ہجرت کرکے مدینہ آئے خود فرماتے ہیں "جب میں مدینہ میں پہونچا تو دیکھا کہ کثرت طلباء کی وجہ سے

کوئی شخص امام نافعؒ سے پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اگر کسی خوش نصیب کو موقع ملتا ہے تو وہ بھی تیس آیات سے زیادہ نہیں۔ میں بعض بزرگوں کو سفارش کیلئے آپکی خدمت میں لے گیا۔ اُنھوں نے کہا:" یہ مصر سے صرف آپ کے پاس آیا ہے۔ حاجی اور تاجر نہیں ہے"۔ امام نے فرمایا:" آپ دیکھتے ہیں مہاجرینؓ وانصارؓ کی اولاد کی تعلیم کی وجہ سے میں کتنا عدیم الفرصت ہوں"۔ جب زیادہ اصرار کیا گیا تو رات کو مسجد نبوی میں رہنے کی تاکید کی صبح کی نماز سے قبل جب آپ مسجد میں آئے تو پوچھا وہ مصری کہاں ہے۔ اور مجھے پڑھنے کا حکم دیا جب میں تیس۳۰ آیتیں پڑھ چکا تو خاموش ہو جانے کا اشارہ فرمایا۔ حلقۂ طلباء میں سے ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر کہا:" اے مُعلّم خیر تیسخ ہم آپ کے ساتھ مدینہ میں رہتے ہیں اور یہ ہجرت کرکے آپ کے پاس آیا ہے لہذا میں اپنے وقت میں سے دس آیات کے بقدر اسکو ہبہ کرتا ہوں"۔ پھر ایک اور شخص نے دس آیتوں کا وقت ہبہ کیا۔ جس پر مجھے امام نے بیس آیتیں اور پڑھنے کی اجازت دی اور جب سب فارغ ہو گئے تو میں نے پچاس آیتیں اور پڑھیں اور اسی طرح تمام قرآن کئی مرتبہ آپ سے پڑھا آپ بڑے خوش آواز تھے اسی وجہ سے امام نافعؒ نے آپ کو ورشان سے سے ملقب کر دیا تھا۔ ورشان نرفاختہ کو کہتے ہیں۔ کثرت استعمال سے الف و نون حذف ہو کر ورش رہ گیا۔ آپ عموماً تحقیق کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے۔ یونس بن عبدالاعلیٰ کہتے ہیں:" ورش جید القراءۃ اور خوش الحان تھے۔ جب اشباع و ترتیل وغیرہ کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے تو سامع ملول نہیں ہوتا تھا"۔ آپ فربہ اندام۔ کوتاہ قامت۔ ازرق چشم اور بہت زیادہ گورے چٹے تھے ۱۵۵ھ میں مصر واپس گئے جہاں آپ بلانزاع رئیس القراء اور عربیت و تجوید کے امام تھے ۱۹۷ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت امام ابن کثیر مکیؒ قاری دوم

سیدنا ابو معبدؒ عبد اللہ بن کثیر بن عمرو بن عبد اللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز داری مکیؒ مولی عمرو بن علقمۃ کنانی فارسی الاصل تھے ۴۵ھ میں مکہؔ میں پیدا ہوئے تابعینؒ کے دوسرے طبقے سے ہیں۔ آپ نے حضرت ابو السائبؓ عبد اللہ بن السائب بن ابی السائب مخزومی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام ابو الحجاجؒ مجاہدؒ بن جبر مولی سائب بن ابی السائب مخزومی مشہور مفسر اور شیخ القراء درباسؒ مولی حضرت ابن عباسؓ سے قرآن پڑھا۔ ابو السائب حضرت عمرؓ اور حضرت اُبیؓ کے شاگرد ہیں اور مجاہدؒ و درباسؒ حضرت ابن عباسؓ کے۔

حضرت ابو ایوبؓ انصاری حضرت عبد اللہؓ بن زبیرؓ قرشی اور حضرت انسؓ بن مالک انصاری وغیرہ صحابۂ کرام سے شرف ملاقات حاصل ہوا تھا۔ ایک عرصہ تک عراق میں رہے پھر مکہ آگئے اور وہاں کے قاضی مقرر ہوئے۔ امام سفیانؒ بن عیینہ کہتے ہیں وہ مکہ میں ابن کثیرؒ اور حمیدؒ بن قیس الاعرجؒ سے بہتر کوئی قاری نہ تھا" جریرؒ بن حازم کہتے ہیں "قرآن میں افصح الناس تھے" امام ابو عبید کہتے ہیں "مکہ کی قراءۃ آپ پر منتہی ہوتی ہے اور وہاں کے اکثر قراء آپ کے پیرو تھے" ابن مجاہدؒ کہتے ہیں "وفات تک مکہ میں قراءۃ کے بالاجماع امام رہے" امام ابو عمروؒ کہتے ہیں "وہ عربیت میں مجاہدؒ سے اعلم تھے" امام مجاہدؒ کی وفات پر حرم کی مسند قراءۃ کو علماء کی درخواست و اصرار پر قبول کیا اور تا حیات اس پر متمکن رہے۔ امام ابو عمروؒ بصری۔ امام سفیانؒ بن عیینہ۔ اور امام النحو خلیلؒ بن احمد جیسے ائمہ آپ کے شاگرد تھے۔

عطر وغیرہ خوشبویات کی تجارت کرتے تھے اسی وجہ سے داری کہلاتے ہیں۔ اہل مکہ عطار کو

سلہ تہذیب جلد ۵ ص ۳۶۸

داری کہتے تھے۔ آپ جسیم طویل القامت صاحب وقار وسکینت اور ضخیم اللحیہ تھے۔ داڑھی کو حنا سے رنگین رکھتے تھے ۱۲۰ھ میں بعمر ۷۵ سال مکہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابو الحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن القاسم بن البزہ بن نافع بن ابی بزہ مخزومی بولائی مکی موذن مسجد الحرام معروف بہبزی اور دوسرے راوی سیدنا ابو عمر محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن خالد بن سعید بن جرجہ مخزومی مکی ملقب بقنبل ہیں۔ دونوں حضرات سند کے ذریعہ سے امام ابن کثیر سے قراءۃ روایت کرتے ہیں۔

سیدنا بزی ۱۷۰ھ میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ شیخ القرا عبداللہ بن زیاد بن عبداللہ بن یسار شیخ القرا ابوالقاسم عکرمہ بن سلیمان بن کثیر۔ شیخ القرا ابو الاخریط وہب بن واضح مکیین سے قرآن پڑھا۔ یہ تینوں حضرات شیخ القرا ابو اسحاق اسمٰعیل بن عبداللہ بن قسطنطین معروف بقسط کے شاگرد ہیں قسط نے امام ابن کثیر سے براہ راست بھی پڑھا ہے اور شیخ القرا شبل بن عباد اور شیخ القرا ابو الولید معروف بابن مشکان مکیین کے واسطہ سے بھی۔ یہ دونوں امام ابن کثیر کے شاگرد ہیں۔

حجاز کی مشیخت قرارت بزی پر منتہی ہوتی تھی۔ لوگ اطراف وجوانب سے قرآن کے لیے آپ کے پاس آتے تھے۔ اپنے جد اعلیٰ حضرت ابو بزہ کی جانب منسوب ہیں۔ چالیس سال مسجد حرام کے موذن وامام رہے ۲۵۰ھ میں مکہ میں بعمر ۸۰ سال وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سیدنا قنبل ۱۹۵ھ میں مکہ میں پیدا ہوئے شیخ القرا ابو الحسن احمد بن محمد بن علقمہ بن نافع بن عمر بن صبیح بن عون النبال معروف بقواس مکی سے قرآن پڑھا۔ آپ شیخ القرا ابو الاخریط موصوف کے شاگرد ہیں۔ قنبل اپنے وقت میں قرات کے اندر حجاز کے امام اور رئیس القرا تھے مشیخت قرات آپ پر منتہی ہوتی تھی۔ اور لوگ آپ کے پاس آتے تھے ۲۹۱ھ میں مکہ میں بعمر ۹۶ سال وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ دانی کہتے ہیں

Marfat.com

ت مکہ میں آپ کا گھرانہ آج تک قنابلہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت امام ابو عمرو بصری قاری سوم امام العربیت

سیدنا حضرت ابو عمرو بن العلا ابن عمار بن عریان بن عبداللہ بن حصین بن حارث بن جلہم بن عمرو بن خزاعی بن ملک بن مازن بن تمیم مازنی تمیمی نحوی مقری بصرہ ۶۸ھ میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ امام ابو جعفر، امام ابو روح، امام شیبہ، امام مجاہد، امام ابن کثیر موصوفین شیخ القرا، عکرمہ بربری مدنی امام عطا بن ابی رباح شیخ القرا، عکرمہ بن خالد امام حمید بن قیس الاعرج شیخ القرا محمد بن محیصن مکیین حضرت سعید بن جبیر۔ امام عاصم کوفیین۔ امام ابو العالیہ۔ سلطان الاولیا خواجہ حسن۔ شیخ القرا یحییٰ بن یعمر۔ شیخ القرا نصر ابن عاصم اور امام عبداللہ بن اسحاق حضرمی سترہ شیوخ سے قرآن پڑھا۔ انہیں سے اکثر نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے پڑھا ہے اور تمام جماعت حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت ابیؓ۔ حضرت زیدؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کے بالواسطہ اور بعض بلا واسطہ شاگرد ہیں۔

آپ بھی تابعی ہیں۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ قرات۔ عربیت لغت۔ انساب۔ تاریخ اور شعر میں اعلم الناس تھے۔ ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں "ہم نے آپ کا مثل نہیں دیکھا۔ فرزدق شاعر کہتا ہے

مَازِلْتُ اَفْتَحُ اَبْوَابًا وَّاُغْلِقُهَا[1] حَتّٰی رَاَیْتُ اَبَا عَمْرِو بْنَ عَمَّارٖ

ابن مجاہد کہتے ہیں " قرات میں علم لغت۔ عربیت اور فقہ میں امام ہونیکے باوجود

[1] میں دروازے کھولتا اور بند کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے ابو عمرابن عمار کو دیکھا یعنی میری علمی پیاس آپکے پاس آکر بجھی ۱۲

Marfat.com

نقل کے پیرو تھے - اپنی اختیار کردہ قراءۃ میں وجوہ مرویہ سے کہیں عدول نہیں کیا - آپکی قراءۃ دل آویز اور تکلف سے بالاتر ہے - بصرہ میں بہت سے علماء آپکے معاصر تھے مگر کوئی آپ کے مرتبہ تک نہیں پہنچا۔ سیدالاولیاء خواجہ حسنؒ بصری آپ کے شیخ نے آپ کے گرد طلباء کا ازدحام دیکھکر تعجب سے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کیا علماء ارباب بن گئے اور بیشک جس عزت کی بنیاد علم پر نہ رکھی جائے اُسکا انجام ذلت ہے۔ اصمعیؒ کہتے ہیں "میں نے آپ سے ہزار مسئلے پوچھے آپ نے ہر مسئلہ کا جدا جدا جواب دیا اور ہر جواب پر شعراء جاہلیت کے کلام سے شواہد پیش کئے - آپ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی حیات میں سیادت کے مرتبہ پر پہنچ گئے تھے اور اپنے زمانہ میں تو سب سے فائق تھے" نیز کہتے ہیں "میں دس سال آپ کے پاس رہا میں نے کبھی آپ کی زبان سے کسی اسلامی شاعر کا شعر نہیں سنا - رمضان میں کبھی شعر نہیں پڑھتے تھے - ۱۵۴ھ میں شام کیطرف جاتے ہوئے کوفہ میں وفات پائی ۸۶ سال کی عمر تھی - رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابو عمرؒ حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان ازدی دوری ضریر - اور دوسرے راوی سیدنا ابوشعیب صالحؒ بن زیاد بن عبداللہ بن جارود سوسیؒ رقی ہیں - دونوں حضرات امام العلامہ سیدنا ابو محمد یحییٰ بن مبارک بن مغیرہ مقری نحوی بغدادی معروف بیزیدیؒ کے واسطہ سے امام ابو عمروؒ کی قراءۃ روایت کرتے ہیں -

سیدنا یزیدیؒ بڑی شان کے ساتھ بغداد میں رہتے تھے - پہلے یزید بن منصور خال مہدی عباسی کے لڑکوں کے اتالیق تھے جس سے یزیدی عرف پڑگیا - پھر ہارون نے مامون کی اتالیقی پر مقرر کردیا - قراءۃ - حدیث - عربی نحو و لغت کے ماہر شاعر اور صاحب تصنیف عالم تھے - ایک کتاب لغت میں اور کتاب المقصور والممدود اور المختصر فی النحو اور کتاب النقط والشکل تصنیف کیں

Marfat.com

قرات امام ابوعمروؒ سے پڑھیں۔ لغت عربیت عروض و تاریخ علامہ ممدوح اور علامہ خلیلؒ بن احمد امام النحو سے حاصل کی۔ ابوالعتاہیہ نے آپ کے حافظہ سے عربیت کے متعلق دس ہزار اوراق لکھے تھے۔ جو سب ابوعمروؒ سے تھے اور آپ نے خلیلؒ سے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ اس سے ماسوا اور زیادہ تھا۔ ۲۰۲ھ میں مرو میں وفات پائی۔ ابن منادی کہتے ہیں عمر سو برس کے قریب تھی۔ اکثر لوگ ۷۴ سال کہتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا دُوریؒ ۱۵۰ھ میں بغداد کے موضع دُور میں پیدا ہوئے۔ امام اسمٰعیلؒ بن جعفر انصاری۔ امام کسائیؒ۔ علامہ یزیدیؒ۔ علامہ مسلم بن عیسیٰؒ اور علامہ شجاعؒ ابن ابی نصرؒ خراسانی وغیرہ حضرات سے قرات پڑھیں اور جمع کیں۔ محققؒ کہتے ہیں سب سے پہلی قرات آپ نے جمع کیں آپ کی سند سے قرات عشرہ ہمیں پہونچی ہیں۔ ملا علیؒ کہتے ہیں آپ نے قرات جمع کیں اور اسکے متعلق ایک کتاب لکھی، ممکن ہے کوئی کتاب لکھی ہو مگر ثابت نہیں ہوئی۔ متعدد حضرات سے حدیث سنی قرآن و تفسیر کے عالم تھے شوال ۲۴۶ھ میں سامرہ میں بعمر ۹۶ سال وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا سوسیؒ سوس میں جو اہواز کا موضع ہے پیدا ہوئے علامہ یزیدیؒ سے قرات پڑھیں اور اُن کے تلامذہ میں خاص جلالت رکھتے تھے۔ رقہ میں جو ارض ربیعہ کا برلب فرات ایک شہر ہے رہتے تھے وہیں محرم ۲۶۱ھ میں وفات پائی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابن عامرؒ شامی قاری چہارم

سیدنا ابوعمران عبداللہ بن عامرؒ بن یزید بن تمیم بن ربیعہ یحصبی قاضی و شیخ الاقراء اور امام

لہ ہمارے شیوخ مخصوص حضرات کو شیخ الاقراء کہتے ہیں اور یہ سلطنت مصر کیجانب سے کبار شیوخ کو لقب دیا جاتا تھا۔ اقراء مصدری کا مصدر بروزن افعال ہے صیغہ امر نہیں جیساکہ بعض کو وہم ہوتا ہے۔

جامع دمشق بقول صحیح ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ القراء ابوہاشم مغیرہؒ بن ابی شہاب عبداللہ
ابن عمر بن مغیرہؒ مخزومی تلمیذ حضرت عثمانؓ حضرت ابو محمد فضالہؓ بن عبید اوسی انصاری۔
اور حضرت واثلہؓ بن الاسقع لیثی تلمیذان حضرت ابوالدرداء، اور خود حضرت ابوالدرداء عویمرؓ
ابن عامر خزرجی انصاری سے قراءت پڑھیں۔ حضرت بلالؓ بن ابی الدرداءؓ کی وفات پر
دمشق کے قاضی مقرر ہوئے۔ پھر امام بنائے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنی خلافت
میں آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ دمشق دارالخلافہ صحابہؓ اور تابعینؒ سے بھرا
ہوا تھا۔ پھر بھی آپ اسمیں قضاء، امامت اور مشیخت اقراء تینوں تینوں مناصب جلیلہ
کے حامل تھے۔ آپکی اختیار کردہ قراءۃ پر آپکی حیات میں اجماع منعقد ہوگیا تھا حالانکہ وہ عہد
اول اور تابعین کا عہد تھا جنکے علماء فضائل میں یگانہ تھے۔

امام ابن مجاہدؒ نے آپ کو چوتھے مرتبہ پر بیان کیا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ قراء سبعہ میں سے
آپ کبار تابعین میں سے اور باعتبار زمانہ اور بلحاظ شیوخ آپ سب سے مقدم ہیں۔ ۱۰ محرم ۱۱۸ھ
کو دمشق میں بعمر ۹۷ سال وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پہلے راوی شیخ الاسلام سیدنا ابوالولید ہشامؒ بن عمار بن نصیر بن میسرۃ بن ابان
سلمی خطیب جامع دمشق۔ اور دوسرے راوی سیدنا ابو عمروؒ عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوانؒ فہری
قرشی امام جامع دمشق ہیں۔ دونوں سند کے ذریعہ سے امام ابن عامرؒ کی قراءۃ روایت کرتے ہیں
سیدنا ہشامؒ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ بخاریؒ۔ ابوداؤدؒ۔ ترمذیؒ۔ النسائیؒ۔ اور ابن ماجہ
اور اکثر علماء جرح و تعدیل یعنی علامہ ابن سعدؒ۔ امام یحیٰ بن معینؒ۔ امام دحیمؒ امام ابوحاتمؒ امام ابوزرعہ رازیؒ
امام عبداللہ دمشقیؒ۔ اور محدثین کی ایک جماعت کثیر آپ سے حدیث روایت کرتی ہے ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے
عقل و درایت فصاحت و بلاغت نقل و روایت اور علم و فضل میں معروف تھے۔ آخر عمر تک

Marfat.com

عقل و فہم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ابن ذکوانؒ کو آپکی منزلت اور بزرگی کا اعتراف تھا۔ ابوزرعہ رازیؒ کہتے ہیں "جس نے آپ کو نہیں دیکھا وہ اس امر کا محتاج ہے کہ دس ہزار حدیثیں تحریر کرے۔ آپ جامع دمشق میں نماز جمعہ کے امام تھے۔

آپ نے شیخ القراء ابوالعباس صدقہؒ بن خالد اموی بولا متوفی ۱۸۰ھ۔ شیخ القراء ابومحمد سویدؒ بن عبدالعزیز بن نمیر واسطی سلمی بولا متوفی ۱۹۴ھ شیخ القراء امام ابوالضحاک عراکؒ بن خالد بن یزید مُرّی۔ اور شیخ القراء امام ابوسلیمان ایوبؒ بن تمیم تمیمی متوفی بعد از ۱۹۰ھ دمشقیین سے قرآن پڑھا۔ یہ چاروں حضرات شیخ القراء امام ابوعمر یحییؒ بن حارث ذماری غسانی دمشقی متوفی ۱۴۵ھ کی شاگرد ہیں اور یحییؒ امام ابن عامرؒ کے۔ ہشامؒ نے آخر محرم ۲۴۵ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ (۹۲ سال کی عمر تھی)

سیدنا ابن ذکوانؒ ۱۰ محرم ۱۷۳ھ کو پیدا ہوئے۔ ابوداؤدؒ اور ابن ماجہ وغیرہ ایک کثیر جماعت آپ سے حدیث روایت کرتی ہے۔ آپ نے بھی امام ابوسلیمان ایوبؒ بن تمیم موصوف سے قرآن پڑھا۔ ولیدؒ بن عتبہ کہتے ہیں "تمام عراق میں آپ سے بہتر قرآن پڑھنے والا کوئی نہ تھا" ابوزرعہؒ کہتے ہیں "میرے نزدیک حجاز و شام و مصر و خراسان میں آپ سے بہتر قرآن پڑھنے والا نہ تھا" امام ایوبؒ کے بعد دمشق کی ریاستِ قراءۃ آپ پر منتہی ہوتی تھی جمعہ کے سوا جامع اموی دمشق کے امام تھے۔ شوال ۲۴۲ھ میں بعمر ۶۹ سال دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت امام عاصمؒ کوفی قاری پنجم (۵)

سیدنا ابوبکر عاصمؒ ابن ابی النجود (وابن بہدلہ) اسدی بولا کوفی۔ آپ نے شیخ القراء امام

Marfat.com

ابوعبدالرحمٰنؒ عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمی ضریر شیخ الاقراء کوفہ۔ شیخ القراء امام ابومریم زرؒ بن حبیش بن حباشہ بن اوس بن ہلال اسدی اور شیخ القراء ابوعمر سعدؒ بن الیاس شیبانی کوفیین سے قرآن پڑھا۔ یہ تینوں حضرات کبار تابعین میں سے ہیں اور بلاواسطہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ۔ حضرت ابیؓ اور حضرت زیدؓ کے شاگرد ہیں۔ آپ خود بھی تابعی ہیں حضرت حارثؓ بن حسّان وغیرہ صحابہ کرام سے ملے ہیں۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ کہتے ہیں "عاصمؒ صاحب قراءۃ اور حمادؒ صاحب فقہ تھے میں عاصمؒ کو زیادہ پسند کرتا ہوں"۔ عجلی کہتے ہیں "عاصمؒ صاحب سنت وقراءۃ ثقہ اور رئیس القراء تھے"۔ ابواسحٰق سبیعیؒ بار بار کہتے تھے "میں نے عاصمؒ سے بہتر قاری نہیں دیکھا"۔ "عاصمؒ سے زیادہ قرآن کا عالم کوئی نہیں"۔ امام ابوعبدالرحمٰنؒ کے بعد کوفہ کی ریاستِ قراءت آپ پر منتہی ہوتی تھی۔ آپ فصاحت وبلاغت ضبط و اتقان اور تجوید وتحریر کے جامع تھے۔ طریقہ ادا اور لہجہ عجیب وغریب تھا خوش الحانی کی نظیر نہ تھی۔ عابد وکثیر الصلوٰۃ تھے سنہ ۱۲۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی پچاس (۵۰) سال کے قریب مسند کوفہ پر قائم رہے۔ ابوبکرؒ کہتے ہیں وفات کے وقت آیۃ ثُمَّ رُدُّوْا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ الخ بار بار پڑھتے تھے گویا کہ محراب میں قرآن سنا رہے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ

باعتبار طبقات رجال آپ امام ابن عامرؒ کے بعد اور باقی سب سے مقدم ہیں۔

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابوبکر شعبۃؒ بن عیّاش بن سالم اسدی بولاحنّاط۔ اور دوسرے راوی ابوعمر حفصؒ بن سلیمان بن مغیرۃ اسدی غاضری بزاز کوفیین ہیں۔

سیدنا ابوبکرؒ سنہ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ کہتے ہیں "ثقہ صدوق۔ صالح۔ صاحب قرآن۔ اور صاحب سنت تھے"۔

سلہ تہذیب جلد ۵ ص ۳۸ ۱۲

Marfat.com

خود فرماتے ہیں "میں نے کبھی کوئی منکر کام نہیں کیا۔ اور تیس ۳۰ سال سے روزانہ ایک قرآن ختم کرتا ہوں"۔ ابن المبارکؒ کہتے ہیں "میں نے ابو بکرؒ سے زیادہ متبع سنت نہیں دیکھا" احمسی کہتے ہیں "میں نے ابو بکرؒ سے بہتر نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا"۔ ستر سال عبادت میں مصروف رہے اور چالیس سال آپ کے لئے بستر نہیں بچھایا گیا۔ اور اس عرصہ میں شب کے وقت آپنے زمین سے پیٹھ نہیں لگائی۔ ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا۔ بروقت وفات خود فرمایا "میں نے اس زاویہ میں ۱۸ ہزار دفعہ قرآن پڑھا ہے زنہار ہمیں نافرمانی نہ کرنا" امام عاصمؒ سے تین مرتبہ قرآن پڑھا۔ پہلے پانچ پانچ آیات پڑھکر تین سال میں ختم کیا۔ امام کسائیؒ وغیرہ ائمہ آپکے تلامذہ میں سے ہیں۔ ۲۱۔ جمادی الثانی ۱۹۳ھ کو کوفہ میں بعمر ۹۸ سال وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

سیدنا حفصؒ ۹۰ھ میں پیدا ہوئے امام عاصمؒ کے ربیب تھے۔ ابن معینؒ کہتے ہیں "حفصؒ وابو بکرؒ قراءۃ عاصمؒ کے اندر اعلم الناس تھے حفصؒ ابو بکرؒ سے اقرأ اور ابو بکر صدوق تھے۔ قراءۃ عاصمؒ کی اصح روایت وہ ہے جو حفصؒ نے روایت کی ہے" علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں "قراءۃ میں ثقہ۔ ضابط اور ثبت تھے لیکن حدیث میں یہ حال نہ تھا" امام عاصمؒ سے متعدد مرتبہ قرآن پڑھا۔ نیز متعدد دیگر شیوخ سے اکتساب کیا۔ فرماتے ہیں "ضُعْفٍ کے ضمہ کے سوا میں نے کسی حرف میں عاصمؒ کی مخالفت نہیں کی۔ آپنے ۱۸۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ عمر ۹۰ سال تھی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ تجارت پارچہ میں شریک تھے۔

اگرچہ قراءات سبعہ بلکہ عشرہ متواترہ ہیں اور سبعہ کے خلاف تو کبھی کسی نے ایک حرف بھی نہیں کہا بلکہ حرمین اور بصرہ کی قراءات خالص قرشی ہونیکی وجہ سے ایک خاص امتیاز رکھتی ہیں۔ مگر یہ قبولیت خداداد ہے کہ صدیوں سے مکاتب ومدارس میں صرف روایت حفصؒ

پڑھائی جاتی ہے اور روئے زمین پر ایک ہزار حفاظ میں سے تقریباً نوسو ننانوے آدمیوں کو صرف یہی روایت یاد ہے اور ایسا شاید کوئی نہ ہو جس نے یہ روایت نہ پڑھی ہو۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ علی زعم نحاۃ[۱] قراءۃ عاصمؒ مروج ہی نہ ہونی چاہیئے تھی۔

حضرت امام حمزہؒ کوفی قاری ششم (۶)

سیدنا ابو عمارۃ حمزہؒ بن حبیب بن عمارۃ بن اسمٰعیل الزیات کوفی فرضی تیمی بولا ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امام ابو محمد سلیمان بن مہران الاعمشؒ امام ابو محمد طلحۃؒ بن مصرف یامی امام ابو اسحٰق عمرو بن عبد اللہ السبیعیؒ شیخ القراء ابو حمزہ حمران بن اعین شیبانی بولا شیخ القراء مغیرۃؒ ابن مقسم ضبی شیخ القراء ابو عتاب منصور بن معتمر سلمیؒ۔ قاضی ابو عبد الرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ انصاری اور امام جعفر صادقؒ سے قرآن پڑھا۔ یہ سب حضرات بالواسطہ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عبد اللہؓ بن مسعودؓ۔ حضرت اُبیؓ اور حضرت زیدؓ کے شاگرد ہیں۔

امام حمزہؒ تبع تابعی ہیں۔ سبایاء فارس کی اولاد میں سے تھے۔ حد درجہ زاہد و مرتاض اور متقی و پرہیزگار تھے۔ ابن معینؒ کہتے ہیں "عبادت و زہد اور فضل و دین اور تقوے میں خیار بندوں میں سے تھے" ابن فضلؒ کہتے ہیں "کوفہ پر سے حمزہؒ کے باعث بلا دور ہوتی ہے" امام اعمشؒ آپ کے شیخ جب آپ کو دیکھتے تو فرماتے "یہ حبر قرآن ہے اور یہ آیت پڑھتے۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ الخ شاگردوں کے ہاتھ سے پانی پینا تک گوارا نہ تھا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے "حمزہؒ قرأۃ اور فرائض میں بلانزاع ہم سب پر

---

[۱] نحاۃ ہمزتین کی تحقیق کی وجہ سے قراءۃ عاصم پر اعتراض کرتے تھے ۱۲

Marfat.com

غالب ہیں؟ امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں "آپ نے ایک حرف بلا سند نہیں پڑھا"
امام عاصمؒ کے بعد کوفہ کی ریاست قراءۃ آپ پرمنتہی ہوتی تھی۔ ہر مہینہ میں ۲۷-۲۸ ختم
ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے۔ طریق ادا میں مبالغہ ناپسند تھا۔ خود فرماتے ہیں "جسطرح
راستی کے بعد کجی، اور سفیدی کے بعد برص ہے اسی طرح قراءۃ فصیحہ کے بعد قراءۃ نہیں
لحن ہے" امام سفیان ثوریؒ اور امام شریک بن عبداللہؒ آپکے شاگرد ہیں۔ آپ کوفہ سے
زیتون حُلوان لیجاتے تھے اور وہاں سے پنیر واخروٹ کوفہ لاتے تھے۔ یہی وجہ معاش
تھی۔ ۱۵۶ھ ہجری میں بعمر ۷۶ سال حُلوان میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
آپکے پہلے راوی سیدنا ابو محمد خلفؒ بن ہشام بن ثعلب بن غُراب بغدادی بزاز
صاحب قراءۃ دہم اور دوسرے راوی سیدنا ابو عیسٰی خلادؒ بن خالد صیرفی کوفی
شیبانی بُولا ہیں۔ دونوں امام الزاہد سیدنا ابو عیسٰی سُلیمؒ بن عیسٰی بن سلیم بن عامر بن غالب
حنفیؒ بُولا کوفی کے واسطہ سے امام حمزہؒ سے قراءۃ روایت کرتے ہیں۔
سیدنا سُلیمؒ ۱۳۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امام حمزہؒ کے تلامذہ میں خاص جلالت
رکھتے تھے۔ اور زہد و تقوےٰ میں شیخ کے پیرو تھے اور اُن کی قراءۃ کے سب سے زیادہ ضابط
اور متقن تھے۔ آپ ہی اُن کے جانشین بنے۔ یحییٰؒ کہتے ہیں "جب سُلیمؒ آتے تو امام حمزہؒ
فرماتے "مؤدب ہو جاؤ سُلیمؒ آتے ہیں" خود کہتے ہیں "میں نے امام حمزہؒ سے دس
مرتبہ قرآن پڑھا اور ایک حرف میں ان کی مخالفت نہیں کی" بقول دانی و محقق ۱۸۸ھ
میں اور حسب بیان ملا علیؒ ۲۰۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔
سیدنا خلفؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے دس برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور
تیرھویں سال سماعت حدیث شروع کی۔ ثقہ۔ عابد۔ زاہد اور جلیل الشان امام تھے۔

Marfat.com

فرماتے ہیں "مجھے عربیت میں ایک مشکل پیش آئی اُسکے لئے میں نے اسی ہزار درہم خرچ کئے اور اُسکو حاصل کرکے چھوڑا" آپ سُلیمؒ کے ممتاز شاگرد تھے سلیمؒ کے سوا آپ نے متعدد حضرات سے پڑھا ہے۔ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ آپ سے مسلمؒ و ابوداؤدؒ وغیرہ علماء حدیث روایت کرتے ہیں۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ دانیؒ کہتے ہیں "امام نافعؒ کی قراءۃ اسحاق مسیبیؒ سے امام عاصمؒ کی یحییٰؒ سے پڑھی اور خود ایک قراءۃ اختیار کی۔ صاحب سنت ثقہ۔ مامون اور حدیث میں بھی مقدم تھے۔ جمادی الثانی ۲۲۹ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا خلادؒ۔ امام۔ ثقہ۔ محقق۔ مجود صاحب ضبط و اتقان تھے۔ دانیؒ کہتے ہیں "سُلیمؒ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ ضابط و جلیل تھے۔ ترمذیؒ اور ابن خزیمہؒ کی صحیح میں آپ سے ایک ایک حدیث مروی ہے ۲۲۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت امام کسائیؒ کوفی قاری ھفتم (۷)

سیدنا ابو الحسن علیؒ بن حمزہ بن عبداللہ بن قیس (بہمن) بن فیروز اسدی بُولا نحوی کوفی کسائی۔ تقریباً ۱۱۹ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اصلاً فارسی ہیں امام محمدؒ بن حسن شیبانی صاحب امام الاعظمؒ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ امام حمزہؒ سے چار مرتبہ قرآن پڑھا۔ نیز قاضی محمد بن ابی لیلیٰؒ۔ امام ابوبکرؒ۔ امام اسمٰعیلؒ بن جعفر انصاری۔ شیخ القراء زائدۃؒ بن قدامہ شیخ القراء عیسیٰؒ بن عمر ہمدانی سے قرات پڑھیں۔ یہ حضرات گذشتہ شیوخ کے شاگرد ہیں امام کسائی نے پہلے خلیلؒ بن احمد بصری سے نحو سیکھی۔ پھر اُنکی تحریک پر نجد و تہامہ جاکر اعراب میں رہے اور عربیت کا اتنا ذخیرہ جمع کیا کہ جسکے لکھنے میں سیاہی کے پندرہ شیشے صرف ہوئے۔ واپسی پر بغداد میں قیام کیا پہلے ہارون کو پڑھایا اور پھر اُسکے بیٹے امین کو۔

Marfat.com

بڑے بڑے ائمہ آپ کے شاگرد ہیں - ابن الانباریؒ کہتے ہیں "قراءۃ - عربیت اور لغت میں اعلم الناس تھے" طلباء کا ازدحام جمع ہو جاتا تھا آپ ممبر پر بیٹھکر پڑھتے تھے وہ اُس سے اخذ و تصحیح کرتے تھے" معانی القرآن - کتاب النحو - کتاب نوادر کبیر - وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں - سیبویہ سے مناظرے ہوتے تھے - یزیدی سے اکثر ہمنشینی رہتی تھی ۱۸۹ھ میں ہارون کے ساتھ رے جاتے ہوئے موضع رنبویہ میں بعمر ۷۰ سال وفات پائی - اور وہیں امام محمدؒ نے انتقال کیا جبپر ہارون نے کہا "ہم نے قراءۃ اور فقہ کو یہاں دفن کیا ہے - رحمۃ اللہ علیہ -

آپ کے پہلے راوی سیدنا ابو الحارثؒ لیث بن خالد نحوی مروزی بغدادی اور دوسرے راوی سیدنا ابو عمر حفص بن عمر دوریؒ موصوف ہیں -

سیدنا ابو الحارثؒ ثقہ - ضابط - صالح محقق اور قرات کے ماہر تھے کسائی کے اجل تلامذہ میں سے ہیں ۲۴۰ھ میں وفات پائی - رحمۃ اللہ علیہ دوری کا حال اوپر بیان ہوا -

قراء سبعہ کی یہ ترتیب امام ابن مجاہدؒ کی مقرر کردہ اور چوتھی صدی سے ہی معمول ہے ورنہ شیوخ وطبقات کے لحاظ سے - ابن عامرؒ - عاصمؒ - ابن کثیرؒ - نافعؒ - ابو عمروؒ - حمزہؒ - اور کسائیؒ ہونی چاہیے تھی - اور رواۃ کی یہ ترتیب شاطبیؒ کی بیان کردہ ہے ورنہ ابن مجاہدؒ ودانیؒ وغیرہ نے قنبلؒ کو بزیؒ سے ابن ذکوانؒ کو ہشامؒ سے اور کسائیؒ کے دوری کو ابو الحارثؒ سے مقدم بیان کیا ہے - باقی میں موافق ہیں -

باتباع ابن مجاہدؒ و شاطبیؒ چوتھی اور چھٹی صدی سے اکثر مصنفین و مؤلفین اور تمام اہل ادا اسکی پیروی کرتے ہیں لیکن یہ واجب و مسنون نہیں ہے - قاری جسکو چاہے مقدم و مؤخر کر سکتا ہے لیکن جمع پڑھتے ہوئے کسی ایک ترتیب پر رہنا چاہیئے تاکہ غلطی نہ ہو - اور مناسب ہے کہ اپنی پر ہی ایجاد کی ضرورت نہیں

فصل ششم طرق تیسیر و شاطبیہ

اس فصل میں اُن مشائخ کرام کا ذکر ہے جنکے واسطہ سے قرات علامہ دانی تک پہونچیں۔ ہم نے ہر روایت کے طرق جدا جدا بیان کیئے ہیں تاکہ طلباء کو مغالطہ نہ ہو۔ اور ہر شیخ کا نام و نسب لکھنے سے قبل ابتداء میں وہ عرف یا لقب سادہ طور سے درج کیا ہے جس سے وہ مشہور ہیں اور اُن کا ذکر اس فن کی کتابوں میں آتا ہے۔ اس کتاب میں بھی اُسی سے حوالہ آئیگا۔ ناظرین اِسکو ہر جگہ یاد رکھیں۔ طرق میں جو حضرات مکرر آئیں گے اُنکا حوالہ بھی ہر طریقہ میں اُسی مشہور نام سے دیا جائیگا۔

روایت قالونؒ

ابو نشیطؒ۔ سیدنا امام ابو جعفر محمد بن ہارون بن ابراہیم الربعی بغدادیؒ بزاز۔ مشہور محدث و محقق۔ ثقہ۔ ضابط۔ صدوق اور قالونؒ کے اجل تلامذہ میں سے تھے شوال ۲۵۸ھ میں بغداد میں وفات پائی رحؒ

(۲) ابو حسانؒ سیدنا قاضی ابو بکر احمد بن محمد بن یزید بن اشعث بن حسان بغدادیؒ امام ثقہ و ابو نشیط کی تلامذہ میں روایت قالون کے ضبط و اتقان میں یگانۂ عصر تھے ۳۰۰ھ کے قریب بغداد میں وفات پائی رحؒ

(۳) ابن بویانؒ۔ سیدنا امام ابو الحسین احمد بن عثمان جعفر بن بویان بغدادی حربی قطان ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ امام۔ ثقہ۔ کبیر مشہور و ضابط تھے ۳۴۴ھ میں وفات پائی بُویان بباء موحدہ صحیح ہے۔ ثوبان بالثاء صحیح نہیں علامہ ذہبی کو دھوکا ہوا۔

(۴) سیدنا ابراہیم بن عمر مقری ابن بویان کے شاگرد میں جلیل المرتبہ قاری تھے۔

(۵) عبد الباقیؒ۔ سیدنا ابو الحسن عبد الباقی بن الحسن خراسانی مقری بڑی بڑی ائمہ کے شیخ ہیں

(۶) ابو الفتحؒ۔ سیدنا ابو الفتح فارس بن احمد بن موسی بن عمران حمصی ضریر مقری

Marfat.com

مولف منشأ القراءات فی الثمان آپ نے نام عبدالباقی مقری کے سوا امام ابو احمد سامریؒ ابن عراکؒ ابو محمد کاتبؒ وغیرہ ائمہ سے قراءات پڑھیں بہت بڑے اور مشہور مقری اور علامہ دانیؒ وغیرہ ائمہ کے شیخ ہیں سنہ ۴۰۱ھ میں وفات پائی ہے۔

رواۃ ورش

(۱) ازرقؒ۔ سیدنا امام ابو یعقوب یوسف بن عمر بن یسار الازرقؒ مدنی ثم المصری محقق۔ ثقہ۔ ضابطہ اور صاحب اتقان تھے۔ حضرت ورشؒ کے پاس رہتے تھے بیس مرتبہ تحقیق و حدر کیساتھ ورشؒ سے قرآن پڑھا۔ خود کہتے ہیں "جب میں آپکے پاس مقیم تھا تو تحقیق و ترتیل سے پڑھتا تھا۔ اور جب آپکے ساتھ اسکندریہ گیا تو حدر سے۔ ورشؒ کے جانشین و خلیفہ آپ ہی بنے تھے۔ خزاعی کہتے ہیں "اہل مغرب آپ کے سوا روایت ورشؒ کا کوئی طریقہ ہی نہیں جانتے تھے۔ سنہ ۲۴۰ھ کے قریب وفات پائی۔

(۲) نحاسؒ۔ سیدنا ابو الحسن اسمٰعیل بن احمد بن عبداللہ بن عمرو النحاسؒ مصری۔ روایت ورشؒ کے جلیل القدر محقق اور ضابط تھے سنہ ۲۸۰ھ سے قبل وفات پائی۔

(۳) تجیبیؒ۔ سیدنا ابو جعفر احمد بن اسامہ تجیبیؒ۔ اور سیدنا ابو جعفر احمد بن اسحاق بن ابراہیم خیاطؒ۔ اور سیدنا ابو بکر احمد بن محمد بن موسیٰ بن ابی الرجاء مصریؒ متوفی سنہ ۳۶۹ھ نحاسؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور سیدنا ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ انماطی ابو الرجاءؒ کے شاگرد ہیں۔

(۴) ابو القاسم خاقانیؒ۔ سیدنا ابو القاسم خلف بن ابراہیم بن محمد بن الخاقان خاقانیؒ مصری۔ آپ تجیبیؒ۔ خیاطؒ اور انماطیؒ کے شاگرد ہیں اور علامہ دانی کے شیخ ہیں مصر کے مشہور مقری تھے سنہ ۴۰۲ھ کے بعد وفات پائی۔

رواۃ بزی

(۱) ابو ربیعہؒ۔ سیدنا ابو ربیعہ محمد بن اسحاق بن وہب ربعی مکی۔ ثقہ۔ ضابط صاحب اتقان عادل اور جلیل القدر قاری تھے۔ بزیؒ کے بعد مسجد حرام کے

Marfat.com

مؤذن مقرر ہوئے۔ رمضان ۲۹۴؁ھ میں مکہ میں وفات پائی ہے۔

(۲) **نقاش**۔ سیدنا امام ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر بن مرزا النقاش موصلی بغدادی ۲۶۶؁ میں پیدا ہوئے قراۃ وحدیث کے لئے۔ مکہ۔ کوفہ۔ بصرہ شام مصر جزیرہ۔ موصل۔ جبال اور خراسان وغیرہ کا سفر کیا محنت شاقہ برداشت کی حتیٰ کہ شیخ وقت بنگئے بہت سی کتابیں تالیف کیں جنمیں سے کئی قرات پر ہیں۔ علامہ دانی کہتے ہیں وہ آخر عمر میں وحید عصر امام۔ تقوےٰ۔ صدق لہجہ۔ فہم اور وسیع معلومات میں یگانہ تھے۔ ۳ شوال ۳۵۱؁ھ میں بغداد میں وفات پائی ہے۔

(۳) **ابوالقاسم فارسی**۔ سیدنا ابوالقاسم عبدالعزیز بن جعفر بن محمد بن اسحاق بن خواستی فارسی ثم البغدادی علاّ روزگار قاری ومحدث تھے علامہ دانی کے شیخ ہیں ۴۱۳؁ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ ۹۲ سال کی عمر تھی۔

راوی ثانی

(۱) **ابن مجاہد**۔ سیدنا الامام العلامہ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد بغدادی ۲۴۵؁ھ میں پیدا ہوئے حصول قرات میں اتنی سعی کی کہ روئے زمین پر یگانہ روزگار بنگئے۔ تین تین سو متشدد حاضر درس ہوتے تھے۔ ۸۴ خلفا تھے۔ مبتدی پہلے اُن سے پڑھتے تھے۔ پھر آپکے سامنے حاضر ہوتے تھے علامہ دانی کہتے ہیں "علم وفضل۔ فہم و ادراک اور صدق لہجہ میں تمام معاصرین سے فائق تھے" سبعہ مشہورہ کو سب سے پہلے آپ ہی نے مشہور کیا ہے۔ امام النحو علامہ ثعلب جو آپکے شیخ ہیں کہتے ہیں "ہمارے زمانہ میں کتاب اللہ کا ابن مجاہد سے زیادہ کوئی عالم نہیں ہے" صرف ابن عبدوس سے ۲۰ مرتبہ قرآن پڑھا ۱۹ شعبان ۳۲۴؁ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ امام عبیداللہ زہری کہتے ہیں "میرے والد نے رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے حامل کتاب اللہ فوت ہوگیا۔ صبحکو آپکی وفات معلوم ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(۲) ابو احمد سامریؒ۔ سیدنا ابو احمد عبداللہ بن حسین بن حسنون سامری بغدادیؒ ۲۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ امام ابن مجاہدؒ ابن شنبوذ۔ ابن حمدون الحذاءؒ۔ یموت بن مزرعؒ اور اشنانیؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں۔ ثقہ۔ ضابط اور مامون تھے۔ علامہ دانیؒ۔ علامہ ابو حیانؒ اور حافظ ذہبیؒ تعریف کرتے ہیں۔ محرم ۳۸۶ھ میں بغداد میں وفات پائیؒ۔

(۳) امام ابو الفتحؒ موصوف

راوی دوریؒ

(۱) ابن عبدوسؒ۔ سیدنا ابو الزعراء عبدالرحمٰن بن عبدوسؒ ہمدانی دقاق۔ ثقہ۔ ضابطہ۔ اور محقق قاری تھے۔ علامہ دانیؒ کہتے ہیں "دوریؒ کے تلامذہ میں اکبر اجل اور اوثق تھے" ۲۸۰ھ کے بعد وفات پائیؒ۔

(۲) ابن مجاہدؒ موصوف (۳) عبدالواحدؒ۔ سیدنا ابو طاہر عبدالواحد بن عمر ابن ابی ہاشم محمد بغدادیؒ۔ امام جلیل۔ ثقہ کبیر۔ مقری۔ نحوی۔ اور حجۃ تھے۔ محققؒ کہتے ہیں "امام ابن مجاہدؒ کے بعد کوئی آپ کے برابر نہ تھا" خطیبؒ کہتے ہیں "ثقہ اور امین تھے"۔ شوال ۳۴۹ھ میں بعمر زائد از ۷۰ سال بغداد میں وفات پائیؒ (۴) فارسی موصوف

مسند زمانہ ابو مسلم کاتب۔ سیدنا ابو مسلم محمد بن احمد بن علی الکاتبؒ بغدادی ثم المصری ۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بغوی اور امام ابن مجاہدؒ کے تلامذہ میں سب کے بعد تک زندہ رہے۔ ابن خیر وزیر کے کاتب تھے۔ علامہ دانیؒ کے شیخ الحدیث اور شیخ الروایت ہیں۔ ۲۔ ذی الحجہ ۳۹۹ھ کو مصر میں وفات پائیؒ۔

راوی سوسیؒ

(۱) ابن جریرؒ۔ سیدنا ابو عمران موسیٰ بن جریر رقی ضریر نحویؒ ادغام و عربیت کے ذی بصارت امام و ماہر سوسی کے ممتاز شاگرد آں گشت تلامذہ کے شیخ اور صاحب وقار و حرمت بزرگ تھے ۳۱۶ھ میں وفات پائیؒ۔

(۲) امام ابو احمد سامریؒ موصوف (۳) امام ابو الفتحؒ موصوف

Marfat.com

روایت ہشام

(۱) الحلوانیؒ - سیدنا ابوالحسن احمد بن یزید الحلوانیؒ - استاذ کبیر - ثقہ - ضابط صاحب اتقان - امام القرات - عارف روایات - علی الخصوص قالونؒ وہشامؒ کی روایات کے ماہر کامل تھے - قالونؒ سے پڑھنے کے لیئے دو مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے ۲۵۰ھ میں حلوان میں وفات پائیؒ۔

(۲) ابن عبدانؒ - سیدنا محمد بن احمد بن عبدان خزرجی - مقری - جزیرۂ ابن عمر کے رہنے والے تھے حلوانی سے عرضاً قرات پڑھیں ۳۰۰ھ کے بعد وفات پائی -

(۳) امام ابواحمد سامریؒ موصوف - (۴) امام ابوالفتحؒ موصوف

روایت ابن ذکوان

(۱) الاخفشؒ - سیدنا امام ابوعبداللہ ہارون بن موسیٰ بن شریک تغلبی الاخفشؒ دمشقی - نحوی - مقری - ثقہ - ضابط - اور شیخ القرات تھے - ابوعلیؒ اصفہانی کہتے ہیں " اخفشؒ صاحب علم وفضل تھے " قراۃ وعربیت میں کئی کتابیں تصنیف کیں ابن ذکوانؒ کے بعد آپ ہی جانشین ہوئے ۲۹۲ھ میں بعمر ۹۲ سال وفات پائی -

(۲) النقاشؒ موصوف (۳) فارسیؒ موصوف -

روایت ابوبکر

(۱) یحییٰؒ - سیدنا ابوزکریا یحییٰ بن آدم بن سلیمان اموی مولی آل ابی معیط کوفیؒ کبار فقہا و محدثین میں سے تھے - ابوداؤدؒ کہتے ہیں یگانۂ روزگار امام تھے - تمام علماء جرح وتعدیل توثیق وتعریف کرتے ہیں ربیع الاول ۲۰۳ھ میں فم صلح میں وفات پائیؒ

(۲) صریفینیؒ - سیدنا قاضی ابوبکر شعیب بن ایوب بن رزیق بن معبد بن شیطا صریفینی حنفیؒ - محدثین میں سے ہیں واسط کے قاضی تھے - قاضی ابوحازم سے فقہ کی تکمیل کی ابوداؤدؒ وغیرہ آپ سے روایت کرتے ہیں ۲۶۱ھ میں واسط میں وفات پائیؒ۔

(۳) الاصمؒ - سیدنا ابوبکر یوسف بن یعقوب بن حسینؒ واسطی - ضابط - ثقہ - امام جلیل

Marfat.com

اور صاحب کرامات تھے ۲۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ نقاش کہتے ہیں "میں نے ابوبکرؒ کا مثل نہیں دیکھا" جامع واسط کے امام اور قراءۃ عاصمؒ کی اعلیٰ سند رکھتے تھے ۳۷۳ھ میں وفات پائی۔

(۳) سیدنا احمد بن یوسف قافلانیؒ صیرفیؒ کے شاگرد اور امام ابو احمد سامریؒ کے شیخ تھے۔

(۴) سیدنا ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن احمد بغدادی ابوبکر واسطی کے شاگرد اور عبدالباقیؒ کے شیخ ہیں

(۵) سیدنا عبدالباقیؒ موصوف۔ (۶) سیدنا ابوالفتحؒ موصوف

راویانِ حفصؒ

(۱) عبیدؒ۔ سیدنا ابو محمد عبید بن صباح بن صبیح نہشلی کوفی مقری بغدادیؒ۔ ضابط و ثقہ تھے۔ دانی کہتے ہیں "حفصؒ کے تلامذہ میں اجل و اضبط تھے۔ اشنانیؒ کہتے ہیں "متورع اور متقن تھے" ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔

(۲) اُشنانیؒ۔ سیدنا ابوالعباس احمد بن سہل بن فیروزان اُشنانی مقریؒ۔ ثقہ۔ ضابط۔ خیار۔ عادل۔ مشہور متقن اور عبیدؒ کے واحد جانشین تھے۔ آپ کے سوا عبیدؒ نے کسیکو نہیں پڑھایا۔ عبیدؒ کی وفات کے بعد آپنے حفصؒ کے دیگر شاگردوں سے پڑھا ہے ۳۰۷ھ میں وفات پائی۔

(۳) ہاشمیؒ۔ سیدنا ابوالحسن علی بن محمد بن صالح بن داؤد ہاشمی ضریر بصریؒ معروف بالجوخانی ثقہ۔ ضابط متقن۔ صاحب معرفت اور مشاہیر علماء میں سے تھے۔ امام ابوالحسنؒ نے آپ سے پڑھنے کے لئے بصرہ کا سفر کیا تھا۔ ۳۶۸ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

(۴) ابوالحسنؒ۔ سیدنا ابوالحسن طاہر بن امام ابوالطیب عبدالمنعمؒ بن عبیداللہ بن غلبون ابن مبارک حلبیؒ۔ شیخ القراء مصر۔ ثقہ۔ ضابطہ۔ محقق۔ اور قرات کے وحید العصر امام تھے۔ ہاشمیؒ کے علاوہ آپنے اپنے والد ماجد اُن کے شیخ امام ابواسحٰق شامیؒ امام ابو عدی مصریؒ اور حرتکیؒ وغیرہ متعدد ائمہؒ سے قرات پڑھیں۔ آپکے ماہر فن امام ہونیکی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ

Marfat.com

علامہ دانیؒ جیسے مجدد مجتہد نے آپ سے مصر میں آکر پڑھا۔ ۳۹۹ھ میں مصر میں وفات پائی رح

راوی خلف رح

(۱) **ادریس حدادؒ**۔ سیدنا ابوالحسن۔ ادریس بن عبدالکریم حداد بغدادیؒ۔ ثقہ ضابط صاحب اتقان اور قرات کے امام تھے۔ خلفؒ کے ممتاز شاگرد ہیں۔ اُن سے حمزہؒ کی قراۃ کی روایت اور خود خلفؒ کی قراۃ روایت کرتے ہیں۔ امام احمد حنبلؒ و امام ابن معینؒ وغیرہ اجل علماء کے شاگرد تھے۔ اور کبار محدثین آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ ۲۹۲ھ کو بعمر ۹۳ سال بغداد میں وفات پائی رح

(۲) امام ابن بویان موصوفؒ۔ (۳) حرتکیؒ۔ سیدنا امام ابوالحسن محمد بن یوسف بن نہار الحرتکی بصری مقری امام ابن بویانؒ کے شاگرد خاص اور امام ابوالحسنؒ کے شیخ ہیں۔

(۴) امام ابوالحسنؒ موصوف رح

راوی خلاد رح

(۱) **جوہریؒ**۔ سیدنا ابوبکر محمد بن شاذان بن یزید جوہریؒ بغدادی مشہور ثقہ ضابط صدوق۔ محدث تھے خلادؒ کے ممتاز شاگرد کبار علماء کے شیخ تھے ۲۸۶ھ میں بعمر ۹۰ سال بغداد میں وفات پائی

(۲) **ابن شنبوذؒ** سیدنا ابوالحسن محمد بن احمد بن ایوب بن الصلت بن شنبوذ مقری بغداد مشاہیر و اعیان قراء اور صاحب دین سلیم الصدر علماء میں سے تھے۔ جوہری وغیرہ مشہور اساتذہ سے قرات پڑھی تھیں۔ ابتداً آپ کا میلان تھا کہ جو قراۃ سند صحیحہ سے ثابت ہو اُسکو پڑھ سکتے ہیں خواہ رسم کے خلاف ہو مگر علماء کی اجماع کی بعد اس سے رجوع کر لیا ۳ صفر ۳۲۸ھ کو پیر کے دن بغداد میں وفات پائی رح (۳) امام ابو احمد سامریؒ موصوف (۴) امام ابوالفتحؒ موصوف

راوی ابوالحارث رح

کسائی صغیرؒ۔ سیدنا ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ مقری بغداد معروف بکسائی صغیر۔ ابوالحارثؒ کے تلامذہ میں سے فاضل اجل شیخ کبیر محقق جلیل ثقہ اور ضابط تھے ۲۸۸ھ میں بغداد میں وفات پائیؒ

بطیؒ۔ سیدنا ابوالحسن احمد بن الحسن مقری بغداد معروف بالبطیؒ۔ کسائی صغیر کے ممتاز شاگرد۔ فاضل جلیل۔ قاری اور صدوق تھے ۳۰۰ھ کے بعد بغداد میں وفات پائی۔ رح

Marfat.com

(۳) زید بن علی ؒ۔ سیدنا ابو القاسم زید بن علی بن احمد بن محمد بن عمران بن ابی بلال عجلی کوفیؒ امام الفن عراق کے شیخ اور اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار تھے۔ عراق و بغداد کی ریاست قراءۃ آپ پر منتہی ہوتی تھی۔ جمادی الاول ۳۵۸ھ میں بغداد میں وفات پائیؒ۔

(۴) عبد الباقیؒ موصوف۔ (۵) امام ابو الفتحؒ موصوف۔

روایت دوری

(۱) ابو الفضلؒ۔ سیدنا ابو الفضل جعفر بن محمد بن اسد نصیبی ضریر مقریؒ دوریؒ کے اجل تلامذہ میں سے حاذق۔ ضابط۔ اور نصیبین میں شیخ القراء تھے ۳۰۷ھ کے بعد اپنے وطن میں وفات پائی۔

(۲) ابن جلنداؒ۔ سیدنا ابو بکر محمد بن علی بن الحسن بن الجلندا موصلیؒ ضبط و اتقان میں مشہور اور فاضل وقت تھے ۳۴۹ھ میں وفات پائیؒ۔

(۳) امام عبد الباقیؒ موصوف (۴) امام ابو الفتح موصوف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

علامہ دانیؒ و شاطبیؒ وغیرہ شیوخ متاخرین کا مختصر ترجمہ باب التصانیف میں آئے گا۔ انشاء اللہ المستعان۔ اسکے بعد ہم ضابطۂ قراءت بیان کرتے ہیں۔ واللہ الموفق

فصل ہفتم ضابطۂ قراءت۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ائمہ کے تلامذہ اور ان کے تلامذہ کے تلامذہ ان گنت تھے ان میں سے بعض ضبط و اتقان روایت و درایت وغیرہ میں کامل۔ امام اور حجۃ تھے۔ اور بعض میں کسی وصف کی کمی تھی جس سے اختلاف رونما ہونے لگا۔ اور قریب تھا کہ حق و باطل میں التباس ہو جائے کہ وعدۂ الٰہی آڑے آ گیا۔ محقق علمائے امت اور حاذق و مجتہدین ملت خدمت کتاب اللہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے طرق و روایات کو جانچا حروف کی پڑتال کی۔ متواتر کو احاد سے مشہور کو شاذ سے اور صحیح کو فاسد سے ممتاز کیا انہیں

فرق کرنے کے لئے ارکان واصول مقرر کر دیئے اور قبول قرأت کا حسب ذیل ضابطہ بنا دیا۔ جو قراءۃ عربیت کے موافق ہو اگرچہ یہ موافقت بوجہٖ[1] ہو اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک[2] کے مطابق ہو۔ خواہ یہ مطابقت احتمالاً[3] ہو۔

---

[1] یعنی نحوی وجوہ میں سے کسی وجہ کے موافق ہو خواہ وہ فصیح ہو یا افصح۔ یہ مراد نہیں کہ نحاۃ میں سے کوئی اسکے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ نحاۃ نے بعض قرأت کا انکار کیا ہے مگر ائمہ قراءۃ انکے انکار کی ایک ذرہ کے برابر پرواہ نہیں کرتے۔ چنانچہ بَارِئْكُمْ۔ يَأْمُرْكُمْ۔ لِسَبَأْ۔ مَكْرَ السَّيِّئْ وغیرہ کے اسکان۔ هَلْ تَّرَبَّصُونَ۔ اِذْ تَّلَقَّوْنَ وغیرہ۔ (بقراءۃ بزی) شَهْرُ رَّمَضَانَ۔ عَفْوَ وَّاْمُرْ وغیرہ (بقرات سوسی) فَمَا اسْطَّاعُوا (بقراءۃ حمزہ) نِعِمَّا لَا يَهِدِّي کے اجتماع ساکنین کُنْ فَيَكُوْنَ کے نصب وَالْاَرْحَامِ کے خفض عَنْ سَأْقَيْهَا کے ہمزہ وَاِنَّ اِلْيَاسَ کے وصل اور بعض دیگر حروف کا بعض نحوی انکار کرتے ہیں۔ علامہ دانی بَارِئْكُمْ کے اسکان پر سیبویہ کا اعتراض نقل کر کے جامع البیان میں کہتے ہیں "اسکان نقلاً اصح اور اداءً اکثر کا مذہب اور میرے نزدیک مختار ہے میں اسکو لیتا ہوں" پھر ائمہ کے اقوال نقل کر کے کہتے ہیں "ائمہ قراءۃ قرآن کے کسی حرف میں اس پر عمل نہیں کرتے جو لغت میں زیادہ مشہور اور عربیت میں اقیس ہو بلکہ اس پر عمل کرتے ہیں جو اثراً اثبت اور نقلاً و روایتاً اصح ہو اور جب اسطرح کوئی حرف ثابت ہو جائے تو اسکو نہ عربیت کا قیاس رد کر سکتا ہے اور نہ لغت کی شہرت کیونکہ قرأت سنت متبعہ ہے جسکا قبول کرنا واجب اور اس پر اعتماد لازم ہے"۔

[2] مثلاً قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ (بقرہ) مصحف شام میں بلا واؤ۔ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا (توبہ) مصحف مکہ میں بزیادۃ مِنْ۔ خَيْرًا مِّنْهُمَا (کہف) مصاحف حجاز و شام میں بزیادۃ میم تثنیہ اور فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ (حدید) مصحف مدینہ اور شام میں بغیر ھُوَ مرسوم تھا۔

[3] احتمالی موافقت سے ہمارے ائمہ کی مراد یہ ہے کہ بعض کلمات میں بعض قرأت رسم کے صریحاً مطابق ہوتی ہیں اور بعض تقدیراً جیسے مٰلِكِ تمام مصاحف میں بلا الف مرسوم ہے پس قراءۃ حذف بھی اور قراءۃ الف احتمالاً موافق ہے اور النَّشْاَةَ بالف مرسوم ہے پس قراءۃ مد صریحاً اور قراءۃ قصر احتمالاً موافق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ہمزہ خلاف قیاس بصورت الف لکھا گیا ہو اور بعض کلمات میں تمام قرأت احتمالاً موافق ہوتی ہیں جیسے السَّمٰوٰتِ۔ الصّٰلِحٰتِ۔ وَالَّيْلِ۔ الصَّلٰوةَ۔ الزَّكٰوةَ۔ الرِّبٰوا۔ وغیرہ میں اور جیسے وَجِايْٓءَ دو جگہ بالف مرسوم ہے۔ اور بعض کلمات میں تمام قرأت صریحاً مطابق ہوتی ہیں جیسے اَنْصَارَ اللّٰهِ۔ فَنَادَتْهُ۔ تَعْلَمُوْنَ۔ هَيْتَ۔ اِنْ نَّعْفُ۔ نُعَذِّبْ وغیرہ کیونکہ مصاحف عثمانی نقاط و اعراب سے مجرد تھے۔ اور اس رسم الخط سے صحابہ کرام کا فضل عظیم ثابت ہوتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ علم ہجا میں کیسی معرفت تامہ رکھتے تھے اور جب اُن کا رسم میں یہ حال تھا تو تحقیق معانی میں کیا شان ہوگی۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ نے قرآن۔ توریت اور انجیل میں صحابہ کرامؓ کی تعریف کی ہے اور ان کے لئے وعدہ کیا ہے جو اُن کے بعد کسی اور کے لئے نہیں۔ اُن حضرات نے سنت رسول ہم تک پہنچائی۔ نزول وحی کا مشاہدہ کیا اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عموم، خصوص اور عزم و ارشاد اور سنت سے جو کچھ ہمیں معلوم نہیں وہ اُن سب کو جانتے تھے اور ہم سے ہر طرح کے علم، اجتہاد، ورع، عقل اور استنباط میں افضل تھے۔ اُن کی رائے ہمارے لئے ہماری رائے سے بہتر اور اولیٰ ہے"۔ محقق کہتے ہیں "صحابہ کرام نے الصِّرَاطَ۔ الْمُصَيْطِرُوْنَ۔ اور يَبْصُطُ کو اصل کے خلاف جو سین تھی صاد

[illegible]

اور سند صحیحہ متصلہ سے ثابت اور ائمہ فن کے یہاں مشہور ہو وہ قراۃ صحیحہ[لہ] اور ان احرف سبعہ میں سے ہے جنپر قرآن نازل ہوا محقق کہتے ہیں "جو قراۃ اسطرح ثابت ہو اُسکا رد وانکار جائز نہیں بلکہ مسلمانوں پر اُسکا قبول کرنا واجب ہے خواہ ائمہ سبعہ کی قرات میں ہو یا عشرہ کی یا ما فوق عشرہ کی اور اگر ارکان ثلثہ میں سے کوئی رکن مختل ہو جائے تو وہ ضعیف شاذ اور فاسد و باطل ہے خواہ سبعہ سے ہو یا ما فوق سبعہ سے۔ تمام محققین ائمہ سلف و خلف اس تعریف کو صحیح کہتے ہیں" حافظ ابو عمرو دانی۔ ابو محمد مکی۔ اور مہدوی نے یہی تصریح کی ہے باقی تمام متقدمین کا بھی یہی مذہب ہے اور اُن میں سے کوئی اسکے خلاف نہیں" حافظ ابو شامہ مرشد الوجیز میں کہتے ہیں "ہر اُس قراۃ کو جو ائمہ سبعہ کی جانب منسوب اور صحیح کہلاتی ہو اُسی وقت منزل من اللہ اور صحیح کہہ سکتے ہیں۔ جب وہ اس ضابطہ میں آجائے۔ اور مطابقت ضابطہ کی صورت میں کوئی مصنف اسکی نقل میں منفرد نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ کسی امام سے مختص ہو سکتی ہے۔ اصل اعتماد ان اوصاف ثلثہ پر ہے نہ انتساب پر۔ اور بیشک ہر قراۃ میں خواہ سبعہ میں سے ہو یا غیر سبعہ سے وجوہ صحیحہ اور شاذ پائی جاتی ہیں۔ البتہ قرات سبعہ سے بوجہ شہرت و کثرت وجوہ صحیحہ متفق علیہ طمانیت اور میلانِ خاطر زیادہ ہوتا ہے" نیز کہتے ہیں "متاخرین مُقریوں اور اُن کے مقلدین کی زبان پر چڑھا ہوا ہے کہ قرات سبعہ تمام و کمال متواتر ہیں یعنی قراء سبعہ مشہور سے جو حرف منقول ہے وہ متواتر منزل من اللہ اور واجب التسلیم ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں مگر اُن حروف کے بارہ میں جنکو ائمہ سے نقل کرنے میں تمام طرق اور رواۃ متفق ہیں اور کوئی منکر

[لہ] مقصد یہ ہے کہ اُس قراۃ کو عادل ضابط نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے مثل سے روایت کرتے ہوں۔ اور ائمہ ضابطین کے نزدیک مشہور بھی ہو۔ یعنی غلط اور شاذ نہ سمجھی جاتی ہو۔

Marfat.com

نہیں۔ حالانکہ بعض حروف میں) اختلاف و تفرقہ شائع اور مشہور ہے پس اس حال میں کم از کم اُن حروف کے اندر یہ ضابطہ برتنا پڑیگا جنمیں تواتر متحقق نہیں ہوا"

علامہ جعبریؒ کہتے ہیں "قراءۃ کے لیئے ایک شرط ہے۔ صحت نقل۔ اور باقی دونوں چیزیں لازم ہیں۔ احرف سبعہ کے معلوم کرنیکا یہی ضابطہ ہے جسکو ناقلین کی معرفت عربیت میں امعانِ نظر اور رسم کا اتقان ہو اسکے لیئے یہ شبہ خود بخود منکشف ہو جاتا ہے"

امام ابو محمد مکیؒ تکملہ کشف میں کہتے ہیں "اگر کوئی سوال کرے کہ اسوقت کونسی قراءتیں قبول کیجائینگی اور پڑھی جائیں گی اور کون سی قبول کی جائیں گی مگر پڑھی نہیں جائیں گی۔ اور کون سی نہ قبول کیجائینگی اور نہ پڑھی جائیں گی۔ تو جواب یہ ہے کہ قرآن میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اُسکی تین قسمیں ہیں۔ **اول**۔ جسمیں ارکانِ ثلثہ مجتمع ہوں اُسکی صحت و صدق پر قطعی حکم دیا جائیگا اور اُسکو پڑھا جائیگا۔ کیونکہ بلحاظ مصحف وہ اجماع سے لیگئی ہے اور اُسکا منکر کافر ہے۔

دوم۔ احاد (ثقہ) سے منقول اور عربیت کی کسی وجہ سے مطابق ہو مگر رسم کے خلاف ہو اُسکو قبول کیا جائیگا مگر پڑھا نہیں جائیگا۔ کیونکہ اولاً تو اُسکو اجماع سے نہیں احاد سے لیا گیا ہے اور خبر واحد سے قرآن ثابت نہیں ہو سکتا۔ ثانیاً وہ اُسکے خلاف ہے جسپر اجماع ہو چکا لہذا اُسکی صحت کا قطعی حکم نہیں دیا جاسکتا اور جسکی صحت کا حکم نہ کریں اُسکو قرآن میں پڑھ نہیں سکتے اور نہ اسکا منکر کافر ہے۔ مگر بلاشک انکار بُرا ہے۔

سوم۔ لغت و عربیت سے جسپر قرآن نازل ہوا ہر وجہ خلاف اگرچہ ثقہ سے

مروی ہو نہ قبول کیجائیگی اور نہ پڑھی جائیگی“ ۱ے

محقق کہتے ہیں ”اور اسی تیسری قسم ہیں وہ وجوہ داخل ہیں۔ جنکو شاطبیہ کے بعض متاخرین شارح امام حمزہؒ کے لیئے بحالتِ وقف عربیت کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ جیسے بِاَسْمَآئِهِمْ۔ اور اُولٰٓئِكَ میں یاء خالص سے شُرَكَآؤُهُمْ۔ اور اَحِبَّآؤُهٗ میں واو خالص سے بَدَاَكُمْ اور وَاَخَاهُ میں الف خالص سی ابدال اور رِءْيًا تُؤْمِنُ میں حذف واو۔ اسکا نام تخفیف رسمی کہتی ہیں مگر یہ تخفیف عربیت کی کسی وجہ پر جائز نہیں لہذا اسکو قبول نہیں کیا جاسکتا اگرچہ ثقہ سے منقول ہو۔ اور اگر غیر ثقہ سے منقول ہو تو منع اور بھی اولیٰ ہے حالانکہ میں نے ان کی خوب چھان بین کی اور ان کو حمزہؒ سے نہ بطریق ثقات مروی پایا اور نہ بطریق غیر ثقات“

پھر کہتے ہیں ” ایک چوتھی قسم اور ہے یعنی جو حرف رسم کے مطابق اور عربیت کی کسی وجہہ کے موافق ہو مگر منقول نہ ہو اسکا رد و منع واجب اور انکار لازم ہے اور اسکا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ کہتے ہیں کہ ابو بکر بن مقسمؒ بغدادی نحوی مقریؒ (تلمیذ اشنانیؒ) کی یہ رائے تھی (جو چوتھی صدی کے آدمی ہیں) امام عبدالواحدؒ اپنی کتاب البیان میں اسکے متعلق

---

۵۱ محقق تینوں قسموں کی مثالیں دیتے ہیں پہلی قسم مٰلِكِ۔ مَلِكِ۔ يَخْدَعُوْنَ۔ يُخٰدِعُوْنَ۔ وَوَصّٰى وَاَوْصٰى۔ تَطَوَّعَ۔ يَطَّوَّعْ وغیرہ۔ دوسری قسم وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى کی جگہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابوالدرداؓ کی قرأت وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی قراۃ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ كَافِرًا۔ تیسری قسم غیر ثقہ سے مروی جیسے ابن السمیفع اور ابوالسمال وغیرہ کی قراۃ۔ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ حاء مہملہ سے اور لِمَنْ خَلَفَكَ لام کے فتحہ سے اور ثقہ سے مروی جیسے ابو علی عطارؒ عباس بن فضل سے وہ امام ابو عمروؒ سے سٰحِرٰنِ تَظّٰهَرَا بتشدید ظاء روایت کرتے ہیں۔ اور ایسا صرف سہو و نسیان سے ہوسکتا ہے۔

۵۲ محقق کہتے ہیں ” اس رائے کی وجہ سے بغداد میں قراء و محدثین و فقہاء کی ایک مجلس منعقد ہوئی تھی اسکی اجماعی رائے اسکے عدم جواز اور منع پر تھی۔ قائل کو تعزیر کرکے توبہ کرائی گئی اور ایک محضر لکھا گیا تھا۔

کہتے ہیں "ہمارے زمانہ کے بعض اشخاص کی رائے ہے کہ جو حرف عربیت کی کسی وجہ پر درست اور رسم کے موافق ہو اسکو نماز وغیرہ میں پڑھ سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایسی بدعت ہے جس نے اُن کو راہ راست سے گمراہ کردیا"

نیز محقق یہ کہتے ہیں: "بعض متاخرین نے صحت قراءۃ کے لئے رسم و عربیت کی موافقت کے ساتھ تواتر کی شرط لگائی ہے اور صحت سند کو کافی نہیں سمجھا۔ وہ کہتے ہیں کہ تواتر کے بغیر قرآن ثابت نہیں ہوسکتا۔ مگر ان لوگوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ جب کوئی حرف تواتر سے ثابت ہوجائے تو اُسکے لئے نہ عربیت کی موافقت کی شرط ہے۔ اور نہ رسم کی مطابقت کی۔ بلکہ اُسکا قبول کرنا بلا شرط واجب ہے، کیونکہ وہ قطعاً قرآن ہے۔ لیکن جب ہم ہر حرف کے لیئے تواتر کی شرط لگادیں تو قراء سبعہ کی بہت سی اختلافی وجوہ مرتفع ہوجائینگی پہلے میرا بھی یہی خیال تھا مگر جب مجھے اسکی خرابی معلوم ہوئی تو میں نے ائمہ سلف کی رائے کی جانب رجوع کرلیا"

حضرت محقق نے متاخرین کی جس رائے کا ذکر کیا ہے وہ چھٹی صدی کے بعد بعض علمائے مصر نے قائم کی تھی۔ جسپر وہ صدیوں قائم رہے۔ چنانچہ علامہ سیّد غیث یں کہتے ہیں "مذاہب اربعہ کے فقہا اور اصولی۔ اور تمام محدثین و قراء کا مذہب ہے کہ صحت قراۃ کے لیئے تواتر شرط ہے" اسکے بعد ضابطہ مندرجہ صدر نقل کرکے بایں الفاظ اسکی تردید کرتے ہیں "یہ بدعت ہے جس سے غیر قرآن قرآن سے مساوی ہوجاتا ہے اور اختلاف قراءۃ سے ثبوت تواتر میں کوئی خرابی نہیں آتی کیونکہ ایک قراءۃ کسی قوم کو متواتراً پہونچی اور دوسری کو نہیں پہونچی۔ اسی وجہ سے کسی قاری نے دوسرے کی قراۃ نہیں پڑھی۔ کیونکہ وہ اسکو علی وجہ تواتر نہیں پہونچی تھی الخ۔ پھر کہتے ہیں: "جو متواتر نہیں وہ شاذ ہے اور اسکو قت

ماسوا عشرۃ ہر قراءۃ شاذ ہے "سید" کے مزاج میں تشدد ہے۔ ورنہ بوجوہات ذیل ایسا نہ کہتے۔

اول۔ اصولی فقہا و محدثین کہتے ہیں کہ قرآن متواتر ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ ہر وجہ اختلافی متواتر ہے۔ باقی رہے قراء ان میں سے مشاہیر ائمہ کا مسلک اوپر بیان ہوا اور حضرت محقق کی اس تصریح کے بعد کہ جملہ اسلاف کا یہی مذہب ہے اور انمیں سے کوئی اسکا خلاف نہیں سید کا یہ ادعا کہاں تک قابل قبول ہے۔

دوم۔ غیر قرآن قرآن سے کسطرح مساوی ہو سکتا ہے۔ جب کہ صحت سند اور شہرت کی قید لگی ہوئی ہے۔ اور اگر مساوات فی التعریف مراد ہے تو کیا نماز وغیرہ کی بعض احادیث کو جو متواتر ہیں اسلئے متواتر نہیں کہہ سکتے کہ قرآن کو متواتر کہتے ہیں۔

سوم۔ قرات سبعہ اور عشرہ کی ہر وجہ اختلافی کے متواتر ہونیکا کس نے دعوی کیا ہی وہ ظاہر کیا جائے جب کہ علامہ دانی وغیرہ کی تصریحات اسکے خلاف موجود ہیں۔

چہارم۔ کسی وجہ کے غیر متواتر ہونے سے یہ کسطرح لازم آگیا کہ وہ ضرور شاذ ہے جب کہ ان کے درمیان صحیح و مشہور کا مرتبہ اور موجود ہے۔ خود سیدؒ اور دیگر شیوخ مصر نے اپنی کتابوں میں یہی وجوہ بیان کی ہیں۔ اور سید کا یہ کہنا کہ کسی قاری نے دوسرے کی قراءۃ اسلئے نہیں پڑھی کہ وہ اسے تواتراً نہیں پہونچی بے معنی بات ہے۔ شاید موصوف۔ رواۃ و طرق کے اختلاف کے بارہ میں بھی یہی کہدیں حالانکہ وہاں شیخ ایک ہے۔ اور آیا یہ ممکن ہے جو وجہ عاصم وابن کثیر کو تواتراً پہونچی ہو وہ بصری کو جو اُن کے شاگرد ہیں نہیں پہونچی اور جو حرف حمزہ کو پہونچا وہ کسائی کو نہیں پہونچا۔ ہرگز نہیں۔

حق وہی ہے جو ائمہ سلف نے بیان کیا اور نتیجہ بحث یہ ہے کہ قرآن میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے

Marfat.com

اسکی تین قسمیں ہیں۔ اول باجماع متواتر۔ دوم ایک جماعت کے نزدیک متواتر۔ پہلی قسم میں کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اور دوسری قسم جن حضرات کو تواتراً پہونچی اُن کے طرق کا اُسپر اجماع ہونا چاہیئے ان دونوں اقسام کے حروف کے لیئے نہ عربیت کی موافقت کی شرط ہے اور نہ رسم کی مطابقت کی۔ مگر ناممکن ہے کہ یہ عربیت کی کسی وجہ اور رسم کے احتمالاً مطابق نہوں اور اگر بفرض محال خلاف ہوں تب بھی کوئی پرواہ نہیں۔ سوم صحیح و مشہور جسکو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثقاۃ و ضابط و عادل بسند متصلہ روایت کریں اور ائمہ فن کے نزدیک مشہور ہو گو تواتر کی حد کو نہ پہونچی ہو اُسکو اسی شرط سے قبول کیا جائیگا کہ وہ اس ضابطہ کے موافق ہو ورنہ ضعیف و شاذ و باطل ہے۔ کما مر۔

جمہور اہل ادا اور اکثر ائمہ قراءۃ نیز فقہاء وغیرہ کے نزدیک قراءۃ شاذہ سے نماز درست نہیں بلکہ شاذ کو قرآن اعتقاد کرکے یا بایہام قرانیت پڑھنا بھی حرام ہے علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں اسپر اجماع نقل کیا ہے۔ اور مدونہ میں کہتے ہیں "جو شخص حضرت ابن مسعودؓ کی قراءۃ پڑھتا ہو اُسکے پیچھے نماز درست نہیں اگر کوئی پڑھ لے تو اعادہ کرے۔ یہی ابن شاسیؒ اور ابن حاجبؒ کہتے ہیں۔ لیکن احکام شرعیہ اور ادبیت کے لحاظ سے انکا پڑھنا اور مدون کرنا جائز ہے۔ محقق وغیرہ نے اسکے متعلق اور بہت سے اقوال نقل کیئے ہیں بحث طویل ہے جسکا یہ محل نہیں۔

فصل ہشتم خلط روایات وطرق

خلط قرات کے بارہ میں ائمہؒ سے مختلف اقوال مروی ہیں۔ بعض مطلقاً منع کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ابوالحسنؒ سخاوی جمال القراء میں کہتے ہیں "بعض قرات کا بعض سے ملانا خطا ہے" امام ابوزکریاؒ نووی تبیان میں کہتے ہیں "جب کوئی شخص قراء سبعہ میں سے

کسی قاری کی قراءۃ پڑھی تو اسکو لازم ہے کہ کلام مربوط تک وہ ہی پڑھتا چلا جاوے اسکے بعد دوسری قراءۃ پڑھ سکتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ ایک مجلس میں ایک ہی قراءۃ پڑھے"
علاّمہ جعبریؒ کہتے ہیں "اگر ایک کلمہ دوسرے سے متعلق ہو تو ترکیب ممنوع ورنہ مکروہ ہے اور بہت سے ائمہؒ نے خلط کو مطلقاً جائز رکھا ہے۔ وہ مانعین کو برسر غلطی کہتے ہیں اور بعض اعتدال کیجانب گئے ہیں چنانچہ

محققؒ کہتے ہیں "ہمارے نزدیک اسمیں تفصیل ہے۔ اگر ایک قراءۃ دوسری پر مرتب ہو مثلاً کوئی شخص فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ (بقرہ) کو اٰدَمَ اور كَلِمٰتٍ دونوں کے رفع یا دونوں کے نصب سے پڑھے یعنی ایک قراءۃ سے اٰدَمُ اور دوسری قراءۃ سے كَلِمٰتٌ کا رفع یا نصب لیوے۔ یا کوئی شخص وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّآءُ کو تشدید و رفع یا تخفیف و نصب سے تلاوت کرے یا وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ کو بصیغہ مجہول و منصوب یا بصیغہ معروف و مرفوع پڑھے۔ چونکہ یہ سب باتیں عربیت اور اُس لغت کے خلاف ہیں۔ جسپر قرآن نازل ہوا ہے لہٰذا ایسی تخلیط بہر صورت حرام ہے"

"اور اگر ایک قراءۃ دوسری پر مرتب نہ ہو تو مقام روایت میں تخلیط ممنوع ہے۔ کیونکہ اس سے روایت کی تکذیب اور ایک ثقہ امام کیطرف وہ چیز منسوب ہو جاتی ہے جو اُس نے نہیں پڑھی اور اگر تلاوت میں تخلیط ہو جائے تو بلاشبہ جائز صحیح اور مقبول ہے کوئی ممانعت و حرج نہیں کیونکہ ہر وجہ منزّل من اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ اور قرآن ہے پس جو حرف پڑھا جائے۔ وہ ہی کافی ہے طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بعض وجوہ کو بعض وجوہ سے ملاکر پڑھنا خطا نہیں۔ یہ خطا ہے کہ قرآن میں وہ چیز ملاکر پڑھی جائے جو قرآن نہیں" اگرچہ ماہر طرق و روایات اور عارف اختلاف وقراءات

Marfat.com

کے لئے ہم اسکو بھی بنوجہ عیب سمجھتے ہیں کہ اس سے علماء اور عوام مساوی ہو جاتے ہیں مگر اسوجہ سے نہیں کہ وہ مکروہ یا حرام ہے" اس بارہ میں حضرت محقق کا یہ بہترین فیصلہ ہے خدائے تعالیٰ اُن کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ اور یہی وہ اصول ہے جسپر صاحب مذاہب ائمہؒ نے قراءت اختیار کیں۔

فصل نہم حدیثِ احرفِ سبعہ

حضرت عمرؓ کہتے ہیں "میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان دوسری طرح پڑھتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ سورت تم نے کس سے پڑھی ہے اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیا تو میں اُن کو حضورؐ کے پاس لے گیا اور واقعہ عرض کیا تو حضورؐ نے ہم دونوں سے سنکر تصویب کی اور فرمایا" اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (بخاری و مسلم مثلہ) امام ابو عبیدؒ کہتے ہیں "یہ حدیث متواتر ہے" اور محقق نے اسکے طرق کو ایک علیحدہ رسالہ میں جمع کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں "اس حدیث کو باختلاف متون۔ حضرت عمرؓ حضرت ہشامؓ بن حکیمؓ بن حزام۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف حضرت ابیؓ بن کعب۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ۔ حضرت معاذؓ بن جبل۔ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ۔ حضرت ابوسعیدؓ خدری۔ حضرت حذیفہؓ بن الیمان۔ حضرت ابوبکرۃؓ حضرت عمروؓ بن العاص حضرت زیدؓ بن ارقم۔ حضرت انسؓ بن مالک حضرت سمرۃؓ بن جندب حضرت عمرؓ بن ابی سلمہ۔ حضرت ابوجہمؓ حضرت ابوطلحہؓ۔ اور حضرت ام ایوبؓ انصاریہ نے روایت کیا ہے" حافظ ابو یعلیٰ موصلی مسند کبیر میں کہتے ہیں "حضرت عثمانؓ نے[1] ایک روز ممبر پر کھڑے ہو کر صحابۂ کرام سے کہا" میں اُن حضرات کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اپنی خلافت کے زمانہ میں۔

Marfat.com

سے یہ الفاظ سنے ہوں "اِنَّ القُرآنَ اُنزِلَ علٰی سبعۃِ احرفٍ کُلُّھا شافٍ کافٍ" وہ کھڑے ہو جائیں"۔ اسپر صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت مسجد میں کھڑی ہوگئی کہ جسکی گنتی نہیں ہو سکتی۔ اور سبنے اسپر گواہی دی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا "میں بھی اس پر گواہ ہوں"

اہل علم اس حدیث پر مختلف عنوانوں کے ساتھ بحث کرتے ہیں۔ جنکو حافظ ابوشامہؒ نے ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے۔ اور اُن کے بعد بعض علماء نے چند نئی بحثیں کی ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "مجھے غور کرنے سے یہ تمام مباحث دس عنوانوں میں منحصر معلوم ہوتے ہیں" اسکے بعد ہر ایک عنوان پر مختلف اقوال وآرا نقل کرتے ہوئے بعض پر طویل بحث کی ہے جنمیں سے اکثر کا ماخن فیہ سے کچھ تعلق نہیں لہذا ہم اُنکا مختصر اقتباس نقل کرتے ہیں۔

اول سبب ورود۔ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست پر امت کی سہولت کے واسطے قرآن احرف سبعہ پر نازل فرمایا تھا تاکہ ہر بوڑھا بچہ۔ مرد۔ عورت اپنے اپنے لغت پر تلاوت کر سکے۔

دوم۔ احرف کے معنی۔ احرف حرف کی جمع ہے۔ حرف کے معنی طرف۔ کرد جانب۔ وجہ۔ اور ناحیہ کے ہیں علامہ دانیؒ کہتے ہیں "یہاں احرف کے معنی یا لغات ہیں یا خود قرات چنانچہ اہل عرب بعض شے کا نام اسکے جزو پر رکھتے تھے۔

سوم۔ احرف کا مقصد۔ اسکے متعلق چالیس اقوال پائے جاتے ہیں جن کا ماخذ ذہنیت ہے۔ علامہ دانیؒ وغیرہ اکثر محققین اور جمہور اہل ادا کے نزدیک احرف کا مقصد لغات مختلفہ ہیں اور یہی صواب معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسپر اجماع ہے کہ ہر حرف

Marfat.com

سات طرح نہیں پڑھا جاتا اور اسپر کہ اسکا مدلول قرار سبعہ مشہورہ کی قراءت نہیں ہیں جیسا کہ عوام میں مشہور ہے اور نیز اسپر کہ انکی قراءت احرف سبعہ میں داخل ہیں۔

چہارم۔ احرف کے سبعہ ہونے کی وجہ۔ کم یا زیادہ کیوں نہ ہوئے؟ بعض کہتے ہیں کہ عرب کے لغاتِ فصیحہ سات تھے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ اس سے خاص عدد مراد نہیں بلکہ وسعت وکثرت مراد ہے۔ جو اعداد کے اندر عرب کی عام عادت تھی اور جسکا استعمال قرآن وحدیث میں بھی موجود ہے۔ یہ توجیہ جیّد ہے۔

پنجم احرف سبعہ کے اختلاف کا نتیجہ۔ احکام کا اظہار۔ تفسیر۔ اور ازالہ وہم وغیرہ۔

ششم۔ احرف سبعہ کا اختلاف کے معنوں پر مشتمل ہے؟ دو معنوں پر۔ اول لفظ میں فرق ہوتا ہے معنی میں نہیں ہوتا۔ جیسے خُطُوَاتِ۔ خُطْوَاتِ۔ هُزُؤًا۔ هُزُوًا۔ هُزْؤًا۔ هُزْوًا۔ هُزًا۔ صِرَاطَ۔ سِرَاطَ۔ يَحْسَبُ۔ يَحْسِبُ۔ عَلَيْهِمْ۔ عَلَيْهُمْ۔ قُدُسِ۔ قُدْسِ۔ اسی میں تغلیظ وترقیق۔ مدوقصر تحقیق وتسہیل۔ فتح و امالہ۔ صلہ وعدم صلہ وغیرہ اصولی اختلافات داخل ہیں۔ دوم لفظ ومعنی دونوں میں تغیر ہو جاتا ہے۔ جیسے قُلْ رَبِّ۔ قَالَ رَبِّ۔ يَنْشُرُكُمْ۔ يُسَيِّرُكُمْ۔ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ۔ لَنُثْوِيَنَّهُمْ۔ يَقُصُّ۔ يَقْضِ۔ يَكْذِبُونَ۔ يُكَذِّبُونَ۔ نُنْشِرُ۔ نُنْشِزُ۔ مَا فُتِنُوا۔ مَا فَتَنُوا۔ لَقَدْ عَلِمْتَ۔ عَلِمْتُ۔

ہفتم۔ آیا احرف سبعہ قرآن میں متفرق ہیں۔ محقق رح نے احرف سبعہ کا جو مقصد بیان کیا ہے اسکی بنا پر وہ کہتے ہیں "کہ بیشک ہر روایت وقراءت میں قرآن کے اندر احرف سبعہ متفرق ہیں" اور علامہ دانی تفسیر لغات کی بنا پر کہتے ہیں "وہ قرآن میں احرف سبعہ نہیں بلکہ انمیں سے بعض ہیں"

Marfat.com

ہشتم - آیا مصاحف عثمانیہ احرف سبعہ کے حامل ہیں، فقیہوں، قاریوں اور متکلمین کی ایک جماعت کہتی ہے "مصاحف عثمانیہ احرف سبعہ کے حامل ہیں کیونکہ قرآن احرف سبعہ پر نازل ہوا ہے اور امّت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسمیں سے کوئی چیز ترک کرے" اور جمہور علماء و ائمہ متقدمین و متاخرین کہتے ہیں "مصاحف عثمانیہ اُن احرف سبعہ کے حامل ہیں جو عرضۂ اخیرہ میں باقی رہے۔ اُن میں سے ایک حرف ترک نہیں کیا گیا" محقق کہتے ہیں یہی حق معلوم ہوتا ہے۔"

نہم - جو قرأت اسوقت پڑھی جاتی ہیں آیا وہ احرف سبعہ ہیں یا بعض۔ اسکا جواب سابق مبحث پر موقوف ہے۔ پہلا گروہ کہتا ہے کہ وہ احرف سبعہ ہیں اور جمہور کہتے ہیں بعض۔ اور یہ ظاہر ہے کہ موجودہ قرأت صدر اول اور تابعین و تبع تابعین کے زمانوں کی قرأت کے مقابلہ میں دریا کے سامنے ایک جرعہ اور کثیر کے مقابلہ میں ایک قلیل حصہ ہیں۔

دہم - اختلاف قرأت کی حقیقت اور اسکے فوائد۔ قرأت کا اختلاف۔ اختلاف تنوّع و تغایُر ہوتا ہے۔ اختلافِ تضاد و تناقض نہیں ہوتا۔ کیونکہ کتاب اللہ میں یہ محال ہے۔ خود فرماتا ہے أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا[۵۱]۔ پس ناممکن ہے کہ ایک قراۃ میں امر دوسری میں نہی ہو۔ یا اور کسی طرح تعارض ہو سکے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں لَا تَخْتَلِفُوا فِي الْقُرْآنِ وَلَا تَنَازَعُوا فِيهِ فَإِنَّهُ لَا يَخْتَلِفُ وَلَا يَتَسَاقَطُ[۵۲] فقہاء و قراء کے اختلاف میں یہی فرق ہے۔ یعنی فقہاء کا اختلاف اجتہادی ہوتا ہے۔ اور قراء کا اختلاف روایتی

---

۵۱ آیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے کہ اگر وہ خدا کے سوا کسی اور کیطرف سے ہوتا تو وہ اسمیں بہت سے اختلاف پاتے ۱۲

۵۲ قرآن کے بارہ میں اختلاف و جھگڑا نہ کرو کیونکہ وہ مختلف نہیں ہوتا اور نہ وہ گھٹ سکتا ہے ۱۲

Marfat.com

اسی وجہ سے فقہ کی وجوہ اختلافی میں سے نفس الامر میں ایک صحیح حق اور صواب ہے۔ اور ہر مذہب دوسرے کی نسبت سے صواب ہے مگر خطا کا احتمال رکھتا ہے اور قراءت کی وجوہ اختلافی میں سے نفس الامر میں ہر ایک صواب۔ حق۔ منزل من اللہ۔ قرآن اور کلام اللہ ہے جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ جس صحابیؓ یا تابعیؒ کیطرف وہ مضاف ہے اُسنے اُسکو اسی طرح پڑھا اور اپنے لیئے لازم کر رکھا تھا۔ اور وہ اُسکے لیئے ضبط و اقرا تھا اور ائمہ قراءت و رواۃ کی جانب قراءت و روایات کے انتساب کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس قاری یا راوی نے ثقات سے پڑھکر ان وجوہ کو ماسوا پر اختیا اور اپنے لیئے ہمیشہ کے واسطے لازم کر رکھا تھا اور دواماً انہیں کو پڑھتا اور پڑھاتا تھا اور لوگ اس سے روایت کرتے تھے۔ پس یہ اضافت اختیار و لزوم و مداومت کی ہے اختراع اور اجتہاد و رائے کی نہیں۔ اسی وجہ سے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف وجوہ پڑھنے والوں میں سے ہر ایک کو اَحۡسَنۡتَ۔ اَصَبۡتَ اور ہٰکَذَا اُنۡزِلَتۡ فرما کر برسر صواب بتایا تھا۔ حضرت عمرؓ کی حدیث اوپر گذری۔ حضرت ابیؓ کہتے ہیں :۔ ایک شخص نے مسجد میں آکر سورۂ نحل اُسکے خلاف پڑھی جس طرح میں پڑھتا تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تجھے یہ سورت کس نے پڑھائی ہے۔ اُسنے کہا حضور نبیؐ نے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اُسنے بھی سورۂ نحل پڑھی اور ہم دونوں کی مخالفت کی میں نے اُس سے بھی پوچھا تو اُس نے بھی وہ ہی جواب دیا جس سے میرے دل میں شک پیدا ہوا اور میں انکو حضور کی خدمت میں لیگیا۔ حضورؐ نے ایک سے سنکر فرمایا "اَحۡسَنۡتَ" اور دوسرے سے سنکر فرمایا "اَصَبۡتَ" اور پھر مجھ سے سنکر فرمایا "ھٰکَذَا اُنۡزِلَتۡ" اور پھر میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر ارشاد فرمایا۔ اُعِیۡذُکَ بِاللّٰہِ یَا اُبَیُّ الخ اور حضرت عمروؓ ابن العاص کہتے ہیں "انمیں سے جو وجوہ پڑھو وہ صواب ہیں مگر شک نہ کرو۔ کیونکہ

Marfat.com

ان میں شک کفر ہے" اور حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں " جو شخص ایک حرف پڑھے وہ اسکو ترک کرکے دوسرے کی طرف نہ جائے" یعنی کسی وجہ کا انکار نہ کرے۔

اُمت کیلئے وسعت۔ سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے علاوہ اختلاف قرات کے اور متعدد فوائد ہیں از انجملہ (۱) کمالِ بلاغت کا اظہار ہے۔ کہ گوناگون اختلافات کے ساتھ فصاحت وبلاغت میں فرق نہیں آتا (۲) کمالِ اعجاز ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مختلف قرات میں تنوع کے باوجود تخالف۔ تناقض۔ تضاد اور تعارض پیدا نہیں ہوتا بلکہ ایک قراءۃ سے دوسری کی تائید۔ تصدیق۔ توضیح اور تفسیر ہوتی ہے جو قرآن لانیوالے روحی فداہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر روشن دلیل اور قرآن کے منزّل من اللہ ہونے کا بیّن ثبوت ہونیکے علاوہ ہر زمانہ میں منکرین کے لیئے برہانِ قاطع ہے۔

(۳) مختلف قرات سے متعدد معانی اور فقہی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ (۴) علماء امت ایک ایک لفظ کی بحث کرتے ہیں جس سے اُن کا اجر بڑہتا ہے اور تحریف وتبدیل سے قرآن محفوظ رہتا ہے (۵) محققین اُن سے جو جو اسرار ودقائق معلوم کرتے ہیں وہ نامتناہی ہیں۔ چنانچہ خود فرماتا ہے۔ قُل لَّوۡ كَانَ ٱلۡبَحۡرُ مِدَادٗا لِّكَلِمَٰتِ رَبِّي لَنَفِدَ ٱلۡبَحۡرُ قَبۡلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَٰتُ رَبِّي وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِهِۦ مَدَدٗا[۵۱] (۶) ہر قاری اپنی اختیار کردہ وجوہ کو سند متصلہ حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے۔ جو صرف اسی کتاب اور اسی اُمت کا خاصہ ہے۔ محققؒ کہتے ہیں " اگر یہی ایک فائدہ ہوتا تو بھی کافی ووافی تھا" (۷) اللہ تبارک وتعالیٰ ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کو موجود رکھتا ہے جو اُنکی حفاظت وصیانت

۵۱۔ کہدو۔ اگر دریا سیاہی ہو جائیں خدا کے کلمات کے لکھنے کے لیئے تو دریا ختم ہو جائیں گے قبل اسکے کہ خدا کے کلمات ختم ہوں اگرچہ ہم اُتنی ہی سیاہی اور لے آئیں۔

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اور انمیں سے بعض کا وجود صرف قرات کی خدمت کے لیئے وقف ہوتا ہے جو طرق و روایات اور وجوہ قرات کی چھان بین کرتے رہتے ہیں۔

فصل دہم احرف سبعہ سے مراد قرات سبعہ نہیں ہیں

اکثر پڑھے لکھے کہا کرتے ہیں کہ احرف سبعہ سے مراد قراء سبعہ کی قرات ہیں۔ یہ وہم ہے۔ قراء سبعہ کا حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں وجود ہی نہ تھا امام ابن عامرؒ ۲۱ھ میں امام ابن کثیرؒ ۴۵ھ میں۔ امام عاصمؒ اسکے قریب امام نافعؒ ۷۰ھ میں امام ابو عمروؒ ۶۸ھ میں۔ امام حمزہؒ ۸۰ھ میں۔ امام کسائیؒ تقریباً ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن عامرؒ نے کبار تابعینؒ اور بعض صحابہؓ سے۔ عاصمؒ نے کبار تابعینؒ سے ابن کثیرؒ نے تابعینؒ اور صغار صحابہؓ سے۔ نافعؒ نے تابعینؒ سے ابو عمروؒ و حمزہؒ نے تابعینؒ کے آخری طبقہ سے اور امام کسائیؒ نے تبع تابعینؒ سے قرات پڑھیں اور ان حضرات کا زمانہ باعتبار اکثر دوسری صدی ہے۔ صحابہؓ کرام اور تابعینؒ کے عصر میں انکی قرات موجود نہ تھیں۔ امام ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں "بعض علماء نے اپنی تصانیف میں ان ائمہ سبعہ میں سے بعض کا ذکر نہیں کیا چنانچہ امام ابو حاتمؒ وغیرہ نے امام ابن عامرؒ و امام حمزہؒ و امام کسائیؒ کی قرات بیان نہیں کیں اور دیگر بیس ائمہ کی قرات بیان کی ہیں جو سب قراء سبعہ سے زماناً مقدم تھے۔ پھر کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ ان متاخرین سبعہ میں سے ہر ایک کی قراۃ۔ احرف سبعہ منصوص علیہا میں سے ایک ہے۔ بلکہ ایسا کہنا خلاف واقعہ ہے۔ اور آیا یہ دعوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کی بنا پر کیا جاتا ہے یا کسی اور سند پر۔ اور کیسے حالانکہ کسائیؒ مامون کے زمانہ

Marfat.com

میں تھے اور کل قرا سبعہ میں داخل کیئے گئے ہیں پہلے یعقوب حضرمی بصری کی قراءۃ ساتویں تھی۔ ابن مجاہدؒ نے اُن کی جگہ ان کو لے لیا" علامہ دانیؒ جامع البیان میں احرف سبعہ کے معنی بیان کرکے کہتے ہیں "بلاشبہ ائمہ سبعہ اور ان کے مانند دیگر تمام قرا کی وہ قرات واجب الاتباع ہیں جن میں شذوذ نہو" ہذلیؒ کہتے ہیں "یہ کسی کے لیئے جائز نہیں کہ اُن قرات کو شاذ کہدے جو اُسکو نہ پہونچی ہوں۔ کیونکہ جو قراءۃ پڑھی اور روایت کیجائے اور رسم کے موافق ہو اور اجماع کے خلاف نہو وہ صحیح ہے"

بعض آدمیوں کا خیال ہے کہ صرف سبعہ متواترہ ہیں اور ان کے سوا باقی قرات شاذ ہیں۔ یہ بھی خطا ہے۔ آیا صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ جن قرات سے قرآن و نماز پڑھتے تھے وہ شاذ تھیں۔ اور آیا کوئی عقل سلیم باور کرسکتی ہے کہ یہ دونوں مقدس جماعتیں جنکی نقل پر دین کا مدار ہے قرآن میں کوئی ایسی شئے پڑھیں جو منزل من اللہ اور قرآن نہو۔ نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الباطلۃ۔ اور کیا یہ ممکن ہے کہ ان کو متواترہ وشاذ کا علم نہ ہو۔ اور دوسری صدی کے آدمی اسکی تحقیق کریں۔ اور آیا قراء سبعہ کی قرات جن قرات سے اختیار کی گئیں ہیں وہ شاذ تھیں محققؒ کہتے ہیں "بعض بے علم خیال کرتے ہیں کہ قرات صحیحہ صرف ائمہ سبعہ سے منقول ہیں اور احرف سبعہ سے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کا اشارہ کیا ہے بلکہ بعض جہال کو یہ یقین ہے کہ قرات صحیحہ تیسیر و شاطبیہ میں منحصر ہیں اور حدیث میں انکی طرف اشارہ ہے۔ اور جو چیز ان دونوں کتابوں میں نہیں وہ شاذ ہے۔ حالانکہ بعض اختلافات جو قرا سبعہ کے علاوہ دیگر ائمہ سے منقول ہیں تیسیر و شاطبیہ کی بیان کردہ وجوہ سے صحیح ہیں۔ ان لوگوں کو یہ شبہ اس وجہ سے لاحق ہوا کہ انھوں نے پہلے حدیث اُنزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ سُنی

اور پھر قرا سبعہؒ کی قرات دیکھیں۔ اسی لیئے اکثر ائمہ متقدمین امام ابن مجاہدؒ کے قرات سبعہ پر اقتصار کو ناپسند کرتے تھے اور اُن کو غلطی پر بتلاتے تھے۔ چنانچہ مہدوی کہتے ہیں "بعض متاخرین نے قرا سبعہ کو اختصاراً اختیار کیا تھا۔ عوام الناس نے اسکو حتمی فرض تصور کر لیا۔ اب اگر اُسکے خلاف کچھ سنتے ہیں تو تخطیہ یا تکفیر کرتے ہیں حالانکہ بسا اوقات وہ اظہر و اشہر ہوتی ہے۔ پھر کم ہمت لوگوں نے ان سبعہ قرات میں سے بھی ہر ایک امام کے دو دو راویوں پر حصر کر لیا۔ انہیں ائمہ کے اگر کسی اور راوی کی روایت سنتے ہیں تو اُسکا بطلان کرتے ہیں۔ خواہ وہ ان راویوں سے اشہر ہو۔ سبعہ پر اختصار کرنیوالے کو ایسا کرنا نہیں چاہیے تھا کیونکہ اس سے عوام دھوکے میں مبتلا ہو گئے اور کمی معلومات نے انکو غافل کر دیا اور ہر ایک کم نظر دھوکے میں پڑ گیا اور اگلوں نے پچھلوں کے دلوں میں یہ خیال جما دیا۔ کاش ابن مجاہدؒ اس سے کم پر اقتصار کرتے یا اضافہ کر دیتے تاکہ یہ شُبہ نہ ہوتا۔" نیز کہتے ہیں "ہر قراءۃ جسمیں ارکان ثلثہ پائے جائیں اُسکا قبول کرنا واجب ہے اور کسی کے لیئے اسکا رد و انکار جائز نہیں۔ خواہ ائمہ سبعہ سے ہو یا کسی اور سے۔"

شیخ الاسلام ابوالفضل عبدالرحمنؒ بن احمد رازی اُس شُبہ کو بیان کر کے جو حدیث سے پیدا ہوتا ہے کہتے ہیں "بعد کے علماء نے اسی وہم کے دور کرنیکے لیئے آٹھ آٹھ دس دس قرات کی کتابیں لکھیں۔ کیونکہ احرف سبعہ کا یہ مقصد نہیں کہ خاص اشخاص یا کسی مخصوص زمانہ کے لوگوں کی قرات پڑھی جائیں۔ اگر اُمّت کے ان گنت افراد کسی زمانہ یا کسی مقام میں حروف مرویہ سے شرائط اختیار کو ملحوظ رکھکر اپنی اپنی قرات علیحدہ علیحدہ بنا لیں تو وہ احرف سبعہ منزل من اللہ سے خارج نہیں ہونگی بلکہ اسکے اندر قیامت تک وسعت ہے۔"

امام ابوالعباسؒ بن یوسف کواشی موصلی تفسیر تبصرۃ میں کہتے ہیں "جو قراءۃ ارکان ثلثہ

کے موافق ہو وہ احرف سبعہ منصوص علیہا میں سے ہے۔ اگرچہ اسکو ستر ہزار اشخاص مجتمع یا متفرق ہوکر روایت کریں۔ قبول قراءۃ کا یہی اصول ہے۔ خواہ سبعہ سے ہو یا ستر ہزار سے اور جب کسی رکن میں فرق آجائے تو وہ شاذ ہے"۔

امام اسمٰعیلؒ بن ابراھیم بن محمد القراب نسائی میں کہتے ہیں "قرا سبعہ کی قرات سے تمسک اور دیگر قراات کے ترک پر کوئی حدیث یا اثر نہیں بلکہ یہ بعض متاخرین کا فعل ہے۔ جنھوں نے سبعہ کے سوا اور کوئی قراءۃ نہیں پڑھی تھی۔ انہوں نے سبعہ پر ایک کتاب لکھدی۔ جو مصنف کی شہرت کیوجہ سے عوام میں پھیل گئی اور ان کو وہم ہوگیا کہ اسپر زیادت جائز نہیں حالانکہ بعد کے بہت سے ائمہ نے متعدد دیگر قراات میں کتابیں لکھیں اور بعض نے انہیں ائمہ سبعہ سے دیگر بہت سی روایتیں اور اختلافات بیان کیے اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان کا پڑھنا اسلئے ناجائز ہے کہ وہ اس کتاب میں درج نہیں ہیں۔ اور اگر قراات سات میں محصور ہوتیں تو واجب ہوتا کہ ان قرا سبعہ میں سے ہر ایک سے ایک ہی روایت اور طریقہ پڑھا اور پڑھایا جائے۔ مگر اسکا کوئی قائل نہیں اور حدیث سے یہ وہم نہ ہونا چاہیئے کہ اس میں ان قرا کیطرف اشارہ ہے جو تابعینؒ کے بعد پیدا ہوئے کیونکہ اس صورت میں حدیث اسوقت تک بیفائدہ ہوجاتی جب تک یہ قرا پیدا ہوکر اور تعلیم پاکر قراات اختیار نہ کریں اور ان سے وہ نقل نہ کیجائیں اور نیز لازم آئیگا کہ صحابہ وغیرہ کو اسوقت تک قرآن پڑھنا جائز نہ ہو جب تک وہ یہ معلوم نہ کرلیں کہ قرا یہ یہ قراات اختیار کریں گے۔ یہ عین جہالت ہے"۔ پھر کہتے ہیں "حصول قراات کا طریقہ یہی ہے کہ امام ثقہ سے لفظاً حاصل کیجائے اور نبیؐ تک بسند متصلہ پہونچائی جائے"۔

Marfat.com

فصل(۱۱) یازدہم قراآتِ ثلثہ شاذ نہیں ہیں

ضابطۂ قراآت اور فصل ماسبق سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قراآت ثلثہ شاذ نہیں ہیں۔ مگر طلباء کی معلومات میں اضافہ کرنیکے لیئے قراآت ثلثہ کے متعلق کچھ اقتباسات اور درج کیئے جاتے ہیں۔

حضرت ملا علیؒ قاری کہتے ہیں "علماء اعلام کا اس پر اتفاق ہے کہ شاطبیہ جن وجوہ پر متضمن ہے وہ بطریق یقینی متواتر۔ مصاحف عثمانیہ کی رسم کے موافق اور قواعد عربیت کے مطابق ہیں اور مدار پہلی بات پر ہے اور لیکن قراآت عشرہ میں سے مافوق سبعہ تینوں قراآت پس عام علماء حنفیہ اور جمہور فقہاء شافعیہ انکو شاذ کہتے ہیں۔ اور یہی رافعی اور نووی سے مروی ہے جزریؒ اور سبکیؒ وغیرہ بعض متاخرین نے باتباع بغویؒ اسکے خلاف کہا ہے اور ما فوق عشرہ کے شاذ ہونے پر اجماع ہے جنکا پڑھنا حرام اور روایت جائز ہے"۔ تعجب ہے کہ ملا علیؒ قاری جیسے علامۂ روزگار فاضل نے کیسے یہ رائے قایم کی جو حقیقت کے صریحاً خلاف ہے۔ اول تو حنفی اور شافعی کی تفریق کیسی۔ آیا یہ بھی کوئی اجتہادی مبحث ہے جسمیں فقہاء رائے زنی کر سکیں۔ دوم ہزار سال کے بعد کا ایک عالم متقدمین کے خلاف کس شہادت پر ایسا فیصلہ کرتا ہے۔

علامہ ابو محمد بغوی کہتے ہیں "میں نے اس کتاب میں وہ مشہور قراآت بیان کی ہیں جو میں نے امام ابوبکر بن مہرانؒ کے طرق پر پڑھیں مثلاً ابو جعفرؒ و نافعؒ مدنیان۔ ابن کثیر مکیؒ۔ ابن عامر شامیؒ ابو عمروؒ و یعقوبؒ بصریان۔ عاصمؒ۔ حمزہؒ۔ کسائیؒ۔ اور خلفؒ کوفیین کی قراآت ہیں۔ میں نے انکی قراآت اسوجہ سے بیان کی ہیں کہ ان کے پڑھنے پر اتفاق ہے"۔ کتاب و سنت کے بارہ میں باجماع مقبول و حجت حافظ ابو العلاء ہمدانیؒ غایۃ میں کہتے ہیں "یہ ان قراء عشرہ

کے اختلافات کا تذکرہ ہے جنکی قراءت کا حجازی۔ شامی اور عراقی اقتدا اور تمسک کرتے ہیں"

امام العلامہ حافظ ابو حیان رح کہتے ہیں "ابو جعفر نافعؒ کے شیخ اور سادات تابعین میں سے ہیں اور وہ دونوں ائمہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والے تھے۔ جہاں بیشمار علماء موجود تھے۔ ابو جعفرؒ نے حضرت ابن عباسؓ مفسر قرآن وغیرہ صحابہ کرامؓ سے قرآن پڑھا۔ نا ممکن ہے کہ اس مرتبہ کا شخص کتاب اللہ میں کوئی ایسی چیز پڑھے جو نا جائز و حرام ہو۔ اور یہ کیسے ہو سکتا تھا جب کہ اسوقت تک نہ سند لمبی ہوئی تھی اور نہ غیر ضابط ناقل اسمیں داخل ہوئے تھے۔ اور یعقوبؒ حضرمی امام جامع روزانہ مسلمانوں کی امامت کرتے تھے اور بصرہ علماء سے معمور تھا کبھی کسی نے ایک حرف کا بھی انکار نہیں کیا۔ یعقوبؒ سلام طویلؒ کے شاگرد ہیں۔ جو عاصمؒ و ابو عمروؒ کے شاگرد تھے لہذا آپ کا مرتبہ یحییٰؒ اور علیمیؒ اور دوریؒ کے برابر ہے"

امام العلامہ ذہبیؒ کہتے ہیں "علماء و محدثین سلف و خلف میں سے کسی نے ابو جعفر و یعقوب کی قراءت کا انکار نہیں کیا۔ علماء ان قراءت کا انکار کرتے ہیں جو بین الدفتین نہیں ہیں"

علامہ دانیؒ طبقات القراء میں کہتے ہیں "ابو عمروؒ کے بعد عام اہل بصرہ یعقوبؒ کی قراۃ کا اقتدا کرتے ہیں اور انمیں سے اکثر ان کے مذہب پر ہیں میں نے امام ابوالحسنؒ سے سنا ہے کہ جامع بصرہ کا امام یعقوبؒ کی قراءۃ پڑھتا ہے"

امام ابو بکر بن اشتہ اصفہانیؒ کہتے ہیں "ہم اب بھی امام جامع کو یعقوبؒ کی قراءۃ کا پابند دیکھتے ہیں"

محقق علوم شرعیہ امام ابوالحسن سبکیؒ شرح المنہاج میں کہتے ہیں "ہمارے

Marfat.com

فقہاء کی رائے ہے کہ قرات سبعہ سے نماز درست ہے اور شاذ سے نہیں۔ اس سے لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ سبعہ مشہورہ کے سوا سب شاذ ہیں حالانکہ بغویؒ نے اپنی تفسیر میں ابو جعفرؒ و یعقوبؒ کی قرات کے سبعہ کے ساتھ پڑھنے پر اتفاق نقل کیا ہے اور یہی صواب ہے۔" پھر کہتے ہیں "سبعہ مشہورہ کے سوا باقی قرات کی دو قسمیں ہیں۔ اول مصحف کے خلاف۔ بلیشک اُن کا پڑھنا ہر حال میں ناجائز ہے نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔ دوم مصحف کی موافق اسکی بھی دو حالتیں ہیں۔ اوّل غیر مشہور بطریق غریب مروی۔ بظاہر اسکی قراۃ سے بھی روکا جائیگا۔ الثانیؔ۔ ائمۂ فن کے نزدیک مشہور اُن کے منع کرنیکی کوئی وجہ نہیں۔ انھیں میں سے یعقوبؒ وغیرہ کی قرات ہیں۔" پھر کہتے ہیں "اس بارہ میں بغویؒ اعتماد کے لیئے سب سے اولیٰ ہیں۔ کیونکہ وہ مقری (محدث) مفسر فقیہ۔ اور جامع العلوم تھے اور یہی حکم شواذ سبعہ کا ہے۔ کیونکہ اُن سے بھی بعض وجوہ شاذ مروی ہیں۔

قاضی القضات ابو نصرؒ بن امام سبکیؒ منع الموانع علی جمع الجوامع میں کہتے ہیں "عشرہ کے سوا باقی سب شاذ ہیں۔ قرات ثلثہ کو شاذ کہنا حد سے گرا ہوا قول ہے جسکی بات کا دین میں اعتبار کیا جائے وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ ان سے میری مراد ابو جعفرؒ یعقوبؒ۔ اور خلفؒ کی قرات ہیں۔" اور محقق جزریؒ کے جواب استفتاء میں

ا۔ اکثر متقدمین قرات صحیحہ کو سبعہ سے اور غیر صحیحہ کو شاذ سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر اس سبعہ سے انکی مراد مخصوص قرات نہیں ہیں بلکہ انہوں نے حدیث اُنزل علی سبعۃ احرف سے قرات صحیحہ کے لئے یہ ایک اصطلاح وضع کی ہے جو تمام حروف صحیحہ ثابتہ پر حاوی ہے خواہ سبعہ میں ہوں یا عشرہ سے ماوراء عشرہ ہی۔ اسی طرح شاذ کا مفہوم بھی عام ہے۔ متاخرین فقہاء نے اسکا مدلول قراء سبعہ مشہورہ کی قرات کو سمجھ لیا اور اسی وجہ سے اس مغالطہ میں پڑ گئے۔

کہتے ہیں "الحمد للہ۔ قرات سبعہ جنپر شاطبیؒ نے اقتصار کیا اور قرات ثلثہ یعنی ابو جعفرؒ و یعقوبؒ و خلفؒ کی قرائتیں متواترہ معلومہ اور ضرورتِ دین سے ہیں اور اسیطرح وہ ہر حرف جسکو عشرہ میں سے کوئی ایک روایت کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منزل من اللہ اور ضروریات دین سے ہے۔ اسمیں صرف جاہل مکابرہ کرسکتا ہے اور یہ قرات انھیں اشخاص کے لیئے متواتر نہیں ہیں جنہوں نے انکو روایتاً پڑھا ہو بلکہ ہر مسلمان کے لیئے جو اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے خواہ ایسا عامی ہو جس نے قرآن کا ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو متواتر ہیں"

ان ائمہ متقدمین و محققین کے مقابلہ میں وہ رائے کیا معارضہ کرسکتی ہی جو تقلیداً بغیر تحقیق قایم کیگئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام ابو جعفرؒ نے حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابو ربیعہؓ۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے قرآن پڑھا اور کوئی حرف ایسا اختیار نہیں کیا جو رسم کے خلاف اور عربیت سے معارض ہو اور امام نافعؒ کی قراۃ زیادہ تر اُسی سے ماخوذ ہے۔ اسیوجہ سے دونوں قرات میں بہت کم فرق ہے۔

یعقوب حضرمیؒ کی قراۃ۔ امام عاصمؒ و ابو عمروؒ کی قرات سے نیز امام ابو العالیہؒ۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے بواسطہ ثقات ماخوذ ہے۔ اُنھوں نے بھی کوئی حرف ایسا نہیں پڑھا جو ضابطہ کے خلاف یا غیر مشہور ہو۔ انکی اور امام ابو عمروؒ کی قرات بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

خلفؒ کی قراۃ امام عاصمؒ و حمزہؒ و کسائیؒ۔ کوفیین اور امام نافعؒ کی قرات سے ماخوذ اور امام حمزہؒ کی قراۃ سے بہت زیادہ مشابہ ہی اور آپ نے قراء کوفہ کے خلاف ایک حرف نہیں پڑھا۔

Marfat.com

پس ان کو شاذ کس بنا پر کہا گیا ہے۔ اگر حروف اختلافی کی وجہ سے یہ دعوی کیا جاتا ہے تو وہ حروف بیان کیئے جائیں۔ جو ان ائمہ ثلثہ نے شاذ یا ضعیف یا فاسد اختیار کیئے ہیں حالانکہ ایسا ایک کلمہ نہیں ہے۔ بلکہ جو حالت قرات سبعہ کی ہے وہ ہی ان کی ہے۔ اور اگر ترتیب کی بنا پر قرات ثلثہ کو شاذ کہا گیا ہے تو پھر لامحالہ قرار سبعہ کی ترتیب کو منزل من اللہ اور منصوص علیہا ماننا پڑیگا اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ حضرات صحابۂ کرام اور تابعین عظام انھیں پر قرآن پڑھتے تھے۔ جو بالبداہت باطل ہے۔

فصل دوازدہم قرات سبعہ تیسیر و شاطبیہ میں منحصر نہیں ہیں

اکثر آدمیوں کا خیال ہے کہ قرات سبعہ تیسیر، شاطبیہ تبصرہ اور عنوان وغیرہ میں محصور ہیں۔ یہ بھی تخیل ہے۔ ان مختصرات میں حضرات ائمہ سے دو دو راوی مذکور ہیں ائمہ سبعہ نے ۷۵ سال سے ۹۹ سال تک عمر پائی اور ہر ایک نے ساٹھ برس سے زیادہ خدمتِ قرآن میں صرف کیئے۔ تذکروں اور طبقات سے معلوم ہوتا ہے کہ روزانہ ان گنت طلبار شریک درس ہوتے تھے۔ امام نافعؒ نماز صبح سے قبل پڑھانا شروع کرتے تھے جو عشار کے بعد تک جاری رہتا تھا۔ اور ہر شخص کے لیئے تیس آیتوں کا وقت مقرر تھا بڑی جد و جہد سے سیدنا ورشؒ کو بعد از تہجد زیادہ وقت ملا تھا۔ امام ابو عمروؒ کے گرد طلبار کا ازدحام دیکھکر خواجہ حسن بصریؒ نے تعجب سے کہا تھا کہ کیا علما ارباب بن گئے؟ امام عاصمؒ سے پڑھنے کا موقع مشکل سے ملتا تھا۔ امام کسائیؒ سے عرضاً و قراءۃً پڑھنا ناممکن ہوگیا تھا۔ بلکہ کثرت طلبار کی بنا پر دور بیٹھنے والوں کو شکل دیکھنی بھی دشوار تھی اسی وجہ سے امام ممدوح

Marfat.com

ممبر پر بیٹھکر خود پڑھتے تھے۔ اور شائقین آپ کی قراءۃ سے اخذ کرتے جاتے تھے۔ یہی حال دیگر ائمہ کا تھا۔ خدائے تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کہ اُن سے کتنی مخلوق نے پڑھا اور استفاضہ کیا۔ دنیائے اسلام کی کونسی بستی اُنکے خوشہ چینوں اور شاگردوں سے خالی تھی۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ اُن کے راوی یہی دو دو ہیں۔

امام ابوحیانؒ کہتے ہیں "ان مختصرات میں امام ابوعمروؒ کے جنکی قراۃ شام و مصر میں زیادہ مروج ہے ایک شاگرد یزیدیؒ اور ان سے دوریؒ و سوسیؒ دو راوی درج ہیں۔ اور اہلِ نقل کے نزدیک ابوعمروؒ کے تلامذہ میں سے یزیدیؒ۔ شجاعؒ۔ عبدالوارثؒ ابن سعیدؒ۔ عباسؒ بن فضلؒ۔ سعیدؒ بن اوس۔ ہارون الاعورؒ الخفافؒ۔ عبیدؒ بن عقیلؒ حسین الجعفیؒ۔ یونس بن جنیب نحویؒ۔ لولوئیؒ۔ محبوبؒ۔ خارجہؒ۔ الجہضمیؒ۔ عصمہؒ۔ اصمعیؒ اور ابوجعفر رواسیؒ۔ سترہ شخص مشہور ہیں۔ پس ابوعمروؒ کی قراۃ یزیدیؒ پر کیسے منحصر ہوسکتی ہی اور باقی رواۃ کو جو تعداد میں کثیر ثقہ۔ ضابط اور صاحب درایت تھے بلکہ ممکن ہی کہ انہیں سے بعض یزیدیؒ سے اعلم و اوثق ہوں کیسے نظرانداز کیا جاسکتا ہے"

پھر یزیدیؒ سے دوریؒ۔ سوسیؒ۔ ابوحمدونؒ۔ محمدؒ بن احمدؒ بن جبیرؒ۔ اوقیہ ابوالفتحؒ ابوخلادؒ۔ جعفرؒ بن حمدان سجادہؒ۔ ابن سعدانؒ۔ احمدؒ بن محمدؒ بن یزیدیؒ۔ اور ابوالحارثؒ دس شخص مشہور ہیں۔ لہٰذا دوریؒ و سوسیؒ پر کیسے اقتصار کیا جاسکتا ہے اور باقی جماعت کو کس دلیل سے چھوڑا جاسکتا ہے۔ ممکن ہی کہ بعض دوریؒ و سوسیؒ سے اوثق و اضبط ہوں

پھر دوریؒ سے ابن فرحؒ (بالحاء المہملۃ) ابن بشارؒ۔ ابوالزعراؒ ابن مسعود السراجؒ۔ الکاغذیؒ ابن برزہؒ۔ احمدؒ بن حرب المعدلؒ۔ اور پھر ابن فرحؒ سے زید بن ابی بلالؒ عمر بن عبدالصمدؒ۔ ابوالعباسؒ بن محرزؒ۔ ابومحمدؒ قطانؒ اور المطوعیؒ مشہور ہیں۔ اور ہمارے

Marfat.com

زمانہ تک ہر طبقہ کا یہی حال ہے“

”امام نافعؒ کے (جنکی قراۃ مغرب میں زیادہ مشہور ہے) ان مختصرات میں قالونؒ و ورشؒ دو راوی مذکور ہیں۔ اور اہل نقل کے نزدیک قالونؒ۔ ورشؒ۔ اسمٰعیلؒ بن جعفر۔ ابو خلیدؒ ابن جمازؒ۔ خارجہؒ۔ اصمعیؒ۔ کردمؒ اور مسیبیؒ۔ نو حضرات مشہور ہیں۔ اور باقی ائمہ سبعہ کے تلامذہ کا بھی یہی حال ہے۔ پس کیسے ممکن ہے کہ ان ائمہ کے علم کو دو دو راویوں میں منحصر سمجھ لیا جائے اور باقی حضرات کی روایت کو معطل کر دیا جائے۔ ان دونوں بزرگوں کو باقی اصحاب پر کیا فوقیت تھی جبکہ وہ سب ایک شیخ کے شاگرد۔ ضابط اور ثقہ تھے“

پھر کہتے ہیں ”ان ائمہ کے زمانہ میں قرات نقل و اختیار کرنیوالے بیشمار حضرات تھے۔ مشیت الٰہی یہی تھی کہ علم کم ہو جائے۔ پڑھانیوالوں نے جب لوگوں کا کسل اور اُن کی ہمتوں میں قصور و فتور دیکھا تو پہلے سبعہ پر اور پھر سبعہ کے ایک قلیل حصہ پر قانع ہو گئے

ف ۱؎ بعض آدمیوں کو اس سے شبہ پیدا ہوگا کہ شاید کوئی حرف قرآن کا فوت و مفقود نہ ہوگیا ہو جس سے تمام امت آثم ہوئی اور نیز وعدۂ الٰہی میں تخلف ہوگیا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک اسکا جواب یہ ہے کہ تمام اختلافات سات قسم کے ہوتے ہیں۔ اول صرف حرکات میں اختلاف ہوتا ہے معنی اور صورت میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ جیسے بِالْبُخْلِ اور بِالْبَخَلِ۔ یَحْسَبُ۔ اور یَحْسِبُ وغیرہ اور اسی صورت میں اصولی اختلافات داخل ہیں۔ دوم حرکات و معنی میں اختلاف ہوتا ہے صورت میں نہیں جیسے اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ مرفوع و منصوب اور منصوب و مرفوع۔ سوم(۳) معنے میں اختلاف ہوتا ہے حرکات و صورت میں نہیں ہوتا جیسے تَبْلُوْا۔ اور تَتْلُوْا۔ وغیرہ۔ چہارم صورت میں اختلاف ہوتا ہے حرکات و معنی میں نہیں ہوتا جیسے يَبْصُطُ۔ بَصْۜطَةً صِرَاطَ۔ سِرَاطَ وغیرہ۔ تمام لغوی اختلافات۔ پنجم(۵) صورت و معنی دونوں میں اختلاف ہوتا ہے حرکات میں نہیں ہوتا جیسے اَشَدَّ مِنْكُمْ۔ اَشَدَّ مِنْهُمْ۔ ششم۔ تقدیم و تاخیر سے جیسے فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ۔ ہفتم۔ زیادہ نقصان سے جیسے وَوَصّٰى۔ وَاَوْصٰى۔ وَقَالُوْا۔ اور قَالُوْا وغیرہ۔ ان کے سوا اور قسم کا اختلاف ہرگز نہیں ہوتا۔ خواہ قرات متواترہ مروجہ ہوں یا غیر مروجہ۔ شاذہ ہوں۔ یا ضعیفہ۔ اور یہ تمام اختلافات علی سبیل البدلیت مروی ہیں یعنی ان میں سے جو وجہ پڑھی جائے وہی کافی ہے اور قرآن ہے۔ اور امت کے ہر فرد پر تمام وجوہ کا پڑھنا واجب و لازم نہیں ہے جسکی بین دلیل فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ متعدد قرات و روایات و طرق کے اندراس سے قرآن علی حالہ باقی ہے۔ اسمیں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ البتہ تنوع اور طرز ترکیب کا بعض حصہ مندرس ہوگیا۔ فافہم و تدبر۔

بعض آدمی یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ تیسیر و شاطبیہ کی بیان کردہ ہر وجہ متواتر ہے۔ اور انکے سوا اور کتابوں میں جو کچھ پایا جاتا ہے وہ غیر متواتر و شاذ ہے۔ یہ جہلا کی اصطلاح ہے ورنہ ان دونوں کتابوں میں بعض وجوہ ضعیف موجود ہیں جو موقعہ بموقعہ آئیں گی۔ اور بیشتر متقدمین کی دیگر کتابوں میں وجوہ متواترہ صحیحہ بکثرت اور بعض ضعیف پائی جاتی ہیں البتہ ان دونوں ائمہ نے از روے طریقہ وجوہ متواترہ صحیحہ بیان کرنے میں زیادہ احتیاط کی ہے اور اس فن میں انکا وہی مرتبہ ہے جو حدیث میں بخاری و مسلم کا۔

خلاصہ مافی الباب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ جن جن وجوہ پر قرآن پڑھتے تھے وہ سب صحیح اور منزل من اللہ تھیں یعنی ہر صحابیؓ کو جو حرف حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا تھا وہ اُن کے لئے بلا تائید و تصدیق احدے اور بغیر شاہد حجت تھا اور اُن کے حق میں شذوذ و ضعف ہرگز نہ تھا۔ پھر جب صحابہؓ کرام نے مصاحف عثمانیہ پر اجماع کرلیا تو اُمت کے لیئے انکا اتباع ضروری ہوگیا۔

حضرات تابعینؒ کبار نے صحابہ کرام سے قرآن پڑھا اور مصاحف عثمانیہ کے مطابق تابعینؒ و تبع تابعینؒ کو پڑھایا۔ ان دونوں متبرک جماعتوں کے متعدد حضرات نے کئی کئی شیوخ سے قرآن پڑھا اور وجوہ مشہورہ کو انتخاب کر کے اپنے لیئے جدا جدا قرأت اختیار کرلیں اور اتباع رسم کے ساتھ اپنے اختیار کو احاد و غیر مشہور سے بچایا۔ کیونکہ اُن کے حق میں شذوذ و ضعف پیدا ہوگیا تھا اور نیز اقوی فی العربیت کا لحاظ رکھا۔

قرون ثلثہ میں ان گنت قرأت پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں۔ اور تیسری صدی تک علماء و ائمہ بتعداد مختلف قرأت پڑھتے اور پڑھاتے اور روایت کرتے تھے۔ اور جب تیسری صدی میں سلسلہ تصنیف و تالیف شروع ہوا تو ہر مصنف اپنی کتاب میں

Marfat.com

اُن قرات کو بیان کرتا تھا جو اُسکو بسند صحیحہ متصلہ پہونچتی تھیں چنانچہ امام ابوعبیدؒ اور قاضی اسمٰعیلؒ نے ۲۵-۲۵۔ قرات بیان کی ہیں۔

خیرالقرون کے بعد سند کی طوالت نے جب اکثر لوگوں میں کسل پیدا کردیا اور بعض کے ضبط و حفظ میں ضعف اور شوق و ہمت میں فرق آگیا تو علماء نے تعداد مروّجہ میں کمی کردی چنانچہ امام ابوبکر بن مجاہد مقریؒ بغدادی نے جو اُسوقت دنیا اسلام میں امام الائمہ تھے قرات مروجہ میں سے بوجہ شہرت وکثرت وجوہِ صحیحہ وموفقت رسم اور عربیت میں اقوی ہونیکی بنا پر ائمہ سبعہ کو منتخب کرکے اُن کی قرات میں کتاب السبعہ تصنیف کی اور اس کے مطابق روایات وقرات پڑھانے لگے۔ یہ پہلی کتاب ہے جسمیں سبعہ پر اقتصار اور امام نافعؒ کو باقی حضرات سے مقدم بیان کیا گیا ہے۔ یہ امر منجانب اللہ ہے کہ اُن کو ان کے انتخاب کا دھیان آیا ورنہ بقول امام ابومحمد مکیؒ ستر ائمہ کی قرات اُن سے مقدم موجود تھیں اور ائمہ ثلٰثہ کی قرات تو ہر لحاظ سے ان کے برابر تھیں مگر امام موصوف کا یہ اعتقاد ہرگز نہ تھا کہ ان کے سوا دیگر قرات شاذ یا غیر صحیح ہیں۔

اکثر اولوالعزم معاصرین نے امام موصوف کے اس عمل کو ناپسند کیا اور سات کی تعداد پر تو خاص اعتراض تھا۔ مگر امام ابن مجاہدؒ کی فقید المثال شخصیت وشہرت اور اُن کی کتاب سبعہ قرات کے رواج کا باعث بنگئی اور باقی قرات کی تعلیم میں کمی آنے لگی پھر امام ابوعبداللہ قیروانیؒ۔ امام ابوالقاسم طرسوسیؒ۔ اور امام ابوالعباسؒ مہدوی نے مشرق میں سبعہ کو اور مشہور کردیا۔

چوتھی صدی کے آخر تک اندلس اور بلاد مغرب میں ان سبعہ قرات مشہورہ کا رواج نہ تھا۔ سب سے پہلے امام ابوعمر طلمنکیؒ نے اُن کے بعد امام ابومحمد مکیؒ قیروانی

اور امام العلامہ حافظ ابو عمرو دانی رح نے مصر وغیرہ سے پڑھ کر سبعہ قرات اندلس میں پہنچائیں۔

اوائل پانچویں صدی تک قرات سبعہ اکثر روایات وطرق مشہورہ کیساتھ پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں۔ چنانچہ علامہ دانی نے جامع البیان میں پانسو روایات وطرق بیان کئے ہیں۔ اسکے بعد ہمتیں اور گھٹ گئیں اور طلباء مزید اختصار کی خواستگار ہونے لگے۔ اسپر علامہ دانی رح نے تیسیر لکھی۔ اسکے شروع میں خود کہتے ہیں "آپ صاحبوں نے مجھ سے خواہش کی تھی کہ میں آپ کے لئے قرا سبعہ کے مذاہب پر ایک ایسی مختصر کتاب لکھوں جسکا پڑھنا پڑھانا اور یاد کرنا آسان ہو اور اسمیں وہ مشہور روایات وطرق بیان کروں جو تھوڑے زمانہ میں حفظ ہو سکیں" پھر کہتے ہیں "پس میں نے آپکی خواہش کے مطابق یہ کتاب لکھی اور اسمیں ہر قاری سے دو دو روایات بیان کی ہیں" تیسیر کے بعد ائمۂ سبعہ کی دیگر روایات کا رواج بھی کم ہوگیا اور چھٹی صدی کے آخر میں امام العلامہ شاطبی رح نے تیسیر کو نظم کر کے اسکی روایات وطرق کو چار چاند لگا دیئے۔ اور چار دانگ عالم میں مشہور کر دیا۔

جن قرات کا رواج کم ہوتا گیا وہ مندرس ہو گئیں۔ قرات ثلثہ بھی غائب ہو جاتیں اگر ابن مہران ابن غلبون ابن شیطا۔ اہوازی قلانسی۔ حافظ ابو العلاء اور محقق وغیرہ ائمہ انکو پڑھتے پڑھاتے اور تصنیف وتالیف سے (جنکا اجمالی حال آئندہ فصل میں آئیگا) انکی حفاظت نہ کرتے۔ اور اہل مصر وغیرہ انکی خدمت نہ کرتے رہتے۔ ائمہ سبعہ کی باقی روایات کی بھی یہی کیفیت ہے کہ وہ بھی تیسیر کے بعد مندرس ہو گئیں اور جسطرح ان روایات کے اندراس کا باعث شذوذ نہیں اسی طرح اُن قرات کے اندراس کا سبب بھی شذوذ نہیں ہے بلکہ علماء فوت ہو گئے اور علم اُن کے ساتھ چلا گیا آئندہ کوئی جانشین نہ بنا۔ اب اُمت

Marfat.com

کے پاس سبعہ مشہورہ متواترہ کی دو دو روایات اور قرات ثلٰثہ متواترہ کی دو دو روایات اور چار دیگر قرات باقی ہیں۔ یہ چاروں بھی صدیاں گذر گئیں پڑھی پڑھائی نہیں جاتیں صرف کتابوں میں بیان ہوتی ہیں۔ عشرہ پڑہائی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ انکی حفاظت کریں۔ آخر میں طلباء یاد رکھیں کہ کسی قراۃ کو از اول تا آخر شاذ کہنا بے معنی بات ہے حق یہ ہے کہ ہر قراۃ کی وہ ہی وجوہ شاذ ہوتی ہیں جو ضابطۂ قرات کے خلاف ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وعندہٗ ام الکتاب۔

فصل سیزدہم صناحب تصانیف ائمہ اور اُنکی مشہور کتابیں[۱۳]

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ قرون اولیٰ میں حفاظت قرآن کا مدار اور اصل اعتماد ضبط وحفظ پر تھا صحابۂ کرامؓ اور تابعین عظام اپنے حافظہ سے لوگوں کو قرآن پڑہاتے تھے اور صاحب اختیار ائمہ نے اپنے تمام شیوخ سے اسی طرح قرآن پڑہا تھا اور پھر اپنے تلامذہ کو ہر امام نے اپنی اختیار کردہ قرات اسی طرح پڑہائی تھی۔ دوسری صدی کے آخر تک وجوہِ قرات تحریر کرنیکا قطعاً رواج نہ تھا۔ مگر جب بعض غیر ضابطا اور کمزور حافظہ ولے داخل ہوگئے اور انہوں نے گڑبڑ شروع کی تو مجتہدین ائمۂ فن نے انکی تدوین مناسب سمجھی اور حضرات خلفاء راشدین کی تقلید کرتے ہوئے وجوہِ قرات تحریر کرنے لگے۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔ اس فصل میں ہم اُن ائمہ اور اُنکی تصانیف کا صدی وار ذکر کرتے ہیں جسکو ہم نے مصنفینؒ کے سنین وفات سے مقرر کیا ہے ممکن ہے کہ بعض کتابوں کا سالِ تصنیف مقدم ہو

[۱] آجکل قرآنوں پر سرخی اور سیاہی سے قراءکی جو رموز بنائی جاتی ہیں یہ ایک نئی بات ہے محقق جزری کے عصر تک اسکو شدید بدعت تصور کیا جاتا تھا۔ ائمہ اختلافات واجب کو جداگانہ کتابوں میں جمع کرتے تھے۔

اور اُن شیوخ طرق کے سوا جنکا ذکر اوپر گذرا مشاہیر ائمہ اور ان حضرات کا مختصر ترجمہ بھی بیان کرینگے جنکی کتابیں ہمیں بسند پہونچی ہیں یا جنکی تالیفات سے حوالے آئینگے اور ہر امام کا نام درج کرنے سے پہلے وہ عرف لکھیں گے جس سے ان کا ذکر کتب فن میں آتا ہے واللہ الموفق۔

تیسری صدی کی تالیفات

تیسری صدی میں آٹھ کتابیں تالیف ہوئیں اور اوّلیت کا فخر بغداد کو حاصل ہوا۔

ابو عبیدؒ۔ امام العلامہ مجتہد ذوفنون قاضی ابو عبیدؒ قاسم بن سلام بغدادی نحوی فقیہہ نے سب سے پہلے پچیس قرات میں بشمول سبعہ "کتاب القرات" تصنیف کی۔ امام کے والد سابایا ے روم میں سے تھے۔ آپ ہراۃ میں پیدا ہوئے امام اسمٰعیلؒ بن جعفر اور انکے طبقہ کے بزرگوں سے قرات پڑھیں ھشیمؒ وکیعؒ۔ اور اصمعیؒ وغیرہ علماء سے حدیث و فقہ اور دیگر علوم کی تحصیل کی۔ دارمیؒ۔ ابوبکر بن الانباری اور علی بن عبدالعزیزؒ وغیرہ ائمہ آپکے شاگرد ہیں ایک عرصہ تک طرسوس کے قاضی رہے۔

حدیث وعربیت اور فقہ کے مجتہد وامام اور قرات کے ماہر کامل تھے۔ کبار ائمہ میں سے ہیں۔ امام ابو قدامہؒ کہتے ہیں "شافعیؒ فہم میں۔ احمدؒ ورع میں۔ اور اسحٰقؒ حفظ میں فائق ہیں اور ابو عبیدؒ لغت وعربیت میں اعلم الناس اور ان سب سے برتر ہیں"۔ حضرت اسحٰق بن راہویہ کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ صدق کو دوست رکھتا ہے۔ ابو عبیدؒ مجھ سے اعلم وافقہ ہیں۔ ہم اُن کے محتاج ہیں وہ ہمارے محتاج نہیں ہیں"۔ امام احمدؒ کہتے ہیں "ابو عبید استاذ ہیں اور ہر روز اُن میں خیر کا اضافہ ہوتا ہے"۔

Marfat.com

الدارقطنیؒ کہتے ہیں "کبیر الشان امام ہیں" حاکمؒ کہتے ہیں "باجماع امام مقبول او حجت ہیں" ابن الانباریؒ کہتے ہیں "رات کے تین حصہ کر کے ایک میں سوتے تھے۔ ایک میں نماز پڑھتے تھے ایک میں تصنیف کرتے تھے" ذہبیؒ کہتے ہیں "بیس سے زیادہ کتابیں لکھیں جو شخص انکو دیکھتا ہے اسکو آپکے علم وفضل اور حفظ وضبط کا پتہ چلتا ہے۔ حدیث اور اسکے جملہ متعلقات۔ فقہ کے اختلاف۔ اور قرات کے عارف امام تھے" ثعلبؒ کہتے ہیں "آپ کا طور وطریق عقلاء کے لئے مشعل راہ ہے حج کے لئے گئے تھے کہ مکہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو حاتمؒ ۔ امام العلامہ ابو حاتمؒ سہل بن محمد بن عثمان سجستانی نحوی مقری بصریؒ عربیت وقرات وحدیث کے امام تھے۔ دانیؒ کہتے ہیں "یعقوبؒ سے قرات پڑھیں جو آپ کے سب سے بڑے شیخ تھے" مازنیؒ کہتے ہیں "اگر سلامؒ طویل آپ کو دیکھتے تو آپکے محتاج ہوتے" اصمعیؒ اور ان کے طبقہ سے حدیث سنی اور النسائیؒ وغیرہ آپ سے روایت کرتے ہیں۔ پچیس قرات میں **کتاب القرات** لکھی جسمیں امام ابن عامرؒ وحمزہؒ وکسائیؒ کو نہیں لیا۔ صاحب تصانیف تھے متعدد کتابیں یادگار ہیں ۲۴۸ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قاضی اسمعیلؒ ۔ امام العلامہ شیخ الاسلام قاضی ابو اسحٰق اسمعیلؒ بن اسحٰقؒ بن اسمعیلؒ ابن محدث بصرہ حمادؒ بن زید ازدی بولا بصری ثم البغدادی مالکی ۱۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت قالونؒ سے قراۃ پڑھی محمد بن عبداللہ انصاریؒ القعنبیؒ اور مسلمؒ وغیرہ سے حدیث وفقہ کی تکمیل کی۔ بڑے بڑے ائمہ آپ کے شاگرد ہیں۔ تا وفات بغداد کے قاضی رہے۔ مالکی مذہب کو پھیلایا۔ خطیبؒ کہتے ہیں "متقن عالم اور فقیہ تھے" امام مالکؒ کی احادیث

Marfat.com

جمع کیں۔ احکام القرآن۔ اور معانی القرآن۔ اور کتاب القرات جسمیں بشمول سبعہ ۲۰ سے زیادہ قرات ہیں بےمثل تصانیف ہیں۔" مبرد کہتے ہیں "قاضی اسمٰعیل مجھ سے اور یحییٰ بن اکثم سے حروف میں اعلم ہیں۔" اور جب آپکو دیکھتے تو کہتی مدینہ آگیا ۲۸۲ھ میں بغداد میں اچانک وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ثعلب ۔ امام نحو و لغت ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن زید بن سیار شیبانی بولا۔ کوفی ثم البغدادی۔ ربیع الاول ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے سولہ سال کی عمر میں تحصیل شروع کی۔ یگانۂ روزگار عالم تھے۔ امام ابن مجاہدؒ جیسے ائمہ کے شیخ ہیں۔ خطیبؒ کہتے ہیں "ثقہ۔ دین۔ صالح۔ حجۃ۔ اور حفظ میں مشہور تھے۔" مبرد کہا کرتے تھے "اعلم اہل کوفہ ہیں۔" کسی نے پوچھا اور فراء۔ تو کہا "ثعلب کا دسواں حصہ بھی نہیں۔" ذہبیؒ نے انکو حفاظ حدیث میں لیا ہے اور کہتے ہیں "کثیر التصانیف تھے۔" امام ابن مجاہدؒ کہتے ہیں "ایک روز فرمایا" اہل قرآن نے قرآن کی۔ محدثین نے حدیث کی۔ اور فقہانے فقہ کی خدمت کی اور فائز بمرام ہوگئے۔ میں زید و عمرو کے جھگڑے میں مصروف ہوں دیکھئے آخرت میں کیا انجام ہو۔" رات کو میں نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور ارشاد ہوا "ابوالعباس سے ہمارے سلام کے بعد کہدو کہ تم صاحب علم مستطیل ہو۔" سلمۃ بن عاصمؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں۔ کتاب القرات اور کتاب الشواذ۔ دو کتابیں لکھیں۔ ۱۷ جمادی الاول ۲۹۱ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

سلہ ان کے سوا علامہ احمد بن جبیر بن محمد کوفی نزیل انطاکیہ متوفی ۲۵۸ھ نے کتاب قرات خمس (ہر شہر سے ایک ایک قراۃ) اور عبداللہ بن مسلم نحوی بغدادی معروف بابن قتیبۃ متوفی ۲۷۶ھ نے اداب القرات تالیف کی۔

Marfat.com

چوتھی صدی کی تصانیف

چوتھی صدی میں پچیس ۲۵ سے زیادہ کتابیں تصنیف ہوئیں نصف سی زیادہ بغداد میں

طبری ؒ امام العلامہ شیخ الاسلام جامع العلوم حافظ کبیر مشہور مورخ ومفسر ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری ؒ سنہ ۲۲۴ میں طبرستان کے مشہور قصبہ آمل میں پیدا ہوئے ان گنت علماء سے علوم کی تحصیل کی۔ قرأۃ۔ تفسیر حدیث۔ فقہ۔ رجال۔ اور تاریخ میں یگانۂ روزگار عالم اور مجتہد امام تھے۔ تیس ۳۰ جلدوں میں بےنظیر تفسیر۔ اور دس جلدوں میں ازآدم تا ۳۰۲ھ محققانہ تاریخ اور قرأت میں الجامع لکھی جسمیں بیس ۲۰ سے زیادہ قرأت بیان کی ہیں۔ کثیر التصانیف علامہ تھے وفات پر تصانیف کا حساب کیا گیا تو چودہ ورق روزانہ ثابت ہوئے۔ تالیفات کا معاوضہ ہرگز قبول نہیں کرتے تھے۔ ۳۱۰ سنہ ہجری میں وفات پائی۔ مہینوں قبر پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور بیشمار مرثیے لکھے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

داجونی ؒ۔ امام العلامہ ابوبکر محمد بن احمد بن عمر بن احمد بن سلیمان الداجونی ؒ رملی ضریر ابن ماموبہ وغیرہ تلامذہ ہشام ؒ اور صوری ؒ وغیرہ تلامذہ ابن ذکوان ؒ اور اُنکے دیگر معاصرین سے قرأت پڑھیں۔ روایت ہشام ؒ کا ایک طریقہ آپکی طرف منسوب ہے۔ امام وقت تھے قرأت ثمان میں ایک کتاب لکھی۔ رجب سنہ ۳۲۴ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن مجاہد ؒ موصوف نے کتاب السبعہ تحریر کی۔ یہ پہلی کتاب ہے جسمیں سبعہ پر اقتصار اور امام نافع ؒ کو باقی قراء سے مقدم بیان کیا گیا ہے اور یہی وہ کتاب ہے جو سبعہ کے رواج کا باعث ہوئی۔ بعد کے اکثر مصنف اسکے مقلد ہیں۔

امام عبدالواحدؒ موصوف نے البیان فی السبعہ لکھی

النقاشؒ موصوف نے کتاب السبعہ۔ معجم کبیر۔ معجم اوسط۔ معجم صغیر چار کتابیں صرف قرات میں لکھی ہیں۔

شنذائیؒ۔ امام العلامہ ابو بکر احمد بن نصر بن منصور بن عبدالمجید بن عبدالمنعم شنذائیؒ نے ابن بویانؒ داجونیؒ اور ابن شنبوذؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں اور کتاب القرات لکھی کبیر الشان ائمہ میں سے ہیں ۳۷۳ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ابن مہرانؒ۔ امام العلامہ ابو بکر احمد بن حسین بن مہرانؒ اصفہانی نیشاپوری نے ابن بویانؒ ابو بکر بن مقسمؒ نقاشؒ وغیرہ ائمہ سے قرات پڑھیں الغایۃ فی العشرۃ اور شامل دو کتابیں تالیف کیں بہت سے جلیل الشان ائمہ آپ کے شاگرد ہیں شوال ۳۸۱ھ میں اصفہان میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

الدارقطنیؒ۔ امام العلامہ شیخ الاسلام والمحدثین حافظ زمان ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بغدادی دارقطنیؒ صاحب سنن ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے بغویؒ وغیرہ محدثین سے حدیث وفقہ وغیرہ کی تکمیل کی۔ تمام علوم میں یگانہ روزگار علامہ تھے۔ حاکمؒ کہتے ہیں "حفظ وفہم وورع اور نحو وقرات میں وحید العصر امام تھے میں نے جب آپکو دیکھا تو اس سے زیادہ پایا جو سنتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ روی زمین پر آپ کا عدیل ونظیر نہ تھا"۔ آپ نے ابن مجاہدؒ اور نقاشؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں کتاب القرات تصنیف کی۔ یہ پہلی کتاب ہے جسمیں اصول کو فرش سے مقدم بیان کیا گیا ہے۔ بعد کے مصنف اسکے مقلد ہیں۔ ۸ ذیقعدہ ۳۸۵ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن غلبونؒ۔ امام العلامہ ابو الطیب عبدالمنعم بن عبیداللہ بن غلبون بن مبارک

Marfat.com

جلبی ثم المصری مقری نے ابوسہل وراقؒ وغیرہ بزرگوں سے قراءت پڑھیں۔ بڑے بڑے ائمۂ قراءت آپ کے شاگرد ہیں۔ ارشاد فی العشر اور معدّل دو کتابیں قراءت میں تالیف کیں جمادی الاولیٰ ۳۹۹ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام ابوالحسنؒ موصوف نے۔ تذکرۃ سبعہ مشہورہ اور یعقوبؒ حضرمی کی قراءت میں لکھا۔

امام ابوالفتحؒ موصوف نے منشاء القراءات سبعہ مشہورہ اور امام ابوجعفر کی قراءت میں تالیف کی۔ ؎۱

پانچویں صدی

پانچویں صدی میں پچاس سے زیادہ کتابیں زیب قرطاس ہوئیں۔ اکثر محققانہ اور معتبر متون ہیں نصف کے قریب اہل اندلس نے لکھیں۔

خزاعیؒ۔ امام العلامہ ابوالفضل محمد بن جعفر خزاعیؒ نے ابو احمد سامریؒ مطوعیؒ۔ شنذائیؒ وغیرہ بزرگوں سے قراءت پڑھیں المنتہیٰ فی العشرۃ تالیف کی جسمیں تمام متقدمین سے زیادہ طرق وغیرہ جمع کئے ہیں ۴۰۸ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن سفیان قیروانیؒ۔ امام العلامہ شیخ القراء ابوعبداللہ محمد بن سفیان قیروانیؒ مالکی نزیل مکہ نے امام ابن غلبونؒ وغیرہ سے قراءت پڑھیں۔ مہدویؒ جیسے مجتہد آپ کے

؎۱ انکے علاوہ ۱؎ ابن السراج شمس الدین محمد بن اسدی مصری متوفی ۳۱۶ھ نے احتجاج القراء ۲؎ ابوبکر محمد بن حسن بن یعقوب بن مقسم بغدادی متوفی ۳۵۴ھ نے احتجاج القراء اور ۳؎ ابن خالویہ حسین بن عبداللہ نحوی متوفی ۳۷۰ھ نے۔ کتاب القراءات اور امام ابن مجاہدؒ کی کتاب السبعہ پر شرح ۴؎ ابوعلی الحسنؒ بن احمد فارسی متوفی ۳۷۷ھ نے تین ضخیم جلدوں میں کتاب السبعہ ابن مجاہدؒ پر شرح ۵؎ ابوالحسن طاہر بن احمد نحوی بغدادی المتوفی ۳۸۰ھ نے تذکرہ فی السبعہ ۶؎ عبیداللہ بن محمد اسدی نحوی متوفی ۳۸۷ھ نے المفصح ۷؎ ابوالفتح عثمان بن جنی نحوی متوفی ۳۹۲ھ نے امام ابن مجاہدؒ کی کتاب الشواذ پر شرح موسومہ المحتسب ۸؎ ابوعثمان سعید بن محمد معروف بابن حداد قیروانی مقتول ۳۰۲ھ نے توضیح المشکل اس صدی میں لکھیں۔

Marfat.com

شاگرد ہیں۔ امام وقت تھے "الہادی فی السبعۃ" لکھی ایک سال مکہ میں رہکر مدینہ طیبہ گئے اور یکم صفر ۴۱۵ھ کی رات کو وہیں انتقال کیا بقیع میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

طرسوسیؒ۔ امام العلامہ ابوالقاسم عبدالجبار بن احمد بن عمر طرسوسی نزیل مصر نے ابواحمد سامریؒ امام ابوبکر اذفویؒ ابن نفیس وغیرہ ائمہ سے قرات پڑھیں المجتبیٰ فی السبعہ لکھی سلخ ربیع الاول ۴۲۰ھ کو مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

طلمنکیؒ۔ امام العلامہ ابوعمر احمد بن عبداللہ بن طالب طلمنکیؒ قرطبی۔ اندلسی نے امام ابن غلبونؒ سے قرات پڑھیں الروضہ فی العشرۃ تالیف کی۔ ذی الحجہ ۴۲۹ھ میں قرطبہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مہدویؒ۔ امام العلامہ ابوالعباس احمد بن عمار بن ابی العباس مہدویؒ نے امام ابوالحسن قنطریؒ اور ابو عبداللہ قیروانی سے قرات پڑھیں۔ حدیث وفقہ میں فاضل تفسیر وقرات وعربیت میں امام تھے۔ ۴۳۰ھ تک حیات تھے الہدایہ فی السبعہ اور التیسیر دو کتابیں قرات میں لکھیں ذہبیؒ کہتے ہیں ۴۳۰ھ کے بعد وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابومحمد مکیؒ۔ امام العلامہ ابومحمد مکیؒ بن ابی طالب بن محمد بن مختار قیسی قیروانی ثم الاندلسی نے ابن غلبونؒ اور اُنکے شیخ ابوعدیؒ مصری سے قرات پڑھیں۔ تبصرہ فی السبعہ۔ تذکرہ۔ اختصار شرح ابن القاسی بر کتاب ابن مجاہدؒ۔ کتاب الادغام کشف موجز۔ یاآت مشددہ۔ سات کتابیں تالیف کیں۔ تمام علوم میں فاضل عربیت وقرات میں امام تھے۔ ۲ محرم ۴۳۷ھ کو قرطبہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابوعلی مالکیؒ۔ امام العلامہ ابوعلی الحسن بن محمد بن ابراہیم مالکی بغدادی۔ نزیل مصر نے ابوالحسن حمامیؒ۔ ابوالفرج نہروانی۔ قزازؒ وغیرہ ائمہ کی ایک جماعت سے قرات

Marfat.com

پڑھیں۔ مشہور مقری ہیں بڑے بڑے فضلا آپ کے شاگرد تھے۔ الروضۃ فی العشرہ اور قرأۃ اعمش تصنیف کی رمضان ۴۳۸ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن مسرور۔ امام العلامہ ابو نصر احمد بن مسرور بن عبد الوہاب بغدادی نے ابو الحسن حمامی وغیرہ ائمہ سے قرأت پڑھیں المغید فی العشر تالیف کی۔ جمادی الاول ۴۴۲ھ میں بغداد میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

دانی۔ امام العلامہ مجدد عصر حافظ قرأت ناقد طرق و روایات سیدنا ابو عمرو عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید اموی دانی اندلسی ۳۷۱ھ میں اندلس کے مردم خیز قصبہ دانیہ میں جو ولایت بلنسیہ کی بر لب دریا مشہور آبادی ہے۔ پیدا ہوئے پہلے اندلس میں تحصیل علم کی پھر ۳۹۶ھ میں بغرض تکمیل مشرق کا سفر کیا۔ چار ماہ قیروان میں ایک سال مصر میں۔ ایک سال حجاز و حرمین میں اور کسیقدر دیگر مقامات میں قیام کیا اور حدیث و قرأت کی تکمیل کے بعد ۳۹۹ھ کے اختتام پر واپس اندلس پہونچے۔ ابو القاسم فارسیؒ۔ ابو الفتحؒ۔ ابو الحسنؒ اور ابو القاسم خاقانیؒ سے قرأت پڑھیں جامع العلوم حافظ کبیر الشان محقق تھے۔ بعض شیوخ کہتے ہیں "حفظ و تحقیق میں نہ اسوقت کوئی آپکے برابر تھا اور نہ بعد میں پیدا ہوا۔ خود فرماتے ہیں "میں نے جو کچھ دیکھا اُسے لکھ لیا اور جو لکھا وہ یاد ہو گیا اور جو یاد ہوا اُسے کبھی نہیں بھولا" علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں "بلحاظ اتقان و تحقیق قرأت آپ پر منتہی ہوتی ہیں۔ بعد کے قرا آپکے پیرو مقلد اور آپکی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں مختلف علوم پر ایک سو بیس کتابیں تصنیف کیں۔ جامع البیان (جسمیں پانسو طرق و روایات درج ہیں) تمہید۔ مفردہ یعقوب۔ الایجاز۔ الموضح فی الفتح والامالۃ۔ المحتوی فی الشواذ۔ المقنع فی الرسم۔ سبع کی مایۂ ناز کتاب التیسیر طبقات القرا اور متعدد دیگر کتابیں صرف قرأت اور اُسکے متعلقات پر یادگار ہیں وسط شوال ۴۴۴ھ

میں اپنے وطن میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اسوقت روئے زمین پر قرات آپکی سند سے پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

ابن شیطا رح۔ امام العلامہ ابوالفتح عبدالواحد بن حسین بن شیطا بغدادی نے حمامی وغیرہ شیوخ بغداد سے قرات پڑہیں تذکار فی العشرہ تالیف کی جسمیں سو طرق بیان کئے ہیں۔ صفر ۴۴۵ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اہوازی رح۔ امام العلامہ ابو علی الحسن بن علی بن ابراہیم بن یزداد بن ہرمز اہوازی نزیل دمشق نے ابو بکر سلمیؒ اور ابو اسحقؒ طبری بغدادی سے قرات پڑھیں کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ الوجیز فی الثمان۔ مفردات السبعہ۔ الایضاح۔ الاتضاح۔ الموجز۔ النیر الجلی فی قرات زیدؒ بن علیؒ جامع المشہور۔ قراۃ حسنؒ۔ قراۃ ابن محیصنؒ الاقناع فی الشواذ۔ دس کتابیں تالیف کیں۔ ۴۔ ذی الحجہ ۴۴۶ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قرطبی رح۔ امام العلامہ ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن بن سعید خزرجی قرطبی اندلسی نے ابواحمدؒ سامری۔ ابن نفیسؒ اور طرسوسیؒ سے قرات پڑھیں۔ القاصد تالیف کی ۴۴۶ھ میں قرطبہ میں وفات پائی رح

عراقی رح۔ امام العلامہ ابو نصر منصور بن احمد عراقی رح نے کتاب الاشارہ تالیف کی ابوالحسینؒ خبازیؒ بغدادی وغیرہ سے قرات پڑھیں۔ معاصرین کا یہی زمانہ ہے

ابوالحسن خیاطؒ۔ امام العلامہ ابوالحسنؒ علی بن محمد بن علی بن فارس بغدادی خیاط رح نے الجامع فی العشرہ و قراۃ اعمشؒ لکھی۔ نہروانیؒ۔ حمامیؒ۔ مصاحفیؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں ۴۵۰ھ کے قریب بغداد میں وفات پائی۔

ابو طاہر بن خلفؒ۔ امام العلامہ ابو طاہر اسمٰعیل بن خلفؒ بن سعید بن عمران انصاریؒ

نحوی مقری اندلسی ثم المصری نے طرسوسیؒ اور خزرجیؒ سے قراءت پڑھیں۔ نحو و قراءت کے امام اور یگانہ روزگار عالم تھے۔ العنوان جو سبعہ کی بہترین کتابوں میں سے ہے اور الاکتفاء اور ابن فارسیؒ کی شرح کتاب السبعہ کا خلاصہ لکھا ۴۵۵ھ میں مصر میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

امام العلامہ ابو الحسینؒ نصر بن عبد العزیز بن احمد فارسی نے حمامیؒ، نہروانیؒ اور قزازؒ وغیرہ ائمہ سے قراءت پڑھیں یعنی آپ کے بھی وہی شیوخ ہیں جو علامہ ابو علیؒ مالکی کے ہیں الجامع فی العشر تالیف کی ۴۶۱ھ میں مصر میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن عبد البرؒ امام العلامہ شیخ الاسلام حافظ مغرب ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم نمری مالکی قرطبی اندلسیؒ ربیع الثانی ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے محدثین کی ایک جماعت کثیرہ سے حدیث سنی حفظ و ضبط و اتقان میں منتخب روزگار تھے وسیع العلم اور کثیر التصانیف علامہ ہیں فقہ مالکی پر کافی پندرہ جلدوں میں صحابہ کرامؓ کے تراجم میں "الاستیعاب" اور دیگر متعدد کتابیں یادگار ہیں۔ مدخل فی القراءۃ۔ اور مدنی و بصریؒ کی قراءت میں الاکتفا لکھی۔ سلخ ربیع الثانی ۴۶۳ھ کو ۹۶ سال کے قریب پہونچکر قرطبہ میں انتقال کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

ھُذَلیؒ۔ امام العلامہ ابو القاسم یوسف بن علی بن جبارہ بن محمد بن عقیل ہُذلی مغربیؒ نزیل نیشاپور نے ابو الوفا کرمانی عراقی تاج الائمہ۔ کارزینیؒ رازیؒ۔ ابو علی مالکیؒ۔ ابن شاپورؒ ابن نفیسؒ وغیرہ ائمہ قراءت کی ایک جماعت کثیرہ سے قراءت پڑھیں مغرب سے ماوراء النہر تک سفر کیا اور غزنہ تک قراءت پڑھیں اس مختصر میں آپکے اساتذہ کی فہرست بھی نہیں دیجاسکتی۔ خود کہتے ہیں دو میں اقصائے مغرب سے فرغانہ تک شمالاً و جنوباً بحر و بر اور سہل و جبل میں قراءت کیلئے گیا اور ۳۶۵ شیوخ سے مستفید ہوا نیشاپور میں قیام کرکے کامل لکھی جسمیں پچاس قراءت (عشرہ متواترہ اور چالیس دیگر) اور

چودھ سو نسٹھ ۱۴۵۹ روایات و طرق درج کیے ہیں ۴۶۵ھ میں نیشاپور میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

ابن شریح۔ امام العلامہ ابو عبداللہ محمد بن شریح بن احمد بن محمد بن شریح رعینی اندلسی اشبیلی نے ابوالحسن قنطری۔ ابو علی مالکی۔ ابن نفیس اور تاج الائمہ سے قرات پڑھیں مشہور علامہ۔ امام وقت اور حافظ قرات تھے۔ الکافی سبعہ میں آپکی مشہور متن ہے۔ شوال ۴۷۶ھ میں اشبیلیہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو معشر۔ امام العلامہ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد بن محمد بن علی بن محمد طبری شافعی نزیل مکہ شیخ اہل حرم نے کارزینی۔ رازی۔ وغیرہ متعدد ائمہ سے قرات پڑھیں امام وقت اور حرم میں شیخ القراء تھے تلخیص فی الثمان مشہور متن اور السوق العروس ضخیم کتاب آپکی تالیف ہیں۔ موخر الذکر میں پندرہ سو پچاس روایات و طرق درج ہیں ۴۷۸ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

معدل۔ امام العلامہ الشریف ابو اسمٰعیل موسیٰ بن حسین بن اسمٰعیل بن موسیٰ معدل نے تاج الائمہ حسین صفار۔ ابن نفیس اور ابن شاپور سے قرات پڑھیں الروضہ آپ کی تالیف ہے معاصرین کا یہی زمانہ ہے۔

حصری۔ امام العلامہ ابوالحسن علی بن عبدالغنی حصری نے قصیدہ حصریہ میں قرأۃ نافع نظم کی ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن البیاز۔ امام العلامہ ابو الحسین یحیی بن ابراہیم بن بیاز مرسی۔ اندلسی۔ ہمارے شیخ سلسلہ طرسوسی۔ ابو محمد مکی۔ اور علامہ دانی کے شاگرد ہیں۔ محدث فقیہ و مقری تھے النبذ النامیہ فی الثمان تالیف کی ۴۹۶ھ میں سو سال کی عمر پاکر مرسیہ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ

ابن سوار۔ امام العلامہ ابو طاہر احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن سوار بغدادی نے ابو علی

نیز مقانی۔ ابو علی عطار۔ ابو الحسن خیاطؒ ابن شیطاؒ۔ ابن مسرورؒ۔ وغیرہ ائمہ کی جماعت کثیرہ سے قرات پڑھیں۔ بڑے محقق عالم تھے المستنیر فی العشرہ تالیف کی جسمیں ایک سو چھپن ۱۵۶ روایات وطرق درج ہیں۔ اور ہر اختلافی حرف کو بسند متصلہ ائمہ تک پہونچایا ہے ۴۹۶ھ میں بغداد میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو منصور خیاطؒ۔ امام العلامۃ الزاہد ابو منصور محمد بن احمد بن علی الخیاطؒ بغدادی نے ابو الحسن خیاط وغیرہ سے قرات پڑھیں۔ بڑے بڑے ائمہ کے شیخ علامہ سبط الخیاط کے دادا اور استاذ ہیں۔ ۱۶ محرم ۴۹۹ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ [۱]

چھٹی صدی

چھٹی صدی میں چالیس کتابوں کا اضافہ ہوا۔ اکثر محققانہ اور بعض رنگ جاوید متون ہیں جو علماء بغداد و اندلس و مصر نے لکھیں۔

ابن بلیمہؒ۔ امام العلامہ ابو علی الحسن بن خلف بن عبد اللہ بن بلیمہ ہواریؒ۔ قیروانی۔ نزیل اسکندریہ نے ابو معشرؒ ابن ہلالؒ۔ ابن نفیسؒ۔ ابو الحسنؒ عبد الباقی ابن فارسؒ وغیرہ مشیوخ سے قرات پڑھیں امام عصر تھے تلخیص العبارات تالیف کی ۱۳ رجب ۵۱۴ھ کو اسکندریہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن الفحامؒ۔ امام العلامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن ابی بکر عتیق بن خلف بن الفحام صقلی شیخ اسکندریہ نے نصر بن عبد العزیز موصوف ابن نفیسؒ ابو الحسنؒ عبد الباقی بن فارسؒ۔ ابو اسحٰقؒ بن غالب خیاطؒ مالکی سے قرات پڑھیں۔ التجرید فی السبعہ اور مفردہ یعقوب دو کتابیں لکھیں فی تفعن ۵۱۶ھ

---

[۱] علامہ ابو عبد اللہ سلیمان بن عبید اللہ بلخیؒ متوفی سنہ ۴۹۳ھ نے علل القرات لکھی

میں سکندریہ میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

قلانسیؒ۔ امام العلامہ ابو العز محمد بن حسین بن بندار قلانسیؒ واسطی نے ابو علی واسطیؒ اور ہذلیؒ سے قرات پڑہیں۔ ارشاد المبتدی اور کفایہ کبریٰ عشرہ میں دو کتابیں لکھیں شوال ۵۲۱ھ میں واسط میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن خیرونؒ۔ امام العلامہ ابو منصور محمد بن عبد الملک بن حسن بن خیرون عطارؒ بغدادیؒ حصری نے عبد السید بن عتاب ضریرؒ اور اپنے عم بزرگوار ابو الفضل احمد بن حسنؒ سے قرات پڑھیں۔ المفتاح اور الموضح دونوں عشرہ میں لکھیں۔ ۱۶ رجب ۵۳۹ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن باذشؒ۔ امام العلامہ خطیب ابو جعفر احمد بن علی بن احمد بن خلف ابن باذش انصاریؒ غرناطی اندلسی۔ نحوی۔ علامۂ روزگار فاضل بے بدل قرات ونحو کے امام تھے۔ الاقناع اور الغا سبعہ میں تالیف کیں جو بڑے پایہ کی کتابیں ہیں۔ جمادی الثانی ۵۴۰ھ میں غرناطہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

سبط الخیاطؒ۔ امام العلامہ ابو محمد عبد اللہ بن علی بن احمد بن عبد اللہ بغدادی سبط خیاطؒ نے عز الشرف عباسیؒ، اپنے جد بزرگوار ابو منصور خیاطؒ، ابن بندارؒ، ابن الوزیرؒ، ابن الوکیلؒ، ابن عتاب ضریرؒ وغیرہ مشائخ عظام سے قرات پڑہیں۔ یگانۂ عصر علامہ تھے۔ تبصرہ۔ ارادۃ الطالب فی العشرہ کفایۃ فی الست۔ ایجاز۔ المبہج فی الثمان وقراءۃ اعمشؒ وابن محیصنؒ ویزیدیؒ وخلفؒ تالیف کیں۔ ربیع الثانی ۵۴۱ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو الکرمؒ۔ امام العلامہ ابو الکرم مبارک بن حسن بن احمد بن علی بن فتحان شہرزوریؒ بغدادیؒ اپنے والد ماجد اور ابن عتاب ضریرؒ، عز الشرفؒ، ابن بندارؒ، ابن الوزیرؒ، ابن الوکیلؒ وغیرہ شیوخ کی ایک جماعت کثیرہ سے قرات پڑہیں۔ ذی شان علامہ تھے المصباح الزاہر فی العشر المتوا

Marfat.com

تالیف کی جسمیں پانسو طرق بیان کئے ہیں۔ ۱۲ ذی الحجہ ۵۵۰ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام العلامہ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم حضرمی یمنی نے تلخیص ابو معشر کا اختصار مع اضافہ فوائد تحریر کر کے اسکا نام المفید رکھا جو اسم بامسمیٰ نہایت مفید کتاب ہے ۵۶۰ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ہمدانی رح۔ امام العلامہ شیخ الاسلام والمحدثین استاذ القراء حافظ مشرق ابو العلاء حسن ابن احمد بن حسن بن احمد بن محمد عطار ہمدانی۔ سمعانی رح کہتے ہیں "یہ مقری متقن۔ حافظ فاضل۔ حسن السیرۃ۔ محمود الطریقہ۔ عزیز النفس سخی۔ غربا کی تکریم کرنیوالے۔ قرآن و حدیث و ادب کے عارف حسن الصلوٰۃ۔ پاکیزگی کے بارہ میں متشدد۔ قولاً فعلاً اور عملاً متبع سنت تھے۔ خدا کے بارہ میں کسی کی ملامت کا خوف نہ کرتے تھے" ابو بکر شیبانی رح۔ ابو منصور نہری رح۔ ابو علی حداد۔ ابو غالب رح۔ قلانسی رح۔ مزرفی رح۔ السراج رح۔ محوّلی رح وغیرہ مشائخ کرام سے قراءت پڑھیں۔ مقبول و حجت ہیں۔ مشرق میں آپ کا وہی مرتبہ ہے۔ جو مغرب میں دانی رح کا۔ جامع العلوم فاضل و جامع جمیع علوم میں امام تھے۔ غایۃ الاختصار فی العشرہ (جسمیں ابو جعفر رح کو سب سے اور یعقوب رح کو خلف رح سے مقدم رکھا ہے) اور مفردہ یعقوب دو کتابیں لکھیں۔ ۱۹۔ جمادی الاول ۵۶۹ھ کو ہمدان میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شاطبی رح۔ امام العلامہ حافظ حدیث و قراءت ابو محمد قاسم[1] بن فیرہ بن ابی القاسم

---

[1] محقق رح وغیرہ آپ کا نام و کنیت ابو القاسم قاسم کہتے ہیں اور بعض ابو القاسم محمد کہتے ہیں۔ علماء تاریخ و انساب ابو محمد قاسم کہتے ہیں۔ ابن خلکان رح کہتے ہیں یہی صحیح ہے۔ میں نے آپ کے شیوخ کی عطا کردہ سندوں میں یہی نام و کنیت دیکھی ہے ذہبی رح وغیرہ اہل طبقات کی یہی تحقیق ہے اور یہی صحیح ہے۔

Marfat.com

خلف ابن احمد رعینی شاطبیؒ اندلسی ضریر شیخ الاقراء مصر ۵۳۸ھ میں مشرقی اندلس کے قصبہ شاطبہ میں نابینا پیدا ہوئے پہلے امام ابوعبداللہ نفزیؒ سے اپنے وطن میں قرات پڑھیں۔ پھر بلنسیہ جاکر امام ابوالحسنؒ علی بن ھذیل سے حدیث تفسیر اور قرات پڑھیں اسکے بعد اندلس و حجاز کے متعدد شیوخ سے حدیث و فقہ کی تکمیل کی اور حج کیا۔ قرات سبعہ۔ مؤطا امام مالکؒ اور صحیحین کے حافظ تھے۔ آپکے حافظہ سے مؤطا اور صحیحین کی تصحیح کیجاتی تھی۔ کچھ عرصہ شاطبہ کے خطیب رہے ۵۷۲ھ میں مصر آگئے اور قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ میں شیخ الاقراء مقرر ہوئے۔ اتنی مخلوق نے آپ سے پڑھا کہ جسکا شمار نہیں ہو سکتا۔ دُور دُور کے شہروں سے حصول قرات کے لئے طلباء آپ کے پاس آتے تھے دنیائے اسلام میں شہرہ پھیلا ہوا تھا۔ حافظہ اور ذہن عجیب تھا۔ قرات و تفسیر۔ حدیث و فقہ اور لغت و عربیت میں امامت کا مرتبہ رکھتے ہوئے عابد۔ زاہد۔ ناسک۔ خاشع اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ باطنی حال کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ فضول کلام سے پرہیز کرتے تھے بیماری میں بھی العافیت کے سوا اور کچھ جواب نہ دیتے۔ وضو کر کے ہیئت حسنہ خشوع و خضوع اور وقار کیساتھ پڑھانے بیٹھتے۔

علامہ دانیؒ کی تیسیر کو مع زیادات گیارہ سو تہتر اشعار میں نظم کیا۔ اگرچہ قراۃ کو نظم میں بیان کرنے کے موجد علامہ حصریؒ ہیں۔ مگر پوری سبعہ کے نظم کرنیوالے آپ پہلے شخص ہیں۔ آپکے معاصرین اور بعد کے متعدد ائمہ نے قرات میں قصائد لکھے مگر کوئی شاطبیہ کی گرد کو بھی نہ پا سکا۔ بقول حالیؒ۔

ہر رقم را نہ بود شرف قبول از زانی　　ورنہ حافظ چہ نوشت ست کہ حالی نہ نوشت

متاخرین کا اتفاق ہے کہ شاطبیہ کے بغیر سبعہ پر عبور کامل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ شاطبیہ بوجوہ مشکل کتاب ہے۔ عربیت بہت اونچی ہے۔ وہ لغات استعمال کئے ہیں جو فن کی کتابوں میں نہیں آتے۔ خاص اصطلاحات و رموز سے کام لیا ہے جنکی وجہ سے چیستان معلوم ہوتی ہے۔ متعدد مذاہب ایک ایک دو دو شعروں میں بیان کئے ہیں۔ ایک مذہب بیان کرکے دوسرا فہم قاری پر چھوڑ دیا ہے۔ کہیں کلمۂ قرانی پر اکتفا کرکے حرکات ضبط نہیں کیں۔ مگر مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پچاس کے قریب شروح و حاشیے نکات و تکملے وغیرہ اسپر لکھے گئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

بعض علما روایت کرتے ہیں کہ جب علامہ اسکی نظم سے فارغ ہوئے تو خانۂ کعبہ میں گئے اور بارہ ہزار اسبوع طواف کے کئے اور ہر دفعہ جب اماکن دعا پر پہنچتے تھے تو عرض کرتے تھے "اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے اور اس عظیم الشان گھر کے مالک جو اس قصیدے کو پڑھے اسکو اس سے نفع پہونچا" خود فرماتے ہیں کہ جو میرے قصیدے کو پڑھیگا اللہ تعالےٰ اسکو اس سے نفع پہونچائیگا کیونکہ میں نے اسکو لوجہ اللہ نظم کیا ہے۔

افسوس کہ علامہ نے صرف باون سال کی عمر پائی۔ ۲۸۔ جمادی الثانی ۵۹۰ھ کو اتوار کے دن بعد از عصر مصر میں وفات پائی اور پیر کے دن قرافہ صغریٰ مقبرہ قاضی فاضل میں دفن ہوئے۔ علامہ ابو اسحٰق خطیب جامع مصر نے نماز پڑھائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

ــلہ حسین بن محمد بن راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ نے احتجاج القراء۔ حسین بن محمد دباس بکری ادیب متوفی ۵۱۲ھ نے شمس المنیر فی السبعہ۔ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان النقی متوفی ۵۲۵ھ نے تعلیل۔ نور الدین جامع ابو الحسن علی بن حسین بن علی باقولی متوفی ۵۴۳ھ نے کشف۔ ابو جعفر احمد بن علی جعفر کی متوفی ۵۴۰ھ نے المحیط۔ ابو محمد بن محمد بن عبد اللہ اشبیلی قلیبی متوفی ۵۵۳ھ نے الآیا۔ ابو العلا محمد بن ابی المحاسن بن ابی الفتح کرمانی متوفی ۵۶۳ھ نے۔ المفاتیح۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد نوفری اندلسی متوفی ۵۱۱ھ نے۔ قصیدہ فی السبعہ بلا رموز۔ ابو الفتح مبارک بن احمد بن رزاق واسطی بن حداد مقری متوفی ۵۹۶ھ نے خیرۃ فی العشرہ۔ علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن جوزی متوفی ۵۹۷ھ نے تذکرہ۔ اور مرجی بن یونس فاقعی متوفی ۶۰۰ھ نے قصیدہ حصریہ پر شرح لکھی۔

Marfat.com

ساتویں صدی

ساتویں صدی میں تیس کتابیں تالیف ہوئیں ان میں سے نصف کے قریب شاطبیہ پر لکھی گئیں

امام العلامہ ابوالقاسم عیسیٰؒ بن عبدالعزیز لخمی اسکندری نے الجامع اکبر والبحر الازخر تالیف کی جسمیں سات ہزار طرق و روایات بیان کیے ہیں۔ اسم بامسمیٰ کتاب ہے۔ آپ سے پہلے کسی نے اتنا مواد فراہم نہیں کیا تھا۔ ۶۲۹ھ میں اندلس میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

صفراویؒ۔ امام العلامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبدالمجید بن اسمٰعیل بن عثمان ابن یوسف صفراویؒ اسکندری ہمارے شیخ الطریقہ ہیں۔ علامہ ابوحیانؒ کے شیخ الشیوخ تھے ابوالقاسم بن عطیہ اسکندریؒ۔ ابویحییٰ الیسعؒ غافقی اندلسی اور ابوالطیبؒ بن خلوف سے قراءات پڑھیں۔ فاضل عصر محقق تھے اعلان فی السبعہ آپکی تالیف ہے جو تیسیر و شاطبیہ کے ہم رتبہ کتاب ہے۔ اور نہایت تحقیق کیساتھ لکھی گئی ہے۔ ربیع الثانی ۶۳۶ھ میں اسکندریہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سخاویؒ۔ امام العلامہ علم الدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالصمد سخاویؒ مصری نزیل دمشق شافعی ۵۵۸ھ میں مصر کے مردم خیز موضع سخا میں پیدا ہوئے۔ ابوالجودؒ اور شاطبیؒ سے نحو و لغت اور قراءات پڑھیں مشاہیر کی ایک جماعت سے حدیث و فقہ پڑھی۔ پھر دمشق گئے اور وہاں علوم کی تکمیل کی۔ نحو۔ قراءات۔ تفسیر اور فقہ کے مرجع اور یگانۂ عصر امام تھے شاطبیہ پر پہلی شرح آپ کی ہے نیز جمال القراء مستقل کتاب لکھی جسمیں تجوید و قراءات وقف و ابتدا ناسخ منسوخ وغیرہ تمام متعلقات قراءات کی مفصل بحث کی ہے۔ ان کے سوا

فصاح۔ اقوی العدد۔ الطود الراسخ۔ نشر الدرر۔ منہاج التوقیف مراتب الاصول اور ہدایت المرتاب وغیرہ متعدد کتابیں قرات میں تالیف کیں ابن خلکان کہتے ہیں۔ متعدد شاگردوں کا قرآن مختلف مقامات سے ایک مرتبہ سنتے تھے اور لغزش پر ہر شخص کو ٹوکتے رہتے تھے۔ ۱۲ جمادی الثانی ۶۴۳ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام العلامہ ابو محمد عبد الباری بن عبد الرحمن بن عبد الکریم صعیدی اسکندری نے مفردہ یعقوب لکھی ۶۵۰ھ کے بعد اسکندریہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

شعلہ۔ علامہ کمال الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد موصلی حنبلی شعلہ نے الشمعۃ المضیۃ فی السبعہ اور شاطبیہ پر مختصر شرح موسومہ کنز المعانی تالیف کیں فاضل شخص ہیں ۶۵۶ھ میں موصل میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

لورقی۔ امام العلامہ علم الدین ابو محمد قاسم بن احمد بن الموفق لورقی۔ اندلسی نزیل دمشق امام ابو جعفر حصار وغیر ائمہ کے شاگرد اور امام ابو عبد اللہ حسین حنفی کے استاذ اور ہمارے سلسلہ کے شیخ ہیں۔ قرات اور علوم شرعی کے امام اور مناظرہ کے بے مثل امام تھے سیف المناظرین کے لقب سے مشہور ہیں۔ شاطبیہ پر مختصر شرح المفید لکھی ۶۶۱ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو شامہ۔ امام العلامہ حافظ عصر مجتہد وقت ابو القاسم عبد الرحمن بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عثمان مقدسی دمشقی شافعی ۵۹۹ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ سخاوی سے قرات وغیرہ پڑھیں اور بڑے بڑے علماء سے حدیث و فقہ وغیرہ کی تکمیل کی۔ ادب و قرات میں فاضل امام کبیر الشان علامہ اور تمام علوم میں دست گاہ تامہ رکھتے تھے۔ تاریخ میں خاص کمال حاصل تھا دمشق کی مشہور تاریخ ۲۰ جلدوں میں لکھی اور پھر اسکا خلاصہ کیا۔ شاطبیہ پر شرح

Marfat.com

ابراز المعانی اور مفردہ دو کتابیں قرات میں اور متعدد دیگر تصانیف یادگار چھوڑیں تربت اشرفیہ میں شیخ الاقراء اور دار الاشرفیہ میں شیخ الحدیث کے مناصب جلیلہ پر فائز تھے۔ کبار شیوخ وائمہ آپ کے شاگرد ہیں۔ دو بدنصیب آدمی فتوے حاصل کرنیکے بہانہ سے آئے اور حملہ کر کے آپ کو بضربات شدید مجروح کر دیا۔ بعد میں آپ سے باصرار درخواست کیگئی کہ اسکی اطلاع حکام کو دیجائے مگر آپنے فرمایا میں نے اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ نہایت متواضع منکسر المزاج اور تکلف سے متنفر بزرگ تھے۔ ۱۹ رمضان ۶۶۵ھ کو انہیں ضربات کیوجہ سے دمشق میں شہادت پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن مالکؒ۔ امام العلامہ جمال الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن مالکؒ نحوی جیانی اندلسی نزیل دمشق۔ علامہ شاطبیؒ وغیرہ ائمہ سے قرات وعربیت کی تکمیل کی عربیت میں امام ومجتہد اور یگانہ عصر تھے۔ حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور بڑے قادر الکلام شاعر تھے۔ الفیہ۔ آپ کی زندہ جاوید یادگار ہے۔ قرات میں آپنے ایک قصیدہ موسوم حرز المعانی لکھا ہے جو الیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وہ شاطبیہ کا اختصار ہے۔ تعجب ہے ۶۷۲ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ [۵۱]

---

۵۱ ابو العباس احمد بن علی اندلسی متوفی ۶۴۰ھ۔ مجیب الدین ابو عبداللہ محمد بن محمود بن نجار بغدادی متوفی ۶۴۳ھ۔ علامہ منتخب الدین حسین بن ابی العز بن رشید ہمدانی اسکندری متوفی ۶۴۳ھ۔ امام العلامہ ابو عبداللہ محمد بن حسن بن محمد فارسی متوفی ۶۷۲ھ۔ عماد الدین ابو الحسن علی بن یعقوب بن شجاع بن زہران موصلی متوفی ۶۸۲ھ اور تقی الدین یعقوب بن بدران جرائدی متوفی ۶۸۸ھ میں سے ہر ایک نے شاطبیہ پر اور عبد الظاہر بن نشوان رومی متوفی ۶۴۹ھ نے عنوان پر شرح لکھی۔ علامہ ابن ابی المکارم محمد بن محمد بن طہ متوفی ۶۵۳ھ نے المبہرہ فی العشرہ۔ اور المجہر فی العشر منظوم۔ اور موفق الدین ابو العباس احمد ابن یوسف کواشی موصلی متوفی ۶۸۰ھ نے المواقیت فی القرات تالیف کی۔

Marfat.com

آٹھویں صدی

آٹھویں صدی میں پچاس سے زیادہ کتابیں لکھی گئیں۔ اکثر مقلدانہ اور عربیت کے قیاس سے مملو ہیں۔ ان میں سے نصف شاطبیہ پر ہیں۔ (۱) شروح۔ (۲) اخلاصے۔ اور (۳) تکملے۔

جعبری رح۔ امام العلامہ برہان الدین ابواسحٰق ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن خلیل جعبری رح۔ علامہ ابو شامہ رح وغیرہ محققین کے شاگرد علامہ ابوبکر بن جندی رح کے شیخ اور حضرت محقق رح کے شیخ الشیخ ہیں اپنے وقت میں قرأت و عربیت کے امام اور تمام علوم میں فاضل تھے۔ کثیر التصانیف علامہ ہیں صرف قرأت میں احکام الھمزہ لہشام و حمزہ رح۔ الشرعۃ فی السبعۃ۔ نزہۃ البررۃ فی العشرہ نہج الاباثہ فی الثلثہ منظوم خلاصۃ الابحاث فی شرح نہج الاباث رسالہ شواذ اور شاطبیہ پر بہترین شرح۔ سات کتابیں لکھیں شرح ۶۹۱ھ میں لکھی گئی اور تمام سابق شروح سے فائق۔ محققانہ اور وجوہ صحیحہ کی حامل ہے۔ لغوی اور نحوی تحقیقات کے بعد باعتبار فن ایسے ایسے نکات و فوائد بیان کئے ہیں جو جعبری کا حصہ تھا اور اسے دیکھکر کہنا پڑتا ہے۔ کم ترک الاولون للآخرین۔ بعد کی تمام شروح زیادہ تر اسی سے ماخوذ ہیں۔ اور اکثر مصنفین نے اس سے اکتساب کیا ہے۔ آپکی دیگر تالیفات بھی اسی رنگ کی ہیں ۷۳۲ھ میں بلدۂ خلیل میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام العلامہ شرف الدین ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن بارزی رح حموی شافعی قاضی حماۃ امام ابوالمعالی رح کے شیخ اور محقق رح کے شیخ الشیخ ہیں۔ شاطبیہ پر شرح ادا الشرعۃ فی السبعۃ تالیف کی جو نہایت عمدہ بدیع الترتیب کتاب ہے۔ فرش جداگانہ درج نہیں کیے۔ بلکہ ابواب اصول میں بیان کئے ہیں ۷۳۸ھ میں حماۃ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ابن وجیہؒ- امام العلامہ نجم الدین ابو محمد عبداللہ بن عبدالمومن بن وجیہ واسطی- امام ابوالعباسؒ بن محروق واسطی کے شاگرد اور امام ابوالمعالی کے شیخ ہیں۔ کفایہ منظوم الکنز اور المختار-عشرہ میں لکھیں-کنز نہایت عمدہ کتاب ہے جسمیں تیسیر دانی اور ارشاد قلانسی کو جمع کیا ہے-شوال ۷۴۰ھ میں وفات پائی-رحمۃ اللہ علیہ۔

دیوانیؒ- امام العلامہ ابوالحسن علی بن ابی محمد بن ابی سعد دیوانیؒ واسطی نے روضۃ التقدیر فی الخلف بین الارشاد والتیسیر-اور جمع الاصول فی المشہور المنقول دو زبردست قصیدے لکھے ۷۴۳ھ میں واسط میں وفات پائی-رحمۃ اللہ علیہ۔

ابو حیانؒ-امام العلامہ شیخ النحاۃ والمحدثین اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن علی ابن یوسف بن حیانؒ غرناطی اندلسی ۶۵۴ھ میں غرناطہ کے قصبہ مشنخارش میں پیدا ہوے-پانسو شیوخ سے علم حاصل کیا-شیخ القراء ابو محمد مرلوطیؒ وغیرہ سے قرات پڑھیں ۶۷۹ھ میں دنیائے اسلام کا سفر کیا-اور پھر مصر میں سکونت اختیار کرلی-عربیت لغت اور قرات وحدیث کی ریاست آپ پر منتہی ہوتی ہے-قراء ثمان کی قرات میں جدا جدا رسالے (النافع-الاثیر-مورد الظمر-حرز الہامر-روض الہاسم-الرمزہ تقریب النسائی اور غایۃ المطلوب) اور عقد اللالی فی السبع العوالی-زبردست قصیدہ شاطبیہ کے وزن ورَوی پر تصنیف کیا جسمیں رموز نہیں برتیں اور تیسیر پر بہت سی زیادات بیان کی ہیں-ان کے سوا پچاس سے زیادہ کتابیں مکمل اور بعض ناتمام دیگر علوم پر لکھیں-اسی برس سے زیادہ علوم کی خدمت کر کے بعمر ۹۱ سال ۲۸ صفر ۷۴۵ھ کو قاہرہ میں وفات پائی اور باب النصر سے باہر مقبرہ صوفیہ میں دفن ہوئے- رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

ابن جندیؒ ۔ امام العلامہ سیف الدین ابو بکر عبد اللہ بن ایدغدی بن عبد اللہ شمسیؒ قاہری مصری ۔ علامہ جعبریؒ کے شاگرد اور محققؒ کے شیخ ہیں قراءات کے ماہر اور جامع العلوم و فاضل بزرگ تھے ۔ بستان ثلٰثہ عشرہ میں اور شاطبیہ کی شرح جعبریؒ پر مزید شرح لکھی جس میں جعبریؒ کی توضیح کی ہے بڑے اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے ۔ شوال ۷۶۹ھ میں قاہرہ میں وفات پائی جب کہ محقق آپ سے بضمن کتب متعددہ قرآن پڑھ رہے تھے اور سورہ نحل میں اللہ تعالےٰ کے قول اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ تک پہونچے تھے ۔ رحمۃ اللہ علیہ [1]

---

[1] علامہ ابو محمد عبد الواحد بن محمد بن علی باہلی مالقی اندلسی متوفی ۷۰۵ھ نے تیسیر دانی پر ۔ علاؤ الدین علی بن احمد متوفی ۷۰۶ھ ۔ ابن الخطیب یوسف بن ابی بکر میت الاباریؒ متوفی ۷۲۵ھ ۔ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن عبد الولی بن جبارہ مقدسی متوفی ۷۲۸ھ (احتمالات تبیکے پر ضخیم کتاب ہے) ابن ام قاسم بدر الدین حسن بن القاسم مرادی مصری متوفی ۷۴۹ھ شہاب الدین احمد بن یوسف حلبی متوفی ۷۵۶ھ ۔ الشریف عبد اللہ بن احمد بن حسین متوفی ۷۸۰ھ اور تقی الدین عبد الرحمن بن احمد واسطی متوفی ۷۸۱ھ نے شاطبیہ پر شروح لکھیں ۔ علامہ ابو الحسن علی بن عمر بن ابراہیم کنانی قیجاتی اندلسی متوفی ۷۲۳ھ نے شاطبیہ پر التکملۃ المفیدۃ لکھا جس میں تبصرہ مکی ابن شریح کی کافی اور ابو العز کی وغیرہ سے زیادات نظم کی ہیں (آپ ہمارے سلسلہ کے شیخ ہیں) علامہ فخر الدین احمد بن علی بن احمد معروف بابن فصیح ہمدانی متوفی ۷۵۵ھ نے تکملۃ النظیریہ (ابو حیان تعریف کرتے ہیں) عبد الصمد تبریزی متوفی ۷۶۵ھ نے اختصار شاطبیہ قاضی امین الدین عبد الوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی حنفی متوفی ۷۶۸ھ نے خلاصہ شاطبیہ موسومہ العقد المجلاء ۔ اور عمدۃ الخلف فی اختیار خلفؒ ۔ اور ہدایۃ الاختصار فی قراءۃ ابی عمرو تین کتابیں ۔ ابو جعفر احمد بن حسن مالقی نحوی متوفی ۷۰۳ھ نے لذۃ السمع فی السبعہ ۔ ابن امام الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن علی بن ہمام متوفی ۷۴۵ھ نے علم الاہتداء ۔ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان مقدسی بکری شامی متوفی ۷۰۱ھ نے النجوم الزاہر فی السبعہ ۔ شیخ طاہر بن عرب شاہ ابن احمد اصبہانی متوفی ۷۸۶ھ نے قصیدہ طاہریہ فی العشر اور قصیدہ اختلاف آیات میں ۔ زین الدین سرحان محمد ملطی متوفی ۷۸۸ھ نے احکام السبعہ ۔ اور نہایت الجمع فی السبعہ ۔ علامہ نور الدین ابو البقا علی بن عثمان بن محمد بن احمد بن الحسن القاصح عذری بغدادی متوفی ۸۰۱ھ نے شاطبیہ پر طویل شرح موسومہ سراج القاری ۔ اور مصطلح الاشارات فی الثلٰثۃ عشر العلویۃ فی السبعہ منظوم ۔ شرح العلویہ ۔ قرۃ العین فے الفتح والامالۃ وبین اللفظین ۵ کتابیں لکھیں جو عمدگی سے مملو ہیں ۔

نویں صدی

نویں صدی میں تیس ۳۰ سے زیادہ کتابیں مرقوم ہوئیں۔ افسوس کہ بغداد سے سلسلہ بند اور اندلس سے قطعاً مسدود ہوگیا۔

محقق ؒ امام العلامہ قدوۃ المجودین شیخ القراء والمحدثین محقق بلانزاع مجدد زمان شمس الدین والملۃ شیخ الاسلام ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری دمشقی ثم الشیرازی شافعیؒ ۲۵ رمضان ۷۵۱ھ شب شنبہ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ پہلے قرآن شریف حفظ کیا پھر علوم ابتدائی کی تحصیل کی پھر قرات سبعہ افراداً پڑھ کر ۷۶۸ھ میں جمع پڑھی۔ پھر حج کیا اور ۷۶۹ھ میں مصر گئے۔ وہاں کے شیوخ سے پہلے عشرہ پھر اثنا عشرہ اور پھر ثلٰثہ عشرہ پڑھیں۔ پھر دمشق وقاہرہ واسکندریہ وغیرہ کے شیوخ سے حدیث وفقہ وغیرہ کی تکمیل کی اور متعدد مرتبہ قرات پڑھیں ۷۸۵ھ تک تمام شیوخ نے مجاز کردیا صرف قرات کے شیوخ چالیس کے قریب ہیں اور اسی زمانہ سے پڑھانا شروع کیا۔

۷۹۳ھ میں شام کے قاضی مقرر ہوئے پانچ سال کے بعد مصری سلطنت سے بگاڑ ہوگیا اور آپ روم چلے گئے ۷۹۸ھ سے ۸۰۵ھ تک سلطان بایزید کے یہاں وصیہ میں بڑی عزت کیساتھ رہے تیموری فتنہ پر آپ کو امیر مذکور کے ساتھ ماوراء النہر جانا پڑا۔ ۸۰۷ھ میں تیمور کے انتقال پر خراسان گئے۔ ہراۃ ویزد واصفہان میں تھوڑے تھوڑے عرصہ ٹھہر کر شیراز میں مقیم ہوگئے۔ پیر محمد والی شیراز کے اصرار سے کچھ عرصہ قضا کی خدمت باکراہ انجام دی ایک مدرسہ دار القراء نام قایم کیا جسمیں قرآن وقرات کی تعلیم ہوتی تھی ۸۲۳ھ میں مکہ مکرمہ پہونچے اور دو سال کے قریب حرمین میں مقیم رہے۔ اسکے بعد شیراز چلے گئے

Marfat.com

اور تاحیات وہیں رہے۔ اصول قرات۔ التحبیر علی التیسیر الدرۃ علی الشاطبیہ دونوں ثلثہ میں۔ الطیبہ فی العشرہ منظوم۔ غایۃ المہرہ فی الزیادۃ علی العشرۃ قرات شاذہ منظوم النشر کبیر فی العشرۃ دو ضخیم جلدوں میں۔ اور التقریب النشر (یعنی خلاصۂ نشر) مقدمہ تجوید میں اور الاہتدا فی الوقف والابتداء۔ طبقات القراء صغریٰ اور کبریٰ۔ بارہ کتابیں صرف قرات میں اور متعدد کتابیں حدیث وتفسیر و فقہ وغیرہ دیگر علوم میں تالیف کیں چنانچہ حصن حصین (جو دعاء ماثورہ کی نہایت نادر مخصوص اور عجیب کتاب ہے) المصابیح پر تین جلدوں میں شرح اور الجوہرہ نحو میں مشہور ہیں۔ ۵۔ ربیع الاول ۸۳۳ھ کو جمعہ کے دن دوپہر کے وقت بعمر ۸۲ سال ستر سال سے زیادہ عرصہ تک قرآن و علوم شرعی کی خدمت کر کے شیراز میں وفات پائی اور دار القراء میں دفن ہوئے۔ علماء خواص وامراء و شرفا کا جنازہ کیساتھ اتنا ازدحام تھا کہ جنازہ تک پہونچنا اور اُس کا چھونا ممکن نہ تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

تمام تصانیف محققانہ ہیں۔ نشر کبیر میں تو کمال کیا ہے۔ ہر اختلافی مسئلہ کی ایسی چھان بین کی ہے کہ اس سے فوق ممکن نہیں۔ تیسری صدی سے آٹھویں صدی تک کی تمام تصانیف سے حوالے نقل کیے ہیں اور مذہب منصور بتایا ہے اور ہر جگہ قلت لکھکر رائے دی ہے۔ جو تقریبا حق وصواب اور درست ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ یہ کہ دو صدیوں سے جو مقلدانہ رنگ چڑھا ہوا تھا اُسکو دُور کیا اور شاطبیہ کے متاخرین شارحوں نے عربیت اور رسم کی بنا پر بلا مساعدت نقل جو وجوہ ضعیفہ ردیہ بیان کر دی تھیں اُن کی تردید کر دی۔ خود فرماتے ہیں " یہ کتاب قرات عشرہ کے لیئے نشر ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ علم مر گیا اُس سے کہدو کہ نشر سے زندہ ہو گیا" یہ مبالغہ

نہیں واقعہ ہے کاش آپ کے بعد کوئی اور ایسا ماہر پیدا ہوتا۔ بعد کے تمام مؤلفین ومصنفین کا بڑا ماخذ نشر اور اسکی تحقیق پر ہر شخص کا اعتماد ہے۔

دسویں صدی

دسویں صدی میں علماء مصر نے پندرہ کتابیں لکھیں۔

علامہ جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی شافعی قاہری مصری ۸۴۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے تحصیل سے فارغ ہوکر ۸۶۹ھ میں حج کیا۔ پھر درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے۔ کثیر التصانیف علامہ ہیں کہتے ہیں کہ چارسو کتابیں لکھیں مشہور ومتداول تفسیر جلالین آپکے اور آپکے استاذ علامہ جلال الدین محلی کے نام سے

۱۵ کمال الدین محمد متوفی بعد ۹۰۶ھ نے اختصار ہمدانی کو فوائد مظفریہ کے نام سے نظم کیا۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن سعید یمنی شرعی متوفی بعد ۹۲۰ھ نے شاطبیہ پر تکملہ قرأت ثلثہ میں۔ اسمعیل بن اسحاق ازدی متوفی ۹۲۰ھ نے مسند القرأت۔ محمد ابن محمد بن عرفہ ورغمی تونسی مالکی متوفی ۹۲۳ھ نے قرأت یعقوب منظوم۔ مولی شمس الدین محمد بن حمزہ فناری متوفی ۹۳۴ھ نے جعبری پر حاشیہ۔ شہاب الدین احمد بن حسین رملی مقدسی متوفی ۹۴۲ھ قرأت ثلثہ اور قرأت زائد علی العشرۃ دونوں منظوم شمس الدین محمد بن خلیل بن القباقبی متوفی ۹۴۹ھ ایضاح الرموز اربعہ عشر میں۔ برہان الدین ابراہیم بن محمد کرکی مقری شافعی متوفی ۹۵۳ھ نے آلہ فی معرفت الوقف والامالۃ۔ نکات علی الشاطبیہ حل الرمز فی وقف حمزہ وہشام علی الہمز۔ زین الدین عبدالباسط بن احمد مکی متوفی ۹۵۳ھ نے غایۃ المطلوب فی قراۃ ابی جعفر وخلف ویعقوب۔ علامہ ابوبکر احمد بن محقق ابن جزری۔ اور شیخ زین الدین عبدالدائم ازہری متوفی ۹۶۰ھ اور شیخ ابوالقاسم محمد نومیری مالکی متوفی ۹۸۵ھ نے شرح الطیبہ۔ برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر بقاعی متوفی ۹۸۵ھ نے الضوابط والاشارات۔ جو نہایت عمدہ اور مختصر کتاب ہے اور کفایہ فی قراۃ ابی عمرو۔ شمس الدین ابوالعباس احمد بن اسمعیل کورانی متوفی ۹۹۳ھ نے جعبری پر حاشیہ موسومہ عبقری۔ محقق کے کسی شاگرد نے شرح الدرہ علامہ سراج الدین ابوحفص عمر بن القاسم بن محمد انصاری معروف بالنشار شیخ علامہ قسطلانی نے البدور الزاہرۃ فی العشرۃ المتواترہ۔ المکرر فی السبعہ۔ البدر المنیر شرح تیسیر دانی۔ القطر المصری فی قراۃ ابی عمرو بصری۔ چار کتابیں لکھیں چاروں وجوہ ضربی حسابی اور وجوہ ردیہ کی حامل ہیں۔

منسوب ہے۔ اتقان فی علوم القرآن اور تفسیر درمنثور معرکۃ الآرا تصانیف ہیں۔
علّامہ نے شاطبیہ پر شرح اور امام ابن کثیرؒ کی قراءۃ میں ایک رسالہ موسومہ الدر النثیر تالیف کیا۔ ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ شہاب الدین ابو العباس احمدؒ بن محمدؒ بن ابی بکر قسطلانیؒ شافعی مصری ۸۵۱ھ قاہرہ میں پیدا ہوئے کبار علماء سے تحصیل علم کی۔ قراءت و حدیث و تفسیر و فقہ و تاریخ کے بڑے محقق امام تھے۔ بخاری کی مشہور شرح۔ اور سیرۃ نبویؐ پر مواہب لدنیہ آپکی مشہور کتابیں ہیں۔ شاطبیہ پر ایک عمدہ شرح کنز فی وقف حمزہؒ و ہشامؒ علی الہمز۔ اور لطائف الاشارات بفنون القراءات تین کتابیں قراءات میں لکھیں۔ موخر الذکر ضخیم اور عظیم النفع کتاب ہے جسمیں قراءۃ کے ہر مسئلہ کی بحث کیگئی ہے ۹۲۳ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امام العلامہ شیخ الاسلام قاضی المسلمین شیخ القراء والمحدثین زین الدینؒ ابو یحییٰ زکریا ابن محمد خزرجی انصاری۔ ازہری۔ قاہری مصری شافعیؒ۔ حدیث و تفسیر اور قراءات کے شیخ یگانۂ روزگار اور امام منفرد تھے۔ اسوقت قراءات اور صحاح ستہ روئے زمین پر آپکی سند سے پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں محقق کے ایک واسطہ سے شاگرد ہیں قرۃ العین ابن القاصح کا خلاصہ اور مقدمہ پر شرح لکھی اور حدیث پر بڑی اہم تالیفات یادگار چھوڑیں ۹۲۶ھ میں مصر میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۵۱

۵۱ جمال الدین حسینؒ بن علی الحصنی مصری متوفی ۹۶۲ھ نے شاطبیہ پر شرح موسومہ الغایۃ اور الجوہر فی العشر اور الغرۃ شرح درۃ اور کشف عن احکام ہمزہ فی الوقف اور کفایۃ المحررۃ منظوم اور تحفۃ البررۃ دونوں عشرہ میں چھ کتابیں اور علامہ محمد عمری عددی متوفی قبل ۱۰۰۰ھ نے قراءات ثلثہ منظوم شاطبیہ کے وزن ردی پر اور اسکی شرح اسی زمانہ کے کسی اور عالم نے شرح درہ لکھکر سلطان محمد خان کی نذر کی۔

گیارہویں صدی

گیارہویں صدی میں صرف ایک کتاب لکھی گئی۔ اور افسوس کہ کُل دنیا میں یہ سلسلہ ضعیف ہو گیا۔

مُلّا علیؒ۔ امام العلامہ نورالدین علیؒ بن سلطان محمد قاری ہروی حنفیؒ نزیل مکہ معظمہ ہراۃ میں پیدا ہوئے۔ مشاہیر و اکابر علمائے وقت سے تحصیل علم کی حتیٰ کہ فاضل اجل اور ماہر بے بدل بن گئے کئی مستقل کتابیں اور متعدد کتابوں پر شروح لکھیں جو سب محققانہ کثرت فائدے اور تفصیل کے لحاظ سے بیحد نافع ہیں۔ احناف آپکو مجدد خیال کرتے ہیں۔ شاطبیہ پر بسط و تحقیق کیساتھ نہایت اعلیٰ شرح معروف بملّا علی لکھی جسکا ماخذ سخاویؒ۔ ابو شامہؒ جعبریؒ وغیرہ کی شروح ہیں اور جابجا معتبر متون سے حوالے دیئے ہیں۔ مصنفین کی لغزشوں کی اصلاح کی ہے۔ ہر شعر کی لغوی اور نحوی تحقیق کے بعد باعتبار فن اُسکا مالہ و ما علیہ کہا ہے۔ اسیطرح مقدمہ جزریہ پر المنح الفکریہ لکھی ۱۰۱۴ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔[۱]

بارہویں صدی

بارہویں صدی میں علماء مصر نے دو بینظیر کتابیں لکھیں جنکا ماخذ النشر کبیر ہے اور جو کمی تعداد کا نعم البدل ہیں۔

البنّاءؒ۔ امام العلامہ شیخ احمدؒ بن محمدؒ بن احمدؒ بن محمدؒ بن عبدالغنی دمیاطیؒ شافعی نقشبندی

---

[۱] سیف الدینؒ بن عطاءاللہ بصیر متوفی بعد ۱۰۲۰ھ نے سورہ کوثر سے المفلحون تک وجوہ وقفی پر ایک رسالہ موسوم لولوء المکنون تالیف کیا۔

مصر کے قصبہ دمیاط میں پیدا ہوئے۔ وہیں قرآن حفظ کرکے تحصیل علوم کی۔ پھر قاہرہ آگئے اور علامہ سلطان مزاحیؒ اور علامہ نورالدین ابوالضیاء علی شبراملسی تلمیذ شیخ القراء مولانا شیخ عبدالرحمن ابن شیخ القراء مولانا شیخ شحاذہ یمنیؒ مصری سے قراءت وفقہ پڑھی۔ ان دونوں بزرگوں اور علامہ نورالدین اجہوریؒ وغیرہ علماء سے حدیث پڑھی ۱۰۸۲ھ میں حج کیا اور علامہ برہان الدینؒ کورانی سے حدیث پڑھی مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ پھر دمیاط گئے۔ اور وہاں اتحاف فضلاء البشر بالقراءات اربعۃ عشر لکھی سیرۃ حلبیہ کا خلاصہ کیا اور علامات قیامت پر ایک رسالہ لکھا۔ پھر دوسرے حج کو گئے وہاں سے یمن پہنچے۔ سیدنا احمد بن عجیلؒ فقیہ سے طریقہ نقشبندیہ اور حدیث مصافحہ حاصل کی۔ پھر واپس ہوکر بلب دریائے شور ایک قریہ موسومہ غرتہ البرج میں عرصہ تک گوشہ نشین رہے پھر تیسری مرتبہ حج کرکے مدینہ منورہ میں جا حاضر ہوئے اور تین روز بعد محرم ۱۱۱۷ھ میں وہیں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اتحاف نہایت عمدہ کتاب ہے کہیں وجوہ ردیہ بیان نہیں کیں اور نہ طوالت سے کام لیا۔ تحقیق واختصار کو ہر جگہ مرعی رکھا ہے۔ مگر اس میں قراءات نشر کے طرق پر بیان ہوئی ہیں۔ طرق تیسیر وشاطبیہ پر نہیں ہیں۔ اتحاف عام طور پر متداول کتاب ہے اور اس سے ہمیں قراءات عشرہ متواترہ کے علاوہ امام ابن محیصنؒ سہمی مکی۔ خواجہ حسن بصریؒ۔ امام اعمشؒ کوفی اور علامہ یزیدیؒ کی قراءات کا مکمل طور پر علم ہوتا ہے۔ طلباء یاد رکھیں کہ جن الفاظ کی روایت میں یہ ائمہ اربعہ متفرد ہیں انکے شذوذ پر اجماع ہے۔ اُن کو قرآن میں پڑھ نہیں سکتے مگر جن حروف میں ائمہ عشرہ میں سے کوئی انکے ساتھ ہے وہ بلاشبہ صحیح ومتواتر ہیں۔

سید العلامہ سید علی نوری الصفاقسی مصریؒ۔ باوجود تجسس وتلاش کے مجھے آج تک علامہ کا ترجمہ دستیاب نہیں ہوا۔ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے قراءات شیخ القراء محقق عصر

Marfat.com

محمد بن محمد الافرانی مغربی سوسی متوفی ۱۸۰۱ھ تلمیذ شیخ القراء مولانا عبدالرحمن بن شیخ القراء مولانا شیخ شحاذہ یمنی سے مصر میں پڑھیں۔ اور غیث النفع فی السبعہ تالیف کی۔ آپ کی کتاب متداول اور آپ کی فضیلت و جلالت کا بین ثبوت ہے۔ بمصداق ع۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔

غیث النفع۔ طرق تیسیر و شاطبیہ پر بدیع الترتیب کتاب ہے۔ ابواب اصول مقرر نہیں کیے۔ اہل مغرب و مصر قرآن کو ساٹھ احزاب پر تقسیم کرتے ہیں (ایک حزب بقدر نصف سیپارہ کے ہوتی ہے) اور پھر ہر حزب کے چار حصے کرکے اُسکو ربع حزب اور مقرء کہتے ہیں۔ سید نے پہلے ہر مقرء کے اختلاف فرشی اور اصولی درج کیے ہیں۔ اور سوائے بعض آسان اور کثیر الدور اصول کے کوئی اصولی اختلاف باقی نہیں چھوڑا۔ اس کے بعد اسکے تمام کلمات ممال پھر مدغم صغیر و کبیر بیان کیے ہیں۔ اور پھر حسب ضرورت اہم تنبیہات اور ضروری فوائد درج ہیں۔ اور کہیں طرق تیسیر و شاطبیہ سے عدول نہیں کیا۔ دانی و شاطبی بھی بعض جگہ طریقہ سے باہر ہو جاتے ہیں مگر سید نے اُسکی تقلید بھی نہیں کی حتیٰ کہ وجوہ مشہورہ صحیحہ خلاف طریقہ بھی نہیں لیں۔ اور معدودے چند مقامات کے سوا جو کچھ بیان کیا ہے وہ حق و صواب ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ نشر کے بعد اس پایہ کی محققانہ کتاب اور نہیں لکھی گئی۔ اور علامہ سید بڑا محقق۔ فاضل۔ ماہر فن۔ نقاد اور علامۂ روزگار تھا۔ بارہویں صدی میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

تیرہویں صدی سے اُمت ابن القاصح عذری اور النشار کی تحقیق پر قناعت کیے ہوئے سوتی ہے۔

فصل (۱۴) چہاردہم خاص اشارات و اصطلاحات

اس کتاب میں مدنی سے امام نافعؒ۔ مکی سے امام ابن کثیرؒ۔ اور حرمی سے یہ دونوں حضرات بصری سے امام ابوعمروؒ شامی سے امام ابن عامرؒ۔ اور کوفیین سے باقی ائمہ ثلثہ[1] مراد ہیں حضرات رواۃ اور شیوخ طرق کا نام اس عرف سے لیا جائیگا جو اوپر بیان ہوا۔ امام کسائیؒ کی قراءۃ سے دوریؒ کا باضافت ذکر ہوگا لیکن جہاں امام ابوعمروؒ کے ساتھ کسائیؒ کے دوریؒ شریک ہیں وہاں قید نہیں لگائی جائیگی کیونکہ اس حالت میں کوئی التباس نہیں ہے۔

شیوخ سلسلہ اور صاحب تصانیف ائمہ کا حوالہ اس عرف سے آئیگا۔ جو چھٹی اور تیرہویں فصل میں ہر بزرگ کے نام سے قبل مذکور ہوا۔ ان کے علاوہ حضرات ائمہ کرام کے متعدد دیگر شاگردوں اور ان مشائخ کرام کے اقوال سے اقتباس کیا گیا ہے جو صاحب تصانیف ائمہ کے شیخ یا شاگرد اور اپنے اپنے وقت میں شیخ القراء تھے اس کتاب میں اتنی گنجائش نہیں کہ ناظرین سے ان سب کا تعارف کرایا جائے۔ انشاء اللہ العزیز۔ طبقات القراء میں اسکی تلافی کیجائیگی۔

عربی زبان میں اس فن کے متعلق متعدد ایسی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں جنکا اردو میں رواج نہیں ہے مثلاً اگر کسی امام یا راوی کیلئے کسی حرف میں دو یا زیادہ قراءتیں ہوں تو وہ اس امام و راوی کا نام لکھکر اگر ایک ہو بخلافٍ عنہُ اور اگر دو ہوں بخلافٍ عنہما اور اگر زائد ہوں بخلافٍ عنہم کہدیتے ہیں اور اس سے مطلب مفہوم و واضح ہو جاتا ہے۔ اردو میں ہمارے پاس اسکی تعبیر کے لیئے موزوں الفاظ نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم نے اصول میں ایسے حروف کیساتھ ان حضرات کے لیئے جن کیواسطے ایک قراءۃ ہو بلا خلاف لکھا اور ایک سے زائد قراءتوں والوں کیواسطے بخلاف کہا ہے اور باب الفرش میں پہلے ان حضرات کا نام لکھکر جنکو خلاف ہے بخلاف کہا ہے پھر ان بزرگوں کا نام لیا ہے جنکو خلاف نہو اور بلا خلاف نہیں لکھا۔ اور دونوں اقسام میں اگر صاحب

[1] اصطلاح اختلاف مذاہب کے بارے میں ہے اعداد آیات کے بیان میں مدنی اور مکی وغیرہ کے اور معنی ہیں جسکو ہم دوسری جلد کے شرح میں بیان کرینگے۔ ۱۲

Marfat.com

دو قراءتین ایک بزرگ ہوں تو بخلاف اگر دو ہوں تو دونوں بخلاف اور اگر تین ہوں تو تینوں بخلاف لکھا ہے۔

قراءت کے اکثر مسائل مقولۂ کیف سے اور سماعت و مشافہت سے تعلق رکھتی ہیں جیسے بین بین تسہیل۔ امالہ تقلیل۔ روم اشمام وقفی۔ اشمام بالحرف اشمام بالحرکت اور مد کی مقدار کشش وغیرہ۔ اور الفاظ میں ان کا بیان کرنا بیحد دشوار ہے مگر پھر بھی حتی المقدور سعی کیگئی ہے کہ مقصد ذہن نشین ہو جائے اور اس کوشش میں بعض جگہ عبارت طویل اور بعض جگہ تکرار الفاظ ہو گیا ہے جو فصیح اردو لکھنے والوں کو شاید غیر موزوں معلوم ہو لیکن مقصد کے لحاظ سے مؤلف ایسا کرنے میں معذور ہے۔

ہمارے شیوخ وائمہؒ نے حصولِ قراءت کیواسطے محض سماعت کو کافی نہیں سمجھا جیسا کہ حدیث میں کیا جاتا ہے۔ بلکہ شرط لگائی ہے کہ طالب سننے کے علاوہ شیخ کے روبرو اپنی زبان سے ادا بھی کر چکا ہو۔ کیونکہ حدیث میں مقصد معنی کا حصول ہے اور قرآن میں معنی کے علاوہ الفاظ کا ہیئت خاص سے ادا کرنا مقصود ہے۔ اسی بنا پر حافظ ابو العلا ہمدانیؒ وغیرہ مطلقاً سماعت پر تلاوتِ قرآن کی اجازت نہیں دیتے اور یہی حق و صواب ہے۔

تجوید اور قراءت کا موضوع الفاظ قرآن ہیں۔ تجوید میں مخارج وصفاتِ حروف اور ان کے حالات متفقہ کی بحث ہوتی ہے اور قراءت میں احوال مختلف فیہ یعنی حذف و اثبات۔ تحریک و تسکین مد و قصر، فتح و امالہ تحقیق و تخفیف وغیرہ کی ہمارے اکثر شیوخ ابواب اصول میں صرف مختلف فیہ قواعد بیان کیا کرتے ہیں اور بعض بعض جگہ آخر میں احکام متفقہ بھی بتاتے ہیں۔ ہم نے ایسے مواقع میں احکام متفقہ بیان کر کے پھر مختلف فیہ درج کئے ہیں تاکہ مالہٗ اور ما علیہ واضح ہو جائے۔

جہاں باجماع سبعہ یا باتفاق سبعہ کہا جائے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ما فوق سبعہ نے اختلاف کیا ہے۔ اور جہاں باجماع کہا ہے وہ جملہ ائمہ کا مذہب ہے۔ باجماع ناقلین سے اس امام اور راوی کے طرق کا اجماع مراد ہے جسکا مذہب بیان کیا جا رہا ہو۔ صحیح معمول اور ماخوذ سے جمہور اہل ادا کا مسلک مراد ہے

قراءت کی کتابوں میں۔ واجب۔ لازم۔ جائز۔ مکروہ۔ ممنوع۔ وغیرہ الفاظ بکثرت آتے ہیں۔ اس سے وہ فقہی معنے جسکے فعل یا ترک پر عقاب مترتب ہو مراد نہیں ہیں۔ اہل ادا کی اصطلاح میں ضروری۔ غیرضروری۔ معمول وغیر معمول کی جگہ ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ 163

اس کتاب میں (معدودے چند الفاظ کے سوا) جو کچھ درج ہے وہ سب منقول ہے۔ عام باتیں بلاحوالہ بیان کی گئی ہیں مسائل اختلافی میں ائمہ کے اقوال حوالہ سے نقل کیئے ہیں۔ اور ہر مقولہ کی ابتدا وختم پر قوسی نشان "" بنائے ہیں۔ طویل اقوال مستقل ٹکڑوں (پیروں) میں درج ہیں۔ بلکہ بعض کئی کئی حصّوں میں ہیں۔ عموماً اقوال کا خلاصہ دیا ہے۔ بخوف طوالت اصل عبارت اور اُسکا پورا ترجمہ نقل نہیں کیا۔ اقوال نقل کرنے میں میں نے حتی المقدور احتیاط برتی ہے اور زیادہ تر ماخذ حضرت محقق کی نشر ہے۔ اگر وہ اقوال نشر اور اسکے اصول میں نہ پائے جائیں یا اُنکا وہ مطلب نہ ہو جو میں نے بیان کیا ہے تو میری کم علمی کی وجہ ہے۔ ائمہ اس سے پاک بری ہیں۔

خاتمہ مقدمہ پر حضرت شاطبیؒ کی بابرکت زبان سے میں بھی دعا کرتا ہوں۔

وَنَادَيْتُ اللّٰهُمَّ يَا خَيْرَ سَامِعٍ[1]	اَعِذْنِي مِنَ التَّسْمِيعِ قَوْلًا وَّمَفْعَلَا
اِلَيْكَ يَدِي مِنْكَ الْاَيَادِي تَمُدُّهَا	اَجِرْنِي فَلَا اَجْرِي بِجَوْرٍ فَاَخْطَلَا
وَبِاللّٰهِ حَوْلِي وَاعْتِصَامِي وَقُوَّتِي	وَمَالِي اِلَّا سِتْرُهُ مُتَجَلِّلَا
فَيَا رَبِّ اَنْتَ اللّٰهُ حَسْبِي وَعُدَّتِي	عَلَيْكَ اعْتِمَادِي ضَارِعًا مُّتَوَكِّلَا

اب اصل کتاب شروع کرتے ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ۔

[1] اور میں یہ دعا کرتا ہوں۔ یا اللہ اے بہترین سننے والے مجھے قول عمل میں ریاکاری سے محفوظ رکھ۔ تیرے ہی رو برو ہاتھ پھیلاتا ہوں اور تیری بےشمار نعمتیں اسکا باعث ہیں مجھے پناہ دے تاکہ باطل وظلم کیطرف نہ جاؤں اور کلام فاسد میں نہ پڑوں میری حرکت بہر دمہ اور قوت اسد کی مدد پر موقوف ہے اور میرے لیئے اسکی شان ستاری موجب زینت ہے+ اے میرے پروردگار ہر حال میں تو میرے لیئے کافی ہے اور حوادث سے میرا بچاؤ ہے۔ تجھی پر میں تضرع اور توکل کیسَاتھ بھروسہ کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدک یا من لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظٰلمین ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین وعلیٰ من تبعھم الیٰ یوم الدین۔ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی اٰمین

باب اول در استعاذہ

اہل ادا قراءۃ قرآن شروع کرنے سے پہلے دعائیہ الفاظ پڑھنے کو استعاذہ کہتے ہیں اسکے متعلق چند امور بحث طلب ہیں۔

اول الفاظ تعوذ۔ تمام قراء کے نزدیک تعوذ میں الفاظ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم مختار و معمول بہا ہیں اور یہی نص قرآنی کے موافق اور حدیث نبوی کے مطابق ہیں۔ ابن سوار۔ اور قلانسی نے ان پر اتفاق نقل کیا ہے۔ سخاوی جمال القرا میں کہتے ہیں "ان پر امت کا اجماع ہے" دانی کہتے ہیں حذاق اہل ادا میں صرف یہی الفاظ مستعمل ہیں ان کے سوا اور نہیں" امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی اور امام احمد حنبل کے یہاں بھی یہی ماخوذ ہیں حضرت سلیمانؓ بن صرد سے بخاری و مسلم حضرت ابیؓ سے حافظ ابویعلی۔ امام احمد۔ ابوداؤد اور النسائی۔ حضرت معاذؓ بن جبل سے ترمذی نے یہی الفاظ روایت کیے ہیں حضرت زر بن جبیش کہتے ہیں "میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے قرآن پڑھتے ہوئے الفاظ اعوذ باللہ السمیع العلیم پڑھے تو موصوف نے مجھے روک دیا اور کہا کہ اعوذ

Marfat.com

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہو کیونکہ میں نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو وہ الفاظ پڑھے تو حضور نے مجھے منع فرمایا — اور یہ الفاظ تعلیم فرما کر ارشاد کیا کہ اے ام عبد کے بیٹے میں نے جبرئیلؑ سے انہوں نے میکائیلؑ سے انہوں نے لوح محفوظ سے یہی الفاظ سیکھے ہیں“ لیکن ... تعوذ میں ان الفاظ کا اضافہ[1] اور کمی[2] بھی جائز ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں

دوم محل تعوذ۔ قراۃ قرآن شروع کرنے سے پہلے بشرطیکہ ابتدا حقیقی ہو اعوذ پڑھنی چاہیئے خواہ ابتدا اوائل قرآن سے ہو یا درمیان قرآن سے۔ سورتوں سے ہو یا احزاب واعشار۔ آیات سے (یا بطریق اہل عجم رکوعوں سے) لیکن جب ابتدا حقیقی نہ ہو۔ مثلاً سورۂ ناس کے بعد بطریق مسنون دوسرا قرآن شروع کرے یا دور کے طریقہ پر کسی سورۃ وغیرہ کا اعادہ کرے تو وہ محل تعوذ نہیں ہے

مسئلہ۔ اگر قاری کسی غیر متعلق کام کے لیئے قراۃ قطع کرے اگرچہ وہ جواب سلام ہی کیوں نہو تو تعوذ کا اعادہ کرنا چاہیے لیکن اگر وہ امر قراۃ کے متعلق ہو یعنی شاگرد کچھ پوچھے یا استاذ کوئی بات بتائے یا اختتام سورۃ کی دعائے ماثورہ یا تکبیر پڑھے تو تعوذ کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

سوم حکم سر و جہر۔ جمہور اہل ادا کے نزدیک قراۃ جہری میں جہراً اور قراۃ سری

---

[1] مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (اصحاب سنن اربعہ۔ امام احمدؒ جامع البیان از اہل حرم و اہل عراق و اہل شام با ہوازیؒ از ازرقؒ ادا از مسلم از امام حمزہؒ و ابو عدیؒ و حضرت انسؓ) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اہوازیؒ و ابو معشرؒ وغیرہ) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (جامع البیان از اہل مصر و اہل مغرب) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (خزاعیؒ) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (بنیؒ) اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (ابو داؤدؒ) اور ان کے سوا جو مروی ثابت ہو۔

[2] مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ (ابو داؤدؒ)

میں سِرًا تعوذ پڑھنی چاہیئے۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "افتتاح قرآن اور ابتداء قراءۃ میں خواہ پڑھنے کے لیئے ہو یا پڑھانے کیواسطے تمام قرآن میں تعوذ کے جہر سے پڑھنے کے خلاف مجھے اسکے سوا جو مدنیؒ حمزہؒ سے روایت کیا گیا ہے اہلِ اداء میں سے کسی کا قول نہیں ملتا" یہی محققؒ کہتے ہیں اور یہی معمول ہے۔ یہ حکم اُس تلاوت کا ہے جو نماز سے باہر ہو نماز میں قراءۃ جہری میں بھی تعوذ سرًا[1] پڑھی جائے گی۔ کیونکہ تعوذ باجماع قرآن نہیں بلکہ دعا ہے جو کہ شیطان سے بچاؤ کے لیئے خدائے قدوس و قادر سے کیجاتی ہے۔ اور نماز کے اندر دعاؤں میں اسرار و اخفاء مسنون ہے۔ مسئلہ۔ تعوذ پر وقف کر کے مابعد سے ابتدا کرنی اور مابعد سے تعوذ کو ملاکر پڑھنا دونوں[2] جائز ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بابِ دوم در بسملہ

سورۂ براۃ کے سوا اور ہر سورۃ سے قراءۃ شروع[3] کرتے ہوئے تمام قراء بلا خلاف بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اور وسط سُوَر یعنی آیات سے ابتدا کرنیکی حالت میں

ف۱ اگر بغرض تلاوت نماز میں قرآن پڑھیں تو افتتاح کیوقت تعوذ جہراً پڑھ سکتے ہیں۔
ف۲ تعوذ و بسم اللہ کیساتھ چار صورتیں ہو سکتی ہیں جو سب جائز ہیں ۱ قطع کل یعنی دونوں پر وقف کر کے قراءۃ پڑھنی ۲ قطع اول وصل ثانی۔ یعنی تعوذ پر وقف کر کے بسم اللہ کو قراءۃ سے ملانا ۳ وصل کل یعنی تینوں کو ملاکر پڑھنا ۴ وصل اول قطع ثانی یعنی تعوذ کو بسم اللہ سے ملاکر بسم اللہ پر وقف کرنا پھر مابعد کو پڑھنا اور بلا بسم اللہ دو صورتیں ہیں قطع اور وصل۔ اگر تعوذ کے بعد اسم جلالۃ ہو تو بعض شیوخ بنظر ادب وصل کو منع کرتے ہیں۔
ف۳ شروع عام ہے خواہ ابتدا حقیقی ہو یا حکمی قطع کے بعد ہو یا وقف کے اور یہی صحیح ہے۔ ۱۲

Marfat.com

قاری مختار ہے خواہ بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے یہی حکم سورہ براءۃ کی آیات کا ہے۔ لیکن اسکے شروع میں کسی امام نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ خواہ اُس سے ابتدا کریں یا اُسکو انفال[۵۲] سے ملائیں یا کسی اور سورۃ کے بعد پڑھیں۔ تاکہ اجماع و رسم کی مخالفت نہ ہو۔

بین السورتین۔ خواہ مرتبہ ہوں یا غیر مرتبہ۔ قرا سبعہ میں سے قالونؒ۔ مکیؒ۔ عاصمؒ

---

۵۱ علامہ دانیؒ وغیرہ جمہور مغربی قرا اجزاء سُوَر پر بسم اللہ نہیں پڑھتے اور حافظ ابو العلاءؒ وغیرہ جمہور اہلِ عراق اجزاء پر بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ ہمارے متاخرین شیوخ نماز میں علامہ دانیؒ کے مسلک پر اور خارج از صلوٰۃ اہل عراق کے مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ یہی ہمارے یہاں معمول ہے۔

۵۲ انفال اور براءۃ کے درمیان بسم اللہ کے حذف پر اجماع ہے۔ اور بحالت ابتدا بھی امام ابو الحسنؒ۔ ابو محمد مکیؒ اور ابن الفحامؒ نے اجماع نقل کیا ہے۔ محقق لکھتے ہیں "متقدمین میں سے کسی کا قول اسکے خلاف نہیں پایا جاتا۔ البتہ بعض متاخرین نے بحالت ابتداء براءۃ پر بسم اللہ جائز کہی ہے" چنانچہ سخاویؒ کہتے ہیں "ابتداء براءۃ میں بسم اللہ پڑھنی قیاس کے مطابق ہے۔ کیونکہ حذف بسم اللہ یا اس وجہ سے ہے کہ یہ سورۃ حکم سیف کے ساتھ نازل ہوئی تھی۔ یا اس وجہ سے کہ اسکے انفال سے علیحدہ مستقل سورۃ ہونیکا قطعی فیصلہ نہ ہوسکا۔ پہلی شق کا تعلق ان لوگوں سے تھا جن کے حق میں آیت سیف نازل ہوئی تھی۔ ہم برکت کے لیے بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اور بحالت ثانی چونکہ اجزاء سُوَر پر بسم اللہ جائز ہے لہذا اس پر بھی جائز ہے" ابن شیطاؒ کہتے ہیں "براءۃ سے ابتدا کرنے کی حالت میں اگر تبرکاً بسم اللہ پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن انفال کے ساتھ پڑھتے ہوئے اس پر بسم اللہ پڑھنی بدعت و ضلال۔ خرق اجماع اور مصحف کے خلاف ہے" محقق کہتے ہیں "ابتدا میں بھی خرق اجماع اور مصحف کے خلاف ہے اور رائے نص سے متصادم نہیں ہوسکتی۔ لہذا اتباع کے لیئے عدم بسم اللہ اولیٰ ہے"۔

Marfat.com

اور کسائیؒ بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اور باقی ائمہ نہیں پڑھتے۔ ان تارکین میں سے حمزہؒ پہلی سورۃ کا دوسری سورۃ سے وصل کرتے ہیں اور ورشؒ و بصریؒ و شامیؒ۔ سکتہ اور وصل دونوں جائز کہتے ہیں۔ سکتہ اولیٰ ہے اور یہ سکتہ بلا تنفس ہوتا ہے۔ پس اگر نفس قطع کر دیا تو بسم اللہ پڑھنی پڑیگی شاطبیؒ نے ورشؒ کے لیئے بین السورتین بسم اللہ بھی بیان کی ہے۔ یہ ابن ہلال کی نحاسؒ و ازرقؒ

؎ ۵۔ فقہا بسم اللہ کی جزوئیت اور عدم جزوئیت کی بحث کرتے ہیں قراء کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ غالباً سب سے پہلے سخاویؒ نے اس مسئلہ کو کتب قراءۃ میں داخل کیا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں "سورہ فاتحہ پر بسم اللہ کے متعلق سب قراء متفق ہیں۔ مکیؒ۔ عاصمؒ اور کسائیؒ اسکو فاتحہ اور ہر سورۃ کی ایک آیت اعتقاد کرتے ہیں اور حمزہؒ فاتحہ میں متفق ہیں۔ بصریؒ شامیؒ اور قالونؒ اور ان کے پیرو قراء مدینہ اسکو فاتحہ کی آیت اعتقاد نہیں کرتے الخ" یہ سخاویؒ نے فقہا کا مسلک بیان کیا ہے نہ کہ قراء کا اور قالونؒ کے لیئے یہ کہنا کہ وہ بسم اللہ کو فاتحہ کی آیت اعتقاد نہیں کرتے۔ بے اصل ہے کیونکہ علامہ دانیؒ جامع البیان میں باسناد صحیح اسحاقؒ بن محمد مسیبیؒ سے جو امام نافعؒ کے اوثق واجل تلامذہ میں سے تھے روایت کرتے ہیں "میں نے امام ممدوح سے قراءۃ بسم اللہ کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے مجھے اسکے پڑھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سبع من المثانی کی ایک آیت اور منزل من اللہ ہے" امام ابن مجاہدؒ نے کتاب السبعہ میں قاضی موسیٰ ابن اسحاقؒ کے واسطے سے یہ نص اسی طرح روایت کی ہے۔ نیز اسحاقؒ بن محمد مسیبیؒ کہتے ہیں "ہم بحالت عرض اور نماز میں سورۂ فاتحہ۔ اور سورۂ بقر کے شروع میں اور بین السورتین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے اور قراء مدینہ کا یہی مذہب تھا اور فقہاء مدینہ ایسا نہیں کرتے تھے" ہذلیؒ روایت کرتے ہیں کہ "امام مالکؒ نے امام نافعؒ سے بسم اللہ کے بارہ میں پوچھا تو امام نے فرمایا "بسم اللہ کا جہر سنت ہے" امام مالکؒ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا "ہر علم کا مسئلہ اسکے اہل سے پوچھنا چاہیئے" ان نصوص صریحہ کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ قالونؒ بسم اللہ کو فاتحہ کی آیت اعتقاد نہیں کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس فن کا اس بحث سے کوئی علاقہ نہیں اور نہ ائمہ سے جزوئیت اور عدم جزوئیت کے بارہ میں کوئی نص ہے۔ متاخرین نے فقہا کا مسلک اہل ادا کے مسلک سے مخلوط کر دیا۔ اگر اہل ادا اسکے قائل ہوتے تو سورہ فاتحہ پر بہر حال اور براءۃ کے سوا ہر سورۃ کے شروع میں جبکہ اس سے قراءۃ کی ابتدا کیجائے اور قطع نفس کے بعد بین السورتین تارکین کے لیئے بسم اللہ پڑھنے کا متفقہ حکم نہ دیتے اور نہ اجزاء سور پر ان کے لیئے بسم اللہ پڑھنے کا اختیار ہوتا۔ حضرت محققؒ مذاہب فقہا نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں "قراءۃ کا اس مسئلے سے کوئی علاقہ نہیں مگر چونکہ شیوخ اسکو بیان کیا کرتے ہیں اسلیئے ہم بھی اپنی کتاب کو خالی نہیں رکھتے۔ پھر کہتے ہیں "ہم قراء میں سے کسیکو نہیں جانتے جس نے فاتحہ کے سوا بسم اللہ کو کسی سورۃ کی آیت گنا ہو" حاصل یہ ہے کہ قراء کا اختلاف ادائی اور دیگر اختلاف قرات کے مانند اسکی ہر وجہ حق و صواب ہے اور تارکین کے نزدیک بسم اللہ ہمزۂ وصل کے مانند ہے جو درج کلام میں ساقط اور ابتدا میں باقی رہتا ہے۔

Marfat.com

سے روایت ہے اور ابن سیفؒ نے ترک بسم اللہ روایت کیا ہے۔ ازرقؒ سے دونوں صحیح وثابت ہیں پس ورشؒ کے لیئے بسم اللہ کی وجہ زیادۃ قصیدہ سے ہے اور یہی ابو محمد مکیؒ کا مذہب ہے اور اسی کو ابن شریحؒ مختار کہتے ہیں۔ علامہ ابو غانمؒ اور علامہ ابوبکر اذفویؒ بھی ورشؒ کے لیئے بین السورتین بسم اللہ روایت کرتے ہیں۔

سورۂ فاتحہ پر بہر حال اور سب کے لیئے بسم اللہ پڑھی جائیگی خواہ اس سے ابتداء حقیقی ہو یا حکمی (یعنی سورۂ ناس کے بعد باتباع حدیث حال مرتحل اسکی تلاوت کریں) اہل نقل کا اسپر اجماع ہے۔ اگر کسی سورۃ کو بطریق دو مرۃ بعد مرۃ تلاوت کریں جیساکہ اوراد میں کیا جاتا ہے تو قراء سے اس بارہ میں کوئی نص نہیں پائی جاتی محققؒ کہتے ہیں "بظاہر بسم اللہ پڑھنی چاہیئے کیونکہ سورۃ ہر مرتبہ از سر نو شروع ہوتی ہے جیسے سورۂ ناس کے بعد فاتحہ۔ اور جعبریؒ کے قول سے حکم کی عمومیت معلوم ہوتی ہے۔

مبسملین کی قرات میں بین السورتین ہر حال میں بسم اللہ پڑھنی چاہیئے اور اگر بغرض تلاوت تراویح یا نوافل میں قرآن پڑھیں تو ان کے لیئے بسم اللہ کا التزام رکھیں اور قراۃ جہری میں بسم اللہ جہراً پڑھیں۔ (ورنہ روایت میں ایک سو بارہ آیات کی کمی رہ جائیگی) ہمارے تمام شیوخ کا یہی مسلک ہے۔

امام ابن مجاہدؒ۔ ابن غلبونؒ۔ ابو محمد مکیؒ۔ ابو الحسنؒ۔ اور مہدویؒ وغیرہ شیوخ نے۔ مدثر وقیٰمہ۔ انفطار و تطفیف۔ فجر و بلد۔ اور عصر و ہمزہ کے درمیان معنوی بشاعت کے خیال سے

ؔ۱ بصریؒ وشامیؒ کے لیئے بھی بین السورتین بسم اللہ منقول وثابت ہے مگر طرق تیسیر وشاطبیہ سے نہیں ہے اور حمزہؒ کیلئے بین السورتین بسم اللہ کسی طریقہ پر مروی نہیں۔

ؔ۲ محققؒ کہتے ہیں "اسمیں نظر ہے کیونکہ یہ اُن فقہا کے مذہب پر صحیح ہو سکتا ہے جو بسم اللہ کو ہر سورۃ کی آیت شمار کرتے ہیں اور ہمنے جو کچھ بیان کیا وہ قراء کے مذہب پر ہے" فافہم۔

حمزہؒ[۱] کے لیئے سکتہ اور باقی تارکین کے لیئے بسم اللہ اختیار کرکے یہی تیسیر و شاطبیہ میں بھی یہ وجہ درج ہے اور علامہ دانیؒ نے امام ابو القاسمؒ و امام ابو الحسنؒ سے بسم اللہ پڑھی ہے مگر ائمہ سے یہ تفریق نہ نصاً منقول ہے نہ اداءً ماخوذ بلکہ یہ ان شیوخ کا استحسانی فعل ہی شیخ ابو الفتحؒ - ابو عبد اللہؒ - ابو طاہر انصاریؒ اور طرسوسیؒ وغیرہ جمہور ائمہ عراق و مغرب اور عام اہل ادا ان میں اور دیگر سورتوں میں کوئی فرق نہیں کرتے چنانچہ دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ سے تارکین کے لیئے انکو حسب قاعدہ بحذف بسم اللہ پڑھا ہے اور یہی دانیؒ کے نزدیک مختار ہے اور یہی اکثر محققین کا مسلک و معمول ہے۔

مسئلہ - انفال و براۃ کے درمیان - وصل و سکتہ اور وقف تینوں باجماع جائز ہیں - اور محققؒ کے نزدیک وقف مختار ہے۔

مسئلہ - بسملین کے لیئے بین السورتین وصل اول قطع ثانی ناجائز ہے - کیونکہ بسم اللہ ابتدا کے واسطے ہے انتہا کے لیئے نہیں - اور باقی تینوں[۲] صورتیں درست ہیں۔

باب سوم ادغام اور اسکی قسمین

اہل ادا دو حرفوں کے بجا دوسرے حرف کے مانند ایک حرف مشدد پڑھنے کو ادغام کہتے ہیں - اور اسکی دو قسمیں ہیں - کبیر اور صغیر - کبیر میں پہلا حرف متحرک ہوتا ہے اسکو تخفیفاً ساکن کر کے

---

[۱] حمزہؒ کے لیئے بین السورتین بسم اللہ اختیار کرنیکی کوئی صورت نہ تھی کیونکہ ان سے کسی طریقہ میں بسم اللہ مروی نہیں

[۲] جعبریؒ اور سیدؒ قطع کل کو - ابو محمد مکیؒ قطع اول وصل ثانی کو اولی کہتے ہیں - بعض متاخرین گیارہ سورتوں - فاتحہ - انعام - کہف - انبیا - سبا - فاطر - قمر - رحمن - حاقہ - علق اور قارعہ پر بوجہ ہمزۂ وصل قطع اول وصل ثانی کو اور باقی سب جگہ قطع کل کو اولی کہتے ہیں اور اس جماعت نے سورہ محمدؐ کو ہمزۂ وصل کے باوجود معنوی بشاعت کی وجہ سے دوسری شق میں رکھا ہے - اور بعض نے اسکو بھی پہلی قسم میں داخل کیا ہے - اور بعض اہل ادا نو سورتوں - محمد - قیامہ - عبس - تطفیف - بلد - بینہ - تکاثر - ہمزہ - اور تبت سے بسم اللہ کے وصل کو منع کرتے ہیں ہمارے شیوخ پڑھاتے ہوئے ہر جگہ پہلے قطع کل پھر قطع اول وصل ثانی پھر وصل کل پڑھاتے تھے یہی میرا معمول ہے اور بحالت تلاوت قاری مختار ہے جو وجہ چاہے پڑھے۔

Marfat.com

ادغام کرتے ہیں کثرت وقوع یا حرکت پر مؤثر ہونیکی بجہ سے اسکو کبیر کہتے ہیں اور یہ قرار سبعہ میں سے بصریؒ[1] کا مذہب ہے۔ اور صغیر میں مدغم پہلے سے ساکن ہوتا ہے۔ اسکی بھی دو قسمیں ہیں واجب اور جائز۔ واجب متفق علیہ ہے اور جائز مختلف فیہ۔ فن قراۃ میں اسی کی بحث ہوتی ہے اور ہر قسم کا ادغام تخفیف کے لیئے کیا جاتا ہے اور اسکا سبب تماثل یا تجانس و تقارب ہوتا ہے۔

ادغام واجب تجوید سے علاقہ رکھتا ہے اور اسکا اصول یہ ہے کہ جہاں ایک کلمہ یا دو کلمات میں مثلین[2] جمع ہو جائیں اور انمیں سے پہلا حرف ساکن ہو جیسے یُوَجِّهْهُ یُدْرِكْكُمْ۔ وَاضْرِبْ بِهِ۔ رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ۔ قَدْ دَخَلُوا۔ اِذْ ذَهَبَ۔ قُلْ لَكُمْ۔ هَلْ لَكُمْ۔ هُمْ مِنْ۔ عَنْ نَفْسٍ[3]۔ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ وغیرہ تو حرف مد کے سوا اسکا باجماع ادغام ہوتا ہے اور اگرچہ ادغام مثلین میں تلفظ کے اندر کوئی فرق نہیں ہوتا مگر زبان حرف مشدّد کے واسطے مرۃ واحدۃ اٹھکر بلا فصل تلفظ کرتی ہے فصل کرنا لحن ہے جس سے فک ادغام ہو جاتا ہے جو جائز نہیں۔ اور اگر مثلین میں سے پہلا حرف مدہ ہو جیسے قَالُوْا وَهُمْ۔ فِيْ يَوْمٍ تو باجماع اظہار ہوتا ہے۔

مَالِيَهْ هَلَكَ۔ (حاقہ) کی پہلی ھا۔ ھا رسکتہ ہے جو وقفاً اظہار یا کے لیئے لائی گئی ہے۔ بہتر ہے کہ اُسپر وقف یا وقفہ لطیفہ کیا جائے تاکہ اصل مدعا فوت نہ ہو ورنہ اجتماع مثلین ہو جائیگا اور اس حالت میں تمام قراء کے لیئے اظہار و ادغام

---

[1] بصریؒ کے سوا خواجہ حسن بصریؒ۔ امام ابن محیصنؒ۔ امام اعمشؒ۔ طلحہ بن مصرف۔ عیسیٰ بن عمرؒ۔ اسامہ بن عبداللہ فہریؒ۔ سلمہ بن محارب سدوسیؒ۔ اور یعقوبؒ حضرمی وغیرہ ائمہ نے ادغام کبیر روایت کیا ہے جو سب سے صحیح اور ثابت ہے۔ ۱۲

[2] جو حروف مخرج و صفات میں متحد ہوں یعنی ایک ہی حرف مکرر آجائے تو اُن کو مثلین اور متماثلین کہتے ہیں جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے

[3] نون ساکن اور نون تنوین کا نون میں اسی قاعدے کی بنا پر ادغام ہوتا ہے اگرچہ اسکو دوسرے باب میں بیان کرتے ہیں ۱۲

دونوں جائز ہیں۔ مگر وقفہ کے بغیر اظہار ناممکن ہے۔

اور اگر ایک کلمہ یا دو کلمات میں حروف فصلق کے سوا دیگر متجانسین[۲] جمع ہو جائیں اور اُن میں سے پہلا ساکن ہو جیسے وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ - اُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا - قَدْ تَّبَيَّنَ - اِذْ ظَّلَمُوْا بَلْ رَّبُّكُمْ - قُلْ رَّبِّ وغیرہ تب ہی باجماع اور وجوباً ادغام ہوتا ہے اور اسمیں مدغم کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ لیکن اگر مدغم حرف مطبقہ ہو جیسے اَحَطْتُّ - اور بَسَطْتَّ وغیرہ تو صفت اطباق باتفاق باقی رہتی ہے۔ یعنی ادغام ناقص ہوتا ہے۔ بعض اہل ادا اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں صفت استعلا باقی رکھتے ہیں۔ مگر محققین اور جمہور کے نزدیک عدم ابقا مختار و اولیٰ[۳] ہے اور اگر متجانسین حلقی ہوں جیسے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ تو باجماع اظہار ہوتا ہے۔

---

[۱] علامہ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "جو شخص كِتَابِيَهْ اِنِّي کو تحقیق (یعنی بلا نقل) پڑھے اسکو لازم ہے کہ مَالِيَهْ پر وقف کرے ورنہ بحالت وصل وقفہ لطیفہ کرے جسکی وجہ سے وہ بعد کی ھا میں ادغام کرنے سے بغیر قطع بچ جائیگا۔ کیونکہ وہ اب وصل بہ نیت واقف ہی ہے اور جو شخص نقل پڑھے اسکو ادغام کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اُسکے نزدیک یہ ھا ساکن لازم اصلی کے مانند ہے" سخاویؒ کہتے ہیں "اسمیں وقف مختار ہے کیونکہ یہ ھا وقف کے لیئے لائی گئی ہے۔ وصل ٹھیک نہیں۔ اور اگر وصل کیا جائے تب بھی اظہار ہی معمول و ماخوذ ہوگا۔ کیونکہ پہلی ھا۔ ہاے سکتہ اور نیت میں موقوف علیہا ہے اور دوسری منفصل ہے۔ لہذا ادغام نہیں ہو سکتا" ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں "میں نے اسمیں اظہار پڑھا ہے اور اسی پر میرا عمل ہے اور یہی انشاء اللہ صواب ہے" حافظ ابو شامہؒ کہتے ہیں "مکیؒ کی اظہار سے مراد وہی وقفہ لطیفہ ہے اور اگر وصل کیا جائے تو ادغام یا حرکت سے چارہ نہیں اور اگر حرف ان دونوں سے خالی ہو تو قاری واقف ہوگا۔ اگرچہ سرعت رفتار کی وجہ سے وہ اسکا دھیان نہ کرے" محقق کہتے ہیں "ابو شامہؒ کی رائے تحقیق و درایت و تدقیق میں مناسب اور حافظ ابو عمرو دانیؒ کا فیصلہ صواب و حق ہے" ۱۲

[۲] دو ہم مخرج حرفوں کو جنکی صفات مختلف ہوں متجانسین اور جنسین کہتے ہیں۔ جیسے تا۔ طا۔ اور دال۔ تا۔ اور ذال۔ ظا وغیرہ۔

[۳] علامہ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں قاف کے کاف میں ادغام اور قاف کے کاف سے قلب پر بغیر اسکی آواز کے اظہار کے اجماع ہے" محقق کہتے ہیں "ادغام محض روایت و قیاس کی بنا پر اوجہ اور اصح ہے"

یَلْهَثْ ذٰلِكَ (اعراف) میں بقاعدہ متجانسین ادغام بلا خلاف ہونا چاہیے تھا۔ مگر بطرق تیسیر و شاطبیہ۔ ورش رح۔ مکی رح اور ہشام رح کے لیے بلا خلاف اور قالون رح کے لیے بخلاف اظہار مروی ہے جو اگرچہ خلاف قیاس[1] ہے مگر اسی طرح منقول و ثابت ہے باقی حضرات حسب قاعدہ ادغام کرتے ہیں۔

باب چہارم ادغام کبیر مذہب بصری رح

پہلے طلبا، یہ یاد رکھیں کہ عربی کے انتیس ۲۹ حروف ہجا میں سے الف کی کوئی صوت نہیں ہوتی اور ہمزہ کی تخفیف اور طرح کیجاتی ہے اُسکا ادغام نہیں ہوسکتا پس یہ دونوں نہ مدغم ہوتے ہیں اور نہ مدغم فیہ۔ اور خا۔ زا۔ صاد۔ طا۔ ظا۔ قرآن میں نہ کہیں مثل سے قبل آتے ہیں اور نہ جنس و قریب سے لہذا یہ پانچوں مدغم نہیں ہوتے۔

باقی بائیس ۲۲ حروف کا ادغام کرتے ہیں جنمیں سے جیم شین۔ دال۔ ذال اور ضاد پانچ حروف مثل سے پہلے۔ عین غین۔ فا۔ واو۔ ہا۔ اور یا، چھ حرف جنس و قریب سے قبل کہیں نہیں آئے۔ ما بقی گیارہ حرف۔ با۔ تا۔ ثا۔ حا۔ را۔ سین۔ قاف۔ کاف۔ لام۔ میم۔ اور نون مثل اور جنس و قریب سے قبل واقع ہوئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بقاعدہ تماثل سترہ۔ اور بقاعدہ تجانس و تقارب[2] سولہ حرفوں کا ادغام کرتے ہیں بشرطیکہ مدغم اور مدغم فیہ میں خطی فصل نہ ہو چنانچہ اَنَا نَذِیْرٌ میں ادغام نہیں ہوسکتا اور اِنَّہٗ هُوَ میں باوجود لفظی فصل کے ادغام ہوتا ہے

---

[1] محقق کہتے ہیں کہ نظر و قیاس کا اقتضا صرف ادغام ہے اور اگر ان حضرات سے اظہار صحیح نہ ہوتا تو میں اسکو ہرگز نہ لیتا کیونکہ جب دو ہم مخرج حروف جمع ہو جائیں اور ان میں سے پہلا ساکن ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو ادغام واجب ہوتا ہے اور یہاں کوئی مانع نہیں ہے۔

[2] جو دو حرف مخرج یا صفات میں یا مخرج و صفات دونوں میں قریب ہوں اُن کو متقارب کہتے ہیں جیسے جیم و تا اور ذال و سین اور ضاد و شین اور دال و سین اور قاف و کاف اور شین و سین وغیرہ۔

جب کہ چار موانع ذیل میں سے کوئی مانع نہ پایا جائے۔ ان میں سے تین متفق علیہ اور ایک مختلف فیہ ہے۔

اول۔ حرف مدغم مشدد نہ ہو جیسے تَمَّ مِيقَاتُ۔ اَشَدَّ ذِكْرًا۔ مَسَّ سَقَرَ کیونکہ اسکا ادغام ایک حرف کے حذف کے بغیر ممکن نہیں۔

دوم۔ حرف مدغم منون نہ ہو جیسے وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ۔ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا۔ فِي ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ۔ رَجُلٌ رَّشِيدٌ۔ لَذِكْرٌ لَّكَ۔ اہل ادا تنوین کو ایک مستقل حرف اور مانع قوی مانتے ہیں اور اسکی موجودگی میں خطی اتصال کے باوجود اجتماع نہیں کہتے۔ برخلاف صلہ کے جو حرکتِ جانبین کے لحاظ سے عارضی طور پر آتا ہے اسلئے مانع ادغام نہیں چنانچہ آئندہ آیگا۔

سوم۔ صرف تا کے لئے شرط ہے کہ وہ تاء متکلم[۵۱] یا تاء خطاب نہ ہو۔ جیسے كُنْتُ تُرَابًا وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا۔ اَنْتَ تُكْرِهُ۔ معنوی التباس کے خوف سے اسکا ادغام نہیں کرتے مگر تاء خطاب مؤنث کو جو صرف ایک جگہ متقارب سے قبل آئی ہے بعض اہل ادا نے بوجہ کسرہ مانع قوی نہیں مانا وہ موقع آگے آئیگا۔

چہارم۔ مختلف فیہ۔ مدغم مجزوم نہ ہو۔ امام ابن مجاہدؒ وغیرہ اسکو مطلقاً مانع شمار کرتے ہیں اور ابن شنبوذؒ وداجونیؒ وغیرہ قطعاً مانع نہیں مانتے اور مشہور و معمول یہ ہے کہ اگر مثلین[۵۲]

---

۵۱ تاء متکلم قریب المخرج حرف سے قبل کہیں نہیں آئی ۱۲۔

۵۲ مجزوم مثلین میں تینوں جگہ ابو الحسن جوہریؒ نے عبدالواحدؒ از عبدالواحد بومسلم کاتب اور نقاش منیرؒ نے امام ابن مجاہدؒ سے صرف ادغام روایت کیا ہے اور امام ممدوح کے باقی تلامذہ فقط اظہار روایت کرتے ہیں حافظ ابوالعلاؒ قلانسیؒ ابن الفحامؒ اور ان کے متبعین بلاخلاف ادغام ابن فیطاؒ اور خزاعیؒ بلاخلاف اظہار نقل کرتے ہیں۔ شذائیؒ۔ دانیؒ۔ ابن سوارؒ۔ سبط الخیاطؒ اور شاطبیؒ وغیرہ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "دونوں صحیح ہیں" ۱۲۔

Marfat.com

ہوں جو تین جگہ واقع ہوئے ہیں۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ (آل عمران) يَخْلُ لَكُمْ (سورۃ یوسف) وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا (غافر) یا جنسین ہوں جو ایک جگہ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ (نساء) میں ہیں تو ادغام بخلاف کرتے ہیں اور اگر متقاربین ہوں تو وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً (بقرہ) میں بوجہ خفت فتحہ قطعاً ادغام نہیں کرتے اور وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى (اسراء و روم) میں قوت کسرہ کی وجہ سے ادغام بخلاف کرتے ہیں۔ ان سات مقامات کے سوا اور کوئی موقع نہیں ہے جسمیں مدغم مجزوم ہو۔ ان کے علاوہ بعض موانع اور ہیں جو حسب موقع بیان ہونگے۔ پس جہاں سبب و شرط موجود ہوں اور مانع نہ پایا جائے وہاں ادغام کرتے ہیں۔

بصریؒ سے بذریعہ یزیدیؒ دوریؒ و سوسیؒ دونوں نے ادغام[1] روایت کیا ہے اور اسی طرح تیسیر و شاطبیہ وغیرہ کتب قراءۃ میں مذکور ہے۔ مگر متاخرین ائمۂ فن نے اسکو سوسیؒ کے لیے اختیار کر لیا تھا اور اب یہی معمول ہے۔

---

[1] بصریؒ سے تین طریقے صحیح ثابت ہیں۔ اول۔ اظہار مع ابدال ہمزہ۔ مہدویؒ۔ ابو محمد مکیؒ اور ابن شریحؒ نے اسکے سوا کوئی طریقہ بیان ہی نہیں کیا اور جمہور اہل عراق اسکو بصریؒ کے لیے دونوں روایتوں میں طرق ثلثہ میں سے ایک طریقہ کہتے ہیں دوم۔ ادغام مع ابدال۔ یہی ادغام روایت کرنیوالوں کی تمام کتابوں میں بصریؒ کے لیے مذکور ہے۔ اور علامہ دانیؒ نے جامع البیان میں اس کو دونوں روایات میں نصاً و تلاوۃً بیان کیا ہے مگر اب یہ طریقہ باتباع شاطبیؒ سوسیؒ کے لیے پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔ سخاویؒ کہتے ہیں "شاطبیؒ ادغام کبیر بطریق سوسیؒ پڑھاتے تھے۔ اور اسی طرح انہوں نے پڑھا تھا شیخ ابوالفتحؒ کہتے ہیں۔ بصریؒ ادغام و ابدال کا طریقہ اسکو پڑھاتے تھے جو قراءات۔ لغت و عربیت کا ماہر ہوتا تھا"۔ سوم اظہار مع تحقیق ہمزہ۔ یہ بصریؒ کا اصل مذہب جملہ طرق سے ثابت اور ان کے تمام تلامذہ کی روایت ہے مگر اب دوریؒ کے لیے مروج و معمول ہے اور علامہ دانیؒ نے اپنے شیخ فارسیؒ سے دوریؒ کے لیے یہی طریقہ پڑھا تھا۔ ایک چوتھا طریقہ ادغام مع تحقیق اور ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ھذلیؒ نے اسکو بیان ہی کیا ہے مگر جمہور محققین اور جملہ ائمۂ فن کے نزدیک یہ ممنوع و ناجائز ہے کیونکہ اس سے ثقیل میں تخفیف اور اثقل میں عدم تخفیف لازم آتی ہے۔ جو عربیت میں صحیح نہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "یہ تلاوت بصریؒ کی نصوص ائمۂ قراءات اور جمہور اہل ادا کے خلاف اور وہم ہے۔ علامہ دانیؒ کہتے ہیں "بصریؒ ادماج و ادغام کے ساتھ ہمزۂ ساکنہ نہیں پڑھتے تھے" محققؒ کہتے ہیں۔ دانیؒ کے اس قول سے ادغام میں قصر ثابت ہوتا ہے"۔

فصل اول ادغام مثلین

بصری مثلین میں سے ایک کلمہ[1] میں صرف مَنَاسِكَكُمْ (بقر) اور مَا سَلَكَكُمْ (مدثر) میں کاف کا ادغام کرتے ہیں۔ اور کہیں نہیں[2] اور دو کلمات میں اول مثلین کا باتباع اصول ہر جگہ ادغام کیا ہے۔ خواہ مدغم کسی حرکت سے متحرک ہو اور خواہ اُس سے قبل متحرک ہو یا ساکن۔ چنانچہ۔

۱۔ باء موحدہ کا ستاون جگہ جیسے لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ۔ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وغیرہ

۲۔ تاء مثناۃ فوقانیہ کا تیرہ[3] جگہ جیسے الْمَوْتُ تَحْبِسُونَهُمَا۔ الشَّوْكَةِ تَكُونُ۔ وغیرہ

۳۔ ثاء مثلثہ کا صرف تین جگہ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ (بقر و نساء) ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (مائدہ)

۴۔ حاء مہملہ کا فقط دو جگہ۔ النِّكَاحِ حَتَّىٰ (بقر) لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ (کہف)

۵۔ راء مہملہ کا ۳۵ جگہ جیسے أَمْرِ رَبِّي۔ شَهْرُ رَمَضَانَ۔ أَبْرَارُ رَبَّنَا۔ وغیرہ

۶۔ سین مہملہ کا صرف تین جگہ النَّاسَ سُكَارَىٰ۔ لِلنَّاسِ سَوَاءً (حج) الشَّمْسُ سِرَاجًا (نوح)۔

۷۔ عین مہملہ کا اٹھارہ جگہ جیسے يَشْفَعُ عِنْدَهُ۔ تَطَّلِعُ عَلَىٰ۔ لَا أُضِيعُ عَمَلَ۔ وغیرہ۔

۸۔ غین معجمہ کا صرف ایک جگہ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ (آل عمران) اور یہی

---

[1] اہل ادا کے اصطلاحی معنے مراد ہیں یعنی وہ ہر اُس لفظ کو جس پر حرف ربط یا ہمزہ استفہام وغیرہ داخل ہو یا اس سے ضمیر متصل ہو ایک کلمہ کہتے ہیں اور اہل عربیت کے نزدیک وہ دو کلمات ہیں۔

[2] یعنی جِبَاهُهُمْ۔ وُجُوهُهُمْ۔ بِأَعْيُنِنَا۔ أَتُحَاجُّونَنَا اور بِشِرْكِكُمْ وغیرہ میں بلا خلاف اظہار کرتے ہیں۔

[3] حضرت محقق چودہ[۱۲] کہتے ہیں ممکن ہے سہو کاتب ہو کیونکہ قرآن میں صرف تیرہ ہیں ۱۲۔

بوجہ مجزوم ہونے کے بخلاف ہے۔

۹ فاء منقوطہ کا تیئیس جگہ جیسے وَمَا اختلفَ فیہِ بالمعروفِ فاذا ۔ وتلفَ فی وغیرہ

۱۰ قاف معجمہ کا پانچ جگہ۔ مِنَ الرزقِ قُل (انعام) فلما افاق قال (ہر دو اعراف)

یُنفِقُ قُربات ۔ (توبہ) الغرقُ قال ۔ (یونس) طرائقَ قِدَدًا (جن)

۱۱ کاف مہملہ کا ستینتیس[۱] جگہ جیسے رَبُّكَ كثيرًا ۔ انكَ كُنتَ ۔ ذلكَ كتبنا

وغیرہ ان میں سے وَاِن یَكُ كاذبًا میں بوجہ مجزوم ہونیکے بخلاف ہے ان ۳۷ کے

علاوہ فلا یحزنكَ كُفرُهٗ (لقمان) میں اجتماع مثلین ہی مگر اسکو ہمارے تمام شیوخ

بوجہ اخفاء نون ماقبل باظہار پڑھتے ہیں۔ علامہ دانی کہتے ہیں۔ اسمیں اظہار ماخوذ

ومعمول ہے" علامہ شاطبی کہتے ہیں۔

وَقَدْ اَظْهَرُوا فِي الْكَافِ يَحْزُنكَ كُفْرُهُ ...... اِذِ النُّونُ تُخْفٰى قَبْلَهَا لِتُجَمَّلَا

۱۲ لام مہملہ کا دو سو بیس[۲] جگہ جیسے لا قِبَلَ لَهُم ۔ جَعَلَ لَكَ ۔ اِذ قَالَ لَهُ

وغیرہ ان میں سے یَخْلُ لَكُم میں بوجہ مجزوم ہونے کے ادغام بخلاف ہے۔ اور

امام ابن مجاہد اور ان کے متبعین نے آلَ لُوطٍ[۲] کو ادغام سے مستثنیٰ کیا ہے بعض

آل کے قلیل الحرف ہونیکو اور بعض اسکے اندر تعلیل[۳] عین کو علت اظہار بیان کرتے

ہیں۔ علامہ دانی اسکی تردید میں کہتے ہیں "لكَ كيدًا میں باتفاق ادغام ہے حالانکہ

لكَ آلَ سے اقل الحروف ہی" اور جامع البیان میں کہتے ہیں "یزیدی کے

---

[۱] محقق نے چھتیس بتائے ہیں غالباً مختلف فیہ کو شمار نہیں کیا۔

[۲] آلَ لُوطٍ قرآن میں چار جگہ آیا ہے حجر میں دو نمل ایک اور قمر ایک

[۳] نحاۃ بصرہ کہتے ہیں کہ آل اصل میں اہل تھا قرب مخرج کی بناء پر ہاء ہمزہ سے اور ہمزہ الف سے بدل گیا اور کوفی کہتے ہیں آول تھا انفتاح ماقبل کی وجہ سے واؤ الف سے بدل گیا۔

Marfat.com

طریقہ سے میں اسمیں اظہار نہیں جانتا" حاصل یہ ہے کہ بطرق تیسیر وشاطبیہ اٰلَ لُوْطٍ میں ادغام بلا خلاف[1] ہے اور علامہ دانیؒ نے ادغام ہی پڑھا ہے۔

۱۳۔ میم کا اکیسو اکتالیس[141] جگہ[2] جیسے الرَّحِیْمِ مَّلِكِ - اٰدَمُ مِّنْ رَّبِّهٖ - نَعْلَمُ مَّا - اَظْلَمُ مِمَّنْ وغیرہ۔

۱۴۔ نون کا اُنہتر[3] جگہ جیسے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ - وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ - یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ وغیرہ۔

۱۵۔ واؤ کا اٹھارہ جگہ جیسے هُوَ وَّالَّذِیْنَ - اَلْعَفْوَ وَّاْمُرْ وغیرہ (تیرہ جگہ بعد از ضمہ اور پانچ جگہ بعد از ساکن) امام ابن مجاہدؒ اور اُن کے متبعین اور اکثر شیوخ بغداد ضمہ کے بعد اظہار کہتے ہیں۔ کیونکہ بعد از ضمہ اگر واؤ کو ساکن کریں تو وہ مدہ بنجائیگا جسکا ادغام نہیں ہوتا۔ علامہ دانیؒ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ اور نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی کے متفقہ ادغام سے اسکی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں "اصولاً واو اور یا مدہ میں کوئی فرق نہیں" نیز فرماتے ہیں "یہ سکون عارضی ہے" یعنی عوارض کا اس فن میں اعتبار نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ واؤ بعد از ضمہ[4] میں ہمارے طرق سے صرف ادغام ماخوذ ہے

۱۶۔ ہا۔ کا پچانوے[95] جگہ جیسے فِیْهِ هُدًی - جَاوَزَهٗ هُوَ - لِعِبَادِهٖ هَلْ

---

[1] طرق تیسیر کے علاوہ ابن سوار بغدادیؒ سے اور ابن شیطا حماملیؒ سی اور یہ دونوں ابن علانؒ ابن فرحؒ سے وہ دونوں دوریؒ سے اور ابن حبشؒ سوسیؒ سے صرف ادغام روایت کرتے ہیں۔ اور شجاعؒ وغیرہ متعدد حضرات نے بصریؒ سے ادغام ہی نقل کیا ہے [2] محققؒ ۱۳۹ کہتے ہیں۔ [3] محققؒ نے ستر بتائے ہیں۔

[4] ابن عبدوسؒ وغیرہ دوریؒ سے اور ابن جریرؒ سوسیؒ سے اور دوریؒ سوسیؒ ابن رومیؒ۔ اور ابن جبیرؒ وغیرہ یزیدیؒ سے ہو کے واؤ کا صرف ادغام روایت کرتے ہیں شیخ ابو الفتحؒ اور ابو الحسنؒ نے فقط ادغام پڑھا ہے۔ ابن شنبوذؒ اور اجل علماء مصر و مغرب کے نزدیک ادغام ہی مختار ہے۔

فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا وغیرہ۔ اور صلہ[1] کو مانع ادغام نہیں مانتے بلکہ یزیدیؒ اِلٰـهَهٗ هَوَاهُ کا اور ابو زیدؒ اِنَّهٗ هُوَ کا ادغام بصریؒ سے نصًّا روایت کرتے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "اہلِ ادا کا کل باب کے ادغام پر بلا فرق اجماع ہے اور یہی صواب ہے"۔

۱۷ یاء تحتانیہ کا آٹھ جگہ جیسے نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى۔ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ۔ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وغیرہ۔

نتیجہ یہ ہے کہ ادغام مثلین ایک کلمہ میں دو جگہ اور دو کلمات میں سات سو اڑتالیس جگہ جملہ سات سو پچاس[2] جگہ ہوتا ہے۔

مسئلہ جن کلمات کے آخر سے یاء اضافت ساقط ہو جائے اُن کے ادغام میں کوئی خلاف نہیں۔ جیسے يٰقَوْمِ مَالِيْ۔ يٰقَوْمِ مَنْ۔ کیونکہ اصل کلمہ میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ جو ادغام پر موثر ہوتا۔

ہمارے ائمہ دانیؒ۔ شاطبیؒ اور صفراویؒ وغیرہ وَالّٰٓـئِيْ يَئِسْنَ۔ (طلاق)[3] کا اس باب میں ذکر کر کے اسکو ادغام سے مستثنیٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں "چونکہ پہلی یاء عارضی اور عارضی طور پر ساکنہ ہے لہٰذا ادغام نہیں ہو سکتا"۔ لیکن اس کلمہ کا ادغام کبیر سے کوئی علاقہ نہیں۔ بلکہ یہ ادغام صغیر کا مسئلہ ہے۔ البتہ طرق تیسیر

---

[1] کیونکہ صلہ اشباع حرکت کا نام ہے جو تقویت ھا کے لیے عارضی طور پر لایا جاتا ہے مستقل حرف نہیں ہوتا اسی وجہ سے قبل از ساکن حذف ہو جاتا ہے۔ برخلاف تنوین کے کہ وہ مستقل حرف ہے اور قبل از ساکن متحرک ہو جاتا ہے حذف نہیں ہوتا۔

[2] حضرت محققؒ سات سو انچاس کہتے ہیں۔

[3] حافظ ابو شامہؒ کہتے ہیں "اور صحیح یہ ہے کہ اس کلمہ کا اس باب سے نہ نفیاً کوئی علاقہ ہے اور نہ اثباتاً۔ کیونکہ یہ یاء ساکنہ ہے اور یہ باب متحرک کے ادغام سے مخصوص ہے۔ مناسب تھا کہ اسکا ذکر ادغام صغیر کے باب میں وَمَا اَدْرَكَ الْمِثْلَيْنِ فِيْهِ مُسَكَّنٌ الخ کے ماتحت کیا جاتا"۔

Marfat.com

وشاطبیہ پر اسکا اظہار کیا جائیگا گو دیگر طرق سے اسکا ادغام بھی صحیح اور مطابق قیاس ہے مگر ہمارے طرق سے نہیں ہے۔

فصل دوم ادغام متجانسین و متقاربین

جنس و قریب کے ادغام میں بعض موانع اور ہیں جو ہر حرف کے ساتھ بتلائے جائیں گے۔ پہلے طلباء یہ یاد رکھیں کہ سولہ حروف مدغم میں سے چار حرفوں با۔ حا۔ شین اور ضاد میں سے ہر ایک کا مدغم فیہ ایک ایک ہے جو خاص کلمات میں واقع ہوا ہے اور تین حرفوں جیم۔ ذال اور سین کے مدغم فیہ دو دو ہیں۔ ان میں سے ذال سین میں دو جگہ صاد میں ایک جگہ اور باقی دونوں ہر ایک میں ایک جگہ مدغم ہوتے ہیں اور ایک حرف ثا اگرچہ پانچ حرفوں میں مدغم ہوتا ہے۔ مگر اسکے مواقع ادغام بھی زیادہ نہیں ہیں لہذا ان آٹھوں حرفوں کے ادغام کو جزئی کہہ سکتے ہیں۔

اور دو حرفوں تا اور دال کے مدغم فیہ دس دس ہیں اور مجموعی تعداد ادغام بھی کافی ہے مگر مقدم الذکر چھ حرفوں میں اور مؤخر الذکر نو حرفوں میں پانچ جگہ سے کم مدغم ہوتا ہے۔ اسلئے ان دونوں کا ادغام بھی بعض میں جزئی اور بعض میں کلی ہے۔

ل حافظ ابوشامہؒ کہتے ہیں "بقاعدۂ ادغام صغیر اسکا ادغام واجب ہے کیونکہ پہلی یا ساکن اور اس سے قبل مدہ ہے لہذا اجتماع ساکنین علی حدہ ہے" محقق کہتے ہیں "دونوں وجوہ ظاہر ہیں اور میں نے امام ابوحیانؒ کے تلامذہ سے دونوں پڑھی ہیں علت اظہار یہ ہے کہ اس کلمہ میں کئی تعلیلیں ہو چکی ہیں۔ یعنی پہلے یا متطرفہ کو تخفیفاً حذف کیا گیا۔ پھر بوجہ ثقل ہمزہ کو خلاف قیاس یا ساکنہ سے بدلا گیا اب ادغام سے تیسری تعلیل نہیں کر سکتے۔ نیز سکون یا عارضی ہے اور ادغام میں عوارض کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اور علت ادغام یہ ہے کہ مثلین میں سے پہلا ساکن ہے نیز اعتداد عارض اولیٰ ہے اور یہ کہ الّٰـیٔ بلا ہمزہ بیا ساکنہ لغت قریش ہے اس تقدیر پر بلا لحاظ ادغام واجب ہے" رحمۃ اللہ علیٰ قائلہ

پانچ حروف۔ را۔ قاف۔ کاف۔ لام اور میم کا مدغم فیہ اگرچہ ایک ایک اور نون کے مدغم فیہ دو ہیں مگر انکا ادغام کثیر الوقوع اور تابع قاعدہ ہے اسلیے اسکو کلی کہہ سکتے ہیں۔ ہم ہر حرف کے وہ مواقع بتائیں گے جو پانچ جگہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ کثیر الوقوع کو طلبا خود معلوم کریں۔

ایک کلمہ میں متقاربین میں سے صرف قاف کا کاف میں ادغام کرتے ہیں بشرطیکہ قاف کا ماقبل متحرک ہو اور کاف کے بعد میم جمع پائی جائے جیسے۔ خَلَقَكُم۔ يَرْزُقُكُم وغیرہ۔ اور اگر قاف کا ماقبل متحرک نہ ہو جیسے مِيثَاقَكُم۔ صَدِيقِكُم۔ وَرِقِكُم۔ مَاخَلَقَكُم وغیرہ۔ یا کاف کے بعد میم جمع نہ پائی جائے جیسے نَرْزُقُكَ۔ خَلَقَكَ۔ وغیرہ تو ادغام نہیں کرتے۔ مگر اِن طَلَّقَكُنَّ (تحریم) میں ثقل جمع اور نون تانیث کی وجہ سے بخلاف ادغام کیا ہے ادا میں ادغام مقدم اور دانیؒ کے نزدیک مختار ہے اور دو کلمات میں ادغام کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) با، موحدہ کا میم میں پانچ جگہ

۵۱ اضی کے پانچ کلمات خَلَقَكُم۱ رَزَقَكُم۲ سَبَقَكُم۳ صَدَقَكُم۔ اور وَاثَقَكُم۔ ایک ایک جگہ مجموعہ ۲۹۔ اور مضارع کے تین کلمات يَرْزُقُكُم۔ يَخْلُقُكُم۔ اور فَنُغْرِقَكُم۔ ایک ایک جگہ جملہ ۸ یعنی کل ۳۷ ہیں اور کلمہ مختلفٌ فیہ کو شامل کر کے ۳۸ ہو جاتے ہیں۔

۵۲ علامہ دانیؒ کہتے ہیں میں نے دونوں طرح پڑھا ہے اور ادغام اختیار کرتا ہوں کیونکہ ایک کلمہ میں دو ثقل جمع ہیں لہذا واجب ہی کا ادغام سے تخفیف کیجائے نیز عباسؒ بن الفضل نے یہ ادغام ابو عمروؒ سے نصاً روایت کیا ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "روئے زمین کے اہل ادا علی الاطلاق دونوں وجوہ پڑھتے ہیں" ابن فرحؒ نقاش صغیرؒ اجلاؒ۔ ابو عبد اللہ واحدؒ ابن مجاہدؒ سے۔ بشارؒ دوریؒ سے۔ کارزینیؒ بواسطہ اور ابن حبشؒ سوسیؒ سے اور ایک گروہ شجاعؒ سے ادغام روایت کرتا ہے یہی اکثر اہل عراق کا مسلک ہے۔ ابن مجاہدؒ کے دیگر اکثر تلامذہ دوریؒ سے اور عام اہل عراق سوسیؒ سے اظہار روایت کرتے ہیں۔ اور یہی مدنیؒ کی روایت ہے۔۱۲

اللہ تعالیٰ کے قول يُعَذِّبُ مَّنْ يَّشَآءُ کی باکا ربوجہ مجاورت[1] ادغام دیگر میم میں پانچ جگہ (آل عمران و عنکبوت اور فتح میں ایک ایک اور مائدہ میں دو جگہ) ادغام کرتے ہیں اور کہیں نہیں۔ یعنی ضُرِبَ مَثَلٌ۔ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا۔ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا میں اظہار ہے

دوم۔ تا ء مثناۃ فوقانیہ کا دس حرفوں میں ۷ جگہ۔

۱۔ ثاء مثلثہ میں جیسے بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ وغیرہ سترہ[2] جگہ ان میں سے دو کلمات وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ (بقرہ) اور حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ (جمعہ) میں بوجہ فتح بعد از مدہ ادغام مختلف[3] ہے۔ دانی نے دونوں طرح پڑھا ہے۔ اور دونوں وجوہ صحیح ہیں۔

۲۔ جیم معجمہ میں جیسے مِائَةَ جَلْدَةٍ۔ الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ وغیرہ۔ یہ بھی سترہ[1] جگہ ہے۔

۳۔ ذال معجمہ میں۔ جیسے وَالْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا وغیرہ گیارہ جگہ ان میں سے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى (اسرا و روم) میں دونوں جگہ مجزوم ہونیکی بناء پر خلاف[4] ہے۔ علامہ دانی نے دونوں وجوہ پڑھی ہیں اور شاطبی وغیرہ اکثر ائمہ نے دونوں وجوہ روایت کی ہیں۔ اور دونوں صحیح ہیں۔

۴۔ زا معجمہ میں تین جگہ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا (نمل)، فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا (صفٰت) اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا۔ (زمر)

---

[1] مقصد یہ کہ ان پانچوں جگہ اس سے قبل یا بعد فَيَغْفِرُ لِمَنْ یا يَرْحَمُ مَنْ کا ادغام واقع ہوا ہے ۱۲ اسکا باعث ہے
[2] محقق ۱۵ لکھتے ہیں شاید دونوں مختلف فیہ کلمات کو شمار نہیں کیا ۱۲ [3] ابن حبش دوری و سوسی دونوں سے قاسم دوری سے۔ ابن جبیر و ابن ابی یزیدی کے مدین وغیرہ اپنے شیوخ سے۔ شونیزی اور ابو لیث شجاع سے ادغام روایت کرتے ہیں۔ امام ابن مجاہد کے اکثر تلامذہ اور اولاد یزیدی نے اظہار روایت کیا ہے۔ یہی ابن مجاہد کے نزدیک مختار ہے ۱۲ [4] ابن مجاہد و ابن المنادی وغیرہ شیوخ طرق بوجہ نقصان صرف اظہار کہتے ہیں ابن شنبوذ و داجونی وغیرہ اور ان کے متبعین تقارب اور قوۃ کسرہ کی بناء پر ادغام بتلاتے ہیں۔ ۱۲

Marfat.com

۵ سین مہملہ میں جیسے بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا۔ الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ وغیرہ چودہ جگہ۔ ۱۴

۶ شین معجمہ میں چار جگہ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ (حج) بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ (نور) اور جِئْتِ شَيْـًٔا (مریم) میں تا خطاب اور کسرہ کی وجہ سے خلاف ہے۔ علامہ دانیؒ اور ابن الفحامؒ نے دونوں وجوہ پڑھی ہیں۔ شاطبیؒ وغیرہ ائمہ نے دونوں بیان کی ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

۷ صاد مہملہ میں تین جگہ۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا (صفت) وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا (نبا) فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا (عٰدیت)

۸ ضاد معجمہ میں ایک جگہ۔ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (عٰدیت)

۹ طا مہملہ میں پانچ جگہ۔ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ[۱] (نساء) بصریؒ کی ہر روایت کا اسکے ادغام پر اجماع ہے۔ علامہ دانیؒ کہتے ہیں "بصریؒ نے اظہار پڑھتے ہوئے حروف متحرکہ میں سے اسکے سوا اور کسی حرف کا ادغام نہیں کیا یعنی اسکا ادغام دوریؒ وسوسیؒ دونوں کے لئے ہے۔ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ (ہود) الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ (رعد) الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ (نحل) اور وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ (نساء) میں مجزوم ہونیکی وجہ سے ادغام بخلاف ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "تجانس وکسرہ اور قوۃ طا کی وجہ سے ادغام اقوی ہے۔ علامہ دانیؒ اور اکثر اہل ادا نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں دوریؒ نے یزیدیؒ سے نصًا ادغام روایت کیا ہے۔ شذائیؒ کہتے ہیں "پہلے ابن مجاہدؒ ادغام پڑھتے تھے۔ پھر اظہار اختیار کر لیا۔

---

[۱] بعض کہتے ہیں کہ بَيَّتَ میں تا تانیث ساکن ہے اس تقدیر پر اسمیں وَدَّتْ طَآئِفَةٌ کی طرح ادغام صغیر واجب ہے

Marfat.com

۱۰۱ ظا معجمہ میں دو جگہ۔ اَلْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ (نساء و نحل)

(۳) ثا مثلثہ کا پانچ حرفوں میں تیرہ[۱۳] جگہ

۱۰۱ تا فوقانیہ میں دو جگہ حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ (حجر) اَلْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ (نجم)

۱۰۲ ذال معجمہ میں ایک جگہ۔ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ (آل عمران)

۱۰۳ سین مہملہ میں چار جگہ۔ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ (نمل) مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ (طلاق) بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ (ن) مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا (معارج)

۱۰۴ شین معجمہ میں پانچ جگہ حَيْثُ شِئْتُمْ۔ حَيْثُ شِئْتُمَا بقرہ۲۔ اعراف ۲) ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ (مرسلت)

۱۰۵ ضاد معجمہ میں ایک جگہ (حَدِيْثُ ضَيْفِ (ذریت)

(۴) جیم معجمہ کا تاؤ شین میں ایک ایک جگہ۔

ذِي الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ (معارج) اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ (فتح میں بلا خلاف)

(۵) حا مہملہ کا اللہ تعالیٰ کے قول فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ میں (طول کلمہ اور تکرار حا کی وجہ سے) عین میں ادغام کرتے ہیں۔ اسکو بھی یزیدیؒ سے نصاً روایت کیا ہے اور سماع پر موقوف ہے اسی وجہ سے وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وغیرہ میں بلا خلاف اظہار ہے

سے۵۱ جیم کا تا میں تا کا جیم میں ادغام یزیدیؒ نے بصریؒ سے نصاً روایت کیا ہے وہ انمیں بعد مخرج ہے ۱۲۰

۵۲ ابن حبشؒ سوسیؒ سے کاتبؒ ابن مجاہدؒ و ابوالزعراؒ کے ذریعہ سے اور ابن بشارؒ دوریؒ سے مدینؒ اپنے شیوخ کے ذریعہ سے یزیدیؒ ابن واقد عباس بن فضلؒ سے وہ اور شجاعؒ بصریؒ سے جیم کا شین میں اظہار روایت کرتے ہیں اور باقی تمام اہل ادغام نے باجماع ادغام روایت کیا ہے۔ علامہ دانیؒ نے ادغام ہی پڑھا اور نقل کیا ہے۔ شذائیؒ کہتے ہیں میں نے ابن مجاہدؒ سے دونوں وجوہ پڑھی ہیں "محققؒ اور سبط الخیاطؒ وغیرہ کہتے ہیں" دونوں وجوہ صحیح ہیں" غالباً اظہار کا سبب جیم میں جہر و شدت کی زیادتی ہے۔ مگر یہ دونوں متجانس ہیں اور شین میں تفشی زیادہ ہے اسلئے بطرق تیسیر و شاطبیہ ادغام بلا خلاف ہے اور یہی معمول ہے

سے۵۳ جمہور اہل عراق نے دوریؒ سے اور متعدد اہل ادا نے سوسیؒ سے حا کا عین میں ہر جگہ اظہار روایت کیا ہی۔ باقی اہل ادا دوریؒ سے ابن فرحؒ اور ابن جریرؒ کے تمام طرق سوسیؒ سے اسکا ادغام روایت کرتے ہیں۔ علامہ دانیؒ نے اپنے تمام شیوخ سے ادغام ہی پڑھا اور اپنے شاگردوں کو پڑھایا پس طرق تیسیر و شاطبیہ پر ادغام بلا خلاف ہے۔

Marfat.com

(۶) دال مہملہ کا دس حرفوں میں ۴۴ جگہ ادغام کرتے ہیں۔ جو تاء میں بوجہ تجانس بلا شرط مزید اور باقی حروف میں بایں شرط مدغم ہوتی ہے کہ بعد از ساکن مفتوحہ نہ ہو۔

۱۔ تاء فوقانیہ میں پانچ جگہ فِي الْمَسْجِدُ تِّلْكَ (بقر) مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ (مائدہ) كَادَتَّزِيغُ (توبہ) بَعْدَ تَّوْكِيدِهَا (نحل) تَكَادُ تَّمَيَّزُ (ملک)

۲۔ ثاء مثلثہ میں دو جگہ۔ يُرِيدُ ثَّوَابَ الدُّنْيَا (نساء) لِمَنْ نُّرِيدُ ثُّمَّ (اسراء)

۳۔ جیم معجمہ میں بھی دو جگہ دَاوُدُ جَّالُوتَ (بقر) دَارُ الْخُلْدِ جَّزَاءً (فصلت)

۴۔ ذال معجمہ میں سولہ[۱] جگہ۔ جیسے مِنْ بَعْدُ ذَّلِكَ۔ وَالْقَلَائِدُ ذَّلِكَ وغیرہ

۵۔ زاء معجمہ میں دو جگہ تُرِيدُ زِّينَةَ (کہف) يَكَادُ زَّيْتُهَا (نور)

۶۔ سین مہملہ میں چار جگہ فِي الْأَصْفَادِ سَّرَابِيلُهُمْ۔ (ابراہیم) كَيْدُ سَّحِرٍ (طٰہٰ) عَدَدُ سِّنِينَ (مؤمنون) يَكَادُ سَّنَا (نور)

۷۔ شین معجمہ میں دو جگہ وَشَهِدُ شَّاهِدٌ (یوسف واحقاف)

۸۔ صاد مہملہ میں چار جگہ نَفْقِدُ صُّوَاعَ (یوسف) فِي الْمَهْدِ صَّبِيًّا (مریم) مِنْ بَعْدِ صَّلٰوةِ۔ (نور) فِي مَقْعَدِ صِّدْقٍ (قمر)

۹۔ ضاد معجمہ میں تین جگہ۔ مِنْ بَعْدِ ضَّرَّاءَ (یونس وفصلت) مِنْ بَعْدِ ضُّعْفٍ (روم)

۱۰۔ ظاء معجمہ میں بھی تین جگہ يُرِيدُ ظُّلْمًا (آل عمران وغافر) مِنْ بَعْدِ ظُّلْمِهِ (مائدہ)

اور اگر دال بعد از ساکن مفتوحہ ہو تو تا کے سوا باقی حرفوں میں اظہار کرتے ہیں جیسے بَعْدَ ثُبُوتِهَا۔ بَعْدَ ذَٰلِكَ۔ بَعْدَ ضَرَّاءَ۔ دَاوُدَ زَبُورًا۔ لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ۔ آلَ دَاوُدَ شُكْرًا۔ بَعْدَ ظُلْمِهِ۔ وغیرہ

---

[۱] محقق کی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تیرھویں کی نسبت سہواً چھوٹ گیا۔ مگر اب ہمارے پاس نو نسخے کے جو قدیم و جدید نسخے ہیں ان سب میں یہ لفظ موجود ہے۔ ممکن ہے کہ محقق کے نسخہ میں نہ ہو۔ ۱۲

Marfat.com

(۷) ذال معجمہ کا دو حرفوں میں تین جگہ سین میں دو فَاتَّخَذَ اور وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ (ہر دو کہف) اور صاد میں ایک مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً (جن)

(۸) راء مہملہ کا لام میں پچاسی جگہ بایں شرط ادغام کرتے ہیں کہ راء کا ما قبل متحرک ہو ورنہ راء مفتوح نہ ہو۔ جیسے يَغْفِرْ لِمَنْ۔ بِأَمْرِهِ لِتَقْضِيَ۔ سَخَّرَ لَكُمْ۔ بِالنَّهَارِ لَهُ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا۔ وغیرہ اور اگر راء مفتوحہ بعد از ساکن ہو جیسے وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا۔ وَالْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا۔ وَالْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ۔ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ۔ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ تو خفت فتح کی وجہ سے ادغام ممنوع ہے۔

(۹) سین مہملہ کا دو حرفوں میں ایک ایک جگہ زا میں وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (تکویر) اور شین میں وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا (مریم) میں بخلاف ادغام کیا ہے اور دونوں وجوہ صحیح ہیں ادغام اولیٰ ہے اور لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا میں بعد از ساکن فتح کی بنا پر بلا خلاف اظہار ہے۔

(۱۰) شین معجمہ کا سین میں ایک جگہ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا (اسراء) ہمارے طرق پر

---

۱ حضرت محقق نے ۴۰ بتلائے ہیں جستجو سے ۸۵ ملتے ہیں

۲ ابن حبش اپنے شیوخ سے بصری تک ابن شیطا قاضی ابو العلا اور ابن بشار دوری کے لیے۔ ابن جبیر یزیدی سے۔ ابو لیث شجاع سے۔ ابن واقد عباس سے الرَّأْسُ شَيْبًا کا اظہار روایت کرتے ہیں۔ اور باقی تمام اہل ادغام نے ادغام روایت کیا ہے۔ علامہ دانی نے ادغام پڑھا ہے اور کہتے ہیں "یزیدی و شجاع سے اکثر اہل ادا نے ادغام روایت کیا ہے۔ ابن مجاہد کا معمول تخییر تھی۔ خواہ ادغام پڑھو خواہ اظہار" شذائی کہتے ہیں "پہلے ابن مجاہد اظہار پڑھتے تھے۔ پھر ادغام اختیار کر لیا۔" شاطبی وغیرہ ائمہ نے علی الاطلاق دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

۳ علامہ دانی اور شاطبی نے الْعَرْشِ سَبِيلًا میں صرف ادغام روایت کیا ہے۔ محقق کہتے ہیں "عبداللہ اپنے والد یزیدی سے ابن شیطا اپنے تمام طرق سے۔ نہروانی ابن فرح کے طریقہ سے دوری کے لیے اور ابو الحسن ثغری دوری و سوسی دونوں سے صرف ادغام روایت کرتے ہیں۔ علامہ دانی نے یزیدی و شجاع کے تمام طرق سے ادغام پڑھا ہے۔ باقی رواۃ ادغام و اظہار بیان کرتے ہیں۔ شذائی نے بصری کے تمام طرق سے اظہار پڑھا ہے ابن مجاہد وغیرہ تفشی کی وجہ سے اظہار کو مختار کہتے ہیں۔ پھر محقق کہتے ہیں تفشی مانع ادغام نہیں کیونکہ سین میں صفات ہی پس تفشی زائد ہو گئی۔ اور دونوں وجہ صحیح ہیں۔" گو اظہار صحیح ہو مگر طرق تیسیر و شاطبیہ سے نہیں ہے۔ ۱۲

بلا خلاف ادغام ہی ماخوذ ہے۔

(۱۱) ضاد معجمہ کا شین میں لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ (نور) کے اندر بلا خلاف ادغام ہے سوسیؔ نے یزیدیؔ سے اسکو نصاً روایت کیا ہے اور وَالْاَرْضِ شَيْئًا اور وَالْاَرْضَ شَقًّا میں بعد از ساکن و فتح کی وجہ سے صرف اظہار مروی ہے۔

(۱۲) قاف معجمہ کا کاف میں گیارہ جگہ بایں شرط کہ قاف کا ماقبل متحرک ہو۔ جیسے خَلَقَ كُلَّ - يُنْفِقُ كَيْفَ اَنْطَقَ كُلَّ - اور اگر قاف کا ماقبل ساکن ہو جیسے وَفَوْقَ كُلِّ تو ادغام ممنوع ہے۔

(۱۳) کاف مہملہ کا قاف میں ۳۲ جگہ اسی شرط سے کہ کاف کا ماقبل متحرک ہو جیسے لَكَ قُصُورًا - ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ - يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ - كَذٰلِكَ قَالَ وغیرہ اور اگر کاف کا ماقبل ساکن ہو جیسے اِلَيْكَ قَالَ - وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ - وَتَرَكُوكَ قَائِمًا تو ادغام ممنوع ہے۔

(۱۴) لام مہملہ کا را میں چوراسی جگہ بایں شرط کہ لام کا ماقبل متحرک ہو ورنہ لام مفتوح نہ ہو جیسے جَعَلَ رَبُّكَ - اَنْزَلَ رَبُّكُمْ - كَمَثَلِ رِيْحٍ وغیرہ اور اگر بعد از ساکن لام مفتوح ہو جیسے فَيَقُولَ رَبِّ - رَسُولَ رَبِّهِمْ تو ادغام ممنوع ہے۔ مگر قَالَ کے لیے یہ قید نہیں اور وہ ۸۴ جگہ کثیر الدور ہونیکی وجہ سے بلا شرط مدغم ہوتا ہے جیسے قَالَ رَبِّ وَقَالَ رَجُلٌ وغیرہ۔

---

[1] ابن حبیبؒ دوری کیلئے اور ابن مجاہدؒ سوسی کیلئے اور ابن فرحؒ کے تمام طرق سوائے ادغام روایت کرتے ہیں نیز شجاعؒ آدمیؒ اور دیگران نے اپنے شیوخ سے زہریؒ نے ابو زیدؒ سے اور شجاعؒ و عباسؒ سوائے ادغام روایت کیا ہے۔ باقی رواۃ ادغام اظہار کہتے ہیں علامہ دانیؒ کہتے ہیں۔ دونوں میں نے ادغام پڑھا ہے اور مجھے ثابت ہوا ہے کہ ابن مجاہدؒ اسکا ادغام اسکو پڑھاتے تھے جو ماہر ہوتا تھا۔ ہمارے طرق بالاسمیں بھی ادغام بلا خلاف ہے۔ ۱۲

Marfat.com

(۱۵) نون معجمہ کا دو حرفوں۔ را میں پانچ جگہ اور لام میں ۷۳[۵۱] جگہ (کل ۷۸) بایں شرط ادغام کرتے ہیں کہ نون کا ماقبل متحرک ہو چنانچہ را میں وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ (اعراف) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ (ابراہیم) خَزَآئِنُ رَحْمَةِ (سر او ص) خَزَآئِنُ رَبِّكَ (طور) اور لام میں جیسے۔ تَبَيَّنَ لَهُمْ۔ تَبَيَّنَ لَهٗ۔ يَاْذَنَ لِيْ۔ اٰمَنَ لِمُوْسٰى۔ اٰذَنَ لَكُمْ وغیرہ اور اگر نون کا ماقبل ساکن ہو خواہ نون کسی حرکت سے متحرک ہو جیسے بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ۔ مُسْلِمَيْنِ لَكَ وغیرہ تو ادغام ممنوع ہے مگر نَحْنُ کے لیے یہ شرط نہیں وہ لام میں دس[۵۲] جگہ بلا شرط مدغم ہوتا ہے ابن جبیرؒ کے سوا یزیدیؒ کے تمام تلامذہ اسکو نصاً روایت کرتے ہیں۔

(۱۶) میم مہملہ کا با موحدہ میں انا سی[۵۳] جگہ توالی حرکات کی وجہ سے بایں شرط اخفاء مع غنہ کرتے ہیں کہ میم کا ماقبل متحرک ہو جیسے اٰدَمُ بِالْحَقِّ۔ اَعْلَمُ بِمَا فَاحْكُمْ بَيْنَكُمْ۔ كُلِّمَ بِهٖ۔ اَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ۔ مَرْيَمَ بُهْتَانًا وغیرہ اور اگر میم کا ماقبل ساکن ہو جیسے اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ۔ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ۔ اَلْيَوْمَ بِجَالُوْتَ۔ تو یہ سکون و اخفا ممنوع ہیں۔ اس اخفاء میم کو شامل کر کے متقاربین کی ادغام کی کل تعداد پانسو چھپن[۵۴] ہو جاتی ہے۔

طلباء یہ یاد رکھیں کہ اس اخفاء میم کا باب ادغام میں مجازاً ذکر ہوتا ہے کیونکہ اسیں

---

[۵۱] نشر میں ۶۳ درج ہیں جو یقیناً کتابت کی غلطی اور ناقلین کا تصرف ہے جنہوں نے ثلثہ وسبعون کی جگہ ثلثہ وستون لکھدیا۔ ۱۲

[۵۲] نَحْنُ لَهٗ بقرہ ۴ آل عمران ۱۔ مُؤْمِنُوْنَ ۱۔ عنکبوت ۱۔ نَحْنُ لَكَ۔ اعراف۔ ہود۔ نَحْنُ لَكُمَا۔ یونس متاخرین میں سے بعض حضرات لزوم ضمہ کو اور بعض تکرار نون کو اور بعض کثیر الدور ہونے کو ادغام کا سبب بتلاتے ہیں ۱۲

[۵۳] محقق رحمہ اللہ کہتے ہیں ۷۸ محقق تور بن شیطاء ۷۶ بتاتے ہیں غالباً آخر اختلافی کلمات اور بَيَّتَ طَآئِفَةٌ کو شامل نہیں کیا اور اگر یہ داخل شمار ہیں تو یہ تعداد صحیح نہیں اور نہ اس مجموعی میزان سے ملتی ہے جو محقق وغیرہ نے بیان کی ہے۔

ادغام کی تعریف صادق نہیں آتی اور نہ اہلِ ادا میں سے کوئی اسکے ادغام کا قائل ہے۔ بلکہ یہ ادغام کے سوا ایک اور مستقل مسئلہ ہے جو باب الادغام کے آخر میں تبعاً بیان کیا جاتا ہے اور اس میم کا اسطرح اظہار جائز نہیں کہ جس طرح میم اصلیہ ساکنہ میں بعض اہل ادا کرتے ہیں۔

علامہ دانیؒ تیسیر جامع البیان وغیرہ میں کہتے ہیں "ادغام کبیر بمذہب ابن مجاہدؒ ۔ بارہ ۱۲۷۳ سو تہتر اور ہماری قراءۃ پر تیرہ سو پانچ ہیں تیئیس کلمات میں اختلاف ہے" محققؒ کہتے ہیں "اسمیں نظر ہے کیونکہ ابن مجاہدؒ نے صرف اٹھائیس ۲۸ کلمات میں اختلاف کیا ہے مثلین میں سے بیس ۲۰ حرف میں (یَبْتَغِ غَیْرَ۔ یَخْلُ لَکُمْ وَإِنْ یَّكُ كَاذِبًا ۔ اٰلَ لُوطٍ جِئْتِ هُوَ مضموم الہاء تیرہ) اور متقاربین میں سے آٹھ کلمات میں (طَلَّقَكُنَّ الزَّکٰوۃَ ثُمَّ ۔ التَّوْرٰىةَ ثُمَّ ۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى دو جگہ جِئْتِ شَيْئًا ۔ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ ۔ اور الرَّاْسُ شَيْبًا) پس اُنکے نزدیک ادغام بارہ سو ستر ۱۲۷۰ ہیں" پھر کہتے ہیں "بسم اللہ نہ پڑھنے کی حالت میں برتقدیرِ وصل بشمول آخر قدر تیرہ سو چار ۱۳۰۴ اور سکتہ پر ایک کم اور بسم اللہ کے ساتھ آخر رعد و ابراہیم کو شامل کر کے ایک زیادہ ہے" لیکن حق وہ ہے جو علامہ دانیؒ نے بیان کیا۔ اٹھائیس کلمات مندرجہ بالا کے علاوہ چار اور کلمات (زُحْزِحَ عَنِ ۔ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ ۔ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ ۔ الْعَرْشِ سَبِيْلًا) میں بھی ابن مجاہدؒ وغیرہ نے اختلاف کیا ہے اگرچہ انمیں اظہار کی وجہ آلؔ اور ھُوَ کے مانند طرق تیسیر سے نہیں پس انکو ملا کر مختلف فیہ بتیس ۳۲ ہو جاتے ہیں۔ اور بسم اللہ کے بغیر آخر قدر کو شامل کر کے وصلاً ادغام تیرہ سو پانچ ہیں (از مثلین ایک کلمہ میں دو اور دو کلمات میں سات سو اڑتالیس ۷۴۸ کل سات سو پچاس ۷۵۰ اور از متقاربین ایک کلمہ میں اڑتیس ۳۸ اور دو کلمات میں پانسو سترہ ۵۱۷ کل پانسو پچپن) سکتہ پر ایک کم ہے اور جو حضرات بصریؒ کے لیئے بسم اللہ پڑھتے ہیں انکے واسطے

ایک زیادہ ہے کیونکہ بسم اللہ پر آخر قدر کا ادغام خارج ہو جائیگا۔

تنبیہ۔ بیّنت طائفۃ میں دوری و حمزہ اور والصّٰفّٰت صفّا۔ فالزّٰجرٰت زجرًا۔ فالتّٰلیٰت ذکرًا۔ (ہر سہ صٰفّٰت) والذّٰریٰت ذروًا چاروں کے ادغام میں حمزہ۔ فالملقیٰت ذکرًا (مرسلٰت) اور فالمغیرٰت صبحًا (عٰدیٰت) میں خلاد بخلاف شریک ہیں۔ شیخ ابوالفتح خلادؒ کے لیئے دونوں جگہ ادغام روایت کرتے ہیں۔ علامہ دانیؒ نے آپ سے ادغام ہی پڑھا ہے یہی ابن مہرانؒ کی روایت ہے۔ باقی حضرات اظہار روایت کرتے ہیں شاطبیؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

مسئلہ۔ دو کلمات میں وصلاً ادغام ہوتا ہے۔ اگر پہلی کلمہ پر وقف کر دیا جائے تو ادغام ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ سکونِ ادغام سکونِ وقف کیطرح عارضی ہے۔ لہٰذا مانع امالہ نہیں جیسے الابرار لفی۔ والنہار لاٰیٰت وغیرہ میں۔ مزید توضیح باب الامالہ میں آئیگی۔

مسئلہ۔ جن کلمات میں حرف مدغم سے قبل مدہ یا لین پایا جائے جیسے الرّحیم مّٰلک قال لّھم۔ یقول رّبّنا۔ قوم مّوسٰی۔ کیف فّعل تو سکون وقف کی طرح طول توسط۔ اور قصر جائز ہیں (اشباع یعنی طول افضل ہے)

مسئلہ۔ ادغام میں حسب اقتضاء حرکت مدغم کی حرکت کا روم و اشمام سے اشارہ جائز ہی یزیدیؒ اور شجاعؒ کہتے ہیں۔ بصریؒ جب کسی مرفوع یا مجرور حرف کا مثل یا متقارب میں ادغام کرتے تھے خواہ اُس سے قبل متحرک ہو یا ساکن تو اسکی حرکت کی جانب اشارہ کرتے تھے“

۱؎ حمزہ اور خلادؒ کے لیئے ان ساتوں کلمات میں تا بسکون لازم ساکنہ ہی اسلیئے پہلے کلمہ کے سوا سب جگہ انکے لیئے مد لازم ہے اور توسط و قصر جائز نہیں اور نہ روم درست ہے۔

ابن مجاہدؒ اسکو روم قرار دیتے ہیں اور ابن شنبوذؒ اشمام۔ علامہ دانی کہتے ہیں "ہمارے نزدیک روم و اشمام دونوں سے اشارہ ہو سکتا ہے اور روم بیان حرکت کے لیئے زیادہ موزوں ہے کیونکہ اسکا اثر سماع پر ہوتا ہے مگر روم کیساتھ ادغام صحیح اور تشدید تام ناممکن ہے۔ اور اشمام کیساتھ ادغام محض صحیح ہے کیونکہ وہ بلا صوت عضو کا عمل ہے جس کا سامعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مخفوض میں اشمام ممکن نہیں کیونکہ عضو اشمام خفض سے بُعدِ تام رکھتا ہے" محقق کہتے ہیں "دانیؒ کی تصریح حق و صواب ہے اور اسکی تائید قراء سبعہ کی قراءۃ متواترہ لَا تَاْمَنَّا (یوسف) سے ہی ہوتی ہے اور بیشک روم کے ساتھ ادغام صحیح ناممکن ہے کیونکہ وہ بعض حصہ حرکت کا نطق ہے۔ لہٰذا وہ ادغام و اظہار کے سوا ایک اور مذہب ہے اور اشمام کیساتھ ادغام ممکن ہے۔ علامہ دانیؒ وغیرہ ائمہ نے با کے ادغام کو جو با اور میم میں ہوتا ہے اور میم کے ادغام و اخفا کو جو میم اور با میں کیا جاتا ہے شفوی ہونیکی بنا پر اشارہ سے مستثنیٰ رکھا ہے[ل]۔

مسئلہ۔ بصریؒ کے لیئے باجماع ناقلین قاف کا کاف میں ادغام کامل ہوتا ہے اور اسمیں اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ کیطرح القاء صفت استعلا کا کوئی قائل نہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "نص و ادا سے یہی ثابت ہے ہمنے اسی طرح پڑھا اور پڑھاتے ہیں اور کسی کو نہیں جانتے جس نے اسکی مخالفت کی ہو"

فائدہ۔ اگر مدغم سے قبل کوئی حرف صحیح ساکن ہو جیسے شَهْرُ رَمَضَانَ

[ل] حافظ ابو شامہؒ وغیرہ کہتے ہیں "اشمام کیساتھ اشارہ متعذر کیونکہ یہ دونوں حرف انطباق شفتین سے نکلتے ہیں اور اشمام مصطلح میں انطباق باقی نہیں رہتا مگر روم متعذر نہیں" ملا علیؒ کہتے ہیں "اگر شاطبیؒ یوں کہتے۔ وَاَشْمِمْ بِغَيْرِ الْمِيْمِ وَالْبَا كِلَيْهِمَا + مَعَ الْمِيْمِ اَوْ بَاءٍ وَرُمْ مُتَاَمِّلَا۔ تو بہتر تھا یہی حق و صواب ہے۔

الرُّعْبَ بِمَا - الْعِلْمِ مَا زَادَتْهُ هٰذِهٖ - الْعَفْوَ وَأْمُرْ - فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ - مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ - مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ - فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا تو شاطبیؒ وغیرہ اکثر متاخرین نے ادغام کے بجائے اخفا[1] کہا ہے اور صحیح ساکن کے بعد ادغام دشوار بتایا ہے کیونکہ ادغام محض سے اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ ہو جاتا ہے اور تمام متقدمین ادغام کہتے ہیں۔ یہی دانیؒ کا مسلک ہے۔ محققؒ دونوں مذاہب کی تصحیح کرتے ہوئے کہتے ہیں "ادغام صحیح پر ائمہ متقدمین کی نصوص اور جمہور اہل ادا کے اشارات جمع ہیں" سید کہتے ہیں "ہم نے ادغام محض پڑھا ہے اور یہی حق ہے جسمیں کوئی شبہ نہیں اور یہی ہمارے مغربی اور مشرقی شیوخ کا عمل ہے تحقیق یہ ہے کہ اگر اس اخفاء سے وہ اشارہ مراد ہے جو اوپر بیان ہوا تو وہ ایک حقیقت مسلمہ اور درست ہے۔ مگر اسمیں ماقبل کے ساکن ہونیکی کوئی شرط نہیں اور جہاں وہ اشارہ جائز ہے وہاں ادغام محض بھی صحیح ہے اور اگر اس سے یہ مقصد ہے کہ حرف صحیح ساکن کے بعد ادغام محض جائز نہیں تو یہ باطل ہے۔

حضرت شاطبیؒ کی عادت ہے کہ وہ قراء کا مسلک بتانے کے بعد بعض نحاۃ کا مذہب بیان کیا کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔ مگر تعجب ہے کہ محققؒ نے اس مسئلہ پر اپنے رنگ میں کچھ نہیں لکھا + یہ واقعہ ہے کہ اہل ادا کے نزدیک نہ صرف وقف وادغام میں بلکہ وصل میں بھی اجتماع ساکنین جائز ہے جسکو انہوں نے بذریعہ ثقات افصح العرب والعجم نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتراً اخذ کیا ہے۔ چنانچہ نِعِمَّا۔ اور فَمَا اسْطَّٰعُوا وغیرہ میں اور جو امر وصلاً جائز ہو وہ ادغام میں بدرجہ اولیٰ جائز ہے کیونکہ سکونِ ادغام سکونِ وقف کے مانند عارضی ہے۔ اسکے علاوہ اہل ادا اصول نحاۃ کے پابند نہیں نقل صحیح کے تابع

[1] یہاں اخفاء سے اختلاس حرکت مراد ہے جو ادغام اور حرکت کے مابین ایک حالت ہوتی ہے ۱۲

Marfat.com

ہیں۔ چنانچہ اوپر بیان ہوا۔

علامہ ابن حاجبؒ قرا اور نحاۃ کی مذاہب کا تعارض نقل کر کے کہتے ہیں ”نحاۃ کا قول اجماع کے بعد حجت ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ قرا کی ایک جماعت اکابر نحاۃ میں سی ہے لہذا انکی مخالفت کی حالت میں نحاۃ کا اجماع حجت نہیں اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ قراء میں سے کوئی نحوی نہیں تب بھی یہ مسلمہ ہے کہ نقل لغت میں وہ شریک ہیں۔ اب بھی اُن کے بغیر اجماع حجت نہیں۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا تو قراء کے قول پر اعتماد اولی ہے کیونکہ وہ اُس ذات سے نقل کرتے ہیں جو غلطی سے معصوم ہے اور نیز اس لیئے کہ قراءۃ تواتراً منقول ہے اور نحوی جو کچھ نقل کرتے ہیں وہ احادیث لیا گیا ہے اور اگر کوئی قراءۃ متواترہ نہ بھی ہو تب بھی قرا کیطرف رجوع اولی ہے کیونکہ وہ عادل تر اور اکثر ہیں“ جزاہ اللہ خیراً۔

امام فخرالدین رازیؒ کہتے ہیں ”مجھے نحاۃ کی عقل پر تعجب ہوتا ہے کہ جب انہیں سے کسیکو کسی شاعر کا شعر ملتا ہے خواہ اسکا قائل مجہول ہو تو اسکو صحت قراءۃ کی دلیل قرار دیتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ لازم یہ تھا کہ قراءۃ کو اسکی صحت کی دلیل ٹھیراتا“

ملا علیؒ کہتے ہیں ”ادغام میں وقف کیطرح بوجہ عارض ہونیکے اجتماع ساکنین جائز ہے اور قراۃ متواترہ پر طعن کرنیوالیکا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اس سے وہ خود مطعون اور از جملہ کفرۃ و فجرہ ہوجاتا ہے“ ماحصل یہ ہے کہ بعد از ساکن صحیح ادغام محض صحیح و ثابت جملہ متقدمین کا مذہب اور ہمارے تمام شیوخ کا معمول ہے۔

تکمیل۔ اس باب کے متعلق چار کلمات اور ہیں جنہیں متحرک کا ادغام کیا گیا ہے اور بصری کیساتھ مخصوص نہیں ہے۔

اول۔ لَا تَأْمَنَّا دیوسف م اسکے ادغام پر اجماع ہے۔ مگر ائمہ سبعہ میں سے کسی کا

Marfat.com

مذہب ادغام محض نہیں ہے۔ بلکہ سب ادغام کے ساتھ روم یا اشمام کرتے ہیں۔ دانیؒ اور شاطبیؒ نے روم کو ترجیح دی ہے چنانچہ دانیؒ کہتے ہیں "اکثر علمار قراءۃ ونحاۃ روم کی جانب گئے ہیں۔ میں بھی اسی کو مختار سمجھتا ہوں۔ یہی یزیدیؒ۔ ابو حاتمؒ۔ ابن مجاہدؒ۔ ابن عبدالواحدؒ۔ ابوبکر بن اشتہؒ وغیرہ اجل علمار کی رائے ہے۔ اور یہی بطریق ورشؒ نافعؒ سے منصوص ہے"۔ ان کے سوا اکثر مصنفین اشمام کہتے ہیں۔ دانیؒ نے اشمام بیان نہیں کیا شاطبیؒ نے بعض کا مذہب بتایا ہے۔ محققؒ کے نزدیک اشمام مختار ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں "میں اسی کو مختار جانتا ہوں کیونکہ اشمام حقیقت ادغام سے زیادہ قریب۔ رسم کے موافق اور اصبہانیؒ سے منصوص ہے" دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ عام حفاظ اس کلمہ میں ادغام محض پڑھتے ہیں۔ وہ ابوجعفرؒ کی قراءۃ ہے۔

دوم۔ مَا مَكَّنِّيْ (کہف) اسمیں غیر ابن کثیرؒ ادغام کرتے ہیں۔

سوم۔ اَتُمِدُّوْنَنِيْ (نمل) اسمیں صرف حمزہؒ ادغام کرتے ہیں۔

چہارم۔ اَتَعِدَانِنِيْ (احقاف) میں فقط ہشامؒ ادغام کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

باب پنجم ادغام صغیر

ادغام صغیر جائز مختلف فیہ تین سو سولہ[۳۱۶] جگہ واقع ہوا ہے۔ حضرات شیوخ اسکو دو فصلوں میں بیان کرتے ہیں اسی طرح ہم درج کرتے ہیں۔

فصل اول تاء تانیث متصل بفعل دال قد ذال اذ اور لام بل و ہل کے[۱] ادغام میں (۲۴۶ جگہ)

قالونؒ۔ مکیؒ اور عاصمؒ نے ان کا ادغام کہیں نہیں کیا۔ باقی حضرات میں سے بعض چند جگہ اور بعض اکثر جگہ ادغام کرتے ہیں۔ ہم چاروں کے مدغم فیہ اور قلیل الوقوع مواقع ادغام بالاستیعاب اور کثیر الدور کی مثالیں جدا جدا درج کر کے ادغام کرنیوالے حضرات کا مذہب بتاتے ہیں۔ باقی ائمہ وروات کے لیئے اظہار تصور کرنا چاہیئے۔

اول۔ تاء تانیث متصل بفعل چھ حرفوں۔ ثا جیم۔ زا۔ سین۔ صاد۔ اور ظاء میں چھبیس[۲۶] جگہ مدغم ہوتی ہے۔

۱۔ ثاء مثلثہ میں چھ جگہ۔ رَحُبَتْ ثُمَّ (توبہ) بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (ہود) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ (شعراء۔ قمر۔ حاقہ۔ شمس۔)

۲۔ جیم معجمہ میں صرف دو جگہ نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ (نساء) وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا (حج)

۳۔ زاء معجمہ میں فقط ایک جگہ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔ (اسراء)

۴۔ سین مہملہ میں بارہ جگہ جیسے اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ۔ اَنْبَتَتْ سَبْعَ۔ اَقَلَّتْ سَحَابًا۔ مَضَتْ سُنَّتُ۔

---

[۱] چاروں کے مجموعی مدغم فیہ۔ تا۔ ثا۔ جیم۔ دال۔ ذال۔ زا۔ سین۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ اور نون تیرہ ہیں مگر کوئی آٹھ سے زیادہ اور چھ سے کم میں مدغم نہیں ہوتا۔

Marfat.com

۵۔ صاد مہملہ میں دو جگہ حَصِرَتْ صُّدُوْرُهُمْ (نساء) لَهُدِّمَتْ صَّوَامِعُ (حج)

۶۔ ظاء معجمہ میں تین جگہ حُرِّمَتْ ظُّهُوْرُهَا ۔ حَمَلَتْ ظُّهُوْرُهُمَا (ہر دو انعام) كَانَتْ ظَّلِمَةً (انبیاء)

بصری و حمزہ و کسائی سب جگہ شامی ثا۔ صاد اور ظاء میں اور ورش بطریق ازرق صرف ظاء میں ادغام کرتے ہیں مگر ہشام نے صاد کے اندر سورۃ نساء میں ادغام اور سورۃ حج میں اظہار کیا ہے باجماع طرق یہی مروی ہے۔

شاطبی نے وَجَبَتْ جُّنُوْبُهَا (حج) میں ابن ذکوان کے لیئے ادغام بخلاف بیان کیا ہے جو تیسیر و طرق تیسیر کے خلاف ہے پڑھا نہیں جاتا۔ محقق کہتے ہیں "اہمیں ابن ذکوان کے لیئے ادغام کی وجہ بیان کرنے میں شاطبی متفرد ہیں طرق شاطبیہ پر صرف اظہار پڑھا جائیگا"

دوم دال قد آٹھ حرفوں۔ جیم۔ ذال۔ زا سین شین۔ صاد۔ ضاد۔ اور ظاء میں اٹھانوے ۹۸ جگہ مدغم ہوتی ہے۔

۱۔ جیم معجمہ میں چھپن جگہ جیسے وَلَقَدْ جَّاءَ۔ قَدْ جَّمَعُوْا۔ وَلَقَدْ جِّئْتُمُوْنَا۔ فَقَدْ جَّعَلْنَا وغیرہ۔

۲۔ ذال معجمہ میں صرف ایک جگہ۔ وَلَقَدْ ذَّرَأْنَا (اعراف)

سلہ دانی جامع البیان میں کہتے ہیں "ابن الاخرم۔ ابن ابی داؤد۔ ابن ابی حمزہ۔ نقاش اور ابن شنبوذ اخفش سے وہ ابن ذکوان سے وَجَبَتْ جُّنُوْبُهَا میں صرف اظہار روایت کرتے ہیں اور یہی محمد بن یونس کی ابن ذکوان سے روایت ہے البتہ ابن مرشد۔ ابو طاہر۔ اور ابن عبدالرزاق وغیرہ نے اخفش سے ابن ذکوان کے لیئے نَضِجَتْ جُّلُوْدُهُمْ میں اظہار اور وَجَبَتْ جُّنُوْبُهَا میں ادغام روایت کیا ہے اور شیخ ابوالفتح نے اپنی قرات از شیخ عبدالباقی کی بنا پر ہشام کے لیئے مجھ سے یہی روایت بیان کی ہے۔ محقق اسکو نقل کرکے کہتے ہیں "دانی نے ابوالفتح سے ہشام کے لیئے ادغام نقل کیا ہے اور وہ بھی دیگر طرق سے لہذا اسکا ابن ذکوان کے لیئے کیا فائدہ ہو سکتا ہے" اسکے بعد محقق کہتے ہیں "اور میں نے ابوالفتح کی کتاب میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے ہشام کے لیئے ادغام اور ابن ذکوان کے لیئے اظہار لکھا ہے"

۴۔ زاء معجمہ میں بھی ایک جگہ۔ وَلَقَدْ زَّیَّنَّا (ملک)

۴۔ سین مہملہ میں گیارہ جگہ۔ جیسے لَقَدْ سَّمِعَ۔ قَدْ سَّلَفَ۔ فَقَدْ سَّاَلُوا۔ قَدْ سَّاَلَهَا وغیرہ۔

۵۔ شین معجمہ میں ایک جگہ قَدْ شَّغَفَهَا (یوسف)

۶۔ صاد مہملہ میں گیارہ جگہ جیسے وَلَقَدْ صَّدَقَكُمُ۔ قَدْ صَّدَقْتَنَا۔ وَلَقَدْ صَّرَّفْنَا قَدْ صَّدَّقْتَ وغیرہ۔

۷۔ ضاد معجمہ میں چودہ جگہ جیسے فَقَدْ ضَّلَّ۔ قَدْ ضَّلُّوا۔ وَلَقَدْ ضَّرَبْنَا وغیرہ۔

۸۔ ظاء معجمہ میں تین جگہ فَقَدْ ظَّلَمَ۔ (بقرہ۔ طلاق) لَقَدْ ظَّلَمَكَ (ص)

بصری و ہشام و حمزہ و کسائی سب جگہ ابن ذکوان ۔ ذال۔ ضاد۔ ظاء میں اور زا میں بخلاف اور ورش ضاد اور ظا میں ادغام کرتے ہیں۔ مگر ہشام ظاء کے اندر سورہ ص میں صرف اظہار پڑھا ہے۔ ہمارے طرق پر یہی روایت ہے اور یہی ماخوذ و معمول اور صحیح ہے۔

دوم۔ ذال اذ چھ حرفوں تا۔ جیم۔ دال۔ زا۔ سین اور صاد میں سینتالیس جگہ مدغم ہوئے

۱۔ تاء فوقانیہ میں انیس جگہ جیسے اِذْ تَّبَرَّاَ۔ اِذْ تَّقُوْلُ۔ اِذْ تُّصْعِدُوْنَ۔ اِذْ تَّخْلُقُ۔ اِذْ تَّاَذَّنَ۔ وغیرہ۔

۲۔ جیم معجمہ میں بھی انیس جگہ جیسے اِذْ جَّعَلَ۔ اِذْ جِّئْتَ۔ اِذْ جَّآءَ۔ اِذْ جَّآءُوا۔ اِذْ جَّآءَتْهُمُ۔ وغیرہ۔

۳۔ دال مہملہ میں چار جگہ۔ اِذْ دَّخَلُوْا۔ (حجر۔ ص۔ ذریت) اِذْ دَّخَلْتَ (کہف)

۴۔ زاء معجمہ میں دو جگہ وَاِذْ زَّيَّنَ (انفال) وَاِذْ زَّاغَتْ (احزاب)

۵۔ سین مہملہ میں بھی دو جگہ۔ اِذْ سَّمِعْتُمُوْهُ (نور ۲)

۶۔ صاد مہملہ میں صرف ایک جگہ وَاِذْ صَّرَفْنَا (احقاف)

بصریؒ و ہشامؒ سب جگہ خلّادؒ و کسائیؒ جیم کے سوا اور سب جگہ۔ خلفؒ تا و دال میں اور ابن ذکوانؒ صرف دال میں ادغام کرتے ہیں۔

چہارم لام ھَلْ[1] تین حرفوں تا ثا اور نون میں پندرہ جگہ اور لام بَلْ سات حرفوں تا۔ زا سین۔ ضاد۔ طا ظا۔ اور نون میں اٹھارہ جگہ مدغم ہوتا ہے دونوں کے مدغم فیہ مجموعی طور پر آٹھ اور کل مواقع ادغام تینتیس ۳۳ ہیں۔

۱۔ تا میں لام ھَلْ نو جگہ جیسے ھَلْ تَّنْقِمُوْنَ اور ھَلْ تَّسْتَطِيْعُ وغیرہ اور لام بل چار جگہ بَلْ تَّاْتِيْهِمْ (انبیاء) بَلْ تَّحْسُدُوْنَنَا (فتح) بَلْ تُّكَذِّبُوْنَ (انفطار) بَلْ تُّؤْثِرُوْنَ (اعلیٰ) جملہ تیرہ ۱۳ ہیں۔

۲۔ ثاء مثلثہ میں صرف ایک جگہ ھَلْ ثُّوِّبَ (تطفیف)

۳۔ زاء معجمہ میں دو جگہ بَلْ زُّيِّنَ (رعد) بَلْ زَّعَمْتُمْ (کہف)

۴۔ سین مہملہ میں بھی دو جگہ بَلْ سَّوَّلَتْ (یوسف دو)

۵-۶-۷۔ ضاد معجمہ طاء مہملہ اور ظاء معجمہ میں ایک ایک جگہ بَلْ ضَّلُّوْا (احقاف) بَلْ طَّبَعَ (نساء) بَلْ ظَّنَنْتُمْ (فتح)

۸۔ نون معجمہ میں لام ہل پانچ جگہ فَهَلْ نَّجْعَلُ۔ ھَلْ نُّنَبِّئُكُمْ (دہر و کہف) ھَلْ نَّحْنُ (شعراء) ھَلْ نُّجٰزِیْ اور ھَلْ نَدُلُّكُمْ (دہر و سباء) اور لام بل سات جگہ

---

[1] تیسیر و شاطبیہ سے بظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ ہل اور بل میں سے ہر ایک آٹھوں حروف میں مدغم ہوتا ہے لیکن وجہ یہ نہیں۔ تاء اور نون سے قبل دونوں ثا سے قبل صرف ھل اور باقی پانچ حروف سے قبل صرف بل واقع ہوا ہے۔ حافظ ابو شامہؒ نے اسی مضمون کو مستقل طور پر نظم کیا ہے۔ اَلَا بَلْ وَھَلْ تَرْوِیْ ثَنَا ظَعْنِ زَیْنَبٍ ❊ سَمِیْرَ نَوَاهَا طَلْحَ ضُرٍّ وَمُبْتَلَا

جیسے بَلْ نَتَّبِعُ ۔ بَلْ ظَنَنْتُمْ ۔ بَلْ نَحْنُ وغیرہ جملہ بارہ[۱۲] ہیں۔

کسائیؒ سب جگہ ہشامؒ ضاد و نون کے سوا سب جگہ ۔ حمزہؒ تا و ثا ۔ اور سین میں نیز خلادؒ طا میں بخلاف[۵۱] اور بصریؒ تا میں صرف دو جگہ هَلْ تَرٰى (ملک وحاقہ) میں ادغام کرتے ہیں مگر ہشامؒ نے اَمْ هَلْ تَسْتَوِي (رعد) کو ہمارے طرق پر بلا خلاف مستثنیٰ کرکے باظہار پڑھا ہے یہی معمول و ماخوذ ہے۔

فصل دوم دیگر آٹھ[۸] قریب المخرج حروف کے ادغام میں (جو سولہ کلمات میں ایک سو بارہ[۱۱۲] جگہ ہوتا ہے)

اول ۔ بارموحدہ مجزوم کا فا میں پانچ جگہ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ (نساء) وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ (رعد) قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ (اسرا) فَاذْهَبْ فَاِنَّ (طٰہٰ) وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ (حجرات) بصریؒ خلادؒ اور کسائیؒ ادغام کرتے ہیں مگر حجرات میں خلادؒ کو خلاف ہے۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں حرمی۔ شامیؒ۔ عاصمؒ اور خلفؒ کا مذہب اظہار ہے۔

دوم ۔ بار يُعَذِّبُ کا میم مَنْ يَّشَآءُ (بقرہ) میں قالونؒ ۔ بصریؒ ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ بلا خلاف اور مکیؒ بخلاف ادغام کرتے ہیں۔ مکیؒ کے لیئے ادغام کی وجہ اگرچہ طریقہ کے

---

۵۱ ۔ دانیؒ نے شیخ ابوالحسنؒ سے اظہار پڑھا ہے ۔ یہی جمہور کا مذہب ہے۔ اور شیخ ابوالفتحؒ سے ادغام پڑھا اور اسی کو اختیار کر رکھا تھا ۔ ابن مجاہدؒ اپنے شیوخ کے واسطے سے سلیمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص امام حمزہؒ سے بَلْ طَبَعَ میں اظہار پڑھتا تھا ۔ تو اسکو جائز رکھتے تھے اور اگر کوئی ادغام پڑھتا تھا تو اسکو منع نہیں کرتے تھے " یہی دوسری سلیمؒ سے عیسےٰؒ اور عجلیؒ امام حمزہؒ سے نقل کرتے ہیں ۔ محقق اسکو نقل کرکے کہتے ہیں وہ اس سے ثابت ہے کہ حمزہؒ سے دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر اظہار زیادہ مشہور ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ خلفؒ کے لیے صرف اظہار اور خلادؒ کے لیئے دونوں وجہ معمول ہیں

۵۲ ہادی ۔ ہدایہ تذکرہ ۔ تبصرہ ۔ تیسیر ۔ شاطبیہ ۔ کافی تلخیص مستنیر ۔ اور فاتیہ میں صرف اظہار درج ہے ۔ لیکن جامع البیان تجرید اور کفایۃ میں ادغام بیان کیا ہے ۔ ۵۳ حضرت محققؒ نے يَلْهَثْ ذٰلِكَ کو شامل کرکے سترہ بتائے ہیں لیکن اس باب میں حروف قریب المخرج کا ادغام جائز بیان کرنا مقصود ہے اور یہ کلمہ متجانسین سے تعلق رکھتا ہے اسی وجہ سے ہم نے اسکو ادغام

Marfat.com

خلاف ہے مگر مشہور و صحیح اور جمہور کا مذہب ہے۔ محقق کہتے ہیں "تنبیر میں دونوں وجوہ اسی لیئے بیان کی گئی ہیں کہ روایت اور مشہور جمع ہو جائیں اور یہ اُن مواقع میں سے ہے جہاں دانی طریقہ سے نکل گئے اور شاطبی نے باتباع تیسیر ادغام بیان کیا ہے دونوں وجوہ صحیح اور ماخوذ ہیں"۔ ورش اظہار کرتے ہیں۔

سوم۔ نیز با کا میم میں یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا کے اندر (ہود میں) قنبل۔ بصری۔ عاصم اور کسائی۔ بلا خلاف اور قالون و بزی و خلاد تینوں بخلاف با کا میم میں ادغام کرتے ہیں ان کے لیئے دونوں وجوہ صحیح و مشہور ہیں اور ہمارے طریقہ پر قنبل و عاصم کیلئے ادغام بلا خلاف معمول ہے۔ ورش شامی اور خلف اظہار کرتے ہیں۔

چہارم۔ ثا مثلثہ کا تا فوقانیہ میں چودہ جگہ لَبِثْتُ اور لَبِثْتُمْ کے اندر خواہ کسیطرح آئے۔ بصری۔ شامی۔ حمزہ اور کسائی ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات باظہار پڑھتے ہیں۔

۱؎ تذکرہ تبصرہ۔ کافی عنوان اور تلخیص العبارات میں مکی کے لیئے۔ ارشاد مستنیر کامل غایۃ حافظ ابو العلاء اور کفایہ سبط الخیاط میں قنبل کیلئے بجمیع طرق اور ہادی اور ہدایہ میں بزی کیلئے بجمیع طرق اور مستنیر مبہج میں بطریق ابی ربیعہ عن بزی کے لیئے اور ارشاد و کفایہ کبری قلانسی اور مبہج میں بطریق ابن مجاہد قنبل کے لیئے صرف ادغام بیان کیا ہے۔ یہی ابن الحباب اور ابن بنان کا طریقہ ہے مگر نقاش عن ابو ربیعہ و بزی سے اور سامری و ابن مجاہد نے قنبل سے اظہار روایت کیا ہے۔ دانی جامع البیان میں کہتے ہیں میں نے نقاش وابو ربیعہ کے طریقہ سے بزی کیلئے اور ابن مجاہد کے طریقہ سے قنبل کے لیئے صرف اظہار پڑھا ہے۔ تیسیر و شاطبیہ میں یہ دونوں روایتیں انھیں طرق کی بیان ہوئی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ادغام طریقہ کے خلاف ہے لیکن مشہور و ماخوذ ہے۔ ۱۲

۲؎ شامی و عاصم مرفوع پڑھتے ہیں۔ لہٰذا وہ قاعدہ میں داخل نہیں ہیں۔

۳؎ بصری و کسائی کے لیئے ادغام پر اجماع ہے۔ مکی کے لیئے ابو محمد مکی ابو عبداللہ قیروانی۔ مہدوی۔ ابن شریح۔ ابن بلیمہ۔ صاحب عنوان اور جمہور مغربی شیوخ نے ادغام روایت کیا ہے اور نقاش اپنے تمام طرق سے بزی کے لیئے اظہار روایت کرتے ہیں۔ اکثر اہل ادا قنبل کے لیئے بطریق ابن مجاہد ادغام اور بطریق ابن شنبوذ اظہار روایت کرتے ہیں۔ محقق کہتے ہیں "ابن کثیر کے لیئے دونوں وجوہ صحیح ہیں"۔ نتیجہ یہ ہے کہ قنبل کے لیئے ہمارے طریقہ سے صرف ادغام اور بزی کے لیئے دونوں وجوہ ہیں عاصم کے لیئے ہبی علیمی او عمرو بن صباح نے اظہار روایت کیا ہے مگر ہمارے طرق پر صرف ادغام ہے۔ قالون کے لیئے جمہور ائمہ نے ادغام بیان کیا ہے۔ دانی نے ابو الحسن سے ادغام اور ابو الفتح سے اظہار پڑھا ہے۔ حافظ ابو العلاء اور سبط الخیاط وغیرہ نے ابو نشیط کے لیئے ادغام اور حلوانی کے لیئے اظہار بیان کیا ہے دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ خلاد کے لیئے اکثر حضرات اظہار کہتے ہیں۔ دانی نے ابو الحسن سے اظہار اور ابو الفتح سے ادغام پڑھا ہے اور متعدد ائمہ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ دونوں صحیح ہیں۔

Marfat.com

پنجم۔ ایضاً تا کا تا میں اُوْرِثْتُمُوْهَا (اعراف وزخرف) کے اندر دونوں جگہ بصریؒ ہشامؒ حمزہؒ اور کسائیؒ ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات باظہار پڑھتے۔ اسمیں اور مقدم الذکر میں فرق ہے کہ وہاں ابن ذکوانؒ کے لیئے ادغام اور یہاں اظہار ہے۔

ششم وہفتم۔ دال مہملہ کا تار مثلثہ میں وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ (آل عمران دو جگہ) اور ذال معجمہ میں كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ (مریم) بصریؒ۔ شامیؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ اُدغام کرتے ہیں اور باقی حضرات باظہار پڑھتے ہیں

ہشتم۔ ذال معجمہ جب کہ اس سے قبل خاہو (یعنی مادہ اخذ کا) تار فوقانیہ میں اٹھارہ جگہ اَتَّخَذْتُمْ (۱۶ جگہ) اَخَذْتُ (۵ جگہ) اِتَّخَذْتُمْ (متصل بضمیر اور غیر متصل ۴ جگہ) مدنیؒ بصریؒ شامیؒ۔ ابوبکرؒ حمزہؒ اور کسائیؒ اُدغام اور مکیؒ و حفصؒ اظہار کرتے ہیں۔

نہم ودہم۔ ایضاً ذال کا تا میں فَنَبَذْتُهَا (طٰهٰ) اِنِّيْ عُذْتُ (غافر و دخان) میں بصریؒ و حمزہؒ و کسائیؒ ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات باظہار پڑھتے ہیں۔ ہمارے طرق پر ہشامؒ کے لیئے بلاخلاف اظہار ہے۔

یازدہم۔ رار مہملہ مجزوم کا لام میں ۳۵ جگہ جیسے يَغْفِرْ لَكُمْ۔ وَاغْفِرْ لِيْ۔ يَنْشُرْ لَكُمْ يَسِّرْ لِيْ وغیرہ سوسیؒ بلاخلاف اور دوریؒ بخلاف ادغام کرتے ہیں اور باقی حضرات کا مذہب اظہار ہے۔

دوازدہم۔ لام يَفْعَلْ مجزوم کا ذال میں چھ جگہ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ (بقرہ آل عمران فرقان منافقون ایک ایک نسار دو) ابوالحارثؒ ادغام اور باقی حضرات اظہار کرتے ہیں۔

سیزدہم۔ فار معجمہ کا با میں نَخْسِفْ بِهِمُ (سبار) کے اندر کسائیؒ اُدغام اور باقی قراء اظہار کرتے ہیں۔

چہاردہم سین کے نون ملفوظی کا میم میں طٰسٓمٓ (شعراء و قصص) کے اندر غیر حمزہؒ

Marfat.com

ادغام اور حمزہؒ اظہار کرتے ہیں

پانزدہم الیقاسین کے نون ملفوظی کا واؤ میں یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ کے اندر ورشؒ شامیؒ ابوبکرؒ کسائیؒ ادغامؒ اور باقی قراء اظہار کرتے ہیں۔

شانزدہم۔ نٓ کے نون ملفوظی کا واؤ میں نٓ وَالْقَلَمِ کے اندر شامیؒ ابوبکرؒ اور کسائیؒ بلاخلاف اور ورشؒ بخلاف ادغامؒ اور باقی حضرات اظہار کرتے ہیں۔

فصل سوم نون ساکن و تنوین کے احکام

نون ساکن دیگر حروف کے مانند اسم و فعل و حرف میں سے ہر ایک کے درمیان و آخر میں آتا ہے اور نون تنوین صرف اسم منصرف غیر مضاف عاری از لام تعریف کے آخر میں فقط لفظاً ہوتا ہے اور چونکہ تلفظ میں دو نون برابر ہیں لہذا باعتبار مابعد انکے لیئے چار حکم مقرر ہیں۔ اظہار۔ ادغام۔ قلب اور اخفا۔ چاروں تجوید سے متعلق اور وجوبی ہیں اور سوائے ایک مسئلہ کے قرات سے تعلق نہیں رکھتے مگر حضرات شیوخ تتمیم فائدہ کے لیئے ادغام صغیر کیساتھ ان کا ذکر کیا کرتے ہیں لہذا ہم بھی اجمالاً ذکر کرتے ہیں۔

اول اظہار۔ اگر نون ساکن و تنوین کے بعد حروف حلق میں سے کوئی حرف ہو[۲] تو بعد مخرج کیوجہ سے باجماع سبعہ اظہار ہوتا ہے۔

---

[۱] نون ملفوظی کا واو میں ادغام دونوں جگہ ہشامؒ وکسائیؒ کے لیئے باجماع اور ابن ذکوانؒ اور ابوبکرؒ کے لیئے ہمارے طرق پر اور ورشؒ کے لیئے پہلے کلمہ میں صرف ادغام اور دوسرے کلمہ میں دو قول جو ہیں اور قنبلؒ وبصریؒ وحمزہؒ کے لیئے اجماعاً قالونؒ وبزیؒ وحفصؒ کے لیئے ہمارے طرق پر محض اظہار ہے۔

[۲] جیسے یَنْـٔوْنَ۔ مَنْ اٰمَنَ۔ کُلٌّ اٰمَنَ۔ یَنْهَوْنَ۔ مَنْ هَاجَرَ۔ اَحَقُّ هُوَ۔ اَنْعَمْتَ۔ مِنْ عِلْمٍ۔ بِذَنْۢبٍ عَظِیْمٍ۔ تَنْحِتُوْنَ مِن حَمَاٍ۔ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ۔ فَسَیُنْغِضُوْنَ۔ مِنْ غَیْرِکُمْ۔ فِئَةٍ غَلَبَتْ وَالْمُنْخَنِقَةُ۔ مِنْ خَلَاقٍ۔ وِزْرًا خٰلِدِیْنَ

دوم ادغام اور اگر انکے بعد حروف یرملون میں سے کوئی حرف ہو تو تماثل اور قرب کیوجہ سے اجماعاً وجوباً بایں تفصیل ادغام ہوتا ہے۔ را۔ اور لام میں ادغام کامل بلا غنہ محقق کہتے ہیں۔ جمہور اہل ادا اور اجل ائمہ تجوید کا یہی مذہب ہے اور اس زمانہ میں روئے زمین کے علماء کا یہی معمول ہے اور نون و میم میں باجماع با غنہ ہوتا ہے۔ اور واؤ و یا میں خلف ادغام کامل بلا غنہ اور باقی حضرات ادغام ناقص مع غنہ کرتے ہیں اور یہی مسئلہ اس فن سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اگر نون ساکن واؤ اور یا کیساتھ ایک کلمہ میں ہو تو سب قراء اظہار کرتے ہیں تاکہ مضاعف سے التباس نہ ہو۔

سوم قلب اور اگر ان کے بعد با موحدہ ہو تو باجماع اُن کو میم سے بدل کر اخفا کرتے ہیں اور اس میم مبدلہ کا اظہار نقل کے خلاف اور لحن ہے البتہ میم ساکن اصلی میں قبل از با اخفا کے ساتھ اظہار بھی منقول و ثابت اور صحیح ہے۔ مگر ہمارے شیوخ کا معمول اس میں بھی اخفا ہے۔

۱؎ جیسے مِنْ رَّبِّكُمْ۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ۔ ایک کلمہ میں اجتماع نہیں پایا جاتا۔

۲؎ جملہ مغربی قراء اور اکثر مشرقی اہل ادا کا یہی مسلک ہے۔ تیسیر و شاطبیہ۔ عنوان۔ کافی۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تبصرۃ۔ تلخیص العبارات تجرید اور تذکرہ وغیرہ میں ادغام کامل درج ہے۔ بعض اہل ادا نے ادغام ناقص با غنہ بھی بیان کیا ہے۔ جو اگرچہ صحیح و ثابت ہے مگر ماخوذ و معمول نہیں۔

۳؎ جیسے مِنْ مِّثْلِهٖ۔ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ۔ مِنْ نُّوْرٍ۔ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ۔

۴؎ میم و نون میں ادغام کرنے کی حالت میں تعیین غنہ کے بارہ میں اختلاف ہے ابن مجاہدؒ اور ابو الحسن بن کیسانؒ نحوی وغیرہ ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ مدغم کا غنہ ہے۔ جمہور اہل ادا اور اکثر محققین مدغم فیہ کا غنہ بتلاتے ہیں۔ علامہ دانیؒ اور محققؒ کے نزدیک بھی یہی مختار ہے اور غالباً یہی صحیح ہے۔ نتیجہ اختلاف یہ ہے۔ ابن مجاہدؒ وغیرہ کے قول پر ادغام ناقص اور جمہور کے قول پر ادغام کامل ہوتا ہے۔

۵؎ جیسے مِنْ وَّلِيٍّ۔ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔ مَنْ يَّقُوْلُ۔ عَظِيْمٌ يَّوْمَ۔

۶؎ قرآن میں اس قسم کے صرف چار کلمات آئے ہیں صِنْوَانٌ۔ قِنْوَانٌ۔ بُنْيَانٌ۔ اور دُنْيَا۔

۷؎ جیسے مِنْ بَعْدِ۔ اَنْۢبِئْهُمْ۔ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ۔

چہارم - اخفا اور اگر ان کے بعد بقیہ پندرہ حروف میں سے کوئی حرف ہو تو تمام قرار اخفاء[1] کرتے ہیں۔ اخفا اظہار و ادغام کے درمیان ایک حالت ہے۔ اخفا میں تشدید نہیں ہوتی اور نہ نون و تنوین مخفی اپنے مخرج اصلی سے ادا ہوتے ہیں بلکہ ان کی آواز خیشوم میں منتقل ہو جاتی ہے اور زبان کا کوئی دخل باقی نہیں رہتا اور اخفا میں غنہ کامل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

باب ششم احکام میم جمع و ہاء کنایہ اور صلہ

میم جمع اس میم کو کہتے ہیں جو ہاء کنایہ اور کاف و تاء خطاب کے بعد جمع مذکر کے لیے لائی جاتی ہے۔ اور ہاء کنایہ سے مراد ضمیر مذکر غائب ہے۔ صلہ اس مدہ کو کہتے ہیں جو ضمہ میم اور حرکت ہاء کنایہ کے اظہار کیلئے صلۃً لایا جاتا ہے میم جمع کا صلہ صرف واؤ سے اور ہاء کنایہ کا صلہ حسب حرکت واؤ اور یاء سے ہوتا ہے

فصل اول میم جمع کے احکام

میم جمع کی اصل حرکت ضمہ ہے قبل از متحرک تخفیفاً ساکن پڑھی جاتی ہے اور اگر اسکے بعد ساکن ہو تو سب قرار حسب اصل اسکو مضموم پڑھتے ہیں جیسے عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ - اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ - هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ -

[1] جیسے كُنْتُمْ - مَنْ تَابَ - جَنّٰتٍ تَجْرِيْ - الْاُنْثٰى - مِنْ ثَمَرَةٍ - قَوْلًا ثَقِيْلًا - اَنْجَيْتَنَا - اِنْ جَعَلَ خَلْقٍ جَدِيْدٍ - اَنْدَادًا - مِنْ دَآبَّةٍ - كَاْسًا دِهَاقًا - ءَاَنْذَرْتَهُمْ - مِنْ ذَهَبٍ - وَكِيْلًا ذُرِّيَّةَ تَنْزِيْلٌ - مِنْ زَوَالٍ - صَعِيْدًا زَلَقًا - اَلْاِنْسَانَ - مِنْ سُوْءٍ - رَجُلًا سَلَمًا - اَنْشَرْنَا - اِنْ شَآءَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ - الْاَنْصَارِ - اِنْ صَدُّوْكُمْ - جِمٰلَتٌ صُفْرٌ - مَنْضُوْدٍ - مِنْ ضِلٍّ - وَكُلًّا ضَرَبْنَا الْمُقَنْطَرَةِ - مِنْ طِيْنٍ - صَعِيْدًا طَيِّبًا - يَنْظُرُوْنَ - مِنْ ظَهِيْرٍ - ظِلًّا ظَلِيْلًا - فَانْفَلَقَ - مِنْ فَضْلِهٖ - خَالِدًا فِيْهَا - اَنْقَضَ - يَنْقَلِبُوْ - مِنْ قَرَارٍ - سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ - وَالْمُنْكَرِ - مِنْ كِتٰبٍ - كِتٰبٌ كَرِيْمٌ

اور اگر اسکے بعد متحرک ہو تو وصلاً مکی بلا خلاف اور قالونؒ بخلاف اسکے ضمہ کا واؤ سے صلہ کرتے ہیں جیسے خَلَقَكُمُ وَ ۔ كُنتُمُ فِيْ ۔ هُمُ يُنفِقُوْنَ وغیرہ ۔ اور باقی حضرات تخفیفاً ساکن پڑھتے (یہی قالونؒ کی دوسری وجہ ہے) مگر جب اسکے بعد ہمزہ قطعیہ ہو تو ورشؒ بھی بلا خلاف صلہ میں شریک ہوتے ہیں جیسے عَلَيْكُمُ اَنفُسَكُمُ اِنْ كُنتُمُ اِيَّاهُ ۔ ءَاَنذَرْتَهُمُ اَمْ ۔ اور اس حالت میں مدِ منفصل پیدا ہو جاتا ہے ۔ جو آیندہ بیان ہو گا ۔ اور وقفاً میم جمع باجماع ساکن محض ہی ۔ اسکا روم و اشمام بھی جائز نہیں ۔

تنبیہ ۔ اگر میم جمع سے ضمیر متصل ہو تو اسکا صلہ اجماعاً اور وجوباً کیا جاتا اور مصحف میں مرسوم ہوتا ہے جیسے اَنُلْزِمُكُمُوهَا ۔ دَخَلْتُمُوهُ ۔ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ ۔ ضمیر جمع مذکر غائب کی ھا اصلاً مضموم ہے ۔ کسرہ اور یار ساکنہ کے بعد باجماع سبعہ مکسور پڑھی جاتی ہے جیسے فِيهِمْ ۔ بِهِمْ ۔ مگر تین کلمات عَلَيْهِمْ ۔ اِلَيْهِمْ ۔ اور لَدَيْهِمْ ۔ کی ہار کو حمزہؒ بہر حال مضموم پڑھتے ہیں ۔ اور اگر ایسی ضمیر جمع کے بعد ساکن پایا جائے جیسے بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۔ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ ۔ يُرِيهِمُ اللّٰهُ تو بصریؒ ہا کے ساتھ میم کو مکسور اور حمزہؒ و کسائیؒ میم کے ساتھ ھا کو مضموم پڑھتے ہیں اور باقی حضرات حسب قاعدہ ہا کو مکسور اور میم کو مضموم رکھتے ہیں اور اگر میم پر وقف کر دیں تو تمام قراء ہار کو مکسور اور میم کو ساکن پڑھیں گے ۔ مگر تینوں کلمات مقدم الذکر میں حمزہؒ کے لیئے ہا حالین میں مضموم ہے ۔

سلہ دانیؒ نے قالونؒ کے لیئے بطریق ابی نشیطؒ امام ابوالحسنؒ سے اسکان اور شیخ ابوالفتحؒ سے بہر دو طرق (ابی نشیطؒ و علوانیؒ) صلہ نقل کیا ہے دونوں صحیح ہیں بعض شراح کی یہ تعبیر کہ ابو نشیطؒ سے اسکان اور علوانیؒ سے صلہ منقول ہے ۔ بے اصل محض ہے ۔

فصل ۲ دوم ہائے کنایہ کے احکام

ہائے کنایہ یعنی ضمیر واحد مذکر غائب ہی اصلاً مضموم ہے کسرہ اور یاء ساکنہ کے بعد مکسور ہو جاتی ہے مگر حفص نے دو جگہ وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ (کہف) اور عَلَیْهُ اللّٰهَ (فتح) میں یاء ساکنہ کے بعد ہا کو مضموم پڑھا ہے۔ ہائے کنایہ مضموم کا صلہ واؤ سے اور مکسور کا یا سے ہوتا ہے اور اس اعتبار سے اسکی تین حالتیں ہیں۔

اول۔ اگر ہائے کنایہ کا ماقبل و مابعد دونوں متحرک ہوں تو سب کے نزدیک صلہ ہوتا ہے۔ جیسے اِنَّهٗ هُوَ۔ اِنَّهٗ اَنَا۔ وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ۔ بِهٖ اَنْ۔ فِیْ رَبِّهٖ اِذْ۔ اِلٰی قَوْمِهٖ اِنِّیْ۔ بِهٖ كَثِیْرًا۔ وغیرہ

دوم۔ اور اگر اسکا مابعد ساکن ہو تو کسی کے لیئے صلہ نہیں۔ خواہ ماقبل متحرک ہو یا ساکن جیسے نَصَرَهُ اللّٰهُ۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ۔ وَلَهُ الْمُلْكُ۔ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ۔ بِهِ اللّٰهُ۔ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ۔ تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ۔ فِیْهِ الْمُلْكُ مگر ایک جگہ عَنْهُ تَلَهّٰی (سورۂ عبس) میں ساکن عارض کی وجہ سے بزی نے حرف مشدد سے قبل صلہ کیا ہے۔

سوم۔ اور اگر اسکا مابعد متحرک اور ماقبل ساکن ہو تو مکی صلہ کرتے ہیں اور باقی حضرات باختلاس[۱] پڑھتے ہیں جیسے اِجْتَبٰهُ۔ وَهَدٰىهُ۔ فِیْهِ۔ مِنْهُ۔ عَلَیْهِ وغیرہ مگر ایک جگہ فِیْهٖ مُهَانًا فرقان میں حفص بھی مکی کیساتھ صلہ کرتے ہیں۔

۱۔ اختلاس کے اصطلاحی معنے اسراع حرکت کے ہیں۔ مگر صلہ یا اشباع یا مد کے مقابلہ میں حرکت خالص کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔ اس فصل میں ہر جگہ یہی معنی مراد ہیں اصطلاحی معنی نہیں جیسا کہ بعض شراح شاطبیہ کو وہم ہوا۔

مسئلہ۔ وقفاً صلہ حذف ہو جاتا ہے اور بحالت روم بھی یہی حکم ہے

دس کلمات ذیل میں جو مکرر ہو کر پندرہ جگہ آئے ہیں ہاء کنایہ کے متعلق قراءِ سبعہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے کلمہ کی موجودہ صورت کا اعتبار کر کے صلہ کیا ہے اور بعض نے اصلیت کے لحاظ سے صلہ نہیں کیا۔ اور بعض نے ہاء کو تخفیفاً ساکن پڑھا ہے۔

اول۔ یُؤَدِّہٖٓ اِلَیْكَ اور لَا یُؤَدِّہٖٓ اِلَیْكَ (ہر دو آل عمران) دوم۔ نُؤْتِہٖ مِنْهَا (آل عمران و شوریٰ ایک) سوم و چہارم۔ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی۔ وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ۔ (ہر دو نساء) پنجم۔ فَاَلْقِہْ اِلَیْہِمْ۔ (نمل) سب جگہ قالونؒ بلا خلاف اور ہشامؒ بخلاف اختلاس کسرۂ ہاء سے ورشؒ۔ مکیؒ۔ ابن ذکوانؒ۔ کسائیؒ۔ اور ہشامؒ بوجہ ثانی اسکے صلہ سے۔ بصریؒ ابو بکرؒ اور حمزہؒ سکون ہاء سے اور حفصؒ مؤخر الذکر کو سکون ہا سے اور باقی سب کو صلہ سے پڑھتے ہیں۔

ششم۔ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِكَ (نور) کو قالونؒ و حفصؒ بلا خلاف اور ہشامؒ بخلاف کسرۂ خالص سے۔ اور ورشؒ۔ مکیؒ۔ ابن ذکوانؒ۔ خلفؒ اور کسائیؒ۔ بلا خلاف۔ ہشامؒ بوجہ ثانی اور خلادؒ بخلاف کسرہ کے صلہ سے۔ اور بصریؒ و ابو بکرؒ اور خلادؒ بوجہ ثانی سکون ہاء سے پڑھتے ہیں۔ اسکے علاوہ حفصؒ (ہاء کنایہ سے ماقبل) قاف کو ساکن اور باقی حضرات مکسور پڑھتے ہیں۔

ہفتم وَمَنْ یَّاْتِہٖ مُؤْمِنًا (طٰہٰ) کو سوسیؒ سکون ہاء سے۔ قالونؒ بخلاف کسرۂ خالص سے اور باقی حضرات کسرہ کے صلہ سے پڑھتے ہیں۔ یہی قالونؒ کی دوسری وجہ ہے اور یہی باجماع طرق ہشامؒ کا مذہب ہے۔ شاطبیہ میں تسامحؔ ہے جس سے ان کے لئے اختلاس مفہوم ہوتا ہے۔ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں " وَمَنْ یَّاْتِہٖ کو وصلاً

سلہ۔ حضرت شاطبیؒ نے یَتَّقْہِ تک تمام کلمات میں پہلے مذہب اسکان بیان کیا اور پھر سب کو جمع کر کے قصر بتایا ہے

قالونؒ بخلاف اختلاس کسرۂ ہا سے اور ابو شعیبؒ اسکے اسکان سے اور باقی قراء اشباع[۱] سے پڑھتے ہیں۔" حافظ ابو شامہؒ کہتے ہیں "طٰہٰ میں ہشامؒ کے لیئے صرف صلہ ہے۔ اگرچہ عبارت شاطبیہ سے دونوں وجوہ مفہوم ہوتی ہیں کیونکہ اُن کے لیئے قصر کسی نے بیان نہیں کیا۔ پس کلام شاطبیؒ کا باقی شیوخ کے کلام سے موافق رکھنا اولیٰ ہے۔" اہوازیؒ وجیز میں کہتے ہیں "طٰہٰ میں یأْتِہٖ کے اشباع پر ہشامؒ کے لیئے تمام جماعت کا اجماع ہے۔"

ہشتم۔ یَرْضَہُ لَکُمْ (زمر) کو مدنی۔ عاصمؒ اور حمزہؒ بلا خلاف اور ہشامؒ بخلاف ضمہ خالص سے۔ مکیؒ۔ ابن ذکوانؒ۔ اور کسائیؒ بلا خلاف اور دوریؒ بخلاف اُسکے صلہ سے اور سوسیؒ سکون ہا سے پڑھتے ہیں یہی دوریؒ وہشامؒ کی دوسری وجہ ہے ہشامؒ کیلئے اسکان کی وجہ تیسیر شاطبیہ میں درج اور مشہور ہے۔ مگر حسب تحقیق محققؒ خلاف طریقہ[۲] ہے

[۱] اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہشامؒ کے لیئے یہاں صرف صلہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پہلی کلمات میں ہشامؒ کے لیئے کسرۂ خالص بخلاف ہے۔ اور طٰہٰ میں صرف صلہ ہے قصر نہ صرف تیسیر اور طرق تیسیر کے بلکہ تمام طرق کے خلاف ہے۔ شاطبیؒ اسمیں متفرد ہیں حضرت محققؒ نے ہشامؒ کے لیئے قصر قطعاً بیان نہیں کیا۔ نہ بوجہ قوی اور نہ بوجہ ضعیف چنانچہ وہ کہتے ہیں "قالونؒ ابن وردانؒ اور رویسؒ سے اختلاس میں اختلاف مروی ہے" پھر ان کے متعلق تمام اقوال نقل کرکے کہتے ہیں "اور باقی قراء یعنی ابن کثیرؒ ابن عامرؒ۔ عاصمؒ حمزہؒ کسائیؒ۔ خلفؒ۔ ورشؒ۔ دوریؒ۔ ابن جازؒ۔ اور روحؒ صلہ سے پڑھتے ہیں" پھر کہتے ہیں۔ سوسیؒ کے لیئے اسکان و اشباع قالونؒ ابن وردانؒ اور رویسؒ کے لیئے اختلاس و اشباع دو دو وجوہ ... ہیں۔ تعجب ہے کہ جعبریؒ جیسے محققؒ کو یہاں مغالطہ ہو گیا وہ کہتے ہیں "ہشامؒ کے لیئے صلہ زیادات قصیدہ سے ہے۔ ابن شریحؒ اور مکیؒ نے ہی صلہ بیان کیا ہے" حالانکہ صلہ اصل وجہ ہے۔ اور حیرت ہے کہ سیدؒ نے اس اقرار کے باوجود کہ ہشامؒ کیلئے قصر تیسیر کے خلاف ہے اور محققین نے اسکو بیان نہیں کیا باتباع شاطبیہ قصر بیان کردیا حالانکہ سیدؒ خلاف طریقہ وجوہ مشہورہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہاں ہشامؒ کے لیئے صرف صلہ ہے اور سب سے زیادہ اسکا تعجب ہے کہ محققؒ نے شاطبیہ کے مفہوم پر کوئی تنبیہ نہیں کی۔

[۲] دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "میں نے ابو الفتح فارسؒ۔ عبد الباقیؒ + ابو الحسنؒ بن خلیع مسلمؒ بن عبید اللہؒ بن محمد اور اُن کے والد عبید اللہ بن محمد اور حلوانیؒ کی سند سے ہشامؒ کے لیئے اسکان پڑھا ہے" محققؒ کہتے ہیں "عبید اللہؒ بن محمد شیوخ تیسیر سے نہیں ہیں بلکہ یہ بھی علم نہیں ہے کہ وہ کون ہیں۔ خود دانیؒ اسکا اقرار کرتے ہیں۔" پھر کہتے ہیں "میرے نزدیک دانیؒ سے بھی اسکے ثبوت میں نظر ہے۔"

چنانچہ وہ کہتے ہیں "اگر اسکان مشہور نہ ہوتا تو ہم اسکو بیان نہ کرتے۔ ہشامؒ کے لیے تمام رواۃ وائمہ کا اختلاس پر اجماع ہے"۔

نہم۔ یَرَہٗ (زلزال دو) ہشامؒ دونوں کو سکون ہا سے اور باقی حضرات ضمہ کے صلہ سے پڑھتے ہیں

دہم۔ اَرْجِہْ (اعراف وشعراء) دونوں جگہ قالونؒ وابن ذکوانؒ اختلاس کسرہ سے ورشؒ اور کسائیؒ اسکے صلہ سے۔ بصریؒ اختلاس ضمہ سے مکیؒ وہشامؒ اسکے صلہ سے اور عاصمؒ وحمزہؒ سکون ہا سے پڑھتے ہیں۔ اس کلمہ میں اسکے سوا ایک اختلاف اور ہے یعنی مکیؒ بصریؒ اور شامیؒ۔ ہا کنایہ سے قبل ہمزہ ساکنہ روایت کرتے ہیں۔ لہذا اسمیں چھ قراتیں ہو جاتی ہیں تین بلا ہمزہ ۱ قالونؒ کسرہ ہا سے ۲ ورشؒ وکسائیؒ اسکے صلہ سے ۳ عاصمؒ وحمزہؒ سکون ہا سے اور تین ہمزہ ساکنہ کے ساتھ ۴ ابن ذکوانؒ کسرہ سے ۵ بصریؒ ضمہ سے ۶ مکیؒ وہشامؒ اسکے صلہ سے گویا کہ ہشامؒ نے اسمیں اصل مقررہ کی مخالفت کی ہے

باب ہفتم مد وقصر [1]

قصر۔ مد طبیعی کو کہتے ہیں اسی کا نام مدہ اور مد اصلی ہے۔ اسکی مقدار فتح۔ ضمہ اور کسرہ سے دو چند ہوتی ہے۔ جسکے بغیر حرف مد (الف، واو ساکنہ بعد از ضمہ اور یاء ساکنہ بعد از کسرہ) کی ذات قائم نہیں رہ سکتی جیسے۔ اٰمَنَ۔ قَالَ۔ اَيُّهَا۔ اُوْتِيَ۔ يُوْحِيْ۔ اَدْعُوْا۔ لَهٗ۔ اِيْمَانٌ۔ فِيْ اُنْصِيْبُ بِهٖ۔ اور اسپر جو زیادتی کیجائے وہ مد ہے اور اسی کو مد فرعی

[1] اس فن کی کتابوں میں قصر مختلف معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اول صلہ داخل اور مدہ کی ضد اس حالت میں اسکا مفہوم کسی حرف کا پڑا پڑھنا ہے جیسے لَاتَوْا۔ لَمَسْتُمْ۔ يُؤَدِّهٖ اور يَرْضَهُ کو لَاتَوْا۔ لَمَسْتُمْ۔ يُؤَدِّهٖ اور يَرْضَهُ پڑھنا۔ دوم مد فرعی کی ضد اس حالت میں اسکا مفہوم مدہ یعنی کسی حرف کو ایک الف یا ایک واو یا ایک یا کے برابر کھڑا پڑھنا ہے۔ اس باب میں یہی دوسرے معنی مراد ہیں۔

بھی کہتے ہیں مد کے لئے محلِ مد اور سببِ مد دو چیزیں ضروری ہیں حرفِ مد اور حرفِ لین[1] (واو ساکن اور یار ساکن بعد از فتح) محلِ مد ہے حرف ساکن اور ہمزہ محققہ[2] سبب مد ہیں۔ ساکن سے قبل اسلیے مد کیا جاتا ہے کہ حرکت کا قایم مقام اور ساکنین کے درمیان حاجز ہو جائے اور ہمزہ سے قبل اسلیئے کہ حرفِ مد خفی اور ہمزہ صعب ہے، مد سے اسکا نطق آسان ہو جائے ساکن کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی اور عارضی۔ اصلی اسکو کہتے ہیں جو وصلاً ساکن ہو اور عارضی وہ ہے جو وقف یا ادغام کے لیئے ساکن کیا جائے۔ ہمزہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ حرف مد سے مقدم اور موخر۔ پھر موخر کی بھی دو قسمیں ہیں متصل یعنی اسی کلمہ میں۔ اور منفصل یعنی حرف مد پہلے کلمہ کے آخر میں ہو اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں۔ اس طرح سبب مد کی پانچ قسمیں ہیں۔ اہل ادا قوۃ وضعف کے لحاظ سے ان میں فرق کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے اقوی[3] سکون اصلی کو پھر ہمزہ متصل کو۔ پھر سکون عارضی کو۔ پھر ہمزہ منفصل کو اور پھر ہمزہ مقدم کو قرار دیتے ہیں۔ ہم انکو جدا جدا فصلوں میں بیان کرتے ہیں۔

فصل اول مد لازم

اگر حرف مد کے بعد ساکن اصلی پایا جائے۔ مشدد ہو خواہ مخفف۔ جیسے۔ اَلضَّآلِّیْنَ دَآبَّۃٍ۔ ءٰٓالذّٰکَرَیْنِ۔ اَتُحَآجُّوْنِّیْ۔ اٰٰلْئٰنَ۔ مَحْیَایْ (بقرأۃ نافع) ءَآنْذَرْتَھُمْ ءٰٓاشْفَقْتُمْ (ہر دو بقرأۃ ورش) ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ۔ جَآءَ اَمْرُنَا (ہر دو بقرأۃ

[1] حرف لین میں سبب قوی یعنی ہمزہ متصلہ کے ساتھ ورش۔ اور ساکن متصل کے ساتھ تمام قرار مد کرتے ہیں۔
[2] ہمزہ مسہلہ اور مغیرہ سے قبل بھی مد ہوتا ہے مگر وہ حالت سابقہ کے اعتبار سے ہے تسہیل و تغیر کے لحاظ سے قصر پڑھتے ہیں
[3] بعض ائمہ ہمزۂ موخر متصل کو اقوی کہتے ہیں اور بعض سکون اصلی کو محقق کی یہی رائے ہے اور یہی اقرب قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ سکون اصلی کے ساتھ سب کیلئے اشباع ہوتا ہے۔ اور حرف لین میں بوجہ سکون سب مد کرتے ہیں ہمزہ کیساتھ غیر ورش مد نہیں کرتے

ورشؒ وقنبلؒ) وَالَّذَانِّ (نساء) هٰذٰنِّ (طٰہٰ بہرد وبقراءۃ مکیؒ) توجملہ قرا رحالین میں مدکرتے اور اسکو مدلازم کہتے ہیں اور اسکی مقدار شش سب کے نزدیک برابر ہے مگر اسکے اندازہ میں اہل ادا کا اختلاف ہے۔ اکثر محققین اشباع (مد طول) کہتے ہیں جمہور تمکین مطلق بتلاتے ہیں سخاویؒ وغیرہ اس اشباع سے چھوٹا[1] کہتے ہیں جو ہمزہ کے سبب سے کیا جاتا ہے۔ بعض مد غمی کو مظہر کے مد سے بڑا کہتے ہیں اور بعض چھوٹا جمہور دونوں کو برابر کہتے ہیں اور یہی حق ہے۔ حضرت محقق کہتے ہیں "موجب التقاء ساکنین ہے جو دونوں میں موجود ہے۔ پھر فرق کیا معنی۔ یہی ائمہ عراق کا مذہب ہے، اور اسکے خلاف کوئی نص نہیں پائی جاتی"۔ علامہ دانیؒ کہتے ہیں "ہمارے اکثر شیوخ کا یہی مذہب ہے میں نے اپنے بغداد و مصر کے اکثر اساتذہ سے مساوی پڑھا ہے یہی اذفویؒ اور ابن بشیر انطاکیؒ کا مسلک ہے۔

ہمارے اساتذہ مدلازم کو سب کے لیئے مدطبعی کے علاوہ تین الف[1] کے برابر پڑھتے اور پڑھاتے تھے یہی میرا معمول ہے۔ بعض مع مدطبعی تین الفی بھی کہتے ہیں اور اہل حدر کے لیئے دو الفی بھی منقول ہے۔ مگر اسمیں قصر کسی کے لیئے جائز نہیں جو ثلاثی حروف ہجا[2] بعض سورتوں کے شروع میں واقع ہوئے ہیں اور ان کا وسط مدہ ہے انمیں بھی یہی مد ہوتا ہے عین کا اوسط چونکہ مدہ نہیں لین ہے اسلیے اسمیں توسط بھی جائز ہے مگر طول افضل[3] ہے۔ اور بقراءت مکیؒ هٰاتَیْنِّ (قصص) اور اَلَّذَیْنِّ (فصلت) میں حرف لین کے بعد ساکن مشدد واقع

[1] بعض اہل ادا ورشؒ و حمزہؒ کے لیئے پانچ الفی مع مدطبعی کہتے ہیں قیاس اسکا مؤید ہے
[2] قرآن میں سین ۔ صاد ۔ قاف ۔ کاف ۔ لام میم اور نون ۔ سات حرف اس قسم کے واقع ہوئے ہیں۔
[3] ابن مجاہدؒ وغیرہ نے صرف اشباع بیان کیا ہے ۔ ابو محمد مکیؒ ۔ دانیؒ ۔ اور شاطبیؒ کے نزدیک یہی مختار ہے ۔ ابن غلبونؒ اور ان کے فرزند ابو الحسنؒ وغیرہ ائمہ توسط کہتے ہیں ۔ دونوں معمول ہیں ۔ سبط الخیاط بغدادی اور حافظ ابو العلاؒ وغیرہ قصر بتاتے ہیں جو متاخرین اہل عراق کے نزدیک مختار ہے مگر ہمارے شیوخ کے نزدیک معمول بہا نہیں ہے۔

Marfat.com

ہوا ہے۔ دانی اشباع اور جمہور وجوہ ثلثہ کہتے ہیں اور قصر مختار بتاتے ہیں مگر ہمارا معمول مد ہے۔

فصل دوم۔ مدِ متصل

اگر حرف مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں متصل ہو جیسے اَلسَّمَآءُ۔ جَآءَ بِالسُّوْٓءِ۔ قُرُوْٓءٍ۔ جِآیْءَ۔ سِیْٓئَتْ۔ تو اسمیں بھی سب قراء حالین میں مد کرتے ہیں البتہ مقدار مد میں اہل ادا کا اختلاف ہے۔ مگر اسمیں بھی قصر کسی نے حالین میں جائز نہیں رکھا لیکن اگر ہمزہ میں تسہیل وغیرہ سے تغیر ہو جائے تو تغیر کرنیوالے حضرات کے لئے مد کیساتھ قصر بھی جائز ہوتا ہے آخر باب میں مزید توضیح آئیگی اسکو مدِ واجب اور متصل کہتے ہیں بعض کے سوا جملہ اہل عراق اور اکثر ائمہ مغرب تمام قراء کے لئے اسمیں بھی مد لازم کیطرح بمرتبہ واحد اشباع کہتے ہیں مگر ایسا افحاش نہ ہو کہ مہناج عربیت سے خارج ہو جائے اور بعض ائمہ مختلف مراتب بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن مجاہدؒ۔ طرسوسیؒ۔ ابو طاہرؒ ابن خلفؒ وغیرہ۔ دو مرتبے۔ ابن مہرانؒ۔ ابن الفحامؒ۔ اہوازیؒ۔ ابو نصر عراقیؒ آن کے فرزند عبد الحمیدؒ اور ابو الفخر جاجانیؒ وغیرہ تین مرتبے۔ ابو الحسنؒ اور دانیؒ وغیرہ ائمہ چار مرتبے کہتے ہیں تفصیل مراتب آیندہ فصل میں بیان ہوگی۔

فصل سوم مدِ منفصل

اگر ہمزہ منفصل ہو یعنی حرف مد پہلے کلمہ کے آخر میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع

---

[1] ابن شیطاؒ۔ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ سبط الخیاطؒ۔ ابو علی مالکیؒ۔ ابو معشرؒ۔ ابو محمد مکیؒ۔ مہدویؒ۔ حافظ ابو العلاءؒ۔ ہمدانیؒ اور ہذلیؒ کا یہی مذہب ہے۔ ۱۲

Marfat.com

میں جیسے یٰٓاَیُّھَا - وَمَآ اُنْزِلَ - قَالُوْٓا اٰمَنَّا - لَہٗٓ اَجْرُہٗ - فِیٓ اُمِّھَا - بِہٖٓ اَنْ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ - اِتَّبِعُوْنِیٓ اَھْدِکُمْ تو مکیؒ اور سوسیؒ قطعاً مد نہیں کرتے - قالونؒ و دوریؒ بخلاف اور باقی حضرات بلا خلاف مد کرتے ہیں - اسکو مدِ جائز اور مدِ منفصل کہتے ہیں - لیکن اگر پہلے کلمہ پر وقف کر دیا جائے تو مد سب کے لیے ساقط ہو جائیگا -

مدِ منفصل میں تمام اہل ادا تفاوت مراتب کے قائل ہیں مگر تعین مراتب اور مقدار کشش میں شدید اختلاف ہے جس کا ضبط کرنا دشوار اور تطبیق ناممکن ہے - ابن مجاہدؒ وغیرہ متصل کے مانند اشباع اور وسطی دو مرتبے اور ابن مہرانؒ وغیرہ وسطی ایک اُس سے کم اور ایک قدرے زیادہ مگر اشباع سے کم تین مرتبے شیخ ابوالحسنؒ دانیؒ - ابن بلیمہؒ - ابن باذشؒ انصاری - ابو محمد مکیؒ - ابو عبداللہؒ - مہدویؒ - ابو معشرؒ - سبط الخیاطؒ - ابو علیؒ مالکی - اکثر مغربی اور بعض مشرقی اہل ادا چار مرتبے بتلاتے ہیں - بعض پانچ - بعض چھ - اور بعض سات بھی کہتے ہیں - ہمارا معمول مراتب اربعہ ہیں -

علامہ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں " دونوں اقسام (متصل و منفصل) میں سب سے لمبا مد ورشؒ و حمزہؒ - اُنسے کم عاصمؒ - اُن سے کم شامیؒ و کسائیؒ - اُن سے کم بصریؒ بطریق اہل عراق (دوریؒ) اور قالونؒ بخلاف بطریق ابی نشیطؒ کرتے ہیں اور یہ بغیر افراط کے اس اسلوب پر ادا ہونے چاہئیں جو اِن حضرات کے مذاہب تحقیق و حدر کے مطابق ہو " اور مدِ متصل کے بارہ میں کہتے ہیں " یہ حضرات یعنی مکیؒ - سوسیؒ اور قالونؒ پہلی قسم متفق علیہ میں بھی سب سے چھوٹا مد کرتے ہیں "

سلہ دوریؒ کیلئے قصر زیادات قصیدہ سے ہے - دانیؒ نے صرف مد بیان کیا ہے مگر قصر صحیح معمول اور اکثر کا مذہب ہے ۱۲

شاطبیؒ نے مراتبِ مدّ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ ان کے شاگرد سخاویؒ کہتے ہیں "شاطبیؒ کے نزدیک دو مرتبے مختار تھے۔ طول ورشؒ و حمزہؒ کے لیئے اور توسط باقی قراء کے واسطے کیونکہ ہر جگہ مراتبِ اربعہ کا تحقق دشوار اور ہر مرتبہ انکو ایک ہی مقدار پر ادا کرنا ناممکن ہے" محققؒ بھی دو مرتبوں کو مختار بتاکر کہتے ہیں "ابن مجاہد وغیرہ کے سوا استاذ ابوالجودؒ۔ اور استاذ ابوعبداللہؒ بن قصاع کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور اسی جانب میرا میلان و اعتماد ہے مگر تفاوت مراتب کا میں انکار نہیں کرتا۔ اور نہ اسکو رد کرتا ہوں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں نے اپنے اکثر شیوخ سے تفاوتِ مراتب پڑھا ہے" سیدؒ وغیرہ اکثر محققین اسی کی طرف گئے ہیں

حق یہ ہے کہ مراتب اربعہ میں بہت کم فرق ہے اور مبتدی بسا اوقات مراتب اربعہ کو یکساں ادا بھی نہیں کرتے اسی لیئے امام ابن مجاہدؒ وغیرہ شیوخ نے دو مرتبے اختیار کر لیئے تھے۔ مگر یہ تسلیم نہیں کہ مراتب اربعہ کا ادا کرنا ناممکن ہی۔ کیونکہ باہوش طلبا درست فرق کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرات ائمہ نے قراءت کے تحقیق[1]۔ تدویر اور حدر کے ساتھ تین حال مقرر کر رکھے تھے۔ بعض نے پہلا بعض نے دوسرا اور بعض نے تیسرا حال اختیار کر رکھا تھا۔ مگر تمام ائمہ تینوں کو جائز سمجھتے تھے۔ شیوخ نے ان کے طریقہ ادا سے مراتبِ مد اخذ کیئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مراتبِ مد میں مختلف اقوال و تعبیرات پائی جاتی ہیں۔ اور یہ مراتب مد کا اختلاف اختلافات جائزہ و تخییری میں سے ہی اختلاف واجب روایتی نہیں

---

[1] اشباع کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو تحقیق کہتے ہیں۔ چھوٹے مدا و قصر کے ساتھ جلدی جلدی پڑھنے کو جسمیں حروف کے مخارج و صفات اور تشدید میں فرق نہ آئے حدر کہتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان نہ متوسط کے ساتھ تلاوت کرنیکو جسمیں نہ تحقیق کی طرح ٹھہرنا ہو نہ حدر کی طرح جلدی اور سرعت تدویر کہتے ہیں۔ ائمہ سبعہ میں سے ورشؒ حمزہؒ کے مذہب میں تحقیق اور عاصمؒ و ابن عامرؒ و کسائیؒ کے نزدیک تدویر اور باقی حضرات کے نزدیک حدر مختار ہے۔

ہمارے اکثر شیوخ کا معمول مراتب اربعہ ہیں میں نے اپنے اساتذہ کو انکا پابند دیکھا ہے مگر ساتھ ہی یہ حضرات متصل میں چھوٹا اور مد منفصل میں قصر تمام ائمہ کے لیئے جائز جانتے تھے۔ اور حدر کے اندر عملاً ایسا کرتے تھے اور کشش میں افراط کو ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ امام حمزہؒ سے منقول ہے کہ کسی نے مد بہت زیادہ کھینچا تو فرمایا "ایسا مت کرو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ زلف کی پیچ وخم میں زیادتی ژولیدگی اور سفیدی کی زیادتی برص ہی ای طرح جو قرأۃ سے زیادہ ہو وہ قرأۃ نہیں لحن ہے۔

متقدمین نے مراتب اربعہ کا کوئی اندازہ بیان نہیں کیا تعلیم وتعلم اور مشافہت پر موقوف رکھا ہے اور حق بھی یہی ہے کہ مراتب کا اندازہ مقولہ کیف سے ہے متاخرین نے تفہیم کے لیئے جو کچھ بیان کیا ہے وہ اتنا مختلف ہے کہ مبتدی کو حیران اور منتہی کو پریشان کر دیتا ہے بعض نے فرق کی مقدار بقدر ایک الف قرار دی ہے اور بعض نے بقدر نصف اور بعض نے بقدر ربع الف۔ یہ تمام نزاع لفظی ہے تحقیقی مسئلہ نہیں۔ البتہ نفس زیادتی متحقق ہی جو مشافہت واختبار وحس سے معلوم ہو جاتی ہے۔ ہمارے شیوخ دونوں اقسام میں ورشؒ وحمزہؒ کے لیئے پانچ الفی۔ عاصمؒ کے لیئے چار الفی۔ شامیؒ وکسائیؒ کے لیئے تین الفی متصل میں قالونؒ ومکیؒ و بصریؒ کے لیئے بلا خلاف اور منفصل میں قالونؒ ودوریؒ دونوں کے لیئے بخلاف دو الفی پڑھاتے تھے۔

ـــــ

لـہ ایک الف کی مقدار دو فتحوں کے برابر ہوتی ہے اور اسکو دو چند کرنے سے دو الفی بن جاتا ہے اور پھر ایک ایک الف کی زیادتی سے تین چار اور پانچ الفی ہو جاتا ہے۔ نیز۔ ضمہ اور کسرہ جس طرح مقدار میں برابر ہیں اسی طرح الف۔ واؤ مدہ اور یا مدہ بھی مساوی ہیں۔ اسی وجہ سے حالات ثلثہ میں الف سے اندازہ بیان کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی الف کے بجائے واؤ سے یا یا سے یا الف کے بعد الف سے واؤ کے بعد واؤ سے اور یا کے بعد یا سے تعبیر کرے تو کوئی مضائقہ نہیں گو غیر مانوس معلوم ہو۔ حضرات شیوخ ایک انگلی کو میانہ رفتار کے ساتھ بند کرنے اور کھولنے سے ایک الف کا اندازہ بتاتے ہیں جو پانچ انگلیوں کے بند کرنے یا کھولنے سے پانچ الفی ہو جاتا ہے۔ مبتدیوں کے لیئے یہ ایک اچھا پیمانہ ہے۔ لیکن اصل شئے مشافہت اور مزاولت ہے

فصل چہارم مد سکون وقفی

اگرحرف مد کے بعد ساکن عارضی وقفی ہو جیسے۔ قُرْاٰن۔ یُؤْمِنُوْن۔ یُنْفِقُوْن
الدِّیْن ۔ نَسْتَعِیْن وغیرہ تو تمام قراء کے نزدیک بلاتفریق تین مذاہب منقول ہیں
اور اسکو مد سکون وقفی۔ مد سکون عارضی اور مد جائز وقفی بھی کہتے ہیں۔

اول۔ مد لازم کے مانند اشباع۔ ساکن عارض کو ساکن اصل کے مانند قرار دیکر۔
دانیؒ کہتے ہیں "قدماء مشائخ مصر کا یہی مذہب ہے میں شیخ ابوالقاسم خاقانیؒ کے روبرو
اسی طرح وقف کرتا تھا"۔ شاطبیؒ کے نزدیک یہی مختار ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "وہی مختار
و مشہور ہے۔ جمہور اہل ادا اور اکثر ائمہ اسی کے موافق ہیں" اور بعض اہل ادا نے اسکو اہل تحقیق
یعنی ورشؒ و حمزہؒ اور عاصمؒ کے لیئے اختیار کر رکھا تھا۔

دوم توسط۔ برعایت جانبین (یعنی اجتماع ساکنین اور سکون عارضی کے لحاظ سے
ابن مجاہدؒ اور ان کے تمام تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ دانیؒ کہتے ہیں "میں شیخ ابوالفتحؒ
امام ابوالحسنؒ اور شیخ ابوالقاسم فارسیؒ کے روبرو توسط سے وقف کرتا تھا"۔ شذائیؒ۔ ابومحمدؒ
مکیؒ۔ اہوازیؒ۔ ابن شیطاؒ اور شاطبیؒ نے اسکو روایت کیا ہے اور بعض اہل ادا نے
اسکو اہل تدویر یعنی شامیؒ و کسائیؒ وغیرہ کے لیئے اختیار کر رکھا تھا۔

سوم۔ قصر۔ عدم اعتبار عارض پر۔ یہ حصریؒ کا مذہب ہے جعبریؒ اسکو
مختار کہتے ہیں۔ اہوازیؒ۔ اور شاطبیؒ اسکو ناپسند کرتے ہیں۔ اور بعض اہل ادا نے اسکو
اہل حدر یعنی قالونؒ و مکیؒ و بصریؒ کے لیئے اختیار کر رکھا تھا۔

محققؒ کہتے ہیں "حق یہ ہے کہ تمام قراء کے لیئے وجوہ ثلثہ جائز ہیں۔ کیونکہ اعتداد

وعدم اعتداد عارض کا قاعدہ سب کے لئے عام ہے اور اشباع مختار ہے[1] طلبا یاد رکھیں کہ یہ تینوں صورتیں وجوہ جائزہ اختیاری ہیں پس جو وجہ پڑھی جائے وہی کافی ہے۔ وجوہ واجبہ خلافی نہیں ہیں کہ ہر جگہ تینوں کا ادا کرنا ضروری ہو۔

اور اگر مدہ کے بعد ساکن وقفی ہمزہ ہو جیسے یَشَآءُ۔ السُّوْٓءُ۔ جِیْٓئَ۔ تو وقفاً صرف مد ہوگا قصر کسی کے لئے اور لمبا مد کرنیوالوں کے لئے توسط جائز نہیں۔ بلکہ بعض اہل ادا چھوٹا مد کرنے والوں کے لئے برعایت سببین طول بتاتے ہیں جو قرین قیاس ہے اور ایسے کلمات میں یہی حال روم واشمام کا ہے یعنی وہ بھی مد کیساتھ ہوتے ہیں۔

اور اگر سکون وقفی سے قبل حرف لین ہو جیسے خَیْرٌ۔ ضَیْرٌ۔ شَیْئٌ۔ سَوْءٌ وَیْلٌ۔ وغیرہ۔ تب بھی باجماع وجوہ ثلثہ جائز ہیں۔ اور اسمیں ہمزہ وغیرہ سب مساوی ہیں۔ وصلاً حرف لین میں کوئی مد نہیں کرتا مگر مذہب ورشؒ اور ہشامؒ وحمزہؒ کا مذہب وقفاً آئندہ بیان ہوگا۔

فصل پنجم مد حرف لین

اگر حرف لین کے بعد اسی کلمہ میں ہمزہ متصل ہو جیسے شَیْئٌ۔ السَّوْءِ۔ کَھَیْئَۃِ وغیرہ تو ورشؒ بطریق ازرقؒ اسکو طول[2] و توسط سے پڑھتے ہیں۔ اور اسکو مد حرف لین کہتے ہیں

---

[1] اکثر طلبا کو یہاں غلطی کرتے دیکھا ہے۔ لہذا اُن کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ یَشَآءُ وغیرہ میں وقفاً اہل اشباع کے لئے توسط و قصر۔ اور توسط والوں کے لئے قصر کبھی نہ پڑھیں۔ البتہ چھوٹا مد پڑھنے والوں کے لئے بلا شبہ اشباع پڑھ سکتے ہیں۔ [2] طول زیادات قصیدہ سے ہے۔ دانیؒ نے توسط بیان کیا ہے۔ طول مہدویؒ۔ ابن شریحؒ حصریؒ اور ابو محمد مکیؒ کا اور توسط ابو القاسم خاقانیؒ۔ ابو الفتحؒ۔ اور دانیؒ کا مذہب ہے۔ دونوں ازرقؒ سے منقول ہیں۔ اور ہادی کافی۔ شاطبیہ اور تجرید میں دونوں وجہ موجود ہیں۔ اور دونوں صحیح و ماخوذ ہیں۔

Marfat.com

بعض ائمہ نے ورشؒ کے لیئے صرف شَیْءٍ[1] خواہ منصوب ہو یا مرفوع یا مخفوض مد کیا ہے اور کہیں نہیں باقی حضرات اس میں مد نہیں کرتے اور دو کلمات مَوْئِلًا (کہف) اور مَوْءُدَةُ (تکویر) باجماع ناقلین سَوْاٰتِهِمَا اور سَوْاٰتِكُمْ (اعراف) باتفاق رواۃِ طول ورشؒ کے لیئے بھی مستثنےٰ ہیں محققؒ مؤخر الذکر کلمات کے بارہ میں کہتے ہیں وہ طول نقل کرنیوالوں میں سے میں کسیکو نہیں جانتا جس نے ان دونوں کو مستثنےٰ نکیا ہو[2] دانیؒ اور اہوازیؒ نے بھی ان کو مستثنےٰ نہیں کیا۔ مگر انکا مذہب توسط ہی طول نہیں۔ شاطبیؒ نے بخلاف مد بیان[3] کیا ہے جس کا مطلب توسط اور قصر ہے طول طریقہ کے خلاف اور بے اصل ہے اور اگر ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے خَلَوْا اِلٰی۔ اور اِبْنَیْ اٰدَمَ تو باجماع مد نہیں۔

فصل ششم مدِ بدل

اگر ہمزہ حرف مد سے قبل ہو خواہ محققہ ہو جیسے اٰمَنَ۔ اٰدَمُ۔ اٰمَنُوْا نَاٰ۔ رَاٰ۔ سَوْاٰتِكُمْ۔ سَوْاٰتِهِمَا وغیرہ۔ یا بین بین مسہلہ ہو جیسے جَآءَ اٰلَ ءَاٰلِهَتُنَا اور ءَاٰمَنْتُمْ وغیرہ یا مُبدلہ ہو جیسے هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مِنَ السَّمَآءِ اٰيَةً

[1] ابو الحسن خزاعیؒ اور ابن بلیمہؒ شَیْءٍ میں توسط کہتے ہیں اور دانیؒ نے امام ممدوح سے توسط ہی پڑھا ہے اور طرسوسیؒ ابو طاہرؒ ابن خلفؒ وغیرہ طول کہتے ہیں اور یہ تمام حضرات شَیْءٍ کے سوا سب جگہ قصر بتلاتے ہیں۔

[2] ابو عبد اللہ قیروانیؒ۔ مہدویؒ۔ ابن شریحؒ ابو محمد مکیؒ۔ اور جمہور اہل ادا سَوْاٰتِهِمَا اور سَوْاٰتِكُمْ میں صرف قصر کہتے ہیں اور دانیؒ توسط۔ یہ اختلاف انہیں دونوں میں ہے مفرد (سَوْاَةً) میں اختلاف نہیں یعنی اسمیں طول توسط ہوتا ہے۔

[3] شراح شاطبیہ نے ان دونوں کلمات میں شاطبیؒ کے بیان کو پیش نظر رکھ کر نو وجوہ بیان کر دیں یعنی واو کی وجوہ ثلثہ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمزہ کی تینوں وجوہ۔ ان میں سے صرف چار صحیح ہیں واو کے قصر کے ساتھ ہمزہ کی وجوہ ثلثہ اور توسط کیساتھ صرف توسط۔ واو کی توسط کیساتھ ہمزہ میں قصر و طول پڑھنے سے خلط طرق ہو جاتا ہے اور واو میں طول منقول نہیں۔

وغیرہ یا اسکی حرکت ماقبل پر نقل کیگئی ہو جیسے مَنْ اٰمَنَ - اَلْاٰخِرَۃُ - اِبْنَیْ اٰدَمَ
اَلْفَوْا اٰبَآئَہُمْ - قُلْ اُوْحِیَ - مَنْ اُوْتِیَ - اَلْاُوْلٰی بِالْاِیْمَانِ - قُلْ اِیْ
وغیرہ - تو ان سب حالات میں باختلاف اہل ادا ورش قصر توسط اور طول سے پڑھتے
ہیں - قصر مقدم ہے اور اسکو مدبدل[1] کہتے ہیں مگر دو خاص کلمات اور دو قسم کے تمام
کلمات مدبدل سے مستثنیٰ ہیں - اول یُؤَاخِذُ خواہ کسی طرح آوے باجماع اہل ادا
دوم اِسْرَآئِیْلَ - بطرق تیسیر و شاطبیہ - لیکن دانی نے تیسیر میں یواخذ کو مستثنیٰ نہیں کیا
جس سے شاطبی کو گمان ہوا کہ یہ کلمہ دانی کے نزدیک مستثنیٰ نہیں اور انہوں نے اسمیں مدبدل
بخلاف بیان کردیا حالانکہ خود دانی ایجاز میں کہتے ہیں ”تمام رواۃ مد کا یواخذ کے استثنا

---

[1] خزاعی - ابو عبداللہ قیروانی - مہدوی - ابو محمد مکی - دانی - اہوازی - ابو طاہر بن خلف - ھذلی - ابن شریح - حصری
ابن بلیمہ - ابن الفحام وغیرہ جملہ مشایخ مصر و مغرب نے مدبدل روایت کیا ہے اور دانی نے شیخ ابوالقاسم خاقانی اور شیخ ابوالفتح سے
قراءۃ پڑھا ہے - لیکن امام ابوالحسن تذکرہ میں مدبدل کی تردید کرتے اور صرف قصر کہتے ہیں - دانی نے آپ سے قصر ہی پڑھا ہے -
حافظ ابو شامہ کہتے ہیں کہ ابوالحسن کی رائے حق و صواب ہے شاطبی قصر کو مختار کہتے ہیں یہی سخاوی اور جعبری کی رائے ہے محقق
کہتے ہیں ”حق یہ ہے کہ مدبدل شائع ذائع اور امت اسکو قبول کرتی ہے پس اسکی تردید کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی
اگرچہ قصر اولیٰ ہے“ مدبدل کی مقدار میں اختلاف ہے جمہور اہل ادا صرف طول یعنی مد متصل کی مانند اشباع کہتے ہیں -
تبصرہ اور تجرید وغیرہ میں یہی درج ہے - دانی، اہوازی اور ابن بلیمہ وغیرہ فقط توسط بتاتے ہیں - تیسیر میں توسط و قصر
درج ہے - شاطبی اور صفراوی نے تینوں وجوہ بیان کی ہیں - یعنی طول زیادات قصیدہ سے ہے - تینوں وجوہ
مشہور و معمول ہیں مگر قصر مقدم ہے - متقدمین نے جنکا مذہب طول ہے - اسمیں اور متصل کے طول میں کوئی فرق نہیں کیا
البتہ جعبری کہتے ہیں ”یہ مد ماسبق سے چھوٹا ہے کیونکہ اسمیں علتیں متعدد اور سبب ضعیف ہے“ ملا علی اسکی تائید
کرکے کہتے ہیں ”پس حاصل یہ ہے کہ ورش کے لیے اٰمَنَ کا مد جَآءَ کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم یعنی ڈیڑھ الف کے بقدر
ہوتا ہے“ النشار کہتے ہیں ”جعبری کا قول جمہور کے مذہب سے معارض ہے اور جمہور کے قول پر عمل اولیٰ ہے“ حق یہ ہے
کہ اسمیں سبب ضرور ضعیف ہے - اسیوجہ سے دانی وغیرہ نے توسط اور ابوالحسن نے قصر اختیار کیا ہے لیکن طول نقل کرنیوالے
ضعف سبب کی بنا پر مقدار کی کمی کے قائل نہیں ہیں - ورنہ لازم ہوگا کہ منفصل کا طول متصل کے طول سے چھوٹا ہو - بلکہ ان کا
مذہب مساوات ہے - خواہ سبب قوی ہو یا ضعیف البتہ اجتماع سببین کی حالت میں وہ ضعیف کو لغو کر دیتے ہیں مقدار
کی کمی جعبری کی اجتہادی رائے ہے جسپر عمل نہیں ہے -

Marfat.com

پر اجماع ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ واخذت غیر مہموز سے مشتق ہے" اور جامع البیان و مفردہ یعقوب میں بھی یہی کہتے ہیں۔ محقق کہتے ہیں "تمام اصحاب مد اور قالین توسط کا یواخذ کے استثناء پر اجماع ہے خواہ کسی طرح آئے۔ دانی نے اپنی تمام تصانیف میں اسکو بلا خلاف مستثنیٰ کیا ہے۔ تیسیر میں یا تو اسوجہ سے مستثنیٰ ہیں کیا کہ واخذت سے مشتق ہے۔ یا لزوم بدل کی بنا پر۔ یا دیگر تالیفات کے اعتماد پر" ملخصاً۔ اور وہ دونوں اقسام حسب ذیل ہیں

پہلی قسم جن کلمات میں حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں پایا جائے جیسے۔ مَسْـُٔولًا۔ مَذْءُومًا۔ قُرْءَانَ۔ الظَّمْـَٔانُ۔ وغیرہ۔ یہ بلا خلاف مستثنیٰ ہیں۔ اور اگر ساکن حرف مد یا حرف لین ہو جیسے النَّبِيُّونَ۔ مَوْءُودَةُ۔ سَوْءَاتِهِمَا وغیرہ تو مدبدل بلا خلاف ہوتا ہے۔

دوسری قسم جنمیں حرف مد مبدلہ ہو۔ اسکی تین نوعیں ہیں۔ اول وہ جسمیں الف وقفاً تنوین نصب سے بدلا ہوا ہو جیسے نِدَاءً۔ دُعَاءً۔ غُثَاءً۔ هُزُوًا دوم جنمیں اجتماع ہمزتین کی وجہ سے ہمزہ ثانیہ حرف مد سے بدل جائے[1] جیسے ءَالِّدُ۔ ءَامَنتُم۔ جَاءَ اَجَلُهُمْ۔ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى۔ اَوْلِيَاءُ اُولَئِكَ سوم جن کلمات میں ہمزہ وصل ابتداء کے لیے لایا گیا اور اسکی وجہ سے ان کلمات کا ہمزہ مبتدئہ ساکنہ حرف مد سے بدل گیا ہو جیسے اِيذَن لِّي۔ اِيْتِ۔ اُوتُمِنَ پہلی نوع باجماع اور دوسری تیسری انواع ہمارے طرق پر مستثنیٰ ہیں۔ یہی صحیح ہے۔

[1] ملا علیؒ کہتے ہیں کہ "ءَالِّدُ اور ءَامَنتُم وغیرہ میں مدبدل کی وجوہ ثلٰثہ جائز ہیں اور جو لوگ حرف مد کے عارض ہونے کیوجہ سے صرف قصر کہتے ہیں وہ ءَامَنَ وغیرہ میں باجماع مدبدل بتاتے ہیں حالانکہ اسمیں بھی مدہ مبدلہ ہے اور ءَاٰمَنتُ میں لازم کہتے ہیں باوجودیکہ اسمیں بھی حرف مد عارضی ہے" لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے صحیح نہیں۔ ءَامَنَ وغیرہ میں ابدال لزوماً و وجوباً ہوتا ہے لہذا بمنزلہ اصل ہے اور ءَالِّدُ میں جوازاً اور عارض محض ہے۔ ءَاَنتَ وغیرہ میں سبب سکون لازم ہے جو اصلی اور اقوی اسباب میں سے ہے اور ءَالِّدُ وغیرہ میں تقدم علی المدہ ضعیف ترین سبب اور عارض ہے اسکا قوی پر قیاس نہیں ہوسکتا۔ فافہم فانہ من المواقع التی یتزلزل فیہ الاقدام

اور دو کلمات کے استثناء میں ہمارے شیوخ کا اختلاف ہے

اول ءآلْـٰٔنَ[1] (یونس میں) ہمزہ استفہام کیساتھ دو جگہ واقع ہوا ہے۔ ابو عبداللہ قیروانیؒ۔ مہدویؒ۔ ابن شریحؒ اور دانیؒ نے جامع البیان میں بوجہ نقل لام کے بعد کے الف کو مد بدل سے مستثنیٰ کیا ہے۔ ابو محمد مکیؒ نے اپنی تمام تصانیف میں اور دانیؒ نے تیسیر میں مستثنیٰ نہیں کیا اور دیگر تالیفات میں بخلاف بیان کیا ہے چنانچہ ایجاز و مفردات میں کہتے ہیں وہ بعض اہل اداء اسمیں مد نہیں کرتے۔ شاطبیؒ نے مد بخلاف بتایا ہے۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ اور

---

[1] ورشؒ اس کلمہ کو ہمزہ بعد لام کی حرکت لام پر نقل کر کے پڑھتے ہیں۔ اور ہمزہ وصل کی تخفیف میں جو ابدال و تسہیل سے کیجاتی ہے دیگر قراء کیساتھ شریک ہیں۔ ان کے مذہب پر اسکی صورت بر تقدیر ابدال آٰلَنَ اور بر بناء تسہیل ءآلَنَ ہو جاتی ہے اور تلفظ میں سکون لام باقی نہیں رہتا۔ بعض شیوخ ابدال و تسہیل کو واجب و لازم اور بعض جائز کہتے ہیں اسی وجہ سے اختلاف ہے۔ محققؒ کہتے ہیں لزوم بدل کی تقدیر پر باب ءامَنَ میں داخل ہو جاتا ہے اور اس حال میں بمذہب ازرقؒ مد بدل کی وجوہ ثلثہ جائز ہیں اور جواز بدل کی تقدیر پر آلِدُ۔ اور ءَأَنْذَرْتَهُمْ میں شامل ہو جاتا ہے اور اس حال میں بمذہب ازرق اگر عارض کا اعتبار کریں تو آلِدُ کے مانند صرف قصر اور اگر اعتبار نہ کریں تو ءَأَنْذَرْتَهُمْ کے مانند صرف اشباع ہوگا یعنی جواز بدل پر توسط ہرگز جائز نہیں اور ان دونوں تقدیرات کا فائدہ دوسرے الف میں ظاہر ہوتا ہے جو باجماع باب ءامَنَ سے ہے۔ پس اگر اسکے ماقبل پر وقف کردیں اور اسکو مابعد سے ملا کر پڑھیں جو یہی عملی صورت ہے تو اسمیں ابدال کے ساتھ چھ۔ اور تسہیل کیساتھ تین وجوہ جائز ہیں۔ پہلے کے طول کیساتھ دوسرے میں تینوں وجوہ۔ پہلے کے توسط پر دوسرے میں توسط و قصر اور دونوں میں قصر۔ اور پہلے کی تسہیل پر دوسرے میں وجوہ ثلثہ۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ ۱ پہلے کا طول لزوم بدل یا جواز بدل پر بعدم اعتداد عارض۔ اور دوسرے کا بھی طول عدم اعتداد پر ۲ پہلے کا طول جواز بدل پر اور دوسرے کا توسط دونوں عدم اعتبار پر ۳ پہلے کا طول لزوم بدل پر اور دوسرے کا قصر اعتداد عارض پر۔ ۴ پہلے کا توسط لزوم بدل پر اور دوسرے کا توسط عدم اعتبار عارض پر ۵ پہلے کا توسط لزوم بدل پر اور دوسرے کا قصر اعتداد پر ۶ پہلے کا قصر لزوم بدل یا جواز بدل پر باعتداد عارض اور دوسرے کا بھی قصر باعتبار عارض۔ باقی تین وجوہ تسہیل کیساتھ ظاہر ہیں اور پہلے کے توسط کیساتھ دوسرے کا طول اور پہلے کے قصر کے ساتھ دوسرے کا طول و توسط بوجہ تصادم مذہبین نا جائز ہیں یعنی پہلے کا توسط صرف لزوم بدل پر ہو سکتا ہے پس اگر اسکے ساتھ دوسرے کا طول پڑھیں تو طرق کا تصادم ہو جائیگا کیونکہ دونوں ایک باب سے ہیں اور پہلے کا قصر اگر لزوم بدل پر پڑھیں تو دوسرے میں لامحالہ قصر پڑھنا پڑیگا کیونکہ طول و توسط میں وہ ہی تصادم طرق ہے اور اگر جواز بدل پر باعتداد عارض پڑھیں تو دوسری جگہ بھی اعتداد عارض کرنا ہوگا۔ ورنہ ایک کلمہ میں ضدین جمع ہو جائینگی فافہم فانہ من النوادر۔ متاخرین اہل اداء اس کلمہ پر تین طرح اور بحث کرتے ہیں۔ ایک ماقبل پر وقف نہ کریں اور مابعد سے بھی وصل رکھیں۔ دوم ماقبل سے ملا کر اسپر وقف کردیں۔ سوم۔ نہ ماقبل سے ملائیں اور نہ مابعد سے تینوں فرضی صورتیں ہیں۔ تفصیل کے لیے مطولات دیکھو۔

Marfat.com

پہلے الف کا مد یا ساکن مقدر کی بنا پر ہے یا ہمزہ محققہ کی وجہ سے۔

دوم عَادَا لُّوْلٰی (نجم) کو مدنی و بصری ہمزہ کا ضمہ لام پر نقل اور تنوین کا اسمیں ادغام کرکے پڑھتے ہیں۔ ابو عبداللہ قیروانی، مہدوی، ابو محمد مکی، ابن شریح اور دانی نے جامع البیان میں اسکو بلا خلاف مستثنیٰ کیا ہے اور کہتے ہیں وہ تنوین کے ادغام نے حرکت لام کو لازم و معتد بہ بنا دیا ہے کیونکہ نہ ساکن میں کوئی حرف مدغم ہوسکتا ہے اور نہ اسمیں جو حکماً ساکن ہو لہذا ہمزہ جسکی وجہ سے مد ہوتا تھا قطعاً ساقط ہوگیا برخلاف الْاٰخِرَۃُ وغیرہ کے کہ انمیں نقل حرکت یقیناً عارضی اور ہمزہ مقدر ہے۔[1] مگر دانی نے تیسیر میں اسکو مستثنیٰ نہیں کیا اور دیگر تالیفات میں مد بخلاف بیان کیا ہے۔ شاطبی نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور دونوں صحیح اور معمول بہا ہیں۔ مد کی وجہ وہ ہی مشہور قاعدہ ہے کہ نقلِ حرکت عارضی ہے اور عوارض کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ۔ اگر دو کلمات میں ہمزتین جمع ہو جائیں اور دوسرے ہمزہ کے بعد مدہ ہو جیسے جَآءَ اٰل۔ تو اسکی تسہیل میں وجوہ ثلثہ جائز ہیں اور ابدال میں بمذہب مشہور و صحیح ایک الف کے حذف پر قصر اور اثبات پر فقط طول ہوگا۔ دانی اور محقق کا یہی مذہب ہے اور ایسے ہی جب دوسرے ہمزہ کے بعد کوئی اور ساکن ہو جو بوجہ اجتماع ساکنین یا بوجہ نقل متحرک ہو جائے جیسے مِنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ۔ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ۔ لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ وغیرہ تب بھی قصر اور طول ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر حروف مقطعات آل عمران کی میم پر وقف نہ کریں اور اسکو مابعد سے ملاکر پڑھیں تو تمام قراء کیلئے

[1] اگر کہا جائے کہ یہ صریح تناقض ہے کہ مد عدم اعتداد حرکت پر اور ادغام اعتداد حرکت پر کیا گیا ہے جس سے ایک ہی حرف کی حرکت معتد بہ اور غیر معتد بہ ہوگی جو محال ہے تو جواب یہ ہے کہ دونوں حیثیتیں جدا جدا ہیں۔ مد اصل کے لحاظ سے کیا جاتا ہے اور ادغام بغرض تخفیف موجودہ تلفظ کے لحاظ سے۔

اور فواتح عنکبوت میں بحالت نقل صرف ورش کے لئے قصر و طول جائز ہیں۔ ابو محمد مکی ، مہدوی اور دانی کہتے ہیں " دونوں وجوہ جید ہیں " ابو الحسن کہتے ہیں " دونوں وجوہ احسن ہیں مگر میں نے دونوں کلمات کو صرف قصر سے پڑھا ہے اور قصر ہی پڑھتا اور پڑھاتا ہوں "

مسئلہ جن کلمات میں سے ہمزہ کے بعد کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو جائے انمیں وصلاً مد بدل نہیں ہوتا جیسے رَاَ الَّذِیْنَ ۔ رَاَ الْقَمَرَ ۔ تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ وغیرہ اور اگر ان پر وقف کر دیا جائے تو باجماع ناقلین مد بدل ہوتا ہے کیونکہ مانع زائل ہو گیا ایضاً ثابت ہے۔

مسئلہ اگر مد کے دو سبب جمع ہو جائیں تو باجماع قوی پر عمل کیا جائیگا اور ضعیف ہرگز موثر نہیں ہو گا چنانچہ آٰمِّیْنَ میں لازم بُرَآءُ میں متصل ۔ وَجَآءُوْٓ اٰبَاهُمْ ۔ رَاٰ اَیْدِیَهُمْ اَلسُّوْٓآٰی میں منفصل قوی اور مد بدل ضعیف ہے۔ اَلسَّمَآءُ وغیرہ میں وقفاً متصل قوی اور سکون وقفی ضعیف ہے۔ اور مُسْتَهْزِءُوْنَ وغیرہ میں[1] وقفاً مد سکون وقفی قوی اور مد بدل ضعیف ہے۔ کما مر ۔ لیکن اگر وقف وغیرہ کی وجہ سے سبب قوی زائل ہو جائے تو سبب ضعیف موثر ہو گا

فائدہ ۔ مد بدل میں اشباع و توسط کے ناقلین جدا جدا ہیں انکو خلط ملط کر کے ضرب کے قاعدہ سے ہرگز نہ پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ وجوہ جائز تخییری نہیں بلکہ طرق ہیں ایسا کرنے سے خلط طرق ہو جائیگا لہذا طول کیساتھ طول ۔ توسط کیساتھ توسط اور قصر کیساتھ قصر پڑھنا چاہیئے۔

---

[1] فاسی کہتے ہیں " مراعات جانبین کے لحاظ سے توسط ہی ہو سکتا ہے " یہ فاسی کا اجتہاد ہے اہل ادا سے وقف میں رعایت جانبین منقول ہے۔ وصل میں نہیں ۔ نتیجہ یہ کہ توسط صحیح نہیں۔

[2] طول والوں کے لئے صرف طول ہے اور توسط والوں کے لئے توسط و طول ہے اور قصر والوں کے لئے وجوہ ثلثہ سے وقف جائز ہے

Marfat.com

اور اگر مد بدل اور مد حرف لین جمع ہو جائیں جیسے اٰبَآءُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا تو مد بدل کے قصر اور توسط کیساتھ حرف لین کا صرف توسط پڑھا جائیگا۔ اور طول کیساتھ حرف لین میں توسط اور طول دونوں جائز ہیں اور اگر حرف لین مقدم ہو جیسے شَيْـًٔا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ لَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ تو حرف لین کے توسط کیساتھ مد بدل کی وجوہ ثلثہ اور طول کے ساتھ فقط طول ہوتا ہے۔ حرف لین میں توسط نقل کرنیوالوں نے مد بدل میں وجوہ ثلثہ اور طول نقل کرنیوالوں نے صرف طول روایت کیا ہے۔

فائدہ۔ اگر سبب مد میں تسہیل یا ابدال یا حذف وغیرہ سے تغیر ہو جائے تو عدم اعتداد عارض پر مد اور اعتداد عارض پر قصر دونوں جائز ہیں۔ دونوں مذہب قوی صحیح مشہور اور معمول بہا ہیں۔ دانیؒ۔ ابن شریحؒ۔ قلانسیؒ اور شاطبیؒ وغیرہ مد کو ترجیح دیتے ہیں یہی جعبریؒ کے نزدیک مختار ہے کیونکہ اصل کا لحاظ قیاس و نظر سے زیادہ موافق ہے۔ محققؒ کہتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ جہاں سبب مد قطعاً محذوف ہو جائے وہاں قصر اور دیگر حالات میں مد اولیٰ ہے۔

فائدہ۔ منفصل کے مد کے ساتھ متصل کا قصر نہ پڑھنا چاہیئے۔ اسکا عکس ہو سکتا ہے یعنی هٰٓؤُلَآءِ اِنْ میں قالونؒ و دوریؒ کے لئے ہَا کے قصر کیساتھ اُولَآءِ کا قصر و مد دونوں اور ہَا کے مد کے ساتھ اُولَآءِ کا صرف مد پڑھیں متصل منفصل سے کم اور نیچا نہ ہونا چاہیئے۔ اکثر محققین کا یہی مسلک ہے۔ مگر ہشامؒ و حمزہؒ کی وجوہ وقفی میں اس نظریہ کی کوئی پابندی نہیں کی جاتی۔

باب ہشتم ہمزتین در یک کلمہ

چونکہ ہمزہ از روی نطق اصعب واثقل اور از روی مخرج بعید ترین حرف ہے لہذا اجتماع ہمزتین کی حالت میں عرب عموماً۔ حجازی اور قریشی خصوصاً اسکی بین بین تسہیل۔ ابدال حذف اور نقل وغیرہ کے ذریعہ سے تخفیف کرتے تھے۔ اسی وجہ سے عربی رسم الخط میں ہمزہ کی کوئی صورت مقرر نہیں حسب اقتضاء تخفیف کہیں الف کہیں واو اور کہیں یا کی صورت میں اور کہیں بے صورت لکھا جاتا ہے۔ زیادہ وضاحت تیرہویں باب میں آئیگی۔

ایک کلمہ[1] میں ہمزتین قطعیتین متحرکتین تین طرح آتے ہیں۔ دونوں مفتوحہ جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ پہلا مفتوحہ دوسرا مکسورہ جیسے ءَاِنَّكُمْ۔ پہلا مفتوحہ۔ دوسرا مضمومہ جیسے اَؤُنْزِلَ اور ایک کلمہ کے سوا باقی سب جگہ پہلا استفہام کا ہوتا ہے جو باجماع مفتوح ہے پھر انمیں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں متفق علیہ جن کے استفہام یعنی ہمزتین سے پڑھنے پر قراء سبعہ کا اجماع ہے اور مختلف فیہ جن کو بعض ہمزتین سے اور بعض ایک ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔ ہم تینوں اقسام اور اُن کی انواع کو جدا جدا فصلوں میں بیان کرکے آخر فصل میں تتمیم فائدہ کے لیئے ہمزہ ساکن اور ہمزۂ وصل کے وہ احکام بتائیں گے جو تجوید سے علاقہ رکھتے ہیں

---

[1] کلمہ اصطلاحی مراد ہے جو اہل عربیت کے نزدیک دو کلمات ہیں ایک کلمہ میں ہمزتین میں سے پہلا استفہام کے لیئے آتا ہے جو ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور غیر استفہام کے لیئے ہی۔ دوسرا متحرک ہی ہوتا ہے اور ساکن ہی متحرک قطعی ہی ہوتا ہے اور وصلی ہی۔

Marfat.com

فصل اول ہمزتین مفتوحتین در یک کلمہ

اگر ایک کلمہ میں دو ہمزہ مفتوحہ جمع ہو جائیں۔ (قرآن میں اکیس[۱] جگہ متفق علیہ آئے ہیں) تو حرمیؒ و بصریؒ بلا خلاف اور ہشامؒ بخلاف[۲] ہمزۂ ثانیہ کی بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ اگر ہمزۂ ثانیہ کے بعد مدہ نہ ہو تو قالونؒ و بصریؒ و ہشامؒ ہمزتین کے درمیان ادخال الف بھی کرتے ہیں اور ورشؒ نے بوجہ ثانی ہمزۂ ثانیہ کا الف سے ابدال بھی کیا ہے اور اگر الف مبدلہ کے بعد ساکن ہو تو حسب قاعدہ مدلازم ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ قالونؒ و بصریؒ ءَاَنْذَرْتَهُمْ کو ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل اور ادخال الف سے ءَاَنْذَرْتَهُمْ ورشؒ و مکیؒ صرف ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل سے نیز ورشؒ بوجہ ثانی ابدال و مد سے ءَآنْذَرْتَهُمْ اور ہشامؒ تسہیل و تحقیق دونوں کے ساتھ ادخال سے پڑھتے ہیں۔

اور اگر ہمزۂ ثانیہ کے بعد مدہ ہو جو صرف ءَاٰمَنْتُمْ (تین جگہ) اور ءَاٰلِهَتُنَا میں پایا جاتا ہے تو غیر معمولی طوالت کے لحاظ سے ہمزتین کے درمیان کسی کے لئے ادخال نہیں اور ہشامؒ کے لئے تسہیل بلا خلاف ہے اور بخوف التباس ورشؒ ابدال نہیں کرتے۔ جو حضرات ابدال بتاتے

[۱] دس کلمات اٹھارہ جگہ قبل از ساکن صحیح واقع ہوئے ہیں ۱ تا ۲ ءَاَنْذَرْتَهُمْ (بقرہ یس) ۳ تا ۹ ءَاَنْتُمْ (بقرہ۔ فرقان۔ واقعہ۔ نازعات) ۱۰ ءَاَسْلَمْتُمْ ۱۱ ءَاَقْرَرْتُمْ (ہر دو آل عمران) ۱۲ و ۱۳ ءَاَنْتَ (مائدہ۔ انبیا) ۱۴ ءَاَرْبَابٌ (یوسف) ۱۵ ءَاَسْجُدُ۔ (اسراء) ۱۶ ءَاَشْكُرُ (نمل) ۱۷ ءَاَتَّخِذُ (یس) ۱۸ ءَاَشْفَقْتُمْ۔ (مجادلہ) اور ایک جگہ قبل از مدہ آئے ہیں ۱۹ ءَاٰلِهَتُنَا (زخرف) اور دو جگہ قبل از متحرک آئے ہیں ۲۰ ءَاَلِدُ ہود، ءَاَمِنْتُمْ (ملک)

[۲] ہشامؒ کے لئے تحقیق زیادات قصیدہ سے ہے تیسیر میں حلوانیؒ سے بطریق ابن عبدانؒ تسہیل بلا خلاف بیان کیگئی ہے۔ یہی کافی عنوان۔ مجتبی۔ بہجۃ الاعلان۔ تلخیص العبارات۔ روضہ۔ معدل۔ کفایہ۔ قلانسیؒ تبصرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ ارشاد۔ تذکرہ۔ مستنیر مبہج۔ غایہ ابی العلاء اور تجرید میں عبدالباقیؒ سے اور یہی اخفشؒ کی ہشامؒ سے روایت ہے ابوعبداللہ جمالؒ نے حلوانیؒ سے تحقیق روایت کی ہے۔ یہی ابومعشرؒ ابوعلی مالکیؒ صاحب تجرید اور ابن مجاہدؒ نے بیان کی ہے اور یہی داجونیؒ کی تمام مشہور طرق سے روایت ہے۔ دونوں وجوہ صحیح و مشہور معمول ہیں۔ [۳] ابن مجاہدؒ اور جمہور اہل بغداد بین بین کہتے ہیں یہ قریش۔ سعد بن بکر کنانہ اور اکثر بنو قیس کا لغت ہے۔ اہل مصر ابدال کہتے ہیں یہی قریشی لغت ہے اور محض سماعی ہے قیاسی نہیں لیکن مطرد ہے ابو محمد مکیؒ۔ مہدویؒ۔ دانیؒ۔ اور شاطبیؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں دونوں صحیح و معمول ہیں۔

Marfat.com

ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ محقق کہتے ہیں "ازرق کے تمام تلامذہ صرف بین بین تسہیل پر متفق ہیں" ابن الباذش اقناع میں کہتے ہیں "جو لوگ ءَاَنْذَرْتَهُمْ وغیرہ میں ورش کے لئے ابدال نقل کرتے ہیں ءَالِهَتُنَا وغیرہ میں انکا بین بین پر اجماع ہے" ابن سفیان مہدوی۔ ابو محمد مکی۔ دانی۔ ابن شریح۔ اور ابن الفحام وغیرہ محققین نے بین بین کے سوا اور کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ ابو بکر اذفوی ابدال مع اشباع بتانے میں متفرد اور تمام اہل نقل کے خلاف ہیں۔ محقق کہتے ہیں "ابدال روایت و قیاس اور مذہب ورش کے خلاف ہے۔ شاید ان لوگوں کو یہ وہم اسوجہ سے ہوا کہ اصبہانی[2] نے ءَامَنْتُمْ کو ورش کے لئے بخبر روایت کیا ہے جس سے انکو خیال ہوا کہ یہ ابدال ہے" تعجب ہے کہ جعبری نے یہاں لغزش کی اور ابدال بیان کر دیا اور ملا علی نے انکی تقلید کی ہے۔ جو صحیح نہیں۔

قنبل قَالَ فِرْعَوْنُ ءَامَنْتُمْ (اعراف) اور وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ءَاَمِنْتُمْ (ملک) میں باجماع ناقلین صلاً ہمزۂ اولیٰ کو ضمۂ قبل کی بنا پر واؤ مفتوحہ سے بدلتے ہیں اور حسب قاعدہ ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر فِرْعَوْنُ اور النُّشُوْرُ پر وقف کر دیں تو ہمزۂ محققہ سے ابتدا کرتے ہیں کیونکہ اب سبب بدل باقی نہیں رہا۔

پانچ کلمات میں جو سات جگہ واقع ہوئے ہیں خبر و استفہام کا اختلاف ہے۔ اول

[1] ابدال سے خبر و استفہام میں التباس ہو جاتا ہے اور یہ خلاف روایت ہے
[2] اصبہانی اپنے شیوخ کے ذریعہ سے نیز احمد بن صالح یونس بن عبدالاعلیٰ اور ابوالازہر ورش سے ءَامَنْتُمْ کو حفص کی طرح بخبر روایت کرتے ہیں غالباً اس کو شاطبیہ کے بعض شارحوں نے ابدال تصور کر لیا چنانچہ ابن القاصح عذری کہتے ہیں "جو لوگ ابدال کہتے ہیں وہ انہیں بھی ابدال کرتے ہیں۔ مگر الف مبدلہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے جس سے روایت ورش بحالت قصر روایت حفص کے متحد ہو جاتی ہے گو ماخذ مختلف ہے اور مد بدل کی صورت میں فرق ہوتا ہے" یہ توضیح یقیناً باطل و مردود ہے بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ مد استفہام پر دلالت کرتا ہے۔ شاید یہ لوگ ہی کہہ دیں کہ ءَامَنَ ءَادَمُ ءَاَكْرَ وغیرہ بھی بحالت مد استفہام بن جاتے ہیں۔ ورنہ فرق بتائیں۔

ءَاَنْ یُّؤْتٰی (آلِ عمران) کو مکیؒ۔ دوم ءَاٰمَنْتُمْ (اعراف وشعراء کو) غیر حفصؒ اور طٰہٰ میں اسی کلمہ کو غیر قنبلؒ وحفصؒ۔ سوم ءَاَعْجَمِیٌّ (فصلت) کو غیر ہشامؒ۔ چہارم ءَاَذْهَبْتُمْ (احقاف) کو مکیؒ وشامیؒ۔ پنجم ءَاَنْ کَانَ (ن) کو شامیؒ۔ وابوبکرؒ وحمزہؒ۔ استفہام یعنی ہمزتین سے اور باقی حضرات خبر یعنی ایک ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔ استفہام سے پڑھنے والے حسبِ اصول خود تحقیق تسہیل ادخال وابدال کرتے ہیں مگر ءَاٰمَنْتُمْ میں تینوں جگہ قالونؒ وغیرہ کے لئے ادخال اور ورشؒ کے لئے ابدال نہیں کما مر اور ءَاَنْ کَانَ میں ہشامؒ کے لئے تسہیل بلاخلاف ہے۔

ءَاٰمَنْتُمْ (تینوں جگہ) ءَاٰلِهَتُنَا۔ ءَاَنْ کَانَ اور ءَاَعْجَمِیٌّ میں ابن ذکوانؒ اور پچھلے کلمہ میں حفصؒ ہی ہمزہ ثانیہ کی تسہیل میں شریک ہیں بعض اہلِ ادا نے مؤخر الذکر دونوں کلمات میں ابن ذکوانؒ کے لئے ادخال ہی بیان کیا ہے۔ جو ہمارے ائمہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

فصل دوم ہمزتین مفتوحہ ومکسورہ دریک کلمہ

اگر ایک کلمہ میں ہمزہ مفتوحہ اور مکسورہ جمع ہو جائیں اور استفہام مفرد ہو

سلہ ءَاَعْجَمِیٌّ کو صالحؒ بن محمدؒ۔ طلحہؒ بن محمدؒ الشاہدؒ۔ شنذائیؒ۔ مطوعیؒ۔ شنبوذیؒ ابن ابی بلالؒ اور بکارؒ۔ بطریق نہروانیؒ ابن مجاہدؒ سے قنبلؒ کیلئے بہ خبر اور ابن شنبوذؒ وسامریؒ باستفہام روایت کرتے ہیں۔ یہی ہمارا طریقہ ہے اور ابن عبدانؒ ہشامؒ سے بذریعہ حلوانیؒ بخبر روایت کرتے ہیں یہی ہمارا طریقہ ہے یہی تجرید ومبہج میں منقول ہے۔ ابو عبداللہ جمالؒ اور داجونیؒ نے باستفہام روایت کیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہشامؒ کے لئے باستفہام اور قنبلؒ کے لیے بخبر ہی صحیح ہے مگر ہمارے طرق سے نہیں۔

سلہ علامہ دانیؒ کہتے ہیں "ابن ذکوانؒ کے لئے ادخال نظر وقیاس کی رو سے مستقیم وصحیح نہیں۔ کیونکہ جب ابن ذکوانؒ ہمزتین محققین کے درمیان ادخال نہیں کرتے جنکا اجتماع اثقل ہے تو محققہ اور مسہلہ کے درمیان کیسے ادخال ہو سکتا ہے اسکے علاوہ اخفشؒ نے اپنی کتاب میں تحقیق اولیٰ اور تسہیل ثانیہ کہا ہے فصل بیان نہیں کیا" محققؒ کہتے ہیں دانیؒ کا قول نص کے موافق اور بروئے قیاس صحیح تر ہے۔ ابن شیطاؒ۔ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ ابو علی مالکیؒ ابن الفحامؒ وغیرہ محققین کی یہی تحقیق ہے" نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے طرق سے ابن ذکوانؒ کے لئے ادخال درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

(جو چودہ[۱] جگہ متفق علیہ ہے) تو حرمیؒ و بصریؒ ہمزۂ ثانیہ کی بین بین تسہیل کرتے ہیں اور ایک کلمہ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ (فصلت) میں ہشامؒ بھی بخلاف[۲] تسہیل میں شریک ہیں۔ اور قالونؒ و بصریؒ ہر جگہ بلا خلاف، ہشامؒ سات جگہ اول ءَ اِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ دوم ءَ اِنَّ لَنَا (ہر دو اعراف) سوم ءَ اِذَا مَا مِتُّ (مریم) چہارم أَئِنَّ لَنَا (شعراء) پنجم أَئِنَّكَ لَمِنَ ششم أَئِفْكًا (ہر دو صفّت) ہفتم أَئِنَّكُمْ (فصلت کے مندرجہ بالا کلمہ) میں بلا خلاف اور باقی مقامات میں بخلاف[۳] ادخال کرتے ہیں

اس قسم میں سے پانچ کلمات میں خبر و استفہام کا اختلاف ہے اول ءَ اِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ (اعراف) کو غیر مدنیؒ و حفصؒ دوم ءَ اِنَّ لَنَا (ایضاً اعراف) کو غیر حرمیؒ و حفصؒ سوم ءَ اِنَّكَ لَأَنْتَ (یوسف) کو غیر مکیؒ۔ چہارم ءَ اِذَا مَا مِتُّ (مریم) کو

---

[۱] آٹھ کلمات ہیں ۱ تا ۴ أَئِنَّكُمْ (انعام۔ نمل۔ فصلت) ۵ أَئِنَّ لَنَا (شعراء) ۶ تا ۹ ءَ اِلٰهٌ (نمل پانچ) ۱۰ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ (یٰس) ۱۱ أَئِنَّا لَتَارِكُوا ۱۲ أَئِنَّكَ لَمِنَ ۱۳ أَئِفْكًا (ہر سہ صفّت) ۱۴ ءَ اِذَا مِتْنَا (ق)

[۲] أَئِنَّكُمْ (فصلت) میں جمہور مغربی قراء صرف تسہیل کہتے ہیں۔ تیسیر۔ کافی۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تبصرہ۔ تلخیص العبارات۔ ارشاد۔ تذکرہ۔ مبہج۔ اور عنوان میں تسہیل و ادخال مروی ہے اور جمہور اہل عراق تحقیق کہتے ہیں۔ ابو الحسنؒ خیاط۔ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ ابو علی مالکیؒ۔ ابن الفحامؒ۔ اور حافظ ابو العلاءؒ نے تحقیق مع ادخال بیان کیا ہے۔ دانیؒ جامع البیان میں شاطبیؒ اور صفراویؒ تسہیل بخلاف بیان کرتے ہیں دونوں وجہ صحیح اور معمول بہا ہیں۔

[۳] شیخ ابو الفتحؒ ابو احمد سامریؒ۔ ابن عبدانؒ اور حلوانیؒ کے ذریعے سے ہشامؒ سے ہر جگہ ادخال روایت کرتے ہیں۔ اور دانیؒ نے امام ابو الفتحؒ سے بلا استثنا ادخال پڑھا ہے۔ کفایہ اور تجرید میں بھی اس طریقہ سے صرف ادخال بیان کیا گیا ہے۔ ابن سوارؒ۔ ابو الحسنؒ خیاطؒ۔ ابو علی مالکیؒ۔ اور ابن شیطاؒ وغیرہ جمہور ائمہ عراق کے یہاں بھی حلوانیؒ سے ادخال مشہور ہے۔ شذائیؒ نے داجونیؒ سے حافظ ابو العلاءؒ نے حلوانیؒ اور داجونیؒ دونوں سے فقط ادخال روایت کیا ہے۔ مگر مستنیر۔ تذکار۔ جامع۔ الروضہ۔ تجرید۔ کفایۂ کبریٰ وغیرہ کے مؤلفین یعنی جمہور اہل عراق کے یہاں داجونی سے صرف عدم ادخال مشہور و مروی ہے۔ ایک جماعت تفصیل کی طرف گئی ہے۔ یعنی وہ سات مقامات مندرجہ متن میں ادخال کرتی ہے اور کہیں نہیں کرتی۔ دانیؒ نے شیخ ابو الحسنؒ سے اسی طرح پڑھا ہے۔ ہادی۔ ہدایہ۔ کافی۔ عنوان۔ تلخیص۔ تبصرہ اور شاطبیہ میں ان مقامات میں بلا خلاف اور باقی مقامات میں بخلاف ادخال درج ہے یہی مشہور و معمول ہے۔ مگر ادخال مقدم ہے۔ کیونکہ وہ حلوانیؒ کا مذہب ہے۔

Marfat.com

ابن ذکوانؒ بخلاف[1] اور باقی حضرات بلا خلاف پنجم ءَ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ (واقعہ) کو ابو بکر استفہام سے اور باقی حضرات خبر سے پڑھتے ہیں۔ استفہام سے پڑھنے والے اپنے اپنے اصول کے مطابق تحقیق و تسہیل اور ادخال وغیرہ کرتے ہیں۔

مفتوحہ مکسورہ میں سے یہ استفہام مفرد کی بحث تھی اسکے سوا گیارہ مقامات میں استفہام مکرر واقع ہوا ہے[2] یعنی بائیس کلمات ہیں سے دو دو بالمقابل آئے ہیں جیسے ءَ اِذَا۔ ءَ اِنَّا عام قاعدہ یہ ہے کہ مدنیؒ اور کسائیؒ پہلی کو استفہام اور دوسرے کو خبر سے شامیؒ اسکے برعکس پہلی کو خبر اور دوسرے کو استفہام سے اور باقی حضرات دونوں کو استفہام سے پڑھتے ہیں۔ چنانچہ سورہ رعد۔ اسرا۔ مومنون سجدہ اور صفت میں سات جگہ سب نے اس قاعدہ کی پابندی کی ہے۔ مگر چار جگہ۔ نمل عنکبوت۔ واقعہ۔ اور نزعت میں بعض حضرات نے اس اصل کی مخالفت کی ہے

نمل میں مدنیؒ خلاف اصل پہلی کو خبر اور دوسرے کو استفہام سے شامی خلاف اصل اور کسائیؒ حسب اصل پہلے کو استفہام اور دوسرے کو خبر سے اور باقی حضرات دونوں کو

---

[1] ءَ اِذَا مَا مِتُّ کو دانیؒ نے ابن ذکوانؒ کے لیئے ابو الفتحؒ اور ابو الحسنؒ سے بر بناء خبر بہمزہ واحد پڑھا ہے اور شذائیؒ کے سوا صوریؒ کے تمام طرق سے یہی منقول ہے۔ تبصرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تلخیص العبارات۔ تذکرہ۔ کافی وغیرہ میں اور جمہور اہل عراق و اہل مغرب کے نزدیک صوریؒ سے یہی مشہور ہے نقاشؒ نے اخفشؒ سے باستفہام روایت کیا ہے۔ دانیؒ نے ابو القاسم فارسیؒ سے استفہام پڑھا ہے۔ اخفشؒ کے عراقی۔ شامی۔ مصری۔ اور مغربی تمام طرق سے استفہام منقول ہے۔ یہی شذائیؒ نے صوریؒ سے روایت کیا ہے اور یہی تجرید مبہج۔ کامل۔ اور غایۂ ابن مہران میں مروی ہے جامع البیان مفردہ یعقوب۔ شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجوہ درج ہیں یہی تیسیر کا مفہوم ہے۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر استفہام مقدم ہے کیونکہ وہ اخفشؒ کا طریقہ ہے۔

[2] اول ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَ اِنَّا لَفِيْ (رعد) دوم و سوم ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ (اسرا۲) چہارم پنجم و ششم و ہفتم۔ ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَ اِنَّا (مومنون ایک صفت دو واقعہ ایک) ہشتم ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَاؤُنَا ءَ اِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ (نمل) نہم ءَ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ءَ اِنَّكُمْ (عنکبوت) دہم ءَ اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَ اِنَّا لَفِيْ (سجدہ) یازدہم ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ءَ اِذَا كُنَّا (نزعت)

Marfat.com

استفہام سے پڑھتے ہیں۔ نیز شامیؒ وکسائیؒ نے دوسرے کلمہ کو ایک نون زیادہ کرکے اِنَّنَا پڑھا ہے۔

عنکبوت میں دوسرے کلمہ کے استفہام پر اجماع ہے۔ حرمیؒ اور حفصؒ خلاف اصل اور شامی حسب اصل پہلے کو خبر سے اور باقی حضرات حسب اصل استفہام سے پڑھتے ہیں۔

واقعہ میں مدنیؒ وکسائیؒ حسب اصل پہلے کو استفہام اور دوسرے کو خبر سے۔ شامی خلاف اصل اور باقی حضرات دونوں کو حسب اصل استفہام سے پڑھتے ہیں۔

نزعت میں مدنیؒ وکسائیؒ حسب اصل اور شامی خلاف اصل پہلے کو استفہام اور دوسرے کو خبر سے اور باقی حضرات دونوں کو استفہام سے پڑھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ مکیؒ وحفصؒ وکسائیؒ ایک جگہ (عنکبوت میں) مدنیؒ دو جگہ (نمل و عنکبوت میں) اور شامی تین جگہ (نمل واقعہ نزعت میں) اصل مقررہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ باقی حضرات اصل کے پابند ہیں۔ استفہام و خبر سے پڑھنے والے اپنے اپنے قاعدہ کے مطابق تسہیل و ادخال و تحقیق کرتے ہیں مگر ان میں ہشام کے لئے ہمارے طرق پر ادخال بلا خلاف ہے۔[۱]

تتمہ:۔ ایک کلمہ اَئِمَّةً قرآن میں پانچ جگہ[۲] ایسا ہے کہ جسمیں ہمزتین مفتوحہ ومکسورہ قطعیہ پائے جاتے ہیں اور پہلا استفہام کے لیئے نہیں۔ حرمیؒ وبصریؒ ہمزۂ ثانیہ کی

سلہ۔ دانیؒ۔ شاطبیؒ اور تمام قراء مغرب نیز ابن سوارؒ ابن شیطاؒ۔ قلانسیؒ اور حافظ ابوالعلاءؒ کا یہی مذہب ہے۔ سبط الخیاطؒ اور صفراویؒ وغیرہ ان میں بھی ادخال بخلاف بتاتے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں قیاس کا اقتضا یہی ہے۔ پھر کہتے ہیں "حق یہ ہے کہ بطرق تیسیر وشاطبیہ انہیں ادخال بلا خلاف ہے"۔

سلہ اَئِمَّةَ الْكُفْرِ (توبہ) اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ (انبیا) وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً۔ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً (ہر دو قصص) مِنْهُمْ اَئِمَّةً۔ (سجدہ)

بین بین تسہیل کرتے ہیں باقی حضرات کے لئے تحقیق ہے۔ ہشام ہمزتین کے درمیان بخلاف[ل] ادخال کرتے ہیں۔ اور سب بلا ادخال پڑھتے ہیں یہی ہشام کی دوسری وجہ ہے۔

فصل سوم ہمزتین مفتوحہ مضمومہ در یک کلمہ

اگر ایک کلمہ میں ہمزتین مفتوحہ مضمومہ جمع ہوں (متفق علیہ صرف تین جگہ آئی ہیں) تو حرمی[ا] و بصری[۲] تینوں جگہ بلا خلاف اور ہشام[۳] صرف دو جگہ یعنی ص و قمر میں ہمزۂ ثانیہ کی بخلاف تسہیل کرتے ہیں۔ قالون بلا خلاف بصری بخلاف[۴] اور ہشام[۵] بحالت تسہیل بلا خلاف اور بصورت تحقیق بخلاف ہمزتین کے درمیان ادخال الف کرتے ہیں۔

[۱] حرمی و بصری کے لئے تسہیل جمہور کا مسلک ورش سے بطریق اصبہانی منصوص۔ ابن سوار۔ ہذلی۔ ابو علی مالکی۔ ابن الفحام۔ حافظ ابو العلاء۔ سبط الخیاط۔ ابن سفیان۔ مہدوی۔ قلانسی۔ ابو محمد مکی اور شاطبی کا مذہب ہے امام ابو الحسن اور دانی کے قول بیاء مختلستہ الکسرہ اور ابن مہران کے قول بہمزہ واحدہ غیر ممدودہ کے یہی معنے ہیں ابن شریح۔ صاحب ارشاد وغیرہ ابدال بیا کہتے ہیں۔ اکثر واسطی قرا اسطرف مائل ہیں۔ لیکن بقول ابو محمد مکی۔ دانی۔ حافظ ابو العلاء اور شاطبی یہ نحاۃ کا مذہب ہے۔

[۲] قلانسی ابن عبدان وغیرہ سے ابن سوار۔ ابن شیطا۔ ابو الحسن خیاط وغیرہ جمہور اہل عراق حلوانی سے ادخال روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابو العلاء نے صرف ادخال روایت کیا ہے۔ دانی نے تیسیر میں ابو الفتح سے ابن عبدان کے سوا دو طریقہ سے (جسکی جامع البیان میں خود تصریح کی ہے) قصر بتایا ہے۔ ابن سفیان۔ مہدوی۔ ابن شریح۔ ابن غلبون۔ ابو الحسن ابو محمد مکی۔ ابو طاہر بن خلف اور جمہور مغربی قرا قصر بتاتے ہیں۔ دانی نے ابو الحسن و ابو الفتح سے بطریق غیر ابن عبدان قصر ہی پڑھا ہے۔ تجرید میں غیر طریقہ جمال سے اور مبہج میں صرف قصر درج ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں دانی نے خلط طرق کر دیا۔

[۳] قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ (آل عمران) أَؤُنْزِلَ (ص) أَؤُلْقِيَ (قمر)

[۴] تیسیر میں دانی نے بصری کے لئے ادخال بیان نہیں کیا جمہور اہل عراق و اہل مغرب یہی عدم ادخال روایت کرتے ہیں دانی نے جامع البیان میں ادخال درج کیا ہے اور قیاس و نص سے اسکی تصدیق کی ہے۔ ہدایہ۔ مصباح۔ شاطبیہ اور اعلان وغیرہ میں دونوں وجوہ منقول اور دونوں صحیح ہیں۔

[۵] ہشام کے لئے تین وجوہ منقول ہیں۔ اول تحقیق کیساتھ تینوں جگہ ادخال دانی نے شیخ ابو الفتح سے اسی طرح پڑھا ہے اور ابن عبدان کا حلوانی سے یہی طریقہ ہے۔ قلانسی اسی طریقہ سے ہذلی اور صاحب تجرید حلوانی سے بطریق ابو عبد اللہ جمال ولہن مہاد وحافظ ابو العلاء حلوانی سے یہی روایت کرتے ہیں۔ اور تیسیر میں یہ پہلی وجہ ہے۔ دوم تینوں جگہ تحقیق بلا ادخال یہ کافی میں پہلی وجہ ہے ابن سوار۔ ابو علی مالکی۔ ابن الفحام۔ قلانسی۔ حافظ ابو العلاء اور سبط الخیاط وغیرہ نے داجونی سے نقل کی ہے۔ سوم آل عمران میں بلا ادخال تحقیق اور ص و قمر میں ادخال مع تسہیل دانی نے امام ابو الحسن سے اسی طرح پڑھا ہے۔ تذکرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تبصرہ۔ تلخیص العبارات اور عنوان میں یہی منقول ہے اور جمہور مغربی قرا یہی وجہ بیان کرتے ہیں۔ تیسیر و کافی میں یہ دوسری وجہ ہے۔ شاطبی نے تینوں وجوہ بیان کی ہیں اور تینوں صحیح و معمول ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ ورشؒ و مکیؒ کے لیئے تینوں جگہ ہمزۂ ثانیہ کی صرف تسہیل اور قالونؒ کے لیئے تسہیل مع ادخال بلا خلاف اور بصریؒ کے لیئے تسہیل بلا خلاف اور ادخال بخلاف ہے اور ہشامؒ کے لیئے آل عمران میں تحقیق بلا خلاف اور ادخال بخلاف یعنی دو وجوہ - اور ص - و قمر میں تحقیق کے ساتھ ادخال و عدم ادخال اور تسہیل کے ساتھ صرف ادخال تین تین وجوہ ہیں۔

اس قسم سے ایک کلمہ میں اختلاف ہے سورہ زخرف میں نافع ءَاُشۡهِدُوا کو ہمزۂ استفہام کے بعد ہمزۂ مضمومہ زیادہ کر کے شین کے سکون اور حسب سابق ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل سے اور باقی حضرات ہمزۂ استفہام کے بعد شین مفتوحہ سے بلا ہمزۂ مضمومہ پڑھتے ہیں اور اسمیں قالونؒ کے لیئے ادخال بخلاف ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب ایک کلمہ میں دو ہمزۂ قطعی جمع ہو جائیں تو حرمیؒ و بصری حالات ثلثہ میں ہمزۂ ثانیہ کی بلا خلاف اور ہشام مفتوحتین میں ہر جگہ اور مفتوحہ مکسورہ میں سے صرف سورہ فصلت میں ایک جگہ اور مفتوحہ مضمومہ میں سے ص و قمر میں دو جگہ ہمزۂ ثانیہ کی بخلاف تسہیل کرتے ہیں - ابن ذکوانؒ نے چار کلمات میں اور حفصؒ نے ایک کلمہ میں تسہیل کی ہے اور باقی حضرات ہر حال میں تحقیق سے پڑھتے ہیں - نیز ورشؒ نے مفتوحتین میں سے ہمزۂ ثانیہ کا الف سے ابدال بھی کیا ہے - جب کہ اسکے بعد مدہ نہ ہو۔

---

[1] دانیؒ نے شیخ ابوالفتحؒ سے بطریق ابی نشیطؒ ادخال پڑھا ہے - یہی سبط الخیاطؒ کی روایت ہے اور ابن مہرانؒ نے دونوں طرق سے ادخال روایت کیا ہے - ہذلیؒ نے بجمیع طرق قالونؒ اور ابن سوارؒ نے حلوانیؒ سے بھی ادخال روایت کیا ہے - دانیؒ نے امام ابوالحسنؒ سے قصر (بلا ادخال پڑھا ہے) ہادی - ہدایہ - تبصرہ - تذکرہ کافی - تلخیص - غایۃ الاختصار وغیرہ اکثر تصانیف میں قصر درج ہے - مبہج و کفایہ میں سبط الخیاطؒ نے دونوں طرق سے اور مستنیر میں ابونشیطؒ سے قصر روایت کیا ہے - تیسیر و شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجوہ درج اور دونوں صحیح ہیں۔

Marfat.com

اگر ہمزۂ ثانیہ کے بعد مدہ نہ ہو تو قالونؒ حالات ثلثہ میں بلا خلاف مگر ءَ اَشَہِدُوْا میں بخلاف۔ بصریؒ مفتوحہ و مضمومہ میں بخلاف اور باقی دونوں حالات میں بلا خلاف۔ ہشام مفتوحتین میں سب جگہ اور مفتوحہ مکسورہ میں سے استفہام مفرد میں سات جگہ اور استفہام مکرر میں ہر جگہ اور مفتوحہ مضمومہ میں سے صاد و قمر میں بحالت تسہیل بلا خلاف اور استفہام مفرد کے باقی مواقع اور ءَاِئمَّۃ اور مفتوحہ مضمومہ کے درمیان بحالت تحقیق (یعنی تینوں جگہ) بخلاف ادخال الف کرتے ہیں۔ اور باقی حضرات بلا ادخال پڑھتے ہیں۔

فائدہ۔ بحالت ادخال چونکہ حرف مد اور سبب مد ایک کلمہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا امام ابن شریحؒ۔ اور استاذ ابو عبد اللہؒ بن ابی السداد مالقیؒ شارح تیسیر کہتے ہیں وہ کہ مد متصل ہو گا۔ اور حسب قواعد تسہیل کے ساتھ مد و قصر اور تحقیق کے ساتھ صرف مد ہو گا“ یہ تفقہ ہے۔ جمہور اہل ادا تحقیق و تسہیل میں صرف قصر کہتے ہیں کیونکہ یہ مدہ عارضی ہے اور عوارض کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ محققؒ کہتے ہیں وہ ائمہ عراق باجماع۔ شام و مصر و مغرب کے جمہور قرا اور عام اہل ادا کا مذہب قصر ہے۔

امام ابن مہرانؒ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں وہ ءَاَنذَرْتَہُمْ ءَ اِذَا۔ اَؤُنَبِّئُکُمْ وغیرہ میں جو ادخال کیا جاتا ہے اُسکو مد حجز کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمزتین کے درمیان حاجز و فاصل ہو جاتا ہے۔ عرب ہمزتین کے اجتماع کو ثقیل سمجھتے تھے لہٰذا اُن کے درمیان مدہ داخل کر دیتے تھے جو فاصل ہو کر دونوں کو جدا کر دے اور اسکی مقدار بالاجماع پورے الف کے برابر ہوتی ہے اس سے حجز ہو جاتا ہے

کسی مزید زیادتی کی ضرورت نہیں" محقق کہتے ہیں۔ قیاس نظر اور ادا کے اعتبار سے یہی اولیٰ ہے" سید کہتے ہیں" میں نے اپنے تمام شیوخ سے مد کے بغیر پڑھا ہے اور یہی قیاس و نظر کا اقتضاء ہے۔ اور آج کل ابن الغازی وغیرہ کے مقلدین کے سوا کوئی مد نہیں کرتا" حق یہی ہے جعبری۔ اور ملا علی وغیرہ تمام محققین کا یہی مذہب ہے۔

فصل چہارم ہمزۂ ساکنہ اور ہمزۂ وصل کے احکام متفقہ

اگر ہمزتین مجتمعہ فی الکلمہ میں سے دوسرا ہمزۂ ساکن ہو تو پہلا حرکات ثلثہ سے متحرک ہوتا ہے اور کثیر الدور ہے۔ تمام قرا ہمزۂ ساکنہ کو وجوباً حرف مد سے بدل لیتے ہیں جیسے اٰسی۔ اٰتی۔ اٰدم۔ اٰلھتنا۔ اٰمنتم۔ اٰمن۔ اٰزر۔ اُوتی اُوذی۔ اُوذوا۔ اُوتیتم۔ اُوتمن۔ اِیمان۔ اِیتاء۔ اِیلاف اور اِیت وغیرہ۔

ہمزہ استفہام کے بعد ہمزۂ وصل دو طرح آتا ہے۔ مکسورہ اور مفتوحہ متفق علیہ ہی اور مختلف فیہ بھی۔ ہمزۂ وصل مکسورہ باجماع حذف ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے حذف سے التباس کا کوئی خوف نہیں ہے اور ہمزہ استفہام اسکا قایم مقام بن جاتا ہے جیسے۔ اَفترٰی۔ اَستغفرت۔ اَصطفٰی۔ اَتخذتم وغیرہ۔

اور ہمزۂ وصل مفتوحہ تین کلمات میں چھ جگہ متفق علیہ[1] اور ایک جگہ مختلف فیہ واقع ہوا ہے۔ اسکو بخوف التباس حذف نہیں کرتے لیکن تخفیف بر اجماع ہی اور سب کے لیے

---

[1] آٰلذکرین (انعام دوجگہ) آٰلٰئن (یونس دوجگہ) آٰللہ اذن۔ (یونس) آٰللہ خیر (نمل) یہ چھوں متفق علیہ ہیں۔ آٰلسحر (یونس) کو بصری باستفہام پڑھتے ہیں۔ لہذا ان کے لیے ابدال و تسہیل دونوں وجوہ جائز ہیں۔ اور باقی حضرات اسکو بلا ہمزہ استفہام خبر سے پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

دو طرح تخفیف کیجاتی ہے۔ اول ہمزۂ وصل کو الف سے بدل کر مد لازم کیا تھ پڑھتے ہیں۔ یہ ادائے مقدم اور اکثر اہل ادا کا مذہب ہے۔ دانی رح نے امام ابو الحسن رح سے اسی طرح پڑھا تھا محقق کہتے ہیں میں نے تذکرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ کافی۔ تبصرہ۔ تجرید۔ روضہ مستنیر۔ تذکار۔ ارشادین۔ غایتین وغیرہ کے طرق اور اپنے مشرقی و مغربی شیوخ سے اسی طرح پڑھا ہے یہی شاطبی رح کے نزدیک مختار ہے۔ دوم ہمزۂ وصل کی بین بین تسہیل کرتے ہیں کیونکہ جب ہمزۂ وصل کا حذف متعذر ہو تو قطعی کے مانند اسکی تسہیل لازم ہے اور ازروی قاعدہ متحرک کی تسہیل اور ساکن کا ابدال ہونا چاہئیے۔ دانی رح نے شیخ ابو الفتح سے تسہیل پڑھی ہے مجتبیٰ اور عنوان میں صرف تسہیل منقول ہے تیسیر و شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجوہ مذکور ہیں دانی رح جامع البیان میں کہتے ہیں "دونوں وجہ قوی و جید ہیں" نتیجہ یہ ہے کہ دونوں وجوہ صحیح اور معمول بہا ہیں اور اسپر تمام اہل ادا کا اجماع ہے کہ انمیں ادخال کسی کے لیئے جائز نہیں۔

باب ہمزۂ قطعیتین میں جو دو کلمات میں جمع ہو جائیں

دو کلمات میں ہمزتین قطعیتین متفق الحرکت بھی ہوتے ہیں اور مختلف الحرکت بھی ہم دو فصلوں میں ان کے احکام بیان کرتے ہیں۔

فصل اول ہمزتین متفق الحرکت

اگر دونوں مفتوحہ ہوں (انتیس[۲۹] جگہ واقع ہوئے ہیں) جیسے جَآءَ اَحَدَ۔ شَآءَ اَنْشَرَہٗ تو قالون رح و بزی رح و بصری رح ہمزۂ اولیٰ کو ساقط کر کے قصر و مد سے

[۱] نون قبل از متحرک ہیں۔ [۲] جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ (نساء، مائدہ) [۳] جَآءَ اَحَدَكُمُ (انعام) [۴]
(باقی بر صفحہ آئندہ)

پڑھتے ہیں اور ورشؒ و قنبلؒ ہمزۂ ثانیہ کا الف سے ابدال اور اسکی بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں بعض اہل ادا ابدال میں ورشؒ کے لیئے بمذہب ازرقؒ مدبدل بتلاتے ہیں۔ کیونکہ ہمزۂ ثابتہ کے بعد حرف مد موجود ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ تسہیل میں اگر اسکے بعد مدہ ہو۔ مدبدل جائز ہے ابدال میں جائز نہیں کیونکہ وہ عارضی ہے کما مر۔ پس اگر اسکے بعد مدہ ہو تو ایک الف کے حذف کی تقدیر پر صرف قصر اور بر تقدیر اجتماع الفین مد طویل ہوتا ہے

اور اگر دونوں مکسورہ ہوں[1] (جو پندرہ جگہ متفق علیہ اور تین جگہ مختلف فیہ ہیں) جیسے مِنَ السَّمَآءِ اِلَی۔ مِنَ السَّمَآءِ اِنْ تو قالونؒ و بزیؒ ہمزۂ اولی کی بین بین تسہیل کرکے مد و قصر سے پڑھتے ہیں اور ورشؒ و قنبلؒ ہمزۂ ثانیہ کا یاء ساکنہ سے ابدال اور اسکی بین بین تسہیل کرتے ہیں اور دو کلمات هٰٓؤُلَآءِ اِنْ (بقرہ) اور عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ (نور) میں دانیؒ نے شیخ ابوالقاسمؒ خاقانی سے ورشؒ کے لیئے تیسری وجہ ہمزۂ ثانیہ کا یاء مکسورہ سے ابدال بھی پڑھا ہے جو ورشؒ سے اداءً مشہور ہے اور بصریؒ ہمزۂ اولی کو ساقط کر کے قصر و مد سے پڑھتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۲ جَآءَ اَحَدَهُمُ (مؤمنون) ۸-۹ جَآءَ اَجَلُهُمْ (اعراف۔ یونس۔ نحل۔ فاطر) ۱۰ جَآءَ اَجَلُهَا (منفقون) اور اٹھارہ قبل از ساکن جیسے ۱ الشُّهَدَآءُ اَمْوَالَكُمْ (نساء) ۱۱ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ (اعراف) ۱۲-۱۴ جَآءَ اَمْرُنَا (ہود۔ مؤمنون) ۱۵ جَآءَ اٰمَنَّا بِهٖ ۲۲ وَجَآءَ اَهْلُ (حجر) ۲۳ السَّمَآءَ اٰنْ (رعد) ۲۴ مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ (فرقان) ۲۵ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ (احزاب) ۲۶ جَآءَ اَشْرَاطُهَا (محمد) ۲۷ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ (عبس) اور دو قبل از الف ہیں ۲۸-۲۹ جَآءَ اٰلَ (حجر۔ قمر)

[1] دو قبل از متحرک ہیں ۱ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی (سجدہ) فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ (زخرف) اور تیرہ جگہ قبل از ساکن ہیں ۳ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ (بقرہ) مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا (نساء) ۵ كَمِنْ وَّرَآءِ الْحَقِّ (ہود) ۶ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا (یوسف) ۷ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا (اسراء) ۸ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ (نور) ۹ مِنَ السَّمَآءِ اِنْ (شعراء) ۱۰ مِنَ السَّمَآءِ اِنَّ (سباء) ۱۱ مِنَ النِّسَآءِ اِنْ ۱۲ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ (ہر دو احزاب) ۱۳ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ (سباء) اور ایک جگہ مِنَ الشُّهَدَآءِ اِنْ (بقرہ) میں صرف حمزہ کے لیئے دونوں مکسور ہیں باقی حضرات کے لیئے مکسورہ و مفتوحہ ہیں اور دو جگہ لِلنَّبِیِّ اِنْ۔ بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا (ہر دو احزاب) میں صرف نافعؒ کے لیئے اجتماع ہمزتین مکسورتین ہے باقی ..

Marfat.com

بِالسُّوٓءِ اِلَّا (یوسف) میں قالونؒ وبزیؒ نے واؤ ساکن ماقبل کی وجہ سے ہمزہ اولی کو واؤ سے بدل کر اسمیں واؤ کا ادغام ہی کیا ہے جو اداءً مقدم اور منصوص ہے اور جسکو تمام ائمہ عراق اور جمہور شیوخ مغرب اثر و قیاس و اصح کہتے ہیں بلکہ دانیؒ نے مفردات میں اسجگہ اسکے سوا تخفیف کی کوئی اور صورت جائز ہی نہیں بتائی۔ وفیہ مافیہ[1]

لِلنَّبِیِّٓ اِنْ۔ بُیُوْتَ النَّبِیِّٓ اِلَّآ (ہر دو احزاب) میں قالونؒ کے لئے ہمزہ اولی کی تسہیل جائز نہیں بلکہ ابدال کر کے یاء ساکنہ کا اسمیں ادغام کرتے ہیں محققؒ کہتے ہیں وہ تمام ائمہ کے نزدیک قیاساً و روایتاً یہی مختار و صحیح ہے اور اسکے سوا کوئی وجہ مروی نہیں ہے۔ لیکن اگر لِلنَّبِیِّٓ اور اَلنَّبِیِّٓ پر وقف کر دیں تو حسب قاعدہ ہمزہ سے وقف کرینگے

اور اگر دونوں مضمومہ ہوں جو صرف ایک جگہ اَوْلِیَآءُ اُولٰٓئِكَ (احقاف) میں قبل از متحرک ہیں تو قالونؒ و بزیؒ ہمزہ اولی کے بین بین تسہیل کر کے مد و قصر سے پڑھتے ہیں ورشؒ و قنبلؒ ہمزہ ثانیہ کا مدہ سے ابدال اور اسکی بین بین تسہیل کرتے ہیں اور بصریؒ ہمزہ اولی کو ساقط کر کے قصر و مد سے پڑھتے ہیں۔

ماحصل یہ ہے کہ جب دو کلمات میں دو ہمزہ قطعتین متفق الحرکت جمع ہو جائیں تو بصریؒ حالات ثلثہ میں ہمزہ اولی کو ساقط کر کے قصر و مد سے پڑھتے ہیں۔ قالونؒ و بزیؒ مفتوحتین میں بصریؒ کے ساتھ ہیں اور باقی دونوں حالات میں ہمزہ اولی کی تسہیل کر کے مد و قصر پڑھتے ہیں اور سورہ یوسف میں دونوں نے بخلاف اور احزاب

---

[1] تعجب ہے کہ دانیؒ سے اسمیں لغزش ہو گئی۔ یہ اسجگہ کہہ سکتے ہیں جہاں واؤ زائدہ ہو یہاں واؤ عین کلمہ ہے اور اسکی تخفیف میں اصل وجہ نقل ہوتی لیکن چونکہ نقل بطریق صحیح مروی نہیں لہذا عام قاعدہ کے مطابق بین بین تسہیل کریں گے یہی قیاس صحیح ہے کہ جہاں نقل نہ ہو سکے تسہیل ہوتی ہے۔ بیشک از روئے روایت یہاں ابدال کے بعد ادغام اصح اور اداءً مقدم ہے مگر یہ کہنا کہ اسکے سوا کوئی وجہ جائز ہی نہیں۔ درست نہیں۔ چنانچہ خود دانیؒ نے تیسیر و جامع البیان میں ادغام کے ساتھ تسہیل ہی بیان کی ہے اور یہی حق ہے۔

میں دونوں جگہ قالونؒ نے بلا اختلاف ابدال کے بعد ادغام کیا ہے اور ورشؒ وقنبلؒ کے لیے ہر جگہ دو دو وجوہ ہیں۔ دوسرے ہمزہ کا مدہ سے ابدال[1] اور بین بین تسہیل اور بقرہ و نور میں ورشؒ کے لیے ہمزۂ ثانیہ کا یا مکسورہ سے ابدال ہی صحیح اور تیسری وجہ ہے۔

ورشؒ و قنبلؒ مدہ سے ابدال کی حالت میں قبل از ساکن مد لازم کرتے ہیں۔ جیسے جَآءَ اٰمْرُنَا۔ هٰؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ۔ وغیرہ اگرچہ محل مد عارضی ہے مگر اہل ادا سکون لازم کا اقوی اسباب ہونیکی وجہ سے اعتبار کرتے ہیں۔ کما مر۔ اور اگر ہمزۂ ثانیہ کے بعد الف موجود جگہ ہے تو اہل ادا کا نفس ابدال میں اختلاف ہے۔ دانیؒ کہتے ہیں "ہمارے بعض شیوخ ابدال کو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابدال سے دو الف جمع ہو جائینگی جنکا جمع ہونا متعذر ہے لہذا واجب ہے کہ بین بین تسہیل کیجائے۔ کیونکہ ہمزہ مسہلہ متحرک کے حکم میں ہے۔ اور بعض اہل مطردہ کے ماتحت ابدال کو جائز کہتے ہیں اور ابدال کے بعد دو وجوہ بتاتے ہیں۔ اول اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کر دیا جائے اس تقدیر پر صرف قصر پڑھا جائیگا۔ دوم حذف نہ کریں بلکہ اجتماع ساکنین کیوجہ سے اشباع کریں جو ساکنین میں فاصل ہو جائیگا۔ محققؒ کہتے ہیں "یہ توجیہ جید ہے"۔

[1] شاطبیہ کے تمام شراح اور محققؒ وغیرہ فضلاء کہتے ہیں کہ ابدال زیادات قصیدہ سے ہے تیسیر میں صرف تسہیل بیان کی ہے" مجھے ان حضرات سے باادب اختلاف ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک تیسیر میں ابدال درج ہے اور تسہیل زیادات قصیدہ سے ہے۔ تیسیر کے الفاظ مکسورتین کے بارہ میں یہ ہیں "قنبلؒ و ورشؒ دوسرے کو یار ساکنہ کے مانند کر دیتے ہیں" اور مضمومتین کے متعلق کہتے ہیں "دوسرے کو واؤ ساکنہ کے مانند کر دیتے ہیں" واؤ ساکنہ اور یار ساکنہ سے صرف مدہ یعنی ابدال مراد ہے تسہیل نہیں ہے اور اسکی دلیل خود اسی جگہ تیسیر میں موجود ہے۔ قالونؒ بزیؒ کے لیے کہتے ہیں "پہلے کو یار مکسورہ کے مانند کر دیتے ہیں" "پہلے کو واؤ مضمومہ کے مانند کر دیتے ہیں" یہ تسہیل ہے اور یہی دانیؒ کی عادت ہے کہ تسہیل کو اسطرح بیان کیا کرتے ہیں۔ البتہ کاف تشبیہ شبہ ڈالتا ہے میری ناقص رائے میں تیسیر میں ایسے تسامح لفظی اور بھی ہیں۔ خیر مطلب یہ ہے کہ تیسیر میں ایک وجہ مذکور ہے۔ دوسری زیادات سے ہے جو تمام اہل ادا کے نزدیک ابدال ہے اور میں کہتا ہوں تسہیل ہے۔ دونوں وجوہ صحیح اور معمول ہیں۔

Marfat.com

فائدہ۔ اہل ادا کا تعینِ ہمزۂ ساقطہ کے بارہ میں اختلاف ہے۔ ابن غلبونؒ ابوالحسنؒ اور حمامیؒ وغیرہ ائمہ کہتے ہیں کہ وہ ثانیہ ہے کیونکہ اسی نے اجتماع کیا ہے امام النحو خلیلؒ اور دیگر بعض نحاۃ کا یہی مذہب ہے۔ جمہور اہل ادا اور اکثر ائمہ کہتے ہیں کہ وہ اُولیٰ ہے ابوالفتحؒ دانیؒ۔ شاطبیؒ۔ وغیرہ کا یہی مذہب ہے محققؒ کہتے ہیں "مثلین کے قیاس کا یہی اقتضاء ہے" اختلاف کا نتیجہ مد میں ظاہر ہوتا ہے یعنی اگر دوسرا قرار دیں تو متصل قبل از ہمزۂ محققہ ہے جسکا قصر جائز نہیں اور اگر پہلا مانیں تو قصر بہرحال جائز ہے خواہ اسکو منفصل قرار دیں یا متصل کیونکہ وہ اب مد قبل از ہمزہ مغیّرہ ہے۔ مگر منفصل تسلیم کرنے پر بزیؒ وسوسیؒ کے لئے مد نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اساتذہ کا میلان اُولیٰ کو ساقطہ اور مد کو متصل قبل از ہمزہ مغیرہ قرار دینے کیطرف ہے۔ اسی تقدیر پر ہمنے مد و قصر بیان کیا ہے۔

فصل دوم ہمزتین مختلف الحرکت

اگر دو کلمات میں دو ہمزہ قطعی مختلف الحرکت جمع ہوں تو حرمیؒ و بصریؒ ہمزۂ ثانیہ کی تخفیف پر متفق ہیں مختلف الحرکت کی چھ قسمیں ہو سکتی تھیں مگر قرآن میں پانچ پائی جاتی ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک قسم کی تخفیف کا قاعدہ یہ ہے۔
اول مضمومہ[۱] مفتوحہ جیسے لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ واو مفتوحہ سے ابدال کرتے ہیں۔

[۱] مضمومہ مفتوحہ گیارہ جگہ متفق علیہ ہیں۔ ۱ السُّفَهَآءُ اَلَآ (بقرہ) ۲ لَوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ ۳ مَنْ نَّشَآءُ اَنْتَ (ہر دو اعراف) ۴ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ۔ (توبہ) ۵ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ (ہود) ۶ الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ (یوسف و نمل) ۸ مَا یَشَآءُ اَلَمْ تَرَ (ابراہیم) الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ (نمل) ۱۰ جَزَآءُ اَعْدَآءِ (فصلت) ۱۱ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا (ممتحنہ) اسکے سوا مرو کے لئے ہیں النَّبِیُّ اَوْلٰی۔ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ (ہر دو احزاب)

Marfat.com

دوم مکسورہ مفتوحہ[1] جیسے مِنَ المَاۤءِ اَوْ یا مفتوحہ سے ابدال کرتے ہیں۔

سوم مضمومہ مکسورہ[2]۔ جیسے یَشَاۤءُ اِلٰی۔ اسکی تخفیف دو طرح[3] ہوتی ہے

اول پہلے ہمزہ کی حرکت کے لحاظ سے واؤ مکسورہ سے ابدال۔ یہ متقدمین جمہور قراء کا مذہب ہے۔ دانیؒ کہتے ہیں میں نے اپنے شیوخ ابو القاسم فارسیؒ۔ خاقانیؒ اور ابو الحسنؒ سے اسی طرح پڑھا ہے۔ نیز کہتے ہیں "یہ آثر ہے" دوم خود ہمزہ ثانیہ کی حرکت کے مطابق بین بین تسہیل (کالیا)۔ یہ خلیلؒ وسیبویہؒ وغیرہ ائمہ نحو اور متاخرین جمہور قراء کا مسلک ہے اور دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ سے اسی طرح پڑھا ہے۔ اور کہتے ہیں "یہ اقیس ہے" دونوں وجوہ صحیح اور معمول ہیں۔

چہارم مفتوحہ مکسورہ[4] جیسے وَجَاۤءَ اِخْوَۃُ۔ میں بین بین تسہیل (کالیا) کرتے ہیں۔

---

[1] مکسورہ مفتوحہ پندرہ جگہ متفق علیہ ہیں ۱ النِّسَاۤءِ اَوْ (بقرہ) ۲ هٰۤؤُلَاۤءِ اَهْدٰی (نساء) ۳ بِالْفَحْشَاۤءِ اَتَعُوْلُوْنَ ۴ هٰۤؤُلَاۤءِ اَضَلُّوْنَا ۵ مِنَ الْمَاۤءِ اَوْ (ہر سہ اعراف) ۶ مِنَ السَّمَاۤءِ اَوِ ائْتِنَا (انفال) ۷ وِعَاۤءِ اَخِیْهِ (یوسف) ۸ هٰۤؤُلَاۤءِ اٰلِهَةً (انبیاء) ۹ هٰۤؤُلَاۤءِ اَمْ هُمْ ۱۰ السُّوْۤءِ اَفَلَمْ (ہر دو فرقان) ۱۲ مِنَ السَّمَاۤءِ اٰیَةً (شعراء) وَلَا اٰبَاۤءِ اِخْوَانِهِنَّ (احزاب) ۱۴-۱۵ فِی السَّمَاۤءِ اَنْ (ملک دو) اور ایک غیر حمزہ کے لیے ہے مِنَ الشُّهَدَاۤءِ اَنْ (بقرہ)

[2] مضمومہ مکسورہ بائیس جگہ متفق علیہ ہیں۔ ۱-۴ مَنْ یَّشَاۤءُ اِلٰی (بقرہ ۲۔ یونس۔ نور) ۵ الشُّهَدَاۤءُ اِذَا مَا (بقرہ) ۶ مَنْ یَّشَاۤءُ اِنَّ فِیْ ۷ مَا یَشَاۤءُ اِذَا قَضٰی (ہر دو آل عمران) ۸ مَنْ نَّشَاۤءُ اِنَّ رَبَّكَ (انعام) ۹ السُّوْۤءُ اِنْ اَنَا (اعراف) مَا نَشٰۤؤُا اِنَّكَ (ہود) ۱۱ لِمَا یَشَاۤءُ اِنَّهٗ (یوسف) ۱۲ مَا نَشَاۤءُ اِلٰی (حج) ۱۳-۱۴ مَا یَشَاۤءُ اِنَّ اللّٰهَ (نور۔ فاطر) ۱۵ شُهَدَاۤءُ اِلَّا (نور) الْمَلَؤُا اِنِّیْ (نمل) ۱۷ الْفُقَرَاۤءُ اِلَی اللّٰهِ ۱۸ الْعُلَمٰۤؤُا اِنَّ اللّٰهَ ۱۹ السَّیِّئُ اِلَّا (ہر سہ فاطر) ۲۰-۲۱ مَا یَشَاۤءُ اِنَّهٗ ۲۲ لِمَنْ یَّشَاۤءُ اِنَاثًا (ہر سہ شوری) اور ایک حرمی بصری شامی و ابو بکر کے لیے۔ یٰزَکَرِیَّاۤءُ اِنَّا (مریم) اور پانچ صرف نافع کے لیے ۱-۲ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّۤ اِنَّا (ہود احزاب) ۳-۴ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّۤ اِذَا (ممتحنہ۔ طلاق) ۵ اَسَرَّ النَّبِیُّۤ اِلٰی (تحریم)

[3] بعض لوگ تیسری وجہ تسہیل کا واوی پڑھا کرتے ہیں جو بے اصل محض ہے۔

[4] مفتوحہ مکسورہ سترہ جگہ متفق علیہ ہیں۔ ۱-۲ شُهَدَاۤءَ اِذْ (بقرہ۔ انعام) ۳-۴ وَالْبَغْضَاۤءَ اِلٰی ۵ عَنْ اَشْیَاۤءَ اِنْ (ہر سہ مائدہ) ۶ اَوْلِیَاۤءَ اِنِ ۷ اِنْ شَاۤءَ اِنَّ اللّٰهَ (ہر دو توبہ) ۸ شُرَكَاۤءَ اِنْ (یونس) وَالْفَحْشَاۤءِ اِنَّهٗ ۱۰ وَجَاۤءَ اِخْوَةُ (ہر دو یوسف) ۱۱ اَوْلِیَاۤءَ اِنَّا (کہف) ۱۲-۱۴ الصُّمُّ الدُّعَاۤءَ اِذَا (انبیاء۔ نمل۔ روم) ۱۵ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ (شعراء) ۱۶ نَسُوْقُ الْمَاۤءَ اِلٰی (سجدہ) ۱۷ حَتّٰی تَفِیْۤءَ اِلٰی (حجرات) اور دو جگہ حرمی بصری شامی اور ابو بکر کے لیے زَکَرِیَّاۤءَ اِذْ نَادٰی (مریم) وَزَکَرِیَّاۤءَ اِذْ نَادٰی (انبیاء)

Marfat.com

پنجم مفتوحہ مضمومہ قرآن میں صرف ایک جگہ کلما جاء امۃ (مومنون) میں ہیں بین بین تسہیل دکالواو) کرتے ہیں۔

ایک چھٹی صورت مضمومہ مکسورہ کی ہوسکتی تھی یعنی تیسری صورت کا عکس مگر قرآن میں ہمزتین کی ایسی شکل کہیں نہیں پائی جاتی عربی میں ہے جیسے علی النماء ام کم البتہ دیگر حروف مکسورہ کے بعد ہمزہ مضمومہ پایا جاتا ہے۔ جسکی بحث باب وقف حمزہ و ہشام میں آئیگی۔

تنبیہ:۔ اس باب کے تمام احکام تخفیف حالت وصلی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر پہلے کلمہ پر وقف کر دیا جائے تو کسی قسم کی تخفیف نہیں ہوگی اور شامی وکوفیین کا مذہب ہر حال میں تحقیق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

باب دہم ہمزہ مفردہ

ہمزہ مفردہ ساکن بھی آتا ہے اور متحرک بھی۔ فاء فعل بھی ہوتا ہے۔ اور عین ولام فعل بھی۔

فصل اول ہمزہ مفردہ ساکنہ

ورش بطریق ازرق[1] ہر ہمزہ ساکنہ کو جو فاء فعل[2] ہو حرکت ماقبل کے مطابق حرف مدسے

[1] ہمارا طریقہ ازرق سے ہی اور ازرق نے ہمزہ ساکنہ میں سے صرف فاء فعل کا ابدال روایت کیا ہے۔ اصبہانی فا کی شرط کے بغیر خاص کلمات کے سوا ہمزہ ساکنہ کا ابدال روایت کرتے ہیں مگر یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے۔

[2] عربی نہ جاننے والوں کو یہ بتلانا مشکل ہے کہ کونسا ہمزہ فاء کلمہ ہے تاہم ایسے آدمی یاد رکھیں کہ جو ہمزہ ساکنہ ہمزہ وصل میم اسم فاعل میم اسم مفعول علامات مضارع (یعنی یاء غائب تاء تانیث وخطاب ہمزہ ونون متکلم) واؤ اور فاء رابطہ کے بعد ہو وہ فاء فعل ہے۔

بدل لیتے ہیں جیسے یَاخُذُ - تَاکُلُوْنَ - فَاتُوْا - یُوْمِنُوْنَ - مُوْمِنِیْنَ - لِقَاءَ نَا ائتِ وغیرہ - مگر ایوا - بلکہ مادۂ اوی کے تمام مشتقات تُؤْوِیْ - تُؤْوِیْهِ - فَأْوُوْا - مَأْوٰی - اور مَأْوٰىكُمْ مستثنےٰ ہیں یعنی ورشؒ ان کو ہمزہ پڑھتے ہیں اور اگر ہمزہ فاءِ فعل نہ ہو تو ورشؒ کے لیے ابدال نہیں ہوتا - مگر بِئْسَ - بِئْرٍ اور ذِئْبُ میں جہاں آئیں عین کلمہ ہونیکے باوجود بطور خاص ابدال کیا ہے -

بصریؒ (عملاً سوسیؒ)[۱] ہر ہمزۂ ساکنہ کو خواہ فاءِ فعل ہو چنانچہ اوپر گزرا یا عینِ فعل ہو جیسے الرَّأْسُ - وَالْبَأْسَاءِ وغیرہ یالامِ فعل ہو جیسے جِئْتِ - شِئْتَ مدہ سے بدل لیتے ہیں - مگر پانچ اسباب میں سے کسی سبب کی بنا پر تیرہ کلمات کو (جو پینتیس ۳۵ جگہ آئے ہیں) بصریؒ نے بھی ابدال سے مستثنےٰ کیا ہے -

اول کلمات مجزومہ[۲] (یعنی جن کا ہمزہ عاملِ جازم کی وجہ سے ساکن ہو -) جیسے اِنْ یَّشَأْ

دوم مبنی علی السکون (یعنی صیغہ امر جن کے آخر میں ہمیشہ جزم ہوتا ہے)[۳] جیسے اِقْرَأْ

---

[۱] بصریؒ سے دوریؒ وسوسیؒ دونوں ہمزۂ ساکنہ کا ابدال روایت کرتے ہیں اور دونوں صحیح و ثابت ہے چنانچہ اوپر ادغام کبیر میں بصریؒ کے طرق صحیح بیان ہوئے شاطبیؒ کے عہد سے ابدال مع ادغام کبیر سوسی کے لیے اور تحقیق مع اظہار دوری کے لیے معمول ہے - لیکن ابدال کے ساتھ اظہار دونوں کے لیئے پڑھ سکتے ہیں مگر ادغام کیا تو اظہار کسی کے لیئے نہیں پڑھ سکتے کیونکہ ایسا کرنا روایتہً اصول عربیت دونوں کے خلاف ہے -

[۲] چھ کلمات مجزوم ۱۹ جگہ آئے ہیں [۱] اَوْ نُنْسِئْهَا (بقرہ) [۲] تَسُؤْهُمْ (آل عمران و توبہ) تَسُؤْكُمْ (مائدہ) [۳] اِنْ یَّشَأْ یُذْهِبْكُمْ (نساء - انعام - ابراہیم - فاطر - مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ - وَمَنْ یَّشَأْ (ہردو انعام) اِنْ یَّشَأْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَأْ (ہردو اسراء) فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ - اِنْ یَّشَأْ یُسْكِنِ (ہردو شوریٰ) [۴] اِنْ نَّشَأْ (شعراء - سبا - یٰس -) [۵] یُهَیِّئْ لَكُمْ (کہف) [۶] اَمْ لَمْ یُنَبَّأْ (نجم)

[۳] مبنی علی السکون گیارہ کلمات آئے ہیں - اَنْبِئْهُمْ (بقرہ) نَبِّئْنَا (یوسف) نَبِّئْ عِبَادِیْ (حجر) نَبِّئْهُمْ (حجر و قمر) اَرْجِئْهُ (اعراف و شعراء) وَهَیِّئْ لَنَا (کہف) اِقْرَأْ (اسراء ایک علق دو)

Marfat.com

سوم جنمیں ابدال سے ثقل پیدا ہو جائے اور ایسا صرف ایک لفظ تُئْوِیْ (احزاب) اور تُئْوِیْہِ (معارج) میں ہے۔

چہارم جسمیں ابدال سے معنوی التباس[1] ہو جائے اور ایسا صرف ایک کلمہ رِءْیًا (مریم) میں ہے

پنجم جسمیں ابدال سے لفظی التباس[2] ہو جائے اور ایسا صرف ایک لفظ مُؤْصَدَۃٌ (بلد و ہمزہ میں) ہے

الذِّئْبُ کے ابدال میں ورش کے سوا کسائی بھی اور لُؤْلُؤٌ کے ابدال میں خواہ معرفہ ہو یا نکرہ ابوبکر سوسی کے ساتھ شریک ہیں یَأْجُوْجَ اور مَأْجُوْجَ (کہف انبیاء) میں غیر عاصم اور ضِئْزٰی (نجم) غیر مکی ابدال کرتے ہیں رِءْیًا (مریم) میں قالون و ابن ذکوان ابدال کر کے ادغام کرتے ہیں اور مُؤْصَدَۃٌ (بلد و ہمزہ) کو حرمی۔ شامی۔ ابوبکر اور کسائی نے بالواو پڑھا ہے باقی حضرات سب جگہ ہمزہ ساکنہ پڑھتے ہیں۔

مسئلہ:۔ ہمزۂ ساکنہ کے ابدال میں رسم کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا صرف حرکت ما قبل کا اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ یٰصٰلِحُ ائْتِنَا میں واو سے قَالَ ائْتُوْنِیْ میں الف سے اور الَّذِی اؤْتُمِنَ میں یا سے ابدال ہوتا ہے۔ رسم کی بنا پر کسی اور طرح ابدال کرنا شدید غلطی ہے۔

تنبیہ:۔ بَارِئِکُمْ۔ (بقر دو جگہ) کے ہمزہ کو بصری تخفیفاً ساکن پڑھتے ہیں اما م ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اسکا ابدال بتایا ہے مگر ماخوذ و معمول نہیں۔ محقق کہتے ہیں کہ یہاں ابدال

---

[1] ابدال سے دو واؤ جمع ہو جاتے ہیں جنمیں سے پہلا مدہ ہی عرب انکی اسطرح اجتماع کو ہمزۂ ساکنہ اور واو کے اجتماع سے اثقل تصور کرتے ہیں۔ [2] ہمزہ کے ساتھ حسن منظر کے معنی کے ہیں اور یا مشدد کے ساتھ سیراب ہونے کے۔

[3] اہل عربیت کی ایک جماعت اور اہل ادا میں سے حرمی شامی۔ ابوبکر اور کسائی وغیرہ اسکی اصل اَوْصَدَ بالواو کہتے ہیں۔ اہل لغت کا دوسرا گروہ اور بصری۔ حفص و حمزہ وغیرہ اسکی اصل اٰصَدَتْ بالہمزہ کہتے ہیں سلصورت ابدال مہموز الفاء سے معتل کیطرف چلاجاتا ہے اسی وجہ سے بصری اسکا ابدال نہیں کرتے۔

Marfat.com

غیر موزوں ہے۔ جب ساکن لازم کا جزم و بناء کی حالت میں ابدال نہیں کرتے تو یہ عدم ابدال کے لیئے اولیٰ ہے کیونکہ اسکا سکون عارضی اور تخفیف کے لیئے ہے جسکا اعتبار نہیں ہوتا اور اگر اعتبار کر لیا جائے تب بھی اسکا ابدال بصریؒ کے اصول کے خلاف ہے۔ ابدال سے التباس ہو کر یہ کلمہ بِرا سے مشتق نظر آتا ہے جسکے معنی مٹی کے ہیں۔ اسی وجہ سے مُؤصَدَۃٌ میں ابدال نہیں کیا حالانکہ وہاں سکون اصلی ہے یہی جواب ہے کہ ان میں اسی طرح ابدال نہیں جس طرح اُن کلمات میں ابدال جائز نہیں جنمیں ہمزہ وقفاً ساکن ہو جائے۔

فصل دوم ہمزۂ مفردہ متحرکہ

اگر ہمزۂ مفردہ متحرکہ فاء فعل مفتوح اور بعد از ضمہ ہو جیسے مُؤَجَّلًا۔ یُؤَدِّہٖ یُؤَاخِذُ۔ یُؤَلِّفُ۔ مُؤَذِّنٌ۔ اَلْمُؤَلَّفَةِ۔ وغیرہ تو ورشؒ اسکو واؤ مفتوحہ سے بدل لیتے ہیں اور اگر شرائط ثلاثہ میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے تو ابدال نہیں کرتے جیسے وَلَا یَؤُدُہٗ۔ فُؤَادَكَ۔ تَاَذَّنَ وغیرہ۔ مگر لِئَلَّا (بقرہ نساء حدید) میں بلا شرط یا سے ابدال کرتے ہیں اور اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ (توبہ) میں یاء زائدہ کیوجہ سے یا سے ابدال کرکے ادغام کرتے ہیں۔ یعنی لِیَلَّا اور اِنَّمَا النَّسِیُّ پڑھتے ہیں۔ ھُزُوًا[1]۔ اور کُفُوًا میں حفصؒ ہمزہ کے بجائے واؤ پڑھتے اور حمزہؒ وصلاً ہمزہ پڑھنے میں دیگر قراء کے ساتھ ہیں مگر زا۔ اور فا کو ساکن کرتے ہیں۔

[1] ھُزُوًا دس جگہ آیا ہے۔ بقرہ۔ مائدہ۔ کہف دو۔ دو۔ انبیا۔ فرقان۔ لقمان اور جاثیہ ایک ایک اور کُفُوًا۔ صرف سورہ اخلاص میں ہے۔

Marfat.com

الصَّابِئِيْنَ (بقرہ، حج) اور الصَّابِئُوْنَ (مائدہ) میں مدنی ہمزہ نہیں پڑھتے اور دوسرے کلمہ میں واو ساکن کی مناسبت سے باء کو ضمہ دیدیتے ہیں۔

رَاَیْتَ میں ہمزہ استفہام کے بعد جیسے اَرَاَیْتَ - اَفَرَاَیْتَ - اَرَاَیْتُمْ - اَفَرَاَیْتُمْ وغیرہ میں اگرچہ ہمزتین کا تلاصق نہیں مگر مدنی را کے بعد کے ہمزہ اصلی کی بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ نیز ورش کے لئے دوسری وجہ اسکا مدہ سے ابدال ہے۔ (جسکے ساتھ مد لازم ہوتا ہے) اور کسائی اسکو ساقط کرکے اَرَیْتَ پڑھتے ہیں۔

هٰاَنْتُمْ[1] کو قالون و بصری مدہ کے بعد ہمزہ کی بین بین تسہیل سے ورش باسقاط مدہ ہمزہ کی تسہیل سے نیز دوسری وجہ ہمزہ کے ابدال سے بمد لازم اور قنبل باسقاط مدہ ہمزۂ محققہ سے اور باقی حضرات مدہ اور ہمزۂ محققہ سے پڑھتے ہیں۔

لَاَعْنَتَكُمْ (بقرہ) میں بزی ہمزہ کی بخلاف تسہیل کرتے ہیں۔

وَالّٰٓئِ (احزاب - مجادلہ - طلاق دو) حرمی و بصری یاء ساکنہ کو حذف کرکے وَالّٰٓءِ پڑھتے ہیں پھر قالون و قنبل ہمزہ کی تحقیق اور ورش و بزی و بصری بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ نیز بزی و بصری[2] بوجہ ثانی ہمزہ کو یاء سے بدل کر اور پھر خلاف قیاس اس یاء کو تخفیفاً ساکن کرکے اشباع سے وَالّٰیْ پڑھتے ہیں۔

مسئلہ۔ جو ہمزہ متطرفہ وقفاً ساکن ہوجائے باجماع اہل ادا اسکا ابدال نہیں ہوسکتا جامع البیان میں یہ منصوص ہے۔

تنبیہ:۔ ہمزہ مفردہ کے متعلق باقی امور فرش میں آئیں گے۔

---

[1] هٰاَنْتُمْ چار جگہ ہے آل عمران دو نساء اور محمد ایک ایک۔

[2] والّٰئِ میں تیسیر میں بزی و بصری کے لئے ابدال بیان کیا ہے تسہیل بیان نہیں کی اور جامع البیان میں دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور موصوف نے شیخ ابوالفتح سے تسہیل ابوالقاسم فارسی اور ابوالحسن سے ابدال پڑھا ہے کہ شاطبیہ اعلان میں دونوں وجوہ کو دونوں صحیح ہیں۔

باب یازدھم (۱۱) نقل

نقل بھی تخفیف ہمزۂ مفردہ کی ایک شکل ہے جسکو بعض عرب استعمال کرتے تھے اور جو وصلاً روایت ورش رحمہ اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی ورش رحمہ اللہ ہر ہمزۂ قطعیہ کی حرکت ساکن ماقبل پر نقل کر کے ہمزہ کو ساقط کر دیتے ہیں بشرطیکہ دونوں دو کلمات میں ہوں (یعنی حرف ساکن پہلے کلمہ کے آخر میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو) اور وہ ساکن حرف مد اور میم جمع[1] نہ ہو حرف صحیح ہو یا حرف لین یا نون تنوین یا لام تعریف[2] جیسے مَنْ اٰمَنَ - قُلْ اُتُعَلِّمُوْنَ - اَلَمْ اَحَسِبَ - فَحَدِّثْ اَلَمْ نَشْرَحْ - خَلَوْا اِلٰی - ابْنَیْ اٰدَمَ شَیْءٍ اِذْ - بِعَادٍ اِرَمَ - حَمِیَةٌ اَلْهٰكُمُ - اَلْاَرْضُ - اَلْاٰخِرَةُ - اَلْاُوْلٰی -

اور حرف مد نقل سے مستثنےٰ ہے کیونکہ اسپر مد ہوتا ہے جو ایک قسم کی تخفیف ہے اور اسی سے نقل دور ہو جاتا ہے کِتٰبِیَهْ اِنِّیْ (حاقہ) میں ہاء سکتہ (جو وصلاً ساکن ہے) ہمزہ قطعی سے قبل واقع ہوئی ہے جمہور قراء اور محققین اہل ادا اسکو نقل سے مستثنےٰ کرتے ہیں۔ اکثر ائمہ نے ازرق سے بلا نقل روایت کیا ہے علامہ دانی رحمہ اللہ تیسیر میں تحقیق بیان کر کے کہتے ہیں "میں نے شیخ ابو القاسم خاقانی رحمہ اللہ و شیخ ابو الفتح رحمہ اللہ اور امام ابو الحسن رحمہ اللہ

---

[1] ورش رحمہ اللہ مد کی طرح میم جمع پر بھی نقل نہیں کرتے مگر اسکے استثناء کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ورش رحمہ اللہ ہمزۂ قطعی سے قبل میم جمع کا صلہ کرتے ہیں جسسے ان کے درمیان مدہ آجاتا ہے۔ اسکے علاوہ میم جمع کی اصل حرکت ضمہ ہے اگر اسپر نقل جائز رکھیں تو کبھی مفتوح اور کبھی مکسور ہو جائیگی جو اصل کے خلاف ہے مگر ابن مہران رحمہ اللہ و جعبری رحمہ اللہ نے میم جمع پر بھی نقل بیان کی ہے جو صحیح نہیں۔ محقق کہتے ہیں "نحوی ہر ساکن صحیح پر نقل جائز کہتے ہیں۔ اہل ادا میم جمع پر نقل جائز نہیں کہتے یہی صحیح اور معمول و ماخوذ ہے اور ہمنے اسی طرح پڑھا ہے" مختصراً۔

[2] لام تعریف اگرچہ موصول لکھا ہوا ہے مگر اہل ادا اسکو مستقل کلمہ مانتے ہیں اسی وجہ سے اسپر نقل جائز ہے۔ یعنی لام تعریف جس کلمہ پر داخل ہوتا ہے باعتبار رسم اس سے شدۃ اتصال رکھتا ہے اور دونوں ایک کلمہ کیطرح لکھے جاتے ہیں مگر منفصل کا حکم رکھتا ہے یعنی خلیل نے اسکو بنا ء کلمہ میں داخل نہیں کیا۔ چنانچہ اسقاط لام سے اس کلمہ کے معنی میں کوئی فرق نہیں آتا صرف تعریف زائل ہو جاتی ہے۔

[3] ابن نفیس رحمہ اللہ ازرق رحمہ اللہ و اصبہانی رحمہ اللہ دونوں کے طرق سے تحقیق روایت کرتے ہیں بعض اہل عراق وغیرہ سوائے آخر کیطرح اسمیں بھی نقل کہتے ہیں جو پسندیدہ نہیں۔ ابو محمد مکی رحمہ اللہ کہتے ہیں قوم نے کِتٰبِیَهْ اِنِّیْ میں عدم نقل کو اختیار کیا ہے اور یہی احسن و اولیٰ ہے محقق کہتے ہیں ہمارے نزدیک اسمیں ترک نقل مختار و اصح اور عربیت میں اقوی ہے۔ کیونکہ یہ ہاء سکتہ ہے جو شعری ضرورت کے سوا متحرک نہیں کی جا سکتی حالانکہ وہ بھی قبیح ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ کِتٰبِیَهْ پر وقف اولیٰ ہے۔ کیونکہ ہاء وقف ہی کے لئے لائی گئی ہے اور اگر اصل کے خلاف وقف نہ کریں تب بھی چاہیے کہ نقل نہ کریں تاکہ ایک حرف میں دو مخالفتیں لازم نہ آئیں۔ یعنی وصل اور تحریک۔

Marfat.com

تحقیق ہی پڑھی ہے"۔

اور اگر حرف ساکن اور ہمزہ ایک کلمہ میں ہوں جیسے مَسْئُوْلًا۔ اور ظَمْآنُ وغیرہ تو بطریق ازرقؒ باجماع رواۃ نقل ممنوع[1] ہے۔

آٰلْـٰٔنَ (یونس دو جگہ) تمام طرق سے قالونؒ اور عَادَا لُّوْلٰی دنجم میں قالونؒ و بصریؒ ورشؒ کے ساتھ نقل میں بلا خلاف شریک ہیں۔ مگر نجم میں قالونؒ بطرق تیسیر و شاطبیہ ہمزہ کو ساکنہ[2] باقی رکھتے ہیں اور ورشؒ و بصریؒ باجماع ساقط کر دیتے ہیں لفظ قرآن جہاں میں جہاں واقع ہو معرفہ ہو یا نکرہ۔ مکیؒ۔ اِسْئَلْ صیغۂ امر میں جب کہ اس سے قبل فا یا واؤ ہو جیسے۔ وَاسْئَلْ۔ فَاسْئَلْ۔ وَاسْئَلُوْا فَاسْئَلُوْهُنَّ۔ مکیؒ و کسائیؒ اور رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْ۔ قصص میں مدنیؒ باوجود ایک کلمہ ہونیکے نقل کرتے ہیں۔ باقی حضرات کہیں نقل نہیں کرتے۔ حمزہؒ کا مذہب آیندہ آئے گا۔

مسئلہ۔ اگر لام تعریف سے قبل کا حرف مد اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو گیا ہو تو نقل کے بعد بھی وہ بدستور ساقط رہیگا جیسے قَالُوا الْاٰنَ۔ وَاِذَا الْاَرْضُ۔ اُولِی الْاَمْرِ۔ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ۔ هٰذِهِ الْاَنْعَامُ وغیرہ اور اسی طرح اگر لام تعریف کا ماقبل اجتماع ساکنین کی بنا پر متحرک ہو گیا تھا تو بحالت

---

[1] بعض لوگ مِلْءُ الْاَرْضِ۔ آل عمران میں ورشؒ کے لیے ہمزہ کا ضمہ لام پر نقل کر کے پڑھا کرتے ہیں مگر یہ اصبہانیؒ کی روایت اور طرق نشر سے ہے طرق تیسیر و شاطبیہ سے نہیں ہے۔

[2] اَلُّوْلٰی دنجم میں جمہور مغربی قراء ابن مہرانؒ اور ہذلیؒ جمیع طرق قالونؒ کے لیے ہمزہ ساکنہ کہتے ہیں۔ اور یہی ابونشیطؒ سے ہادی۔ ہدایہ تبصرہ۔ تذکرہ۔ کافی۔ تلخیص اور عنوان میں مروی ہے اور اہل عراق ابونشیطؒ سے ورشؒ کی طرح بلا ہمزہ روایت کرتے ہیں۔ تذکار۔ مستنیر۔ کفایہ۔ ارشاد۔ غایۃ الاختصار۔ موضح۔ مبہج۔ کفایہ فی الست اور مصباح وغیرہ میں یہی ہے۔ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ حافظ ابوالعلاءؒ صاحب تجرید۔ سبط الخیاطؒ وغیرہ جمہور اہل عراق حلوانیؒ سے یہی نقل کرتے ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "دونوں وجہ صحیح ہیں مگر حلوانیؒ سے ہمزہ اور ابونشیطؒ سے واؤ زیادہ مشہور ہے" ہمارے طرق سے صرف ہمزہ پڑھا جاتا ہے۔ اور یہی معمول و ماخوذ ہے۔

نقل وہ بدستور متحرک رہیگا جیسے بَلِ الْاِنْسَانُ۔ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ۔ عَنِ الْاٰخِرَةِ۔ مِنَ الْاَرْضِ۔ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ۔ وغیرہ کیونکہ حرکت نقل عارضی ہے اور عوارض کا اس فن میں اعتبار نہیں کیا جاتا اہل اداء کا دونوں باتوں پر اجماع ہے جسکی مخالفت جہالت ہے۔

مسئلہ۔ اگر لام تعریف سے ابتدا کریں (اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اس سے قبل حروف رابطہ مفردہ میں سے کوئی حرف نہ ہو جیسے وَالْاَرْضِ۔ بِالْاٰخِرَةِ جنکا قطع کرنا جائز نہیں) تو بحالت نقل عدم اعتداد عارض پر ہمزۂ وصل مفتوحہ[۲] سے ابتدا کر سکتے ہیں جیسے اَلَرْضُ۔ اَلِنْسَانُ۔ اَلَخِرَةُ[۳] وغیرہ اور اعتداد عارض پر ہمزۂ وصل کو ساقط کر کے لَرْضُ۔ لِنْسَانُ اور لَخِرَةُ بھی پڑھ سکتے ہیں اور سورۂ حجرات میں یہی حکم بِئْسَ الِاسْمُ کا تمام قراء کے لیئے ہے اور سورۂ نجم میں قالون کے لیئے اَلُوْلٰى اور لُؤْلٰى۔ اور ورش و بصری کے لیئے اَلُوْلٰى اور لُوْلٰى پڑھ سکتے ہیں۔ نیز

---

[۱] اہل عربیت اعتداد عارض پر باتباع اصل حرف مد کے اعادہ اور رد سکون کو جائز کہتے ہیں اور اہل ادا نا جائز

[۲] امام النحو خلیل بن احمد غیرہ نحاۃ کہتے ہیں کہ اداۃ تعریف الف اور لام ہیں الف درج کلام میں کثرت استعمال کیوجہ سے ساقط ہو جاتا ہے وصلی نہیں ہے۔ اسی بنا پر بحالت نقل لام کے متحرک ہو جانے کے باوجود باقی رہتا ہے اور ہمزہ استفہام کے بعد بدال و تسہیل قطعی کے مانند اسکی تخفیف کیجاتی ہے وصلی کیطرح حذف نہیں کیا جاتا۔ اور اسم جلالۃ کے ساتھ حرف ندا کے بعد بھی باقی رہتا ہے یعنی یَا اَللّٰہُ بولتے ہیں۔ امام النحو سیبویہ کہتے ہیں۔ حرف تعریف صرف لام ساکن ہی اور اس سے قبل ہمزۂ وصل ہوتا ہے کیونکہ ابتدا بالسکون محال ہے اسی وجہ سے ہمزہ درج کلام میں ساقط ہو جاتا ہے اور بحالت نقل حرکت کے عروض کی بنا پر باقی رکھنا چاہیئے۔ واجب نہیں اور یہ ہمزہ استفہام کے بعد بوجہ التباس حذف نہیں ہوتا اور اسم جلالۃ پر لام تعریف نہیں بلکہ اصل کلمہ کا ہے بعض جگہ کثرت استعمال کے باعث درج کلام میں ہمزہ تخفیفاً ساقط ہو جاتا ہے اہل ادا لام تعریف سے قبل ہمزہ کو وصلی کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے بحالت نقل اسکا حذف جائز رکھتے ہیں لیکن حرکت نقل چونکہ عارضی ہے لہذا اثبات بھی جائز ہے۔ [۳] اگر یہ کہیں کہ بحالت ابتدا لام پر حرکت نقل کا اعتبار کرنے اور بحالت وصل حرف مد کے اعادہ اور سواکن کے رد سکون میں اعتبار نہ کرنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ اعتداد دونوں حالات میں جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ حرف مد کا اسقاط اور ساکن کی تحریک بوجہ اجتماع ساکنین نقل سے پہلے کی ہے نقل اسکے بعد طاری ہوئی ہے لہذا حالت سابق بدستور باقی رہیگی۔ اور لام تعریف سے ابتدا نقل کے بعد طاری ہوئی ہے۔ لہذا یہاں اعتداد جائز ہے۔

قالونؒ وبصریؒ کے لیئے بحالت ابتدا حسب اصل تیسری وجہ اَلْاُولیٰ ہی جائز نصًا منقول اور اوجہ ہے [۵۱]

باب دوازدھم (۱۲) سکتہ

سکتہ قطع صوت بلا تنفس کو کہتے ہیں جبکا زمانہ عادتاً وقف سے کم ہوتا ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں لفظی اور معنوی۔ سکتہ لفظی ہی ہمزہ مفردہ کی تخفیف کی ایک صورت اور بطرق تیسیر وشاطبیہ مذہب حمزہؒ کیساتھ مخصوص ہے۔ سکتہ اگرچہ وقف اصطلاحی نہیں مگر اُسکے قریب ہے، اور صرف سکون پر ہوتا ہے حرکت وتنوین پر نہیں ہوسکتا لیکن ہر ساکن پر نہیں ہوتا سکتہ لفظی اظہار ہمزہ کے لیئے اُسکے قبل ساکن پر کیا جاتا ہے مگر حرف مدّ مستثنیٰ ہے اسپر سکتہ نہیں ہوتا۔

ایک کلمہ میں صرف شَیْءٌ کی یار ساکنہ پر خواہ مرفوع ہو یا منصوب۔ مجرور بحالت وصل خلفؒ بلا خلاف اور خلادؒ بخلاف سکتہ کرتے ہیں اسکے سوا ایک کلمہ میں اور کہیں سکتہ نہیں اور دو کلمات میں سے لام تعریف پر قبل از ہمزہ نیز بحالت وصل خلفؒ بلا خلاف اور خلادؒ بخلاف سکتہ کرتے ہیں۔

[۵۱] دانیؒ تمہید میں کہتے ہیں "میں اسکو باقی دونوں وجوہ سے اولیٰ اور قیاس کے مطابق خیال کرتا ہوں کیونکہ یہاں صحت روایت کیساتھ جس چیز نے قاعدہ نکی پر آمادہ کیا تھا وہ اجتماع ساکنین تھا یعنی ہمزہ کی حرکت لام پر اسلیئے نقل کیگئی تھی کہ اسمیں نون کا ادغام ممکن ہوجائے اور جب عاداً پر وقف کرکے اَلْاُولیٰ سے ابتدا کریں تو وہ سبب معدوم ہوگیا۔ اور لازم آگیا کہ ہمزہ کو اصل حالت پر لے آئیں تاکہ ان حضرات کے اس اصل مذہب کے مطابق ہوجائے جو تمام قرآن میں ہے۔ علامہؒ نے جو تشریح کی ہے وہ صحیح اور قیاس کے مطابق ہے [۵۲] ابن ذکوانؒ وحفصؒ سے بھی سکتہ صحیح وثابت ہے مگر ہمارے طرق سے نہیں۔

[۵۳] خلفؒ وخلادؒ بذریعہ سلیمؒ حمزہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب مد کیا جائے تو وہ سکتہ کے بالعوض کافی ہے" نیز سلیمؒ کہتے ہیں "جب حمزہؒ ہمزہ سے قبل مد کرتے تھے تو ٹھہرتے نہ تھے" دانیؒ کہتے ہیں "امام حمزہؒ کا قول مد سکتہ کی جگہ کافی ہے۔ نہایت عمدہ فیصلہ ہے جو امام ممدوح کی معرفت تامہ اور بصیرت کاملہ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سکتہ بیان ہمزہ کیلیئے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مد بھی بیان ہمزہ کے واسطے ہوتا ہے محققؒ کہتے ہیں "یہ ظاہر وواضح ہے اور اسوقت اسی پر عمل ہے"

Marfat.com

جیسے اَلْاَرْضُ - اَلْاٰخِرَۃُ - اَلْاَنْھٰرُ - وغیرہ اور دو کلمات میں سے حرف مد کے سوا قبل از ہمزہ قطعی ہر ساکن پر جو آخر کلمہ ہو خلفؒ بخلاف سکتہ کرتے ہیں خلادؒ نہیں کرتے۔ جیسے مَنْ اٰمَنَ - لَھُمْ اُمِّ مِنُوْا - خَلَوْا اِلٰی - وغیرہ (یعنی جہاں ورشؒ کے لیئے نقل یا صلہ ہو سکتا ہے وہاں خلفؒ کے لیئے سکتہ ہے)

نتیجہ یہ ہے کہ خلفؒ شَیْءٍ اور لام تعریف پر بلا خلاف اور حرف مد کے سوا ہر ساکن منفصل پر بخلاف سکتہ کرتے ہیں اور خلادؒ شَیْءٍ اور لام تعریف پر بخلاف سکتہ کرتے ہیں اور کہیں نہیں کرتے۔

سکتہ معنوی حفصؒ نے بحالت وصل چار جگہ سکتہ روایت کیا ہے اول عِوَجًا (کہف) کے الف مبدلہ از تنوین پر دوم مِنْ مَّرْقَدِنَا (یٰس) کے الف پر سوم مَنْ رَاقٍ (قیٰمہ) کے نون پر چہارم بَلْ رَانَ (تطفیف) کے لام پر تیسیر شاطبیہ ہادی - ہدایہ - کافی - تبصرہ اور تذکرہ وغیرہ میں ان چاروں مقامات پر سکتہ منقول اور جمہور مغربی قرا اور بعض اہل عراق کا معمول ہے اور ہمارے طرق پر باقی قرار کیلئے کہیں سکتہ نہیں۔

لے دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ سے شَیْءٍ اور لام تعریف اور ساکن منفصل پر خلفؒ کے لیے سکتہ اور خلادؒ کے لیئے عدم سکتہ پڑھا ہے یہی ابو محمد مکیؒ کا مذہب ہے اور امام ابو الحسنؒ سے شَیْءٍ اور لام تعریف پر حمزہؒ کے لیئے سکتہ اور باقی مقامات میں عدم سکتہ پڑھا ہے یہی ابن غلبونؒ - ابو الحسنؒ - ابن بلیمہؒ اور ابن شریحؒ کا مذہب ہے - نتیجہ یہ ہے کہ شَیْءٍ اور لام تعریف پر خلفؒ کے لیئے دونوں طرق سے سکتہ ہے اور خلادؒ کے لیئے پہلے طریقہ سے عدم سکتہ اور دوسرے طریقے سے سکتہ ہے اور ساکن منفصل پر خلفؒ کے لیئے پہلے طریقے سے سکتہ اور دوسرے طریقہ سے عدم سکتہ اور خلادؒ کے لیئے دونوں طرق سے عدم سکتہ ہے۔

سے سکتہ لفظی ہو یا معنوی وصلاً ہی ہوتا ہے کیونکہ وقف وسکتہ ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک جگہ جمع نہیں ہوتے اور حمزہؒ وقفاً جو سکتہ کرتے ہیں وہ محل وقف سے قبل ہوتا ہے۔

سے دیگر قرار کے لیئے عِوَجًا اور مَرْقَدِنَا پر یا وقف ہوگا یا وصل (دوقف انسب ہے) اور مَنْ رَّاقٍ اور بَلْ رَّانَ میں ادغام کرینگے حفصؒ کیلئے بھی پہلے دونوں کلمات پر وقف جائز ہے اور گو پچھلے دونوں کلمات میں ادغام بھی درست ہے - لیکن ہمارے طرق پر نہیں سکتہ اولیٰ ہے - لکھ سجاوندیؒ وغیرہ نے ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا (ہر دو اعراف) اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا (یوسف) اور اِلَیْھَا عَلَیْہِمْ (قصص) پر جو سکتات بتائے ہیں وہ روایتی نہیں ہیں بلکہ علمائے اوقاف کے قرار دادہ ہیں اور ان کا سب قراء کے لیئے ایک حکم ہے - ۱۲

Marfat.com

باب سیزدہم مذہب ہشامؒ و حمزہؒ در بارۂ وقف علی الہمزہ

ابواب ہمزہ میں سے یہ باب بہت زیادہ مشکل ہے۔ محقق کہتے ہیں اسکی معرفت تامہ اُسوقت حاصل ہوسکتی ہے جب اہل عربیت کے مذاہب رسم عثمانیؓ اور روایات کا علم ہو۔ حافظ ابو شامہؒ کہتے ہیں "یہ صعب ترین باب ہے" صعب ہونیکی وجہ یہ ہے۔ کہ اسمیں تغیر و تخفیف کی متعدد شکلیں ہیں جن کے تعین میں متصدرین اور منتہی دہوکا کھاجاتے ہیں۔ مبتدی بیچارے کی کیا حقیقت ہے اسی وجہ سے ابن مہرانؒ۔ ابو الحسنؒ۔ دانیؒ۔ جعبریؒ۔ اور ابن جبارہؒ وغیرہ شیوخ و ائمہ فن نے اسپر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ عرب وقف میں خصوصیت سے ہمزہ کی تخفیف کرتے تھے کیونکہ وقف محل استراحت ہے اور اسمیں جسطرح حرکات و تنوین حذف ہوجاتی ہے اُسی طرح تغیر ہمزہ ہوتی ہے بلکہ جب ہمزہ کی تخفیف وصلاً جائز ہے تو وقفاً بدرجۂ اولیٰ جائز ہونی چاہیئے۔

ہمزہ ساکنہ[1] بھی ہوتا ہے اور متحرکہ بھی مبتدئہ بھی آتا ہے اور متطرفہ و متوسطہ بھی اور پھر متوسطہ متوسطہ بنفسہ بھی ہوتا ہے اور متوسطہ بزائدہ بھی اور متحرک کا ماقبل ساکن ہی ہوتا ہے اور متحرک بھی۔ اصلی بھی ہوتا ہے اور زائدہ بھی بعض پر نقل درست ہوتی ہے اور بعض پر نادر ست ہمزۂ متوسطہ کے بعد حرف صحیح بھی آتا ہے اور حرف مدہی۔ ان حالات کے لحاظ سے وقفی احکام مختلف ہوجاتے ہیں۔ بعض متاخرین شرح شاطبیہ و بعض دیگر مؤلفین نے ان کو خلط ملط کردیا اور بعض نے ایسی وجوہات بھی بیان کردیں جو نقل و روایت سے ثابت نہیں ہیں۔

[1] ہمزۂ ساکنہ کی دو قسمیں ہیں متطرفہ جس پر آواز منقطع ہوجائے اور متوسطہ جو ایسا نہ ہو پھر ساکنہ متطرفہ کا سکون اصلی بھی ہوتا ہے اور عارضی بھی۔ قرآن میں ساکن لازم سے قبل فتح اور کسرہ اور ساکن عارض سے قبل حرکات ثلثہ آتی ہیں۔ اور متوسطہ متوسطہ بنفسہ بھی آتا ہے اور متوسطہ بالغیر بھی۔ متوسطہ بنفسہ سے قبل بھی حرکات ثلثہ ہوتی ہیں۔ متوسطہ بالغیر کی دو قسمیں ہیں متوسطہ بحرف اس سے قبل ہمیشہ فتح ہوتا ہے اور متوسطہ بکلمہ اس سے قبل حرکات ثلثہ پائی جاتی ہیں۔ یہ سب سکن کی انواع ہیں۔

Marfat.com

بلکہ بعض عربیت کے لحاظ سے بھی لحن ہیں۔ قرات منزل من اللہ افصح العرب والعجم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے منطوق اور سنت متبعہ ہیں لہذا انہیں تخفیف ہمزہ کی وہی صورتیں جائز ہیں جو سند صحیحہ سے منقول و مشہور ہوں نہ وہ ہر صورت جو عربیت میں درست قیاس کے مطابق اور رسم کے موافق ہو۔ قرات و عربیت میں خاص و عام مطلق کی نسبت ہے یعنی جو امور قرات میں درست ہیں وہ عربیت میں ضرور جائز ہیں مگر اسکا عکس نہیں ہو سکتا۔ قرات عربیت کے لیئے شاہد ہے عربیت قرات کے لیئے شاہد نہیں۔ اس مختصر تمہید کی تفصیل یہ ہے۔

تخفیف کی دو قسمیں ہیں قیاسی اور رسمی پھر مقدم الذکر کی دو نوعیں ہیں متفق علیہ اور مختلف فیہ۔ قیاسی اسکو کہتے ہیں جسکو شیوخ و ائمہ اصول عربیت کے مطابق روایت کرتے ہیں۔ اور رسمی وہ ہے جو مصاحف عثمانیہ کے رسم الخط کے اتباع پر منصوص ہو تخفیف قیاسی متفق علیہ کی جس پر تمام اہل ادا اور نحاۃ کا اجماع ہے۔ سات صورتیں ہیں۔ ایک ساکن سے چار متحرک ساکن ماقبل سے اور دو متحرک بعد از متحرک سے علاقہ رکھتی ہیں۔

اول ہمزہ ساکنہ کو حرکت ماقبل کے مطابق مدہ سے بدل لیتے ہیں خواہ سکون اصلی ہو جیسے يَأْكُلُونَ۔ اِقْرَأْ۔ يُؤْمِنُونَ۔ مُؤْمِنِينَ۔ نَبِّئْ یا عارضی جیسے بَدَأَ۔ اِنِ امْرُؤٌ۔ مِنْ شَاطِئِ۔

دوم ہمزہ متحرکہ۔ ساکن ماقبل کی حرکت اس ساکن پر نقل کر کے ہمزہ کو ساقط کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ ساکن الف اور حرف زائدہ نہ ہو جیسے مَسْئُولًا۔ شَيْئًا۔ سَوْأَةَ۔ الْأَرْضِ۔ تَجْأَرُونَ۔ ظَمْآنُ۔ وغیرہ۔

سوم ہمزہ متحرکہ متوسطہ بعد از الف کی بین بین تسہیل کرتے ہیں جیسے خَائِفِينَ۔ جَاءَنَا۔ اَوْلِيَاؤُهُ۔

چہارم ہمزۂ متحرکہ متطرفہ بعد از الف کو الف سے بدل لیتے ہیں پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کر کے بقصر۔ یا الفین کو باقی رکھکر باشباع پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وقف اجتماع ساکنین کو برداشت کرتا ہے یہ زیادہ قوی اور حمزہؒ سے نصًا منقول ہے اور باعتبار سکون وقف توسط بھی جائز ہے جیسے اَلْمَآءُ۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ شَآءَ۔

پنجم۔ ہمزۂ متحرکہ بعد از واو زائدہ کا واو سے اور بعد از یاء زائدہ کا یاء سے ابدال کر کے اسمیں حرف زائدہ کا ادغام کرتے ہیں جیسے قُرُوْٓءٍ۔ بَرِیْٓءٌ۔

ششم۔ ہمزۂ مفتوحہ ماقبل مضموم کو واو مفتوحہ سے اور ماقبل مکسور کو یاء مفتوحہ سے بدل لیتے ہیں جیسے۔ مُؤَجَّلًا۔ لِئَلَّا۔

ہفتم۔ ہمزۂ متحرکہ بعد از متحرک کی دیگر حالات میں بین بین تسہیل کرتے ہیں۔ جیسے مَآبٍ نَقْرَؤُهٗ۔ یَئِسْنَ۔ بِرُءُوْسِکُمْ۔ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ سُئِلُوْا۔ بَارِئِکُمْ۔

تخفیف قیاسی مختلف فیہ کی بہت سی صورتیں ہیں جنکو بعض اہل عربیت بیان کرتے ہیں اُن میں سے حسب ذیل تین شکلوں میں بعض اہل ادا نے بھی اتفاق کیا ہے۔ ایک متحرک ساکن ماقبل سے اور ایک متحرک بعد از متحرک سے اور ایک دونوں سے علاقہ رکھتی ہے۔

اول۔ واو اصلی اور یاء اصلی کے بعد بھی زائدہ کے مانند ہمزہ کو واو اور یاء سے بدلکر اسمیں واو اور یاء کا ادغام جیسے شَیًّا۔ سُوٓءٍ۔ یہ بعض نحاۃ کا مذہب ہے۔ اور حمزہؒ سے نصًا منقول ہے اہل ادا میں سے شیخ ابو الفتحؒ۔ دانیؒ۔ ابو محمد مکیؒ۔ ابن شریحؒ۔ اور شاطبیؒ وغیرہ اسکے جواز کے[1] قائل ہیں

[1] ابن بلیمہؒ نے شَیْءٍ۔ هَیْئَةِ۔ اور مَوْئِلًا کے ساتھ اس ابدال و ادغام کو مخصوص رکھا ہے اور جمہور اہل ادا اور اکثر ائمہ اس وجہ کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ چنانچہ ابن غلبونؒ۔ ابو الحسنؒ۔ ابن سفیانؒ قیروانی۔ مہدویؒ۔ ابو طاہرؒ بن خلفؒ طرسوسیؒ ابن الفحامؒ وغیرہ صرف نقل کہتے ہیں۔ امام ابو بکرؒ بن مجاہدؒ کے نزدیک بھی نقل ہی مختار ہے۔ تیسیر۔ تبصرہ۔ کافی اور شاطبیہ میں نقل کے ساتھ ادغام بھی درج ہے۔ اور متاخرین کے نزدیک دونوں وجوہ معمول و متداول ہیں۔

Marfat.com

گویا کہ ان میں دو دو وجوہ جائز ہیں نقل اور ادغام دونوں صحیح ہیں مگر نقل مقدم ہے۔

دوم ہمزہ متطرفہ مضمومہ اور مکسورہ بعد از متحرک و بعد از الف کی روم کیساتھ بین بین تسہیل جیسے۔ یَشَآءُ۔ مِنَ الْمَآءِ۔ اِنِ امْرُؤٌ۔ مِنْ شَاطِئِ۔ بعض نحاۃ اور اکثر قراء اسکے جواز کے قائل ہیں شیخ ابو الفتح۔ دانی۔ ابن الفحام۔ حافظ ابو العلاء۔ سبط الخیاط اور شاطبی وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے یعنی یہاں بھی دو دو وجوہ جائز ہیں۔ ابدال۔ اور روم مع تسہیل۔ دونوں صحیح اور متداول ہیں۔

سوم ہمزہ مکسورہ بعد از ضمہ کا واؤ مکسورہ سے اور مضمومہ بعد از کسرہ کا یاء مضمومہ سے ابدال جیسے۔ سُئِلُوا۔ مُسْتَهْزِءُونَ وغیرہ نحاۃ میں سے اخفش اور اہل ادا میں سے شاطبی اسکے جواز مطلق کے اور دانی جواز مقید کے قائل ہیں یعنی جہاں ابدال رسم کے موافق ہو وہاں ابدال راجح اور صحیح ہے جیسے سَنُقْرِئُكَ۔ اور لُؤْلُؤٌ اور جہاں رسم کے خلاف ہو وہاں ضعیف ہے۔ دانی کا فیصلہ صحیح ہے۔

یہ دسوں تخفیف قیاسی متفق علیہ اور مختلف فیہ کی صورتیں ہیں۔ ان کے علاوہ

۱؎ جمہور نحاۃ اور اکثر قراء اسکا انکار کرتے ہیں اور صرف ابدال بتلاتے ہیں۔ ہمزہ مفتوحہ اور مضمومہ و مکسورہ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ابن سفیان قیروانی۔ مہدوی۔ ابو طاہر بن خلف۔ قلانسی اور ابن الباذش کا یہی مذہب ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ وجہ صحیح ہے۔ دانی اور ابن الانباری وغیرہ نے اسکو بذریعہ سند حمزہ سے نصاً روایت کیا ہے اور ابن واصل نے اسکو جائز رکھا ہے "محقق کہتے ہیں "امام ابو العباس۔ محمد بن احمد بن واصل بغدادی۔ ائمہ ضابطین میں سے اور ابن مجاہد ابن شنبوذ اور ابو مزاحم وغیرہ ائمہ کے شیخ تھے" بعض اہل ادا صرف اس ہمزہ میں جو بصورت واو اور بصورت یا لکھا ہوا ہو۔ روم کیساتھ تسہیل جائز کہتے ہیں۔ اور کہیں نہیں۔ یہ ابو محمد مکی اور ابن شریح وغیرہ کا مذہب ہے۔

۲؎ کتابوں میں یہ مذہب علی الاطلاق ابو الحسن سعید بن مسعدہ اخفش نحوی بصری تلمیذ سیبویہ کی جانب منسوب ہے۔ محقق کہتے ہیں "میں نے اخفش کی کتاب معانی القرآن میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ابدال کو اسوقت جائز کہتے ہیں جب کہ ہمزہ لام فعل ہو جیسے سَنُقْرِئُكَ اور لُؤْلُؤٌ وغیرہ۔ اور اگر عین فعل یا منفصل ہو جیسے سُئِلَ اور يَشَآءُ اِلٰى تو سیبویہ کیطرح بین بین تسہیل کہتے ہیں" تعجب ہے کہ قراء نحاۃ نے اخفش سے ہر حال میں ابدال کیسے بیان کر دیا۔

تخفیف رسمی حمزہؒ سے نصاً منقول ہے۔ محمد بن سعدان البزازؒ خلادؒ سے وہ سلیمؒ سے اور اسمٰعیل بن شدادؒ شجاعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ "حمزہؒ مُسْتَهْزُوْنَ۔ مُتَّكِـُٔوْنَ۔ اَلْخَاطُوْنَ۔ فَمَالِـُٔوْنَ۔ اور یُطْفِـُٔوْا پر بلا ہمزہ بضمہ ماقبل واو وقف کرتے تھے"۔ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں "حمزہؒ تخفیف ہمزہ میں رسم امام کی پیروی کرتے تھے (مجرد) قیاس کی نہیں جیساکہ ہمنے اوپر بیان کیا" اور اس سے قبل فرماتے ہیں "اگر ہمزہ مضمومہ ہو جیسے فَادْرَءُوْا۔ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ۔ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔ وَلِیُوَاطِـُٔوْا۔ یَبْنَؤُمَّ۔ یَـُٔوْسًا اور رَءُوْفًا وغیرہ میں تو بین بین تسہیل کالواؤ کرتے تھے۔ بشرطیکہ ہمزہ بصورت یا مرسوم نہو۔ اور اگر ہمزہ بصورت یا مرسوم ہو جیسے اَؤُنَبِّئُكُمْ۔ سَنُقْرِئُكَ۔ سَيِّئُهٗ تو مذہب اخفش[1] کے مطابق یا خالصہ سے بدل لیتے تھے۔ تاکہ اتباع خط مصحف کے بارہ میں مذہب حمزہؒ کی پیروی ہوجائے"۔ محققؒ اسکو نقل کرکے کہتے ہیں "اس بارہ میں

---

[1] تعجب ہے کہ علامہ سخاویؒ نے اسکو ضعیف کہدیا اور شاطبیہ کے شعر میں اُخمِلًا کے الف کو تثنیہ کا قرار دیا جو الف اطلاق ہے اور شاطبیؒ نے کسرہ کیساتھ حذف ہمزہ کی تضعیف کی ہے۔ حالانکہ یہ وجہ صحیح ترین وجوہ میں سے اور منصوص ہے اور تمام ائمہ محققین اسکو صحیح کہتے ہیں [2] بعض شراح قصیدہ کہتے ہیں کہ یہ ضمہ ہمزہ کا ہے نقل ہوکر ماقبل پر گیا ہے۔ مگر محققؒ وغیرہ ائمہ اسکا انکار کرتے ہیں کیونکہ ہمزہ کا ماقبل متحرک ہے اور متحرک پر نقل جائز نہیں وہ کہتے ہیں ہمزہ مع حرکت حذف ہوگیا واؤ کے ماقبل کو حرکت ضمہ دیدی گئی۔ خیر کوئی وجہ ہو واؤ کے ماقبل پر حذف ہمزہ کے ساتھ ضمہ واجب ہے۔ چنانچہ ابن الانباریؒ۔ ادریسؒ وخلفؒ کے ذریعہ سے کسائیؒ سے روایت کرتے ہیں "وہ کہ کچھ لوگ مُسْتَهْزُوْنَ وغیرہ پر بغیر ہمزہ وقف کرتے ہیں وہ مُسْتَهْزُوْنَ پر ضمہ زا سے لِیُطْفُوْا پر ضمہ فا سے۔ لِیُوَاطُوْا پر ضمہ طا سے یَسْتَنْبِـُٔوْنَكَ پر ضمہ با سے اور فَمَالُوْنَ پر ضمہ لام سے وقف کرتے ہیں اور اسی طرح دیگر ایسے کلمات پر"

[3] جمہور ائمہ قراءۃ مذہب اخفشؒ کے خلاف ہیں وہ عام قیاس اور مذہب سیبویہ پر بین بین تسہیل کے قائل ہیں چنانچہ ابن سوارؒ ابن شیطاؒ۔ ابوالحسن خیاطؒ۔ قلانسیؒ۔ سبط الخیاطؒ۔ ابوالکرمؒ۔ حافظ ابوالعلاءؒ۔ ابوطاہر بن خلفؒ۔ طرسوسیؒ۔ ابوعلی مالکیؒ۔ ابن غلبونؒ ابوالحسنؒ۔ ابن الفحامؒ۔ ابن سفیانؒ۔ مہدویؒ۔ وغیرہ ائمہ نے تخفیف قیاسی کے سوا اور کوئی وجہ جائز ہی نہیں رکھی۔ بلکہ امام ابوالحسنؒ تذکرہ میں مذہب اخفشؒ کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں "جو بات قیاس صحیح کے خلاف ہے قراءۃ میں اسکا اتباع جائز نہیں اور نہ روایت صحیحہ کے بغیر اسپر بھروسہ کیا جاسکتا ہے جو اس بارہ میں معدوم ہے۔"

Marfat.com

یہ واضح ترین فیصلہ ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ تخفیف رسمی اگرچہ منصوص اور صحیح وثابت ہے مگر تخفیف قیاسی[1] کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "ہمزہ متطرفہ باصورت کی تخفیف میں ہمارے شیوخ کا اختلاف ہے جیسے۔ اَلْمَلَؤُا۔ تَفْتَؤُا۔ مِنْ نَّبَائِ۔ بعض حسب قاعدہ الف سے ابدال کرتے ہیں یہ امام ابوالحسنؒ کا مذہب ہے اور بعض حرکت ہمزہ اور رسم کے مطابق واو اور یا سے ابدال کرتے ہیں۔ یہ شیخ ابوالفتحؒ کا مذہب ہے اور یہی میرے نزدیک مختار ہے کیونکہ اول تو حمزہؒ سے اتباع رسم نصاً مروی ہے۔ دوم ہمزہ کا وقفاً اپنی حرکت کے مطابق ابدال مشہور لغت ہے جسکو سیبویہؒ وغیرہ نے اہل عربیت سے نقل کیا ہے مگر مذہب اول اقیس ہے" مختصراً۔

بعض متاخرین نے تخفیف رسمی کو عام کردیا۔ ہمزہ خواہ متطرفہ ہو یا متوسطہ الف کے بعد ہو یا کسی اور ساکن کے ہر جگہ باصورت کا ابدال اور بے صورت کا

[1] محقق کہتے ہیں "دانیؒ کے قول "رسم کا اتباع کرتے تھے نہ قیاس کا" کے یہ معنی ہیں کہ رسم کے خلاف قیاس کی پیروی نہیں کرتے تھے۔ یہ معنی نہیں کہ قیاس کے خلاف رسم کی پیروی کرتے تھے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا ہے کیونکہ قیاس کے خلاف اتباع رسم قراءۃ میں جائز نہیں" نیز کہتے ہیں "سلیمؒ کے اس قول کے کہ وہ ہمزہ کلمات پر وقف کرتے ہوئے امام حمزہؒ اتباع مصحف سے الگ نہیں ہوتے تھے یہ معنی ہیں کہ انواع تخفیف قیاسی میں سے جو صورت خط مصحف کے مطابق ہوتی اسپر تخفیف کرتے تھے اگرچہ کوئی وجہ اسکے خلاف اقیس ہو۔ امام ابن واصلؒ شیخ ابوالفتحؒ۔ دانیؒ۔ ابومحمد مکیؒ۔ شاطبیؒ۔ ابن شریحؒ۔ وغیرہ محققین کا یہی مذہب ہے کہ تخفیف رسمی قیاس کی [illegible] کے بعد ہوسکتی ہے یعنی اگر تخفیف قیاسی متفق علیہ رسم کے خلاف اور تخفیف قیاسی مختلف فیہ رسم کے مطابق ہو تو یہ وجہ موافق مختار و معمول اور ارجح ہوگی۔ پس یہ تخفیف رسمی کہیں ابدال سے ہوتی ہے جیسے هُزُوًا۔ كُفُوًا۔ اور تُشْرَكُوا وغیرہ مرسوم بواو میں واو سے اور مِنْ نَّبَإِي۔ آنَائِ وغیرہ مرسوم بیا میں یا سے اور نَشَؤُا وغیرہ مرسوم بالف میں الف سے اور کہیں مرفین بین بین تسہیل سے جیسے هَٰٓؤُلَاۗءِ اور يَبْنَؤُمَّ میں اور کہیں حذف سے جیسے يَسْتَهْزِءُونَ۔ اور خَاسِئِينَ وغیرہ اور کہیں نقل سے جیسے اَفْئِدَةً اور مَسْئُوْلًا وغیرہ میں اور کہیں نقل و ادغام سے جیسے شَيْئًا اور سُوْءٍ وغیرہ میں کہیں صرف ادغام جیسے رِئْيًا اور تُؤْوِي وغیرہ میں یہی تخفیف رسمی قوی ہو اسکو کبھی صحیح وکبھی مختار کہدیتے ہیں۔

Marfat.com

حذف[1] جائز کہتے ہیں خواہ منقول ہو یا نہ ہو اور عربیت کے مطابق ہو یا نہ ہو یہ تعمیم باطل محض ہے۔ تخفیف رسمی قیاس کی مطابقت اور نقل صحیح کے ساتھ مقید ہے۔

تخفیف رسمی کے لئے پہلے رسم ہمزہ کا علم ضروری ہے۔ ہمزہ کے لئے اگرچہ خاص مخرج اور صوت ہے جس سے دیگر حروف سے ممتاز ہوتا ہے مگر عربی رسم الخط میں اسکی کوئی صورت مقرر نہیں جس سے دیگر حروف سے صورتاً ممتاز ہو سکے۔ اہل زبان چونکہ ابدال۔ نقل۔ ادغام بین بین تسہیل اور حذف سے اسکی تخفیف کرتے تھے لہذا حسب اقتضائے تخفیف اسکو الف اور واو اور یا کی صورتیں

---

[1] یعنی ان کے نزدیک اَبْنَآؤُكُمْ اور اَحِبَّآؤُهٗ وغیرہ میں واؤ سے اور نِسَآئُكُمْ۔ خَآئِفِيْنَ اُولٰٓئِكَ اور جَآئِهُمْ وغیرہ میں یا سے۔ سَالَ۔ وَامْرَاَتُهٗ اور بَدَاَكُمْ وغیرہ میں الف سے ابدال اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ۔ فَادّٰرَءْتُمْ۔ اِمْتَلَئْتِ۔ الْمَوْءٗدَةُ وغیرہ میں حذف جائز ہے حالانکہ یہ سب غلط ہیں محقق کہتے ہیں "یہ لوگ پرواہ نہیں کرتے کہ یہ امور منقول ہیں یا نہیں۔ عربیت میں صحیح ہیں یا نہیں۔ خواہ اس فعل سے کلمہ مختل ہو جائے یا معنی میں فساد آجائے" نیز فرماتے ہیں شاطبیہ کے بعض متاخر شارحوں نے اسمیں حد سے زیادہ مبالغہ کر دیا۔ چنانچہ رَاَيْتُ اور سَاَلْتُ کو رَايْتُ۔ سَالْتُ۔ کہتے ہیں جس سے تین سواکن جمع ہو جاتے ہیں۔ جو عربیت میں ناممکن ہے۔ فارسی میں ہو سکتا ہے۔ اور يَجْئَرُوْنَ اور يَسْئَلُوْنَ کو يَجَرُوْنَ اور يَسَلُوْنَ کہتے ہیں جس سے لفظ میں تغیر اور معنی میں فساد ہو جاتا ہے اور بُرَءٰٓؤُا کو بُرَوْا کہتے ہیں جس سے لفظ میں فساد اور معنی میں تغیر ہو جاتا ہے۔ اور ابن بلیمان نے یا تِهِمْ میں با تِهُمْ بتلایا ہے+ انمیں سے کوئی وجہ نہ حمزہؒ سے اور نہ ان کے کسی راوی یا طریقے سے منقول ہے۔ بلکہ یہ سب ناجائز۔ متروک۔ شاذ۔ باطل۔ اور بعض بعض سے زیادہ مکروہ تر ہیں" پھر کہتے ہیں "خَآئِفِيْنَ وغیرہ میں یا سے اور اَبْنَآؤُكُمْ وغیرہ میں واؤ سے ابدال کے متعلق ائمہ کی نصوص کو تلاش کیا اور کتابوں کو دیکھا کسی نے صراحتاً یا اشارتاً اسکا ذکر نہیں کیا۔ البتہ ابن مہرانؒ نے تاۤئِبٰت میں یا اور رَءُوْفٌ میں ابدال بواؤ کہا ہے اور اہوازیؒ نے اپنے شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد طبریؒ سے اسکو اتضاح میں نقل کیا ہے اور خود اہوازیؒ کہتے ہیں "میں نے شیخ موصوف کے سوا اور کسی سے ان کو نہیں سنا" مگر میں نے ابو اسحٰق طبریؒ کی کتاب استبصار میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ممدوح نے صرف بین بین تسہیل بیان کی ہے" پھر فرماتے ہیں "خلاصہ یہ کہ انمیں واو اور یا سے ابدال عربیت میں جائز نہیں بلکہ ائمہ عربیت اسکو لحن کہتے ہیں یعنی زبان میں ہو تو ہو۔ پس ان میں بین بین تسہیل کے سوا اور کوئی وجہ جائز نہیں اور اس بین بین سے اتباع رسم پورا ہو جاتا ہے اسکے سوا یا ضعیف ہیں یا باطل جنمیں ارکان ثلثہ نہیں پائے جاتے"۔

اور بے صورت لکھتے تھے جیساکہ ہم نے آٹھویں باب کے شروع میں اشارہ کیا ہے پس یاد رکھو کہ ہمزۂ مبتدائہ ہمیشہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے تاکہ ابتداء پر دلالت کرے۔ اسکے سوا جس ہمزہ کی تخفیف الف سے یا کالالف ہو سکے بصورت الف اور جسکی یا سے یا کالیا ہو سکتی ہو بصورت یا اور جسکی واو سے یا کالواو ہو سکے بصورت واو مرسوم ہے۔ اور الف کے بعد ہمزۂ متطرفہ اور ساکن کے بعد متوسطہ حذف واد غام وغیرہ کی جگہ بصورت ہوتا ہے یہ رسم ہمزہ کی اصل مطردہ ہے۔ لیکن بعض جگہ کسی وجہ سے اسکی مخالفت کیگئی ہے۔

سلہ چنانچہ ساکن لازم بعد از ضمہ تُؤْوِی۔ تُؤْوِیهِ۔ رُءْیَای۔ رُءْیَا۔ اور رُءْیَاكَ میں اور بعد از فتح فَادّٰرَءْتُم (بقرہ) هَلِ امْتَلَأْتِ (ق) میں باجماع بے صورت مرسوم ہے اور متحرک بعد از ساکن میں سے النَّشْاَةَ (نجم اور واقعہ) اَسْوَءا (روم) اَنْ تَبُوٓاَ (مائدہ) لِیَسُوْٓءا۔ (اسرا) میں الف سے مَوْئِلًا (کہف) میں یا سے هُزُوًا۔ كُفُوًا میں واو سے خلاف قیاس مرسوم ہے اور اجتماع مثلین کی حالت میں ہمزۂ متوسطہ مفتوحہ مطلقاً۔ اَبْنَآءَنَا۔ اَبْنَآءَكُمْ۔ نِسَآءَنَا۔ نِسَآءَكُمْ اَدْعِیَآءَكُمْ۔ اَبْنَآءَكُمْ۔ اَوْلِیَآءَهٗ۔ دُعَآءً۔ نِدَآءً۔ مَآءً۔ اور مضمومہ جسکے بعد واو ہو جَآءُوكُمْ یُرَآءُوْنَ اور مکسورہ جسکے بعد یا ہو اِسْرَآءِیْلَ۔ مِنْ وَّرَآءِیْ۔ شُرَكَآءِیَ۔ وَاٰبَآءِیْ میں ہمزہ قیاس کے خلاف بے صورت مرسوم ہے تاکہ صور متماثلہ جمع نہ ہو جائیں۔ اور تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ (شعرا) میں ایک الف لکھا ہوا ہے۔ بعض پہلا کہتے ہیں یہ جعبری وغیرہ کی رائے ہے۔ اور بعض دوسرا یہ دانی وغیرہ کی رائے ہے۔ ہمزۂ متطرفہ مضمومہ بعد از الف ۸ کلمات میں بواو مرسوم ہے اور واو کے بعد الف لکھا گیا ہے جیسے ۱؎ شُرَكٰٓؤُا (انعام و شوریٰ) ۲؎ مَا نَشٰٓؤُا (ہود) ۳؎ الضُّعَفٰٓؤُا (ابراہیم غافر) ۴؎ شُفَعٰٓؤُا (روم) ۵؎ وَمَا دُعٰٓؤُا (غافر) ۶؎ لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا۔ فِیْهِ بَلٰٓؤٌا (صفت و دخان) ۷؎ بُرَءٰٓؤُا (ممتحنہ) ۸؎ جَزٰٓؤُا (مائدہ دونوں اول مقام شوریٰ۔ حشر) اور تین کلمات ذیل میں اختلاف ہے (۱) جَزٰٓؤُا۔ کہف۔ طہ۔ زمر) ۲؎ عُلَمٰٓؤُا (شعرا فاطر) ۳؎ اَنْبٰٓؤُا (انعام و شعرا) بعض مرسوم بواو کہتے ہیں اور بعض مرسوم بالف۔ اور چار کلمات میں ہمزۂ مکسورہ متطرفہ اجماعاً بصورت یا لکھا ہوا ہے ۱؎ مِنْ تِلْقَآئِ (یونس) ۲؎ اِیْتَآئِ (نحل) ۳؎ مِنْ اٰنَآئِ (طہ) ۴؎ مِنْ وَّرَآئِ - (شوریٰ) اور بِلِقَآئِ۔ اور لِقَآئِ (روم) میں اختلاف ہے بعض بالیا کہتے ہیں اور بعض بغیر یا۔ مگر ان سب میں الف قبل از یا مرسوم ہے بعد میں نہیں۔ مگر یونس و نحل میں اختلاف ہے۔ اور متطرفہ مضمومہ بعد از فتح دس کلمات ذیل میں بصورت واو مرسوم ہے ۱؎ تَفْتَؤُا (یوسف) ۲؎ یَتَفَیَّؤُا (نحل) ۳؎ اَتَوَكَّؤُا۔ ۴؎ لَا تَظْمَؤُا (ہر دو طہ) ۵؎ وَیَدْرَؤُا (نور) ۶؎ مَا یَعْبَؤُا (فرقان) ۷؎ الْمَلَؤُا۔ (مؤمنون ایک اول نمل ۳) ۸؎ یُنَشَّؤُا (زخرف) ۹؎ نَبَؤُا (براءۃ کے سوا ہر جگہ) ۱۰؎ یُنَبَّؤُا (قیٰمۃ) اور واو کے بعد الف لکھا ہے۔ اور مکسورہ بعد از فتح ایک جگہ مِنْ نَّبَاِی (انعام) میں بصورت یا مرسوم ہے اور اس سے قبل الف لکھا ہے اور متوسطہ متحرکہ بعد از متحرک جس کے بعد واو یا یا واقع ہو۔ اجتماع صور متماثلہ سے بچنے کے لئے اسکی کوئی صورت نہیں لکھی۔ جیسے مُسْتَهْزِءُوْنَ اور خٰطِـِٔیْنَ وغیرہ اور سَیِّئَةٌ کی جمع کو صورت ہمزہ حذف کر کے سَیِّاٰتٌ الف سے لکھتے ہیں اور مضمومہ بعد از کسرہ کو جسکے بعد واو نہ ہو بصورت یا لکھا ہے جیسے سَیِّئَةٌ۔ اور مُسْتَهْزِئًا۔ مُتَّكِـًٔا وغیرہ

Marfat.com

حاصل یہ ہے کہ تخفیف رسمی جائز ہے لیکن لازم ہے کہ یا تو تخفیف قیاسی میں سے کسی وجہ کے مطابق ہو یا مسموع و منقول ہو اور اگر دونوں شرائط میں سے کوئی اسکی موید نہ ہو تو باطل وفاسد ہے۔ پس جہاں قیاس سے ابدال کی تائید ہوتی ہو وہاں ابدال کرینگے ورنہ بین بین تسہیل کافی ہے اور اس سے ہر جگہ اتباع رسم پورا ہو جاتا ہے اور جہاں حذف واد غام مسموع و منقول ہوں وہاں جائز ہیں اور کہیں نہیں۔

پہلے طلبا یہ یاد رکھیں کہ ہشامؒ وقفاً صرف ہمزہ متطرفہ میں تخفیف کرتے ہیں اور حمزہؒ ہمزہ متطرفہ ۔ متوسطہ بنفسہ ۔ اور متوسطہ بزائد میں سے ہر ایک میں۔ متطرفہ اسکو کہتے ہیں جس پر صوت منقطع ہو جائے ۔ اور جس پر صوت منقطع نہ ہو غیر متطرفہ ہے اگرچہ رسماً متطرفہ ہو۔ جیسے دُعَآءً وغیرہ۔

ہمزہ کی اصولی طور پر تین قسمیں ہیں ۔ اول ساکن ۔ دوم متحرک بعد از ساکن سوم متحرک بعد از متحرک ۔ اور پھر ہر ایک کے ماتحت متعدد انواع ہیں ۔ جتنے اُوپر تخفیف کے جو قاعدے بیان کیئے ہیں اُن سے ہر ایک کا حکم خود بخود معلوم ہو سکتا ہے لیکن مبتدیوں کی سہولت کے لیئے ہم تین فصلوں میں ہر ایک قسم کی جزئیات اور ہر جزئی میں تخفیف کی جائز صورتیں بیان کرتے ہیں پہلے تخفیف قیاسی متفق علیہ پھر تخفیف قیاسی مختلف فیہ! اسکے بعد تخفیف رسمی بتائیں گے طلبا سے درخواست کیجاتی ہے کہ وجوہ بیان کردہ سے عدول نکریں کیونکہ انکے سوا کوئی وجہ جائز نہیں۔

فصل اول ہمزہ ساکنہ

ہمزہ ساکنہ کی چھ قسمیں ہیں ۔ اول متطرفہ ساکنہ بسکون لازم جیسے اِقْرَاْ[1] ۔ نَبِّئْ ۔ هَيِّئْ ۔ وغیرہ۔

[1] ضمہ کے بعد ساکن لازم قرآن میں نہیں ہے۔

دوم۔ متوسط بنفسہ جسکے بعد واو اور یا نہو۔ جیسے وَالْمُؤْتَفِكَةَ۔ يُؤْمِنُوْنَ۔ تَأْلَمُوْنَ۔ وَبِئْرٍ۔ نَبِّئْنَا۔ وَكَأْسٍ وغیرہ۔

سوم متوسط بحرف زائد جیسے فَأْوُوْا۔ وَأْتُوْا اور وَأْمُرْ وغیرہ۔

چہارم متوسط بکلمہ زائد۔ جیسے قَالُوا ائْتِنَا۔ قَالَ ائْتُوْنِيْ۔ الَّذِي اؤْتُمِنَ وغیرہ

ان چاروں اقسام میں ہمزہ کو حرکت ماقبل کے مطابق حرف مدسے بدل لیتے ہیں اور کوئی وجہ جائز نہیں اور اس ابدال میں رسم کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اور نہ ہمزہ ساکنہ متوسط بالغیر میں تحقیق جائز ہے۔ جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔[1]

پنجم متطرفہ ساکنہ بسکون عارضی وقفی جیسے اللُّؤْلُؤُ۔ اِنِ امْرُؤٌ۔ مِنْ شَاطِئِ۔ الْمَلَاُ۔ عَنِ النَّبَاِ۔ بَدَاَ۔ يُبْدِئُ۔ اور قُرِئَ وغیرہ۔ اسمیں بھی اجماعی وجہ ابدال ہے اور اس حالت میں ساکن لازم کیطرح روم واشمام جائز نہیں کیونکہ یہ حرف مدہے جسکا حرکت سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ اور بعض کے نزدیک ابدال کے بجائے روم کیساتھ بین بین تسہیل ہی جائز ہے۔ یعنی اسمیں دو وجوہ ہیں اور دونوں صحیح ہیں (ابدال اور تسہیل کیساتھ روم)

ششم متوسط بنفسہ جس کے بعد واو یا یا ہو جیسے وَرِءْيًا۔ تُؤْوِيْ۔ تُؤْوِيْهِ وغیرہ اسمیں بھی اجماعی وجہ ابدال کے بعد اظہار ہے اور ادغام بھی جائز ہے اور یہی دوسری وجہ ہے دونوں صحیح ہیں۔ (ابدال کیساتھ اظہار اور ادغام)

---

[1] ابن سفیانؒ مہدویؒ ابن شریحؒ ابن باذشؒ وغیرہ نے متوسط بکلمہ میں بوجہ انفصال خطی صرف تحقیق اور متوسط بحرف میں تحقیق و تسہیل بیان کی ہے یہ محقق کہتے ہیں یہ انکا وہم ہے کیونکہ یہ اگرچہ داخل کلمات میں واقع ہوئے ہیں مگر مبتدات نہیں ہیں کیونکہ ماقبل سے ملائے بغیر انکا ساکن رکھنا ناممکن ہے اسی وجہ سے ان کے لئے متوسط کا حکم ہے اور ابن باذشؒ سے تعجب ہے کہ انہوں نے تحقیق کو امام ابو الحسنؒ اور امام ان کے والدؒ اور ابن سہلؒ کی جانب منسوب کردیا حالانکہ انہوں نے تذکرہ میں ابدال بلا خلاف بیان کیا ہے۔ دانیؒ اور شاطبیؒ وغیرہ ہمارے تمام ائمہ ہمزہ ساکنہ متوسط بزائد میں صرف ابدال کہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

Marfat.com

مسئلہ - جب ہمزۂ ساکنہ متوسطہ کا یا سے ابدال ہو جائے اور اسکے بعد ضمیر جمع مذکر غائب ہو جیسے اَنۡبِئۡهُمۡ - اور نَبِّئۡهُمۡ وغیرہ تو ابن مجاہدؒ و ابن غلبونؒ مناسبت یا کی وجہ سے ہا کو مکسور پڑھتے ہیں اور ابن مہرانؒ ابو محمد مکیؒ - ابن سفیانؒ - مہدویؒ وغیرہ جمہور کا مذہب حسب اصل ضمہ ہی[1] کیونکہ یا عارضی ہے - امام ابوالحسنؒ اور دانیؒ دونوں کو صحیح کہتے ہیں - ابن شریحؒ کہتے ہیں "ضمہ احسن ہی" دونوں معمول ہیں مگر حسب قیاس ضمہ اولیٰ ہی -

مسئلہ - اگر ہمزۂ متطرفہ ساکنہ بسکون لازم (بوجہ جازم وغیرہ) وقفاً حرف مد سے بدل جائے جیسے اَمۡ لَمۡ يُنَبَّأۡ تو اس حرف مد کا حذف کرنا جائز نہیں اور نہ اُسپر عامل جازم کا کوئی اثر ہو سکتا ہے - یہ مسئلہ اجماعی اور منصوص ہے -

فصل دوم ہمزۂ متحرکہ ساکن ماقبل

ہمزۂ متحرکہ ساکن ماقبل کی بارہ قسمیں ہیں اول متطرفہ بعد از ساکن صحیح جیسے دِفۡءٌ - اَلۡمَرۡءِ - اَلۡخَبۡءَ اسمیں حرکت ہمزہ نقل کر کے ہمزہ کو ساقط کر دیتے ہیں اور حسب اقتضاء حرکت روم و اشمام درست ہیں[2] اور کوئی وجہ جائز نہیں -

دوم متوسطہ بصورت بعد از ساکن صحیح جیسے مَسۡئُوۡلًا - مَذۡءُوۡمًا - اَفۡئِدَةً - تَجۡـَٔرُوۡنَ ظَمۡاٰنُ وغیرہ نقل کے بعد ہمزہ کو ساقط کر دیتے ہیں اور کوئی وجہ جائز نہیں -

سوم متوسطہ با صورت بعد از صحیح ساکن جیسے شَطۡـَٔهٗ - اَلنَّشۡاَةَ - هُزُؤًا -

[1] محقق کہتے ہیں "ضمہ اصح اور قیاس کے مطابق ہی - محمد بن یزیدؒ رفاعی نے سلیمؒ سے ضمہ نصاً روایت کیا ہے نیز جب حمزہؒ عَلَيۡهِمۡ - اِلَيۡهِمۡ - اور لَدَيۡهِمۡ میں ہا کا ضمہ اسوجہ سے پڑھتے ہیں کہ ان میں یا الف سے مبدلہ ہے اور ہا کی اصل ضمہ ہی تو اسمیں بدرجہ اعتبارات اولیٰ ہیں"

[2] اہل ادا ہمزۂ متطرفہ کی حرکت کا جو اسی کلمہ میں ساکن ماقبل پر نقل کیجائے روم و اشمام جائز رکھتے ہیں لیکن جو حرکت دوسرے کلمہ سے منقول ہو جیسے قُلۡ اُوۡحِیَ - قُلۡ اِیۡ وغیرہ تو اسکا روم و اشمام جائز نہیں -

Marfat.com

كُفُوًا وغیرہ میں اجماعی وجہ نقل کے بعد ہمزہ کا اسقاط ہے۔ مرسوم بالف میں نقل کے بعد الف کا ابقا اور مرسوم بواو میں بلا نقل واو سے ابدال رسمی وجہ بھی جائز و صحیح ہے۔

چہارم متطرفہ بعد از واو زائدہ اور یا زائدہ ایسے صرف تین کلمات ہیں قُرُوٓءٍ۔ بَرِیٓءٌ۔ النَّسِیٓءُ

پنجم۔ متوسط بعد از یا زائدہ جیسے خَطِیٓـَٔتُهٗ۔ هَنِیٓـًٔا۔ مَرِیٓـًٔا دونوں حالات میں ابدال کے بعد ادغام کرتے ہیں۔ نقل تسہیل وغیرہ کوئی وجہ جائز نہیں۔ البتہ متطرفہ میں حسب حرکت ادغام کے ساتھ روم و اشمام درست ہیں۔

ششم متطرفہ بعد از واو اصلی اور یا اصلی لَتَنُوٓءُ۔ اَنْ تَبُوٓءَ۔ مِنْ سُوٓءِ قَوْمَ سَوْءٍ۔ الْمُسِیٓءُ۔ جِایٓءَ۔ سِیٓءَ۔ شَیْءٌ۔ شَیْءٍ۔

ہفتم متوسط بعد از واو اصلی اور یا اصلی جیسے سُوٓاٰ۔ سَوْاٰتِكُمْ۔ مَوْئِلًا۔ مَوْءُدَةُ سَیِّئَتْ۔ شَیْـًٔا۔ كَهَیْـَٔةِ۔ اِسْتَیْـَٔسَ۔ دونوں حالات میں اجماعی وجہ حرف صحیح کے مانند نقل و اسقاط ہمزہ ہی۔ بعض کے نزدیک زائد کے مانند ابدال کے بعد ادغام بھی جائز ہے۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں اور دونوں کیساتھ متطرفہ میں حسب حرکت روم و اشمام درست ہیں اور بین بین تسہیل جائز نہیں۔

ہشتم متطرفہ بعد از الف جیسے جَآءَ۔ شَآءَ۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ اِلَى الْمَآءِ۔ السُّفَهَآءُ یَشَآءُ۔ مِنْ تِلْقَآئِ۔ وَاِیْتَآئِ۔ مِنْ اٰنَآئِ۔ مِنْ وَّرَآئِ۔ شُرَكٰٓؤُا۔ مَا نَشٰٓؤُا الضُّعَفٰٓؤُا۔ وَمَا دُعٰٓؤُا۔ اجماعی وجہ ہمزہ کا الف سے ابدال ہی اور اجتماع ساکنین کیوجہ سے ایک الف کو حذف کر کے بقصر اور دونوں کو باقی رکھ کر باشباع اور باعتبار سکون وقفی

بلہ قرآن میں متوسط سے قبل واو زائدہ نہیں ہے۔

Marfat.com

بتوسط پڑھتے ہیں اور بعض کے نزدیک مضمومہ و مکسورہ کی روم کیساتھ بین بین تسہیل بھی بمد و قصر جائز ہے۔ یہ پانچوں وجوہ تخفیف قیاسی کی ہیں۔ ان کے علاوہ مکسورہ مرسوم بیا میں تخفیف رسمی کی چار وجوہ طول توسط اور قصر باسکان اور روم بقصر ابدال بیا کیساتھ اور جائز ہیں۔ اور مضمومہ مرسوم بواو میں تخفیف رسمی کی سات وجوہ (وجوہ ثلثہ باسکان۔ اور باشمام اور روم بقصر) ابدال بواو کیساتھ مزید درست ہیں نتیجہ یہ ہے کہ مفتوحہ بصورت میں تین اور مکسورہ و مضمومہ بے صورت میں پانچ پانچ اور مکسورہ مرسوم بیا میں نو اور مضمومہ مرسوم بواو میں بارہ وجوہ جائز ہیں۔

نہم۔ متوسطہ بعد از الف جیسے خَآئِفِيْنَ۔ اَلْمَلٰٓئِكَةُ۔ وَجَآءُوْٓا۔ اَوْلِيَآؤُهٗ۔ اُولٰٓئِكَ۔ جَآءَنَا۔ نِدَآءً۔ مد و قصر کیساتھ بین بین تسہیل[1] کرتے ہیں اور اسی سے اتباع رسم پورا ہو جاتا ہے۔ ابدال و حذف وغیرہ کی کوئی وجہ جائز نہیں جیساکہ بعض بے خبر کیا کرتے ہیں

دہم۔ متوسطہ بحرف زائدہ متصلہ (صرف ہا تنبیہ اور یا ندا کے بعد آتا ہے جیسے يٰٓاٰدَمُ۔ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ۔ هٰٓاَنْتُمْ۔ هٰٓؤُلَآءِ وغیرہ کی متوسطہ بنفسہ کیطرح بین بین تسہیل[2] اور مبتدئہ کے مانند تحقیق کرتے ہیں دونوں وجہ صحیح و معمول ہیں۔

یازدہم۔ متوسطہ بعد از لام تعریف جیسے اَلْاَرْضُ۔ اَلْاٰخِرَةُ۔ اَلْاُوْلٰى وَالْاِكْرَامِ۔ اسمیں دو وجوہ ہیں۔ اول نقل[3]۔ اور دوم تحقیق کیساتھ سکتہ۔

[1] جمہور اہل اداء اہل عراق اور اکثر اہل مصر و مغرب اور شیخ ابو الفتح کا مذہب متوسطہ زائدہ بعد از الف میں تسہیل ہے۔ دانی نے آپ سے صرف تسہیل پڑھی ہے خود فرماتے ہیں تسہیل جمہور کا مذہب اور میرے نزدیک مختار ہے۔ ابن غلبون ابو الحسن۔ اور ابو محمد مکی وغیرہ کا مذہب تحقیق ہے۔ اور یہی صالح بن ادریس وغیرہ تلامذہ ابن مجاہد کے نزدیک مختار ہے دونوں وجوہ حمزہ سے نصاً منقول ہیں۔ تیسیر۔ شاطبیہ۔ کافی۔ ہدایہ اور تلخیص میں دونوں وجوہ مذکور ہیں۔ دونوں صحیح ہیں۔ [3] لام تعریف کے بعد بھی وہی اختلاف ہے جو الف کے بعد بیان ہوا جملہ اہل تسہیل بلا خلاف نقل کہتے ہیں۔ دانی نے شیخ ابو الفتح سے نقل ہی پڑھی ہے اور ابن غلبون وغیرہ تحقیق کیساتھ صرف سکتہ ۴ کہتے ہیں دونوں صحیح اور حمزہ سے منصوص ہیں۔

دونوں صحیح ہیں تحقیق[1] بلا سکتہ اور تسہیل جائز نہیں۔

دوازدہم۔ متوسطہ بعد ساکن منفصل حرف صحیح ہو یا حرف لین مگر حرف مدہ نہ ہو۔ جیسے عَذَابٌ اَلِيْمٌ - مَنْ اٰمَنَ - خَلَوْا اِلٰى - ابْنَیْ اٰدَمَ - وغیرہ اسمیں بھی دو وجوہ ہیں۔ حمزہ نقل[2] کرتے ہیں اور خلف کے لئے تحقیق کیساتھ سکتہ اور خلاد کے لئے تحقیق کیساتھ عدم سکتہ دوسری وجہ ہے اور اگر ساکن منفصل حرف مدہ ہو تو صرف مد ہوگا ہمارے طرق پر کوئی اور وجہ جائز نہیں[3]۔

تنبیہ۔ الف کے بعد حرکت ہمزہ متطرفہ کا روم صرف تسہیل کے ساتھ ہوتا ہے ابدال الف کی حالت میں ہرگز جائز نہیں اور یہ تسہیل صرف روم کیساتھ ہو سکتی ہے اسکان کے ساتھ تسہیل ناممکن ہے۔ ہر ہمزہ ساکنہ متطرفہ کا جب وہ حرف مد سے بدلے روم واشمام ممتنع ہے۔ باقی حالات میں روم واشمام جائز ہیں۔

فصل سوم (۳) ہمزہ متحرکہ متحرک ماقبل

ہمزہ متحرکہ متحرک ماقبل صرف متوسطہ ہوتا ہے اور اسپر حرکات ثلثہ آتی ہیں۔ متوسطہ بنفسہ

---

[1] لام تعریف کے بعد تحقیق بلا سکتہ کے بارہ میں محقق کہتے ہیں کہ میں نے وقفاً تحقیق بلا سکتہ نہ کسی کتاب میں دیکھی اور نہ کسی طریق سے سنی بلکہ وصلاً تحقیق روایت کرنیوالوں کا وقفاً نقل پر اجماع ہے اور متقدمین کا اسمیں کوئی اختلاف نہیں۔
[2] غیر منقول ہونیکے علاوہ ساکن صحیح کے بعد قیاس کے قطعاً خلاف ہے۔
[3] ساکن منفصل پر نقل زیادات قصید دسے ہے۔ تیسیر اور طرق تیسیر سے صرف تحقیق ثابت ہوتی ہے۔ شیخ ابو الفتح، ابن غلبون، ابو الحسن، ابو اسحٰق طبری، ابن سفیان، ابو محمد مکی۔ کا مذہب تحقیق ہے۔ یہی حمزہ سے منصوص ہے۔ دانی جامع البیان میں کہتے ہیں کہ ابن واصل خلف سے خلف وابن سعدان سلیم سے سلیم حمزہ سے ہمزہ متبدئہ کی تحقیق روایت کرتے ہیں خواہ ساکن کے بعد ہو یا متحرک کے۔ جملہ مغربی اور اکثر شامی ومصری اہل ادا کا یہی مسلک ہے یہی صحیح اور ماخوذ ومعمول بہا ہے۔ دانی نے دیگر تصانیف میں یہی کہا ہے جو شراح شاطبیہ اسمیں نقل ابو الفتح کا مذہب بتاتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ علامہ شاطبی نے نقل بخلاف بیان کی ہے۔ اور اکثر محققین انکی ہمزبان ہیں محقق کہتے ہیں نقل وتحقیق دونوں صحیح ثابت ہیں۔ میں نے اسی طرح پڑھا ہے اور پڑھاتا ہوں۔ ابو سلمہ نے شیوخ کوفہ سے نقل نصاً روایت کی ہے۔ یہی ابو علی مالکی قلانسی اور ہذلی کا مذہب ہے۔ نقل ماخوذ ہے۔ مگر تحقیق مقدم ہے۔ [4] بعض اہل ادا الف کے بعد بین بین تسہیل اور واؤ اور یا اور مدہ پر نقل کی ایک وجہ کہتے ہیں۔

کے ماقبل پر بھی حرکات ثلثہ ہوتی ہیں۔ لہذا اسکی نو قسمیں ہیں اور متوسطہ بالغیر کے ماقبل فتحہ اور کسرہ پایا جاتا ہے۔ پس اسکی چھ قسمیں ہیں۔ متوسطہ بنفسہ میں تخفیف بلا خلاف اور متوسطہ بالغیر میں بخلاف ہوتی ہے نوعیت تخفیف میں دونوں مساوی ہیں لہذا ہم ہر قسم میں متوسطہ بنفسہ کو بیان کر کے ساتھ ساتھ متوسطہ بالغیر کو درج کرینگے۔

اول فتح کے بعد مفتوحہ جیسے شَنَاٰنُ ۔ سَاَلَہُمْ ۔ کَاَبِہٖ ۔ مَاٰرِبُ ۔ خَطَاً ۔ کَاَنَّہُمْ ۔ ءَاَمِنَ ۔ وَاَمْرٌ ۔ اَفَاَمِنَ ۔ وغیرہ۔

دوم فتح کے بعد مضمومہ جیسے ۔ نَقْرَؤُہٗ ۔ رَءُوْفٌ ۔ یَکْلَؤُکُمْ ۔ وَاُوْتِیْنَا ۔ فَاُوَارِیَ وغیرہ۔

سوم فتح کے بعد مکسورہ جیسے یَئِسْنَ ۔ لِتَطْمَئِنَّ ۔ فَاِنَّہٗ ۔ فَاِمَّا وغیرہ۔ ان حالات ثلثہ میں حرکت ہمزہ کے مطابق بین بین تسہیل ہوتی ہے اور کوئی وجہ جائز نہیں۔

چہارم ضمہ کے بعد مفتوحہ جیسے مُؤَجَّلًا ۔ لُؤْلُؤًا ۔ یُؤَخِّرُ متوسطہ بزائدہ نہیں اسلئے اور اسکا صرف واؤ مفتوحہ سے ابدال ہوتا ہے۔

پنجم کسرہ کے بعد مفتوحہ جیسے نَاشِئَۃً ۔ خَاطِئَۃً ۔ مِائَۃٌ ۔ سَیِّئَاتٍ ۔ بِاَمْرِہٖ ۔ فَلِاَنْفُسِکُمْ ۔ وَلِاَبَوَیْہِ ۔ لِاٰدَمَ وغیرہ صرف یا مفتوحہ سے ابدال ہوتا ہے اور ان دونوں حالات میں تسہیل جائز نہیں۔

ششم ضمہ کے بعد مضمومہ جیسے بِرُءُوْسِکُمْ ۔ رُءُوْسٌ متوسطہ بزائدہ نہیں اتا بین بین تسہیل اور بصورت کا حذف بھی جائز ہے۔

ہفتم کسرہ کے بعد مضمومہ جیسے مُسْتَہْزِءُوْنَ ۔ لِیُطْفِئُوْا ۔ اَنْبِئُوْنِیْ ۔ لِاُوْلٰہُمْ ۔ لِاُخْرٰہُمْ ۔ اجماعی وجہ بین بین تسہیل ہے۔ ابدال بیا بھی جائز ہے

Marfat.com

اور بصورت متوسطہ بنفسہ کا جسکے بعد واو ہو ما قبل کو ضمہ دیکر حذف کرنا بھی درست اور تخفیف رسمی کی وجہ ہے۔

ہشتم۔ ضمہ کے بعد مکسورہ جیسے سُئِلَوْا۔ سُئِلَ متوسطہ بزائدہ نہیں آتا۔ اجماعی وجہ بین بین تسہیل ہی۔ ابدال بواو بھی جائز ہے ان دونوں اقسام میں ابدال کے اندر رسم کی مطابقت ہونی چاہیئے۔ ورنہ ضعیف ہے۔

نہم۔ کسرہ کے بعد مکسورہ جیسے خٰسِئِیْنَ۔ بَارِئِکُمْ۔ مُتَّکِئِیْنَ۔ بِاِحْسَانٍ۔ لِبِاِمَامٍ۔ بِاِیْمَانٍ۔ لِاِیْلٰفِ وغیرہ میں بین بین تسہیل کرتے ہیں اور اگر بصورت یٰ بعد یا ہو تو باتباع رسم حذف بھی جائز ہے

مسئلہ۔ تَرَاءَ الْجَمْعٰنِ (شعراء) کا الف مبدلہ از یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہے لیکن اگر تَرَاءَ پر وقف کریں تو وہ الف لوٹ آئیگا۔ لہذا حمزہؒ وقفاً اسکی حسب قاعدہ بین بین تسہیل کرینگے۔ امالہ کا حکم آئندہ آئیگا۔

فائدہ۔ ہمزہ مبتدئہ کی تخفیف ہمارے طرق اور دانیؒ کی تصریحات کے خلاف ہے شاطبیہ سے بھی اسکی تائید نہیں ہوتی اور ہم نے مبتدئہ میں صرف تحقیق ہی پڑھی اور تحقیق ہی پڑھتے اور پڑھاتے ہیں

تنبیہ۔ اتباع رسم کا مسئلہ تخفیف ہمزہ سے تعلق رکھتا ہے اور کسی حرف سے نہیں یعنی اَلْعُلَمٰٓؤُا۔ اور مَا نَشٰٓؤُا وغیرہ کا الف بایں سبب حذف نہیں کیا جاسکتا کہ مرسوم نہیں۔ اور لِشَایْءٍ (کہف) وَلَا اَوْضَعُوْا۔ اَوْلَا اَذْبَحَنَّہٗ مَاۡئَۃً وغیرہ کا الف اس بنا پر پڑھا نہیں جاسکتا کہ مرسوم ہے۔ کیونکہ بلحاظ تلفظ ان کا عدم وجود برابر ہے اور ان کے حذف و اثبات سے لفظ میں تغیر اور معنی میں فساد عظیم آجاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

باب چہاردہم فی فتح امالہ اور تقلیل

فتح۔ (زبر) کو فتح اسلیے کہتے ہیں کہ اُسکے ادا کرنے میں موہنہ کھلتا ہے خصوصاً الف کیساتھ انفتاح اور زیادہ ہوتا ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں فتح شدیدہ اور فتح متوسطہ فتح شدیدہ[۱] اہل عجم کا لغت ہے عربیت میں مستعمل نہیں ہوتا اور قرارت میں ناجائز ہے۔ عربیت اور قرارت میں فتح متوسطہ مستعمل ہوتا ہے۔ وافی موضح میں کہتے ہیں "فتح سے مراد فتح متوسطہ ہی جو فتح شدیدہ اور امالہ متوسطہ کو درمیان ہوتا ہے اور قرارت میں یہی مستعمل ہے"۔

امالہ۔ اگر فتح متوسطہ کو بجانب کسرہ اور الف کو بجانب یا مائل کریں کہ فتح اور الف قطعاً باقی نہ رہے اور نہ کسرہ اور یا خالص بنے تو امالہ محضہ[۲] ہو جائیگا۔ اسیکو اضجاع اور امالۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ اور اگر فتح متوسطہ اور الف کو اضجاع کیطرف ایسا مائل کریں کہ فتح خالص

---

[۱] محقق کہتے ہیں کہ فتح شدیدہ قرارت میں ناجائز بلکہ عربیت میں ہی معدوم ہے وہ اہل خراسان کا تلفظ ہے اور آجکل اہل ماوراالنہر کی زبان پر بھی چڑھ گیا ہے اور اُن سے یہ وبا دیگر شہروں میں پھیل گئی فتح شدیدہ کی آواز موٹی اور مجہول ہوتی ہے اور فتح متوسطہ کی آواز معروف وسلیس وباریک اور فصیح۔ افسوس کہ اہل ہند بھی فتح شدیدہ کے عادی ہیں اور بعض لوگ قرآن میں بھی اسکا تلفظ کرتے ہیں خصوصاً حرف لین سے قبل۔ اور بعض آدمی فتح متوسطہ کی ترقیق میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ امالہ مسموع ہوتا ہے یہ بھی جائز نہیں۔ افراط و تفریط سے بہر حال بچنا چاہیے

[۲] ہمارے ائمہ امالہ اور تقلیل کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ مگر اس سے انکا صحیح ادراک مشکل ہے کیونکہ یہ کیف ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ پس ان کے معلوم کرنیکا اصل ذریعہ مشافہت اور سماعت ہے اور ان کے ادا کرنیکے لیے زبان کا مسخر ہونا لابدی ہے۔ اکثر مبتدی امالہ محضہ اور تقلیل میں فرق نہیں کر سکتے اور بعض فتح اور تقلیل میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کے لیئے ہم اردو کی مثال بتاتے ہیں جس سے وہ فرق سمجھ سکیں۔ پس یاد رکھو کہ امالہ محضہ کی آواز اردو میں کسرۂ مجہول اور یاء مجہول بعد از کسرہ کے مانند اور تقلیل کی آواز یاء مجہول بعد از فتح اور فتح مجہول کے مانند ہوتی ہے۔ یعنی اضجاع نہ فتح ہوتا ہے نہ کسرہ مگر کسرہ کی جانب میلان زیادہ ہوتا ہے اور بین بین میں اگرچہ فتح نہیں ہوتا مگر فتح سے بہت زیادہ قریب ہے۔ فافہم

Marfat.com

اور الف خالص باقی نہ رہے مگر امالہ محضہ بھی نہ بنے تو تقلیل ہو جائیگی۔ اسی کو بین بین اور امالہ صغریٰ کہتے ہیں۔ اہل ادا دونوں پر امالہ کا اطلاق کرتے ہیں۔

فتح اور امالہ دونوں فصیح ہیں۔ دانیؒ کہتے ہیں کہ لغت میں فتح اور امالہ دونوں مشہور ہیں اور ان کو وہ فصحائے عرب استعمال کرتے تھے جنکی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ فتح حجاز کا اور امالہ نجد و تمیم و قیس کا لغت ہے۔ اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے کون اصل اور کون فرع ہے۔ محققؒ کہتے ہیں کہ ایک گروہ دونوں کو اصل اور دوسرا گروہ فتح کو اصل اور امالہ کو فرع کہتا ہے۔ کیونکہ امالہ کسی سبب سے ہوتا ہے جس کے فقدان پر فتح لازم ہو جاتا ہے۔ اور نیز ہر ممال کا فتح جائز ہے مگر ہر مفتوح کا امالہ جائز نہیں۔

حمزہؒ خاص کلمات کے سوا اور کسائیؒ ہر جگہ امالہ محضہ کرتے ہیں۔ ورشؒ ہا طہ کے سوا ہر جگہ تقلیل کرتے ہیں۔ بصریؒ کا مذہب ذوات الرا میں ایک کلمہ کے سوا امالہ محضہ اور غیر ذوات الرا میں تقلیل ہے۔ مگر غیر ذوات الرا میں سے چار کلمات میں امالہ محضہ کرتے ہیں۔ باقی حضرات کا مسلک فتح ہے مگر ابن ذکوانؒ چند کلمات میں جہاں واقع ہوں۔ ہشامؒ و ابو بکرؒ بعض بعض خاص الفاظ میں۔ اور حفصؒ ایک لفظ میں امالہ محضہ اور قالونؒ ایک کلمہ میں ہر جگہ بخلاف اور مقطعات میں سے دو حرفوں میں سے ایک جگہ تقلیل اور ایک لفظ میں امالہ محضہ کرتے ہیں مکیؒ نے کہیں امالہ نہیں کیا۔ امالہ مشکل مسائل میں سے ہے اور خصوصاً بصریؒ کا مذہب زیادہ دشوار ہے۔ جن حضرات کے لیئے امالہ نہ بیان کیا جائے اُن کیلئے فتح تصور کریں۔

امالہ کے دو سبب ہیں یا اور کسرہ۔ علماء نے ان کو دس اقسام پر منقسم کیا ہے۔ تفصیل مطولات میں دیکھو۔ اردو خوانوں کے لیئے اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس تمہید کے بعد ہم مختلف فصول میں احکام امالہ بیان کرتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

فصل اوّل امالہ بوجہ یا

حمزہ و کسائی کلماتِ ذیل کے الف منقلبہ کا امالہ محضہ کرتے ہیں۔

اوّل۔ تمام اسماء و افعال ذواتُ الیاء[1] کا خواہ مرسوم بالیا ہوں یا نہ ہوں جیسے اَلْهُوٰی۔ اَلْهُدٰی۔ اَلْعَمٰی۔ اَلزِّنَا۔ اَلْفَتٰی۔ مَاْوٰہُ۔ مَثْوٰکُمْ۔ اٰتٰی۔ اَبٰی۔ سَعٰی یَخْشٰی۔ یَرْضٰی۔ فَسَوّٰی۔ رَمٰی۔ رَضٰی۔ رَاٰ۔ وغیرہ مگر لفظ تُوْرٰىۃ میں جہاں آئے حمزہ تقلیل کرتے ہیں۔

دوم تمام اسماء و افعال واوی کا جو مزید بنگئی[2] جیسے اَلْاَدْنٰی۔ اَلْاَعْلٰی۔ اَلْاَزْکٰی اَلْاَشْقٰی۔ زَکّٰی۔ اَزْکٰی۔ نَجّٰی۔ اَنْجٰی۔ یُدْعٰی۔ اِسْتَعْلٰی۔ اَدْنٰی۔ اَعْلٰی وغیرہ۔

سوم۔ الفاتِ تانیث کا جو ہمیشہ فُعْلٰی۔ فَعْلٰی۔ فِعْلٰی۔ فُعَالٰی اور فَعَالٰی کے وزن پر آتے ہیں۔ جیسے اَلدُّنْیَا۔ اَلْاُنْثٰی۔ تَقْوٰی۔ نَجْوٰی۔ سِیْمٰا۔ اِحْدٰی۔ کُسَالٰی۔ فُرَادٰی یَتٰمٰی۔ اَیَامٰی۔

---

[1] عربی میں بہت سے کلمات کے آخر میں واو یا یا تھی اہل زبان نے انکو الف سے بدل لیا جنمیں واو تھا ان کو ذوات الواو اور واوی جنمیں یا تھی ان کو ذوات الیا اور یائی کہتے ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ اسم مجرد کا تثنیہ اور فعل مجرد کی ماضی متکلم بنائی جاوے اگر واو ظاہر ہو تو واوی اور یا ظاہر ہو تو یائی ہے چنانچہ اسماء مندرجہ متن کا تثنیہ هَوَیَان۔ هُدَیَانِ۔ عَمَیَانِ۔ فَتَیَانِ۔ مَاْوَیَانِ مَثْوَیَانِ اور افعال کی ماضی متکلم اَتَیْتُ۔ اَبَیْتُ۔ سَعَیْتُ۔ خَشِیْتُ۔ رَضِیْتُ۔ سَوَّیْتُ۔ رَمَیْتُ اور رَاَیْتُ آتی ہے اور صَفَا۔ شَفَا۔ سَنَا۔ اَبَا اور عَصَا واوی ہیں انکا تثنیہ صَفَوَانِ شَفَوَانِ۔ سَنَوَانِ۔ اَبَوَانِ عَصَوَانِ آتا ہے۔ علی ہذا۔ دَعَا۔ دَنَا اور عَفَا واوی ہیں انکی ماضی متکلم دَعَوْتُ۔ دَنَوْتُ اور عَفَوْتُ آتی ہے۔

[2] واوی مزید بن جانے سے یائی ہو جاتے ہیں چنانچہ ~~اسماء مندرجہ~~ متن کا تثنیہ بحالت مجرد ہونے کے دَنَوَانِ۔ عَلَوَانِ۔ زَکَوَانِ اور شَقَوَانِ تھا اب اَدْنَیَانِ۔ اَعْلَیَانِ۔ اَزْکَیَانِ۔ اور اَشْقَیَانِ ہے اور اسی طرح افعال کی ماضی مجرد۔ زَکَوْتُ نَجَوْتُ۔ دَعَوْتُ۔ عَلَوْتُ۔ اور دَنَوْتُ تھی اب زَکَّیْتُ۔ اَزْکَیْتُ۔ نَجَّیْتُ۔ اَنْجَیْتُ اُدْعِیْتُ۔ اِسْتَعْلَیْتُ۔ اَدْنَیْتُ اور اَعْلَیْتُ ہے

Marfat.com

چہارم- مادۂ احیاء کے اُن مشتقات کا جو واو کے بعد ہوں جیسے وَيَحۡيٰى- وَلَا يَحۡيٰى- وَاَحۡيَا- وَنَحۡيَا-

پنجم- کلمات ذوات الواو مکسور الاول اور مضموم الاول کا وہ- اَلرِّبٰوا اور اَلضُّحٰى اَلۡعُلٰى اور اَلۡقُوٰى ہیں-

ششم- ان تمام کلمات کا جو امام میں بالیاء مرسوم ہیں جیسے مَتٰى- بَلٰى- عَسٰى- يٰوَيۡلَتٰى- يٰحَسۡرَتٰى- يٰاَسَفٰى- وَلَا تَضۡحٰى- اور اسی میں اَنّٰى[1] استفہامیہ داخل ہے- مگر پانچ کلمات لَدٰى- مَا زَكٰى- حَتّٰى- عَلٰى- اور اِلٰى باجماع امالہ سے مستثنیٰ اور مفتوح ہیں

ہفتم- گیارہ[2] سورتوں- طٰہٰ- نجم- معارج- قیامۃ- نزعت- عبس- اعلیٰ- والشمس[3] والیل- والضحٰی- اور علق کے فواصل یعنی سر آیات کا خواہ واوی ہوں یا یائی جیسے لِمَنۡ يَّخۡشٰى- وَضُحٰهَا وغیرہ- مگر فواصل ہا سے دَحٰهَا (نزعت) تَلٰهَا- طَحٰهَا (ہر دو شمس) اور اِذَا سَجٰى (والضحٰی) کو واوی اور مفتوح الاول ہونے کی وجہ سے حمزہؒ امالہ سے مستثنیٰ کر کے بفتح پڑھتے ہیں۔ رؤس آیات میں سے الف تثنیہ اور الف بدلہ از تنوین باجماع امالہ سے مستثنیٰ ہیں ورشؒ نے اقسام مندرجہ صدر میں سے اَلرِّبٰوا کو باجماع ناقلین امالہ سے مستثنیٰ کیا ہے اور باقی کی دو قسمیں کرتے ہیں- بلا خلاف ممال اور بخلاف ممال-

پہلی قسم- (الف) اَرٰىكَهُمۡ[4] (انفال) کے سوا تمام

---

[1] اَنّٰى استفہامیہ مصاحف میں بیا مرسوم ہے- [2] حمزہؒ و کسائیؒ کیلئے انکا ذکر کا چنداں فائدہ نہیں ہے کیونکہ فواصل کا امالہ ان کیلئے اصول سابقہ میں داخل ہے- [3] ذوات الراء میں ورشؒ سے ازرقؒ صرف تقلیل اور اصبہانیؒ فتح روایت کرتے ہیں- مگر اَرٰىكَهُمۡ میں طرق ازرقؒ میں اختلاف ہے- ابو بکر اذفویؒ، طرسوسیؒ، اور ابو طاہر بن خلفؒ صرف فتح روایت کرتے ہیں- دانیؒ نے شیخ ابو الفتح سے فتح شیخ ابو القاسم خاقانی اور امام ابو الحسنؒ سے تقلیل پڑھی ہے اور تمہید میں کہتے ہیں تقلیل ہی صواب ہے" جامع البیان میں کہتے ہیں" قیاس تقلیل کا مؤید ہے مگر ابن ہلالؒ اور نحاسؒ کے اکثر تلامذہ فتح کہتے ہیں" تذکرہ- ہدایہ- تیسیر اور تلخیص العبارات میں تقلیل درج ہے- ابن بلیمہؒ کہتے ہیں" اَرٰىكَهُمۡ میں نافعؒ کی قرات فتح ہے تقلیل ورشؒ نے اختیار کر لی تھی" ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں" میں نے دونوں طرح پڑھا ہے- مگر نافعؒ سے صرف فتح مروی ہے" ابن شریحؒ کہتے ہیں" میں نے فتح پڑھا ہے مگر تقلیل زیادہ مشہور ہے" شاطبیؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں- اور ازرقؒ سے دونوں منقول و ثابت ہیں لیکن اگرچہ دیانات قصیدہ سے یہ مگر نافعؒ کی قرات فتح ہے ورشؒ نے تقلیل خود اختیار کی تھی- دونوں وجوہ صحیح و ماخوذ اور معمول بہا ہیں-

ذوات[1] الرا کلمات میں بلا شرط یعنی رأس آیت ہوں یا نہوں ضمیر ملحق ہو یا نہو اور تیرا[2] کو بھی امالہ راکیوجہ سے
تمام اہل ادا نے اسی میں داخل کیا ہے (ب) قسم مقتسم یعنی رؤس آیات میں سے اُن غیر ذوات الراء
کلمات میں جن سے ضمیر متصل نہو اس قسم میں بلا خلاف تقلیل کرتے ہیں۔
قسم دوم۔ آراکھم میں گیارہ سورتوں کے فواصل کے سوا تمام غیر ذوات الراء[3]

ل۱ ذوات الراء اُن کلمات کو کہتے ہیں جنمیں را الف ممال سے قبل یا بعد متصل واقع ہو جیسے بُشرٰی ذکرٰی۔ فی النّار۔ اَشتریٰ اور غیرہ اور جن کلمات میں را متصل نہ ہو جیسے رُؤیا۔ قربٰی۔ مرضٰی وغیرہ ان کو اصطلاح اہل ادا میں ذوات الراء نہیں کہتے
ل۲ تریٰ۔ مندرجہ بالا تعریف کے لحاظ سے ذوالراء نہیں ہے لیکن ازرق کے تمام تلامذہ کا اسکے امالہ پر اجماع ہے کیونکہ اسمیں ہمزہ کیساتھ را کا امالہ ہی ہوتا ہے اسی وجہ سے ائمہ نے اسکو ذوات الرا کیساتھ رکھا ہے۔
ل۳ غیر ذوات الراء و ذوات الیا میں جو فواصل نہوں۔ جامع البیان۔ شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجہ درج اور دونوں صحیح ہیں۔ اور گیارہ سورتوں کے جن غیر ذوالراء فواصل کے آخر میں ہا کنایہ مؤنث ہو۔ خواہ یائی ہوں جیسے بنٰہا یا واوی جیسے ضحٰہا۔ ابن غلبونؒ۔ ابو الحسنؒ۔ ابو محمد مکی۔ ابن شریحؒ۔ ابن سفیانؒ۔ مہدویؒ۔ ابن الفحامؒ۔ اور ابن بلیمہؒ وغیرہ صرف فتح کہتے ہیں۔ طرسوسیؒ۔ ابو طاہر بن خلفؒ۔ ابو الفتحؒ اور ابو القاسم خاقانیؒ وغیرہ تقلیل کہتے ہیں۔ دانیؒ نے ان دونوں اقسام کے کلمات کو امام ابو الحسنؒ سے بفتح اور شیخ ابو الفتحؒ اور امام ابو القاسم خاقانیؒ سے بتقلیل پڑھا ہے اور ذوات الیا میں تیسیر و مفردات اور کتاب الامالہ میں تقلیل بتائی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ ذوہا فواصل میں بھی دونوں کتابوں میں صرف فتح بیان کیا ہے حالانکہ تیسیر و مفردات میں دانیؒ نے روایت ورشؒ ابو القاسم خاقانیؒ سے بیان کی ہے۔ مگر اس مسئلہ میں ابو الحسنؒ کی قراءت پر اعتماد کیا ہے۔ خود دانیؒ کتاب الامالہ میں کہتے ہیں "جن فواصل کے آخر میں ضمیر مؤنث ہو جو سورہ شمس اور بعض کلمات نزعٰت میں ہے۔ انمیں رواۃ ورشؒ کے درمیان اختلاف ہے مجھے ابو الحسنؒ نے اپنی قراءت کی بنا پر فتح پڑھایا ہے۔ احمد بن صالح بھی ورشؒ سے فتح روایت کرتے ہیں۔ ابو الفتحؒ اور ابو القاسمؒ نے اپنی قراءت کی بنا پر مجھے تقلیل پڑھائی ہے۔ الازہر۔ ابو یعقوبؒ اور داؤدؒ نے بھی ورش سے تقلیل روایت کی ہے اور باب تقلیل بمذہب ورشؒ در ذوات الیا غیر ذوالراء میں خواہ اس سے ضمیر ملحق ہو یا نہو تقلیل کو ترجیح دیتے ہوئے کہتے ہیں میں نے ابو الحسنؒ سے فتح۔ ابو القاسمؒ اور ابو الفتحؒ سے بین بین پڑھا ہے اور اسی کو لیتا ہوں" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ دانیؒ کے نزدیک تقلیل مختار ہے۔ مگر تیسیر و مفردات میں خلط طرق ہو گیا اور تیسیر میں اگرچہ نزعٰت و شمس کے اندر ورشؒ کیلئے تقلیل بیان نہیں کی مگر باب الامالہ میں کہتے ہیں "ورشؒ نے ان سب کو امالہ بین بین سے پڑھا ہے لیکن جن فواصل کے آخر میں ہا اور الف ہو ان کو فتح خالص سے پڑھتے ہیں۔ مگر اسکے اندر اہل ادا کا اختلاف ہے" شاطبیؒ لکھتے ہیں "ذوات الیا میں ورشؒ صرف بین اور ادا کہم اور ذوات الیا رہیں بخلاف بین بین کرتے ہیں لیکن رؤس الآیات میں ان کے لئے فتح کی صرف تقلیل ہی بشرطیکہ اسمیں ہا نہ ہو" مطلب یہ ہے کہ غیر ذوالرا ذوات الیا میں اگر فواصل نہ ہوں بخلاف اور فواصل میں بلا خلاف بین بین امالہ کرتے ہیں لیکن جن فواصل میں ہا ہو انکا وہ حکم ہے جو دیگر ذوات الیاء کا۔ اس مسئلہ میں ائمہ معتبرین میں سب سے پہلی لغزش علامہ سخاویؒ سے ہوئی۔ چنانچہ وہ اپنی شرح میں کہتے ہیں "اسکی تین قسمیں ہیں اول ذوالرا جیسے ذکرٰہا یہ بلا خلاف ممال ہے۔ دوم ذوات الواو جیسے ضحٰہا یہ بلا خلاف مفتوح ہے۔ سوم ذوات الیا جیسے بنٰہا اور سوّٰہا۔ انمیں تقلیل بخلاف ہے" علامہ موصوف سے پہلے یہ توجیہ کسی نے نہیں کی۔ البتہ متاخرین میں سے بہت سے شراح شاطبیہ ان کے مقلد ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں "یہ محض اجتہاد ہے جسکی تائید کسی روایت سے نہیں ہوتی۔ رواۃ ازرقؒ نے تمام ذوہا غیر ذوالرا فواصل میں علی الاطلاق اختلاف بیان کیا ہے۔ خواہ یائی ہوں یا واوی اور جمہور غیر ذوہا فواصل میں یائی اور واوی ہونیکا کوئی فرق نہیں کیا۔ اسی طرح ان میں کوئی تفرقہ نہیں کیا سوائے صاحب کافی کے" نتیجہ یہ ہے کہ غیر ذوالراء کلمات اور نیز فواصل غیر ذوالرا میں جامع البیان۔ شاطبیہ اور اعلان میں دونوں وجوہ مروی اور دونوں صحیح ہیں۔

کلمات میں اور ان غیر ذوات الرا فواصل میں جن کے آخر میں ہا ہو اس قسم میں بخلاف تقلیل کی ہے ازرقؒ سے تین مذاہب منقول ہیں۔ان میں سے دو کو مرکب کرکے دانیؒ نے چوتھا اور پانچواں مذہب نکالا ہے۔

اول۔مطلقاً سب کا فتح۔یہ ابن الفحامؒ کا مذہب ہے۔اور وہ اسمیں متفرد ہیں اسی وجہ سے ماخوذ نہیں۔

دوم۔مطلقاً سب کی تقلیل۔خواہ راس آیت ہوں یا نہ ہوں۔ہاء تانیث ملحق ہو یا نہ ہو۔یہ طرسوسیؒ۔ابو طاہر بن خلفؒ۔ابو الفتحؒ اور ابو القاسم خاقانیؒ کا مذہب ہے۔

سوم۔ان رؤس آیات کی تقلیل جنکے ساتھ ضمیر تانیث متصل نہ ہو۔اور ان رؤس آیات غیر ذوالرا کا جن سے ضمیر تانیث متصل ہو۔اور ذوات الیاء کلمات کا جو راس آیت نہ ہوں فتح۔یہ ابو الحسنؒ۔ابو محمد مکیؒ۔اور جمہور مغربی قراء کا مذہب ہے۔

چہارم۔ان رؤس آیات غیر ذوالراء کا فتح جنسے ضمیر متصل ہو باقی سب کی تقلیل بلا خلاف۔یہ تیسیر و مفردات میں دانیؒ کا مذہب ہے۔جو ان کے شیوخ کے مذاہب سے مرکب ہے۔

پنجم۔ان رؤس آیات کی جن سے ہا ملحق نہ ہو ذوالراء کی طرح بلا خلاف تقلیل اور ان رؤس آیات غیر ذوالرا کی جن سے ہا ملحق ہو اور ان ذوات الیاء کی جو راس آیت نہ ہوں بخلاف تقلیل۔یہ جامع البیان و کتاب الامالہ میں دانیؒ کا اور قصیدہ میں شاطبیؒ کا اور محقق ابن جزریؒ کا مذہب ہے محققؒ کہتے ہیں "یہی معمول و ماخوذ ہے اور یہی شاطبیہ سے مفہوم ہوتا ہے" ہمارے یہاں اسی پر عمل ہے اور میں اسی طرح پڑھاتا ہوں۔والعلم عند اللہ۔

بصریؒ اقسام سبعہ بیان کردہ میں سے ذوات الرا میں امالہ محضہ۔اور گیارہ سورتوں کے فواصل غیر ذوالرا اور ان الفات تانیث کی تقلیل کرتے ہیں

جو فُعلیٰ[1] فَعلیٰ اور فِعلیٰ کے وزن پر ہوں۔ مگر بُشْرٰی (یوسف) میں ذوالراء ہونیکے باوجود فتح[2] امالہ اور تقلیل مروی ہیں یعنی اسمیں تین وجوہ ہیں مگر فتح مقدم ہے۔ اور تَتْرَا[3] (مومنون) میں وقفاً بخلاف امالہ کرتے ہیں اور ذوات الیاء غیر ذوالراء میں سے سورہ اسراء میں

ملہ فُعلیٰ۔ مثلث الفاء کی پہچان یہ ہے کہ اسکا پہلا حرف اصلی ہوتا ہے کلمہ سے جدا نہیں ہوسکتا اور اگر جدا ہوجائے جیسے اَدْنٰی۔ مَوْلٰی۔ مَاْوٰی۔ مَثْوٰی اور یَدْعٰی وغیرہ میں سے تو وہ فعلیٰ نہیں ہے۔ افعل مفعل اور یفعل ہے۔ عربی نہ جاننے والوں کو فرق کرنا دشوار ہی لہذا ہم تمام کلمات درج کرتے ہیں جو اس وزن پر قرآن میں آتے ہیں۔

فُعلیٰ۔ مضموم الفاء کے وزن پر تیس[3] کلمات ہیں۔ انمیں سے پانچ اُخْرٰی۔ کُبْرٰی۔ عُسْرٰی۔ یُسْرٰی اور شُوْرٰی۔ ذوالراء اور باقی اٹھارہ زُلْفٰی۔ قُرْبٰی۔ وُسْطٰی۔ حُسْنٰی۔ وُثْقٰی۔ طُوْبٰی۔ اُوْلٰی۔ اُنْثٰی۔ قُصْوٰی مُثْلٰی۔ سُفْلٰی۔ رُءْیَا۔ عُلْیَا۔ عُقْبٰی۔ سُوْاٰ۔ رُجْعٰی۔ دُنْیَا اور مُوْسٰی۔ غیر ذوالراء ہیں۔

فَعلیٰ۔ مفتوح الفاء کے وزن پر تیرہ کلمات ہیں۔ انمیں سے دو اَسْرٰی اور تَتْرَا (غیر منون) ذوالراء اور باقی گیارہ تَقْوٰی۔ مَرْضٰی۔ نَجْوٰی۔ مَوْتٰی۔ شَتّٰی۔ قَتْلٰی۔ سَلْوٰی۔ صَرْعٰی۔ طَغْوٰی۔ دَعْوٰی اور یَحْیٰی غیر ذوالراء ہیں۔

فِعلیٰ۔ مکسور الفاء کے وزن پر چھ کلمات ہیں۔ ان میں سے دو شِعْرٰی اور ذِکْرٰی ذوالراء اور باقی چار اِحْدٰی۔ سِیْمَا ضِیْزٰی۔ اِصْیْسٰی غیر ذوالراء ہیں۔ طلباء یاد رکھیں کہ مُوْسٰی۔ یَحْیٰی اور عِیْسٰی۔ میں الف تانیث نہیں ہے یہ عجمی اسماء ہیں اور حمزہ کسائی اور ورش کیلیے ان کے فعلیٰ میں شمار کرنیکی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہ بالیاء مرسوم ہیں اور وہ حضرات پانچ الفاظ کے سوا ہر الف مرسوم بیا کا امالہ کرتے ہیں۔ بصری ہی الیٰمن امالہ کرتے ہیں ان کے لئے لازمی ہے کہ کلمہ ممال یا ذوالراء ہو یا فعلیٰ اس بناپر ائمہ نے انکو فعلیٰ سے ملحق کر دیا ہے۔

سلہ تمام اہل عراق اکثر اہل مغرب اور اہل مصر بُشْرٰی۔ میں صرف فتح کہتے ہیں۔ تیسیر۔ کافی۔ ہادی۔ ہدایہ اور تجرید میں فقط فتح درج ہے۔ دانی کہتے ہیں "عام اہل ادا فتح کہتے ہیں یہی ابن مجاہد کا مذہب ہے۔ اور میں نے بھی فتح پڑھا ہے اور یہی طریق سوسی یزیدی سے منصوص ہے" ابن مہران وغیرہ متعدد ائمہ امالہ محضہ کہتے ہیں اور ابن جبیر وغیرہ تقلیل بتاتے ہیں۔ شاطبی نے تینوں وجوہ بیان کی ہیں۔ محقق کہتے ہیں "میں نے تینوں وجوہ پڑھی ہیں لیکن فتح ازروے روایت اصح اور امالہ ازروی اصل قوی ہے" سید کہتے ہیں فتح ازروے نقل بہت زیادہ قوی ہے اور امالہ اگرچہ اسکے برابر نہیں مگر اصل کے مطابق ہے اور تقلیل ہر لحاظ سے ضعیف ہے پس اگر شاطبی تینوں وجوہ بیان نہ کرتے اور ہم تینوں کو نہ پڑھتے تو میں صرف فتح بیان کرتا۔

سلہ تَتْرًا کو مکی و بصری منون اور باقی حضرات غیر منون پڑھتے ہیں۔ ورش حمزہ اور کسائی کے لیے اسمیں دَعْوٰی کے مانند الف تانیث ہے جسکی امالہ حالین میں کوئی خلاف نہیں۔ بصری کے نزدیک وصلاً بوجہ تنوین امالہ نہیں ہوسکتا۔ وقفاً اختلاف ہے اکثر شیوخ فتح کہتے ہیں کیونکہ الف تنوین سے بدلا ہوا ہے اور الف تنوین میں باجماع امالہ نہیں ہوسکتا۔ دانی کتاب الامالہ میں کہتے ہیں۔ میں نے فتح پڑھا ہے اور یہی پڑھتا ہوں۔ یہی ابن مجاہد اور عبدالواحد اور دیگر ماہرین کا مذہب ہے" ابو محمد مکی کشف میں کہتے ہیں "وقفاً عدم امالہ منقول و ماخوذ ہے" اور بعض شیوخ وقفاً امالہ کہتے ہیں۔ اور الف کو الحاقی بتاتے ہیں۔ سیبویہ کے نزدیک تنوین آنے پر الف الحاق ساقط ہوجاتا ہے اور وقفاً دیگر ذوات الیاء کلمات کے مانند تنوین ساقط ہوکر الف الحاق لوٹ آتا ہے۔ بعض اہل مغرب کا میلان اسی کی جانب ہے۔ چنانچہ صاحب العلم النصرۃ کہتی ہیں "وقفاً ہمارا معمول امالہ ہے"، شاطبی کا بھی یہی مفہوم ہے کہ وقفاً الف الحاق ہے۔ محقق کہتے ہیں۔ اکثر ائمہ کے اقوال سے فتح ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ الف الحاقی ہو کیونکہ تترا۔ اجماعاً بالالف مرسوم ہے اور ابو محمد مکی۔ ابن غلبون ابو طاہر بن خلف وغیرہ شیوخ ذوات الراء کے امالہ میں بالیاء مرسوم ہونے کی شرط لگاتے ہیں۔ اور اس سے انکا مقصد صرف تترا کا اخراج ہے "ماحصل یہ ہے کہ شاطبی نے وقفاً دونوں وجوہ بیان کی ہیں دونوں معمول ہیں مگر فتح اقوی اکثر کا مذہب اور

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى [1] میں اور رَآہُ کے صرف ہمزہ کا جہاں بھی قبل از متحرک واقع ہو
امالہ محضہ کرتے ہیں۔ اسی طرح منصوص اور باجماع منقول ہے۔

دیگر کلمات مرسوم بالیاء میں سے دوریؒ - یٰوَیْلَتٰی - یٰحَسْرَتٰی - اور اَنّٰی استفہامیہ
میں باجماع طرق یعنی بلا خلاف اور یٰاَسَفٰی [2] میں بخلاف تقلیل کرتے ہیں اور سوسیؒ نے
چاروں کو مفتوح پڑھا ہے - اور باقی کلمات میں بصریؒ کا مذہب فتح ہے۔

تنبیہ - فواصل کے امالہ میں حمزہؒ کسائیؒ نے اپنے اصول کی کہیں مخالفت نہیں کی۔
ورشؒ نے اپنی اصل سے یہ اختلاف کیا ہے کہ غیر ذوات الراء میں جن سے ہا ملحق نہ ہو بلا خلاف تقلیل
کرتے ہیں۔ اور بصریؒ فعلی کے سوا غیر ذوات الراء - ذوات الیاء کا امالہ نہیں کرتے مگر فواصل [3]
میں بلا شرط تقلیل کرتے ہیں۔

---

[1] سورہ اسراء میں ایک دوسرا لفظ اور ہے فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اسمیں اور دیگر جگہ اس کلمہ میں بصریؒ کے لئے فتح ہے۔

[2] یٰاَسَفٰی میں شاطبیؒ نے دوریؒ کیلئے صرف تقلیل بیان کی ہے فتح نہیں بتایا جو سہو ہے۔ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں روینا عن اہل العراق یعنی دوریؒ کے طریقہ سے یٰوَیْلَتٰی - یٰحَسْرَتٰی - اور اَنّٰی استفہامیہ کی تقلیل اور یٰاَسَفٰی کا فتح پڑھا ہے - اور اہل الرقہ (یعنی سوسیؒ) کے طریقہ سے سب کا فتح پڑھا ہے۔ محققؒ کہتے ہیں یٰاَسَفٰی میں فتح جمہور کا مذہب اور مشہور ہے کہ دونوں وجوہ صحیح ہیں تقلیل زیادات قصیدہ سے ہے۔ ابو الحسن بن سوارؒ - قلانسیؒ - سبط الخیاطؒ - ابو الحسن خیاطؒ - ھذلیؒ - ابو محمد مکیؒ صرف فتح کہتے ہیں۔

[3] فواصل کے امالہ کے لئے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کہاں کہاں آیت ہے اور کہاں نہیں۔ مشہور اعداد چھ ہیں (۱) مدنی اول (۲) مدنی آخر (۳) مکی (۴) بصری (۵) شامی (۶) کوفی - مدنی آخر امام نافعؒ اور ان کے تلامذہ کا شمار ہے ابو عمروؒ اہل بصرہ کے شمار کو مانتے ہیں - مگر قالونؒ - دانیؒ - جعبریؒ وغیرہ دونوں حضرات مدنی اول کو روایت کرتے ہیں۔ ان گیارہ سورتوں میں نو جگہ کلمات ممالہ میں اختلاف ہے۔ اول طٰہٰ پر صرف کوفی - دوم وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى پر صرف شامی - سوم وَاِلٰهُ مُوْسٰى پر مدنی اول اور مکی - چہارم مِنِّيْ هُدًى - پنجم زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - دونوں پر غیر کوفی (پانچوں طٰہٰ) ششم عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى پر صرف شامی - ہفتم - اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا پر غیر شامی (ہر دو نجم) ہشتم مَنْ طَغٰى پر بصری شامی اور کوفی (نزعت) نہم اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى پر غیر شامی (علق) آیت شمار کرتے ہیں - نتیجہ اختلاف چار کلمات میں ظاہر ہوتا ہے - اِلٰى مُوْسٰى - اِلٰهُ مُوْسٰى مَنْ تَوَلّٰى - اور مَنْ طَغٰى میں ورشؒ کے لئے تقلیل بخلاف ہے کیونکہ مدنی اخیر میں یہ راس آیت نہیں ہیں اور بصری کے لئے پہلے دو کلمات میں فعلی ہونے اور مَنْ طَغٰى میں راس آیت ہونیکی وجہ سے تقلیل اور مَنْ تَوَلّٰى میں فتح ہے اور اگر کہا جائے کہ دونوں حضرات مدنی اول کو مانتے ہیں تو اِلٰهُ مُوْسٰى میں ورشؒ کے لئے تقلیل بلا خلاف اور بصری کے لئے مَنْ طَغٰى میں فتح ہے - اور طٰہٰ میں راس آیت ہونیکی وجہ سے نہیں حرف ہجا ہونیکی وجہ سے امالہ کیا ہے۔

Marfat.com

فصل دوم خاص الفاظ جن میں امالہ کرنے والوں میں سے بعض نے فتح اور فتح پڑھنے والوں میں سے بعض نے امالہ کیا ہے

کِلَاهُمَا میں صرف حمزہ کسائی۔ مَرْضَاتِ اور مَرْضَاتِی میں صرف کسائی اور مِشْکٰوۃٍ میں فقط کسائی کے دوری امالہ کرتے ہیں ورش تقلیل نہیں کرتے اور یہی تین کلمات اور اکیا ہوا ایسے الفاظ ہیں جنہیں ورش نے کسائی اور اُن کے دوری کیساتھ امالہ نہیں کیا ورنہ جہاں کسائی یا کسائی کے دوری الف مبدلہ کا امالہ کرتے ہیں وہاں ورش کے لئے تقلیل ہوتی ہے۔

مادۂ احیا کے جو مشتقات بغیر واو کے ہوں جیسے فَاَحْیَاکُمْ۔ ثُمَّ اَحْیَاکُمْ۔ اَحْیَا فَاَحْیَا اور لفظ خَطٰیَا میں جہاں اور جس طرح آئے اور حَقَّ تُقٰتِهٖ (آلِ عمران) وَقَدْ هَدٰنِ (انعام) وَمَنْ عَصَانِیْ (ابراہیم) وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ (کہف) اَنْسٰنِیْ اور اَوْصٰنِیْ (بہر دو مریم) فَمَآ اٰتٰنِ (نمل) مَحْیَاهُمْ (جاثیہ) میں کسائی امالہ محضہ اور ورش تقلیل کرتے ہیں۔

الرُّءْیَا۔ اور رُءْیَایَ میں جہاں ہو کسائی امالہ محضہ اور ورش تقلیل کرتے ہیں هُدَایَ (بقرہ و طٰہٰ) وَمَحْیَایَ (انعام) مَثْوَایَ (یوسف) میں کسائی کے دوری امالہ محضہ اور ورش تقلیل کرتے ہیں۔ ورش کیلئے تقلیل صحیح اور معمول ہے۔

سلہ ان تینوں کلمات کے بارہ میں تیسر کی عبارت صاف اور واضح نہیں ہے جس سے بعض اہل ادا کو گمان ہوا کہ انہیں ورش امالہ نہیں کرتے لیکن دانی نے کتاب الامالہ میں ورش کے لئے صراحتاً تقلیل بیان کی ہے محقق کہتے ہیں کہ صحیح و صواب یہ ہے کہ یہ تینوں کلمات ضابطہ امالہ میں داخل ہیں اور ان میں بلا شبہ ورش کے لئے تقلیل ماخوذ ہے یہی جملہ محققین کی رائے ہے شاطبیہ کہتی ہیں اُن اہل ادا کا مقولہ جو ان میں ورش کے لئے صرف فتح کہتے ہیں قابل التفات نہیں کیونکہ دانی نے ...

سلہ اگرچہ تیسیر میں تقلیل کا صریحاً ذکر نہیں کیا مگر دیگر تصانیف میں تقلیل بیان کی ہے یہی صواب اور یہی تمام محققین کا مسلک ہے

رُءْيَاكَ (یوسف) میں کسائیؒ کے دُوریؒ امالہ محضہ اور ورشؒ و بصریؒ تقلیل کرتے ہیں ابو الحارثؒ
هُدَایَ سے رُءْیَاكَ تک اور حمزہؒ کلاہما کے سوا سب کل فتح پڑھتے ہیں۔

رَءَا (اسراء و فصلت) میں خلفؒ و کسائیؒ نون اور ہمزہ دونوں کا امالہ محضہ ورشؒ صرف
ہمزہ کی تقلیل اور خلادؒ اضجاع کرتے ہیں۔ ابو بکرؒ نے اسراء میں ہمزہ کا امالہ محضہ اور فصلت
میں فتح روایت کیا ہے۔ ہمزہ کیساتھ الف کا امالہ لازم ہے۔ شاطبیؒ نے دونوں جگہ سوسیؒ کے لئے[1]
ہمزہ کا امالہ محضہ بخلاف بیان کیا ہے مگر یہ طریقہ کے خلاف اور ضعیف ہے پڑھا نہیں جائیگا۔
تَرَاءَا الْجَمْعَانِ (شعراء) میں حمزہؒ وصلاً بلا مع اُسکے الف کے امالہ محضہ کرتے ہیں اور اگر
تَرَاءَا[2] پر وقف کریں تو حمزہؒ را اور ہمزہ مسہلہ[3] دونوں کا مع الفات کے اور ورشؒ و کسائیؒ
حسب قاعدہ ہمزہ اور اُسکے الف کا امالہ کرینگے اور ورشؒ کے لیئے مد بدل[4] ہی ہو گا۔

سلہ دانیؒ تیسیر میں حسب عادت خلادؒ کا مذہب بیان کر کے برسبیل حکایت بصیغۂ تمریض کہتے ہیں "سوسیؒ سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے" شاطبیؒ نے اسکو حتما بیان کیا ہے جو سہو ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "رَءَا میں سوسیؒ کے لیئے ہمزہ کا امالہ بیان کرنے میں شیخ ابو الفتحؒ متفرد ہیں اسکے سوا تمام رواۃ کا بجمیع طرق فتح پر اجماع ہے اور کسی نے اُس کی مخالفت نہیں کی" یہی حق ہے کہ اسمیں سوسیؒ کے لیئے امالہ نہیں اگر کچھ بھی گنجائش ہوتی تو دانیؒ اپنے شیخ کی روایت کو بوجہ ضعیف نقل نہ کرتے۔ سلہ تَرَاءَا اصل میں تفاعل کے وزن پر تَرَاءَیَ تھا۔ تَخَاصَمَ اور تَنَاصَرَ کے مانند تھا یا متطرفہ فتح ماقبل کی وجہ سے الف سے بدل گئی جس سے تین الف جمع ہوگئے (الف تفاعل صورت ہمزہ اور الف مبدلہ) صورت متماثلہ کی اجتماع کو نا پسند کرتے ہوئے دو الف حذف کر دیئے گئے اور رسم میں تَرَاءَا رہ گیا۔ اہل ادا کا اسپر اجماع ہے کہ الف مرسومہ صورت ہمزہ نہیں کیونکہ ہمزۂ مفتوحہ بعد الف کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور اسمیں اختلاف ہے کہ الف ثابتہ کونسا ہے الف تفاعل یا مبدلہ زیا۔ دانیؒ اور ان کے تلامذہ ابو داؤدؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ الف مرسومہ الف مبدلہ زیا ہے۔ کیونکہ وہ لام فعل اور اصلی ہے۔ اور پہلا تفاعل کا زائد ہے اور زائدہ حذف ہونیکا زیادہ مستحق ہے۔ اور نیز لام فعل میں ابدال سے تعلیل ہو چکی ہے دوبارہ حذف سے تعلیل نہیں ہو سکتی ہے۔ اور یہ کہ دونوں ساکن ہیں قیاس چاہتا ہے کہ پہلے میں تغیر ہو۔ اور جعبریؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ الف تفاعل ہے سلہ کیونکہ وہ خاص معنے کے لئے ہے دوسرا ایسا نہیں۔ پس دوسرا حذف ہونا چاہیئے۔ سلہ دوسرا طرف کلمہ ہے اور حذف اطراف میں ہوتا ہے۔ سلہ دوسرا بحالت وصل لفظا محذوف ہی تھا یہی وہی محذوف ہونا چاہیئے۔ تاکہ ایک دوسرے سے مطابق ہو جائے سلہ حذف اجتماع صورت متماثلہ کی بنا پر ہوا ہے۔ اور یہ اجتماع دوسرے نے کیا ہے وہی حذف کیا جائیگا۔ سلہ اور اگر دوسرا باقی رکھا جاتا تو از روی قیاس بصورت یا لکھا جاتا۔ فافہم۔ سلہ وقف ہمزہؒ کے لیئے حسب قاعدہ ہمزہ کی تسہیل ہی ہو گی سلہ قصر کیساتھ فتح۔ توسط کیساتھ تقلیل اور طول کیساتھ دونوں۔ کما مر

رَاٰی میں جبکہ اُسکے بعد ساکن اور ضمیر نہ ہو ابن ذکوانؒ۔ ابو بکرؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ را اور ہمزہ دونوں کا امالہ محضہ اور ورشؒ دونوں کی تقلیل۔ اور بصریؒ ہمزہ کا امالہ محضہ کرتے ہیں۔ اور اگر اسکے بعد ضمیر ہو جیسے رَاٰہُ۔ رَاٰھَا۔ اور رَاٰکَ تب بھی یہی حکم ہے مگر اس صورت میں ابن ذکوانؒ کے لئے امالہ بخلاف ہے اور اگر اسکے بعد ساکن منفصل ہو جیسے رَاَ الْقَمَرَ اور رَاَ الشَّمْسَ تو صرف ابو بکرؒ و حمزہؒ را کا امالہ کرتے ہیں اور ہمزہ قبل از ساکن بالاجماع مفتوح ہے لیکن اگر راٰ پر وقف کر دیں تو اول الذکر کے مانند اختلاف ہوگا اور اگر اسکے بعد ساکن متصل ہو جیسے رَاَتْہُ اور رَاَیْتَ تو را بھی اجماعاً مفتوح ہے اور اب راٰ پر وقف بھی جائز نہیں۔

شاطبیؒ نے راٰ میں قبل از متحرک سوسیؒ کے لیے را کا اور قبل از ساکن منفصل سوسیؒ و ابو بکرؒ کے لیے را اور ہمزہ دونوں کا۔ نیز سوسیؒ کے لیے صرف ہمزہ کا امالہ بخلاف بیان کیا ہے تینوں وجوہ طریقہ کے خلاف[۲] اور غیر ماخوذ ہیں۔

---

[۱] رَاٰ قبل از متحرک غیر ضمیر سات جگہ ہے۔ اول رَاٰ کَوْکَبًا (انعام) دوم رَآٰ اَیْدِیَھُمْ (ہود) سوم رَاٰ بُرْھَانَ چہارم رَاٰ قَمِیْصَہٗ (ہر دو یوسف) پنجم رَاٰ نَارًا (طٰہٰ) ششم مَا رَاٰ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ۔ ہفتم لَقَدْ رَاٰ مِنْ (ہر دو نجم) اور قبل از ضمیر نو جگہ اول رَاٰکَ (انبیاء) دوم و سوم رَاٰھَا تَھْتَزُّ (نمل و قصص) چہارم تا نہم رَاٰہُ (نمل۔ فاطر۔ صٰفٰت۔ نجم۔ تکویر۔ علق۔) اور قبل از ساکن منفصل چھ جگہ ہے اول رَاَ الْقَمَرَ۔ دوم رَاَ الشَّمْسَ (انعام) سوم و چہارم رَاَ الَّذِیْنَ (نحل ۲ جگہ) پنجم وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ (کہف) ششم رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ (احزاب)

[۲] دانیؒ تیسیر میں قبل از متحرک را و ہمزہ کا امالہ بیان کرتے کہتے ہیں "سوسیؒ سے بھی حمزہؒ کے مانند روایت کیا گیا ہے" اور ساکن منفصل سے قبل را کا امالہ بیان کر کے کہتے ہیں وہ خلفؒ نے یحییٰؒ سے انہوں نے ابو بکرؒ سے اور متعدد راویوں نے سوسیؒ سے قبل از متحرک کی طرح اسمیں بھی را و ہمزہ دونوں کا امالہ نقل کیا ہے پھر کہتے ہیں "اور ان روایتوں میں نے یہ امالہ پڑھا ہے" پھر کہتے ہیں ابو حمدونؒ اور ابو عبدالرحمنؒ یزیدیؒ سے اسمیں بھی صرف ہمزہ کا امالہ روایت کرتے ہیں یہ سب صحیح اور معمول بہا ہیں" ان اقوال کی وجہ سے شاطبیؒ نے تینوں وجوہ جزماً بیان کر دیں حالانکہ دانیؒ نے حسب عادت حکایتاً ذکر کیا ہے نہ روایتاً۔ اور اگر روایتاً ہوتا تب بھی پسندیدہ نہ تھا۔ کیونکہ تیسیر میں روایت سوسیؒ کا طریقہ موسیٰ بن جریرؒ اور روایت ابو بکرؒ کا طریقہ شعیبؒ بن ایوب صریفینی ہیں وہ دونوں انکو روایت نہیں کرتے۔ محققؒ کہتے ہیں "ان تینوں وجوہ کے بیان کرنے میں شاطبیؒ اپنے طرق کے لحاظ سے متفرد اور تمام ناقلین کے خلاف ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ وجوہ طرق تیسیر و شاطبیہ سے منقول ہوں بلکہ ہمارے طرق سے بھی مروی نہیں ہیں۔ البتہ صاحب تجرید نے ابو بکرؒ قرشیؒ سے موسیٰؒ کے لیے یہ وجہ نقل کی ہے مگر یہ قرشیؒ ہمارا طریقہ نہیں ہیں (باقی برصفحہ ۲۸۰)

اَ ذْ رٰی میں جہاں اور جس طرح آئے - ابو عمروؒ - ابو بکرؒ - حمزہؒ اور کسائیؒ بلا خلاف اور ابن ذکوانؒ بخلاف امالہ محضہ اور ورشؒ تقلیل کرتے ہیں - دانیؒ نے ابوالفتحؒ سے ابن ذکوانؒ کیلئے فتح پڑھا ہے یہی ابن مہرانؒ - ابن بلیمہ اور ابن الفحامؒ کا مذہب ہے - اور ابوالحسنؒ سے امالہ پڑھا ہے - یہ تذکرہ - ہادی - ہدایہ - تبصرہ - کافی - عنوان - اور مبہج میں ہے - دونوں صحیح ہیں[1]

تَوْرٰیۃ میں جہاں آئے ابو عمروؒ - ابن ذکوانؒ اور کسائیؒ امالہ محضہ - ورشؒ و حمزہؒ بلا خلاف اور قالونؒ بخلاف تقلیل کرتے ہیں - اور قالونؒ کے لیے فتح طریقہ کے زیادہ مطابق ہے - دانیؒ نے بطریق عبدالباقیؒ و ابراہیمؒ و نحاسؒ ابوالفتحؒ سے فتح اور بطریق ابواحمد سامریؒ و حلوانیؒ ابوالفتحؒ سے اور بطریق ابن غلبونؒ و قزازؒ و ابی نشیطؒ ابوالحسنؒ سے تقلیل پڑھی ہے دونوں صحیح ہیں اور حمزہؒ کے لیے بطریق تیسیر و شاطبیہ صرف تقلیل ہی معمول و ماخوذ ہے -

رَمٰی - (انفال) اَعْمٰی (ہر دو کلمات اسرا) سُوٰی (طٰہٰ) سُدًی (قیمہ) پانچوں کے امالہ محضہ میں ابو بکرؒ (بمحرکہ بالا ہو) کے امالہ محضہ میں حفصؒ اور اِمْتَلَأْتِ (احزاب کے) امالہ میں ہشامؒ - حمزہؒ - کسائیؒ اور ورشؒ کیساتھ شریک ہیں -

تنبیہ - سورۂ اسراء کے پہلے کلمہ میں بصری بھی ہیں چنانچہ اوپر گذرا -

افعالِ عشرہ جَآءَ - شَآءَ - زَادَ - خَافَ - خَابَ - حَاقَ - ضَاقَ - طَابَ - رَانَ - زَاغَ کی ماضی مجرد ثلاثی میں زَاغَتْ (احزاب وص) کے سوا حمزہؒ الف کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور دانیؒ کے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرشی انکا طریقہ ہیں بلکہ جامع البیان میں کہتے ہیں " میں نے شیخ ابوالفتحؒ سے موسیٰ بن جریر کے طریقہ کے سوا دیگر طرق سے خواہ اسکے بعد ساکن ہو یا نہ ہو دونوں کا امالہ پڑھا ہے " اسکے بعد محقق کہتے ہیں " جب یہ حال ہے تو امالہ نہ طرق تیسیر پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہماری کتاب کے طرق پر " خود دانیؒ جامع البیان میں اسکی یہ تصریح کرتے ہیں " ابن مجاہدؒ بطریق خلف تکبیر قبل از ساکن دونوں کا امالہ پڑھتے تھے اور مدوحؒ نے اسکو اسی طرح بیان کیا ہے - باقی تمام ناقلین ان کے خلاف ہیں اور قبل از ساکن صرف را کا امالہ بیان کرتے ہیں - یہی صواب ہے " محقق کہتے ہیں " وہ قبل از ساکن دونوں کا امالہ حسب بیان ابن مجاہدؒ و دانیؒ بطریق خلف ثابت ہے - باقی تمام ناقلین اسکے خلاف ہیں اور بطریق خلفؒ یحییٰ سے صرف را کا امالہ اور ہمزہ کا فتح نقل کرتے ہیں - واللہ اعلم

حاشیہ صفحہ ہذا - [1] حمزہؒ کے لیے حسب اصل الٰہی منقول و ثابت ہے مگر ہمارے طرق سے نہیں -

[2] دانیؒ نے تیسیر میں فتح کو اسمیں سے بیان نہیں کیا حالانکہ ابو نشیطؒ نے طریقہ بیان کردہ سے دانیؒ نے پڑھا ہے -

[3] جَآءَ ۲۲۰ - شَآءَ ۱۰۶ - زَادَ ۱۵ - حَاقَ ۱۰ - خَافَ ۸ - ضَاقَ ۵ - خَابَ ۴ - زَاغَ ۲ - رَانَ ۱ - البقرہ

Marfat.com

جو عین کلمہ ہے۔ اضجاع کرتے ہیں اور اگر مضارع یا ماضی غیر مجرد ہو جیسے یَخَافُ۔ یَشَآءُ۔ اَزَاغَ۔ فَاَجَآءَ۔ تو امالہ نہیں کرتے۔ جَآءَ اور شَآءَ میں بلا خلاف اور زَادَ میں بخلاف ہر جگہ ابن ذکوانؒ ہی شریک ہیں اور فَزَادَهُمُ (کلمہ اول بقر) میں بلا خلاف امالہ کرتے ہیں۔ اور رَانَ کے امالہ میں ابو بکرؒ و کسائیؒ شریک ہیں۔

تنبیہ۔ ذوات الرا اور رَأ کے سوا فصل ہذا کے جن الفاظ میں ورشؒ کے لیے تقلیل مذکور ہوئی وہ حسب قاعدہ بخلاف ہے۔ اور کِلْتَا[1] میں ہمارے طرق سے سب کے لیے فتح ہے۔ امالہ نہیں۔

مسئلہ اول۔ تقلیل امالہ کیساتھ رَا ہر جگہ باریک ہوتی ہے۔ اور حروف مستعلیہ اگرچہ باریک نہیں ہوتے مگر امالہ کیساتھ انکی تفخیم مکسور کے برابر ہوتی ہے۔

مسئلہ دوم۔ اگر الف ممال کے بعد ساکن ہو تو چونکہ الف (جو محل امالہ ہے) ساقط ہو جاتا ہے۔ لہذا امالہ نہیں ہوتا جیسے مُوسَى الْكِتٰبَ۔ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔ الْاَقْصَا الَّذِي۔ طَغَى الْمَآءُ وغیرہ مگر سوسیؒ سے ذوات الرا قبل از ساکن میں ہی امالہ بخلاف منصوص ہے دونوں وجوہ صحیح ہیں جیسے قُرَى الَّتِي۔ ذِكْرَى الدَّارِ۔ وَيَرَى الَّذِينَ اور اگر را ممال کے بعد اسم جلالہ ہو جیسے نَرَى اللّٰهَ تو فتح کے ساتھ اسم جلالہ کی صرف تغلیظ اور امالہ کیساتھ تغلیظ و ترقیق دونوں جائز ہیں۔ امام عبد الباقیؒ کا مذہب ترقیق ہے اور یہی دانیؒ اور ابن حاجبؒ کے نزدیک مختار ہے۔ اور اگر کلمہ ممال پر وقف

[1] اہل کوفہ کہتے ہیں کہ کلتا میں الف تثنیہ ہے جسکا امالہ جائز نہیں اور اہل بصرہ کہتے ہیں الف تانیث ہے (فعلی) وصلاً ساکن مابعد کی وجہ سے حسب قاعدہ امالہ نہیں وقفاً بھی اکثر اہل ادا امالہ کے خلاف ہیں۔ ابن شریحؒ وغیرہ نے اسی پر اجماع نقل کیا ہے مگر قلانسیؒ و ابن سوارؒ و ابو الحسن خیاطؒ اور سبط الخیاطؒ وغیرہ وقفاً امالہ کہتے ہیں۔ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں "حمزہؒ کسائیؒ کے لئے فتح پر وقف کیا جائے اور بصریؒ کے لیے بالامالہ کیونکہ ان کے نزدیک الف تانیث ہے"۔ محقق کہتے ہیں "دونوں وجوہ جید ہیں مگر میں فتح کو اختیار کرتا ہوں کیونکہ فتح کسائیؒ سے منصوص ہے"۔ ہمارے شیوخ فتح پڑھاتے تھے یہی میرا معمول ہے

کر دیا جائے تو باجماع ناقلین امالہ کرنیوالوں کے لئے حسبِ اصول امالہ ہوگا۔ لیکن اگر را کے بعد کا الف عامل جازم کیوجہ سے بالکلیہ حذف ہو جائے جیسے اَوَ لَمْ یَرَ الَّذِیْنَ ۔ تو حالین میں امالہ قطعاً جائز نہیں کیونکہ ممال کا وجود ہی باقی نہیں رہا۔

مسئلہ سوم:۔ جن ذوات الیا کلمات پر تنوین ہو (ذوالرا ہوں یا غیر ذوالرا) ان میں وصلاً باجماع امالہ نہیں ہوتا۔ جیسے هُدًى ۔ اَذًى ۔ عَنْ مَّوْلًى ۔ فِيْ قُرًى ۔ قُرًى ظَاهِرَةً ۔ غُزًّى ۔ ضُحًى وغیرہ اور اگر وقف کیا جائے تو دانی[1] وغیرہ محققین ائمہ صرف امالہ کہتے ہیں جمہور اہل ادا کا یہی مذہب ہے۔ بلکہ بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ محقق کہتے ہیں "قبل از ساکن منفصل اور منون کلمات میں وقفاً صرف امالہ ماخوذ و معمول اور نصاً واداءً ثابت ہے متقدمین میں سے کسی کا قول اسکے خلاف نہیں پایا جاتا بلکہ امالہ پر نص[2] موجود ہے" پھر کہتے ہیں

[1] دانیؒ نے تیسیر میں وقفاً ذوات الیا منون میں امالہ بیان کیا ہے مگر شاطبیؒ نے تین مذہب بیان کر دیے اول مطلقاً امالہ۔ دوم مطلقاً فتح۔ سوم مرفوع و مجرور میں امالہ اور منصوب میں فتح اور اسی کو ترجیح بھی دی ہے۔ مگر یہ شاطبیؒ کا اجتہاد ہے جس سے انہوں نے نحاۃ کا مسلک قراء کے مذہب سے مخلوط کر دیا۔ محققؒ کہتے ہیں "ذوات الیا منون کا فتح بیان کرنے میں شاطبیؒ متفرد ہیں ان کے اور ان کے متبعین کے سوا کسی نے فتح نہیں بتلایا۔ اور میں ائمہ اہل ادا میں سے کسی کو نہیں جانتا جو فتح کہتا گیا ہو یا اسکا اشارہ کیا ہو اور نہ قراءت کی کتابوں میں سے میں نے کسی کتاب میں فتح دیکھا۔ فتح نحاۃ کا مسلک ہے جسکو انہوں نے قیاس سے نکالا ہے۔ نص سے نہیں۔ نحوی اس الف کے بارہ میں مختلف الرائے ہیں جو وقفاً پیدا ہوتا ہے۔ بعض تنوین سے بدلا ہوا بتاتے ہیں اور بعض یا متطرفہ سے" دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "الف کا اصلی ہونا تین وجہ سے اوجہ اور اصح ہے۔ اول صحابہ کرامؓ نے باجماع اس الف کو بصورت یا لکھا ہے۔ دوم۔ ائمہ قراءت و عربیت سے وقفاً امالہ منصوص ہے۔ سوم۔ بعض اہل عربیت منون منصوب پر بھی بلا بدل وقف کرتے ہیں۔ ان امور ثلثہ کا اقتضا یہ ہے کہ موقوف علیہ اصلی ہو منقلب از تنوین نہیں۔ کیونکہ الف تنوین باجماع مرسوم بالیا نہیں ہوتا ورنہ اسکا امالہ ہو سکتا ہے" نیز کہتے ہیں "اہلِ ادا کا عمل امالہ پر ہے اور اسی کی نص و قیاس سے تائید ہوتی ہے" محققؒ دانیؒ کی رائے نقل کر کے کہتے ہیں "پس یہ اختلاف غیر معتبر ہے جس پر عمل نہیں اور نحاۃ کا اختلاف ہے اہل ادا اور قراء کا اس سے کوئی علاقہ نہیں"

[2] ابوبکر ابن الانباریؒ ادریسؒ سے وہ خلفؒ سے روایت کرتے ہیں کہ "میں نے کسائیؒ کو هُدًى ۔ مُصَفًّى ۔ مُسَمًّى سے مُصَلًّى ۔ مُسَمًّى ۔ قُرًى اور مُسَمًّى پر بالیا وقف کرتے دیکھا ہے۔ نیز خلفؒ حکایت کرتے ہیں کہ کسائیؒ کہتے تھے کہ اَحْيَا النَّاسَ ۔ اَلْاَقْصَا الَّذِیْ ۔ اَقْصَى الْمَدِیْنَةِ ۔ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ ۔ طَغَى الْمَاءُ اور مِنْ رِّبًا پر امالہ والوں کیلئے یا سے وقف ہوتا ہے" حبیب بن اسحٰقؒ داؤد بن ابی طیبہؒ سے وہ ورشؒ سے وہ نافعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ قُرًى ۔ مُفْتَرًى وصل میں مفتوح اور وقف میں مکسور ہیں۔

Marfat.com

ابوالحسنؒ۔ مہدویؒ۔ ابومعشرؒ۔ سبط الخیاطؒ۔ اور حافظ ابوالعلاؒ وغیرہ ائمہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے۔ ہمنے اپنے تمام شیوخ سے امالہ پڑھا ہے اور کسی سے اسکے خلاف ایک حرف نہیں سُنا اور یہی قیاس صحیح ہے"

مسئلہ چہارم۔ اگر الف مبدلہ کے بعد ہمزہ ساکنہ آجائے جیسے اِلَی الْهُدَی ائْتِنَا تو ورشؒ و حمزہؒ اپنے اپنے اصول کے مطابق ہمزہ کو الف سے بدل لیتے ہیں اس حال میں (یعنی وصلاً) فتح ماخوذ ہے۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "فتح اور امالہ دونوں کا احتمال ہے۔ اگر الف کو ہمزہ سے مبدلہ کہیں تو فتح ہے اور اگر یا سے مبدلہ کہیں تو امالہ ہے۔ اول اقیس ہے کیونکہ الهدی کا الف وصلاً قبل از ابدال مفقود ہوگیا تھا۔ پس واجب ہے کہ (بحالتِ وصل) ابدال کے بعد وہ اسی طرح حذف رہے کیونکہ یہ تخفیف عارضی ہے" محققؒ کہتے ہیں "صحیح و ماخوذ فتح ہی" یہی حق ہے کیونکہ یہ حالت وصلی ہے۔

فائدہ۔ غیر ذوات الراکلمات میں ورشؒ کے لئے امالہ بخلاف ہی۔ اگر ایسا کلمہ مدبدل کیساتھ جمع ہوجائے جیسے فَتَلَقّٰی اٰدَمُ۔ اٰمَنَ لِمُوْسٰی۔ تو جعبریؒ وغیرہ شراح شاطبیہ مدبدل کی ہر وجہ کیساتھ فتح اور تقلیل بتاتے ہیں۔ مگر ہمارے طرق پر صرف چار وجوہ جائز ہیں ۱و۲ فتح کیساتھ قصر و طول ۳و۴ تقلیل کیساتھ توسط او طول یا ۱ قصر کے ساتھ صرف فتح ۲ توسط کیساتھ صرف تقلیل ۳و۴ اور طول کیساتھ دونوں کیونکہ رواۃ قصر نے تقلیل اور رواۃ توسط نے فتح روایت نہیں کیا۔ لہٰذا قصر کیساتھ تقلیل اور توسط کیساتھ فتح پڑھنے سے خلط طرق ہوجاتا ہے۔ اور بطرق نشر توسط کیساتھ فتح جائز ہے مگر قصر کیساتھ تقلیل کسی طرح درست نہیں۔

Marfat.com

فصل سوم امالہ بوجہ کسرہ

بصری و دوری ہر اس الف کا جسکے بعد راء متطرفہ مجرورہ ہو امالہ محضہ اور ورش بلاخلاف تقلیل کرتے ہیں خواہ الف اصلی ہو یا زائدہ جیسے۔ اَنْصَارٍ۔ اَبْصَارِ۔ الدَّارِ۔ الْغَارِ۔ قَهَّارٍ۔ غَفَّارٍ۔ وَالنَّهَارِ۔ الْكُفَّارِ۔ وَالدِّيَارِ۔ وَالْفُجَّارِ۔ وَالْاَبْكَارِ۔ بِدِينَارٍ۔ بِقِنْطَارٍ۔ بِمِقْدَارٍ۔ وَاَوْبَارِهَا۔ وَاَشْعَارِهَا۔ وَاٰثَارِهَا۔ وَاٰثَارِهِمْ۔ وَاَبْصَارِهِمْ۔ وَدِيَارِهِمْ۔ وَحِمَارِكَ۔ وغیرہ اور اسی میں کَافِرِيْنَ اور الْكَافِرِيْنَ (جمع بالیاء) داخل ہے مگر وَالْجَارِ (سورہ نساء دو جگہ) اور جَبَّارِيْنَ[1] (مائدہ و شعراء ایک ایک) کو بصری قطعاً امالہ سے مستثنیٰ کرکے بفتح پڑھتے ہیں اور ورش کے لئے ان چاروں میں تقلیل بخلاف ہے اور دو کلمات اَلْقَهَّارِ اور اَلْبَوَارِ کی تقلیل میں حمزہ بھی شریک ہیں اور جن کلمات میں راء مکرر ہو جیسے قَرَارٍ۔ الْاَشْرَارِ۔ الْاَبْرَارِ۔ وغیرہ۔ انمیں بصری و کسائی امالہ محضہ اور ورش و حمزہ تقلیل کرتے ہیں اَلنَّاسِ[2] مجرور میں جہاں آئے دوری امالہ محضہ کرتے ہیں۔ غیر ذوات الراء میں سے یہ تیسرا کلمہ ہے جسمیں بصری نے امالہ محضہ کیا ہے۔

اٰذَانِهِمْ۔ اٰذَانِنَا۔ طُغْيَانِهِمْ۔ سَارِعُوْا۔ يُسَارِعُ۔ اور نُسَارِعُ میں

---

[1] جبّارین میں راء مجرور نہیں بلکہ محل نصب میں مکسور ہے متطرفہ ہونیکی بنا پر ساتھ بیان ہوتی ہے۔

[2] شاطبیہ سے اَلنَّاسِ مجرور میں بصری کے لئے امالہ بخلاف معلوم ہوتا ہے۔ ابن القاصح وغیرہ نے یہی تصریح کی ہے۔ مگر یہ تشریح صحیح نہیں۔ دانی کہتے ہیں "مجھے ابوالقاسم فارسی نے بطریق عبدالواحد الناس مجرور کا امالہ اور درن نے فتح پڑھایا ہے" فارسی و عبدالواحد گر روایت دوری کا طریقہ ہیں۔ شاطبیہ میں تسامح ہے۔ اسی وجہ سے سخاوی کو یہ تشریح کرنی پڑی کہ الناس مجرور میں خلاف مرتب ہے یعنی دوری کیلئے امالہ اور سوسی کے لئے فتح۔ خلاف مفرع نہیں کہ ہر ایک کے لئے دو دو وجوہ ہوں۔

ہر جگہ۔ بَارِئِکُم (بقرہ دو) - اَلْبَارِئُ (حشر) اَلْجَوَارِ (شوریٰ - رحمن - تکویر)
مَنْ اَنْصَارِیْ[1] (صف) میں کسائیؒ کے دوری[2] امالہ محضہ کرتے ہیں اور سب فتح پڑھتے ہیں
فِی الْمِحْرَابِ مجرور میں بلا خلاف اور اَلْمِحْرَابَ منصوب اور عِمْرَان میں ہر جگہ۔
اِکْرَاهِهِنَّ (نور) وَالْاِکْرَامِ (رحمن دو) سب میں ابن ذکوانؒ بخلاف[3] امالہ محضہ کرتے ہیں۔ نیز حِمَارِ اور حِمَارِكَ کے امالہ محضہ میں بخلاف شریک ہیں۔
مَشَارِبُ (یٰس) اٰنِیَةٍ (غاشیہ) عَابِدٌ اور عَابِدُوْنَ (کفرون) میں ہشامؒ امالہ محضہ کرتے ہیں۔

هَارٍ (توبہ) کے امالہ محضہ میں بصریؒ دوریؒ کے ساتھ بطریق تیسیر قالونؒ، ابو بکرؒ اور ابو الحارثؒ بلا خلاف وابن ذکوان بخلاف شریک ہیں اور ورشؒ حسب قاعدہ تقلیل کرتے ہیں۔
ضِعٰفًا فَارٍ (نساء) اور اٰتِیْكَ (نمل میں دو جگہ) خلفؒ بلا خلاف اور خلادؒ بخلاف امالہ کرتے ہیں
شاطبیؒ نے یُوَارِیْ اور اُوَارِیْ (مائدہ[3]) میں کسائیؒ کے دوریؒ کے لئے امالہ بخلاف بتایا ہے۔ مگر یہ ہمارے طرق سے نہیں ہے اور پڑھا نہیں جاتا۔
مسئلہ جن کلمات میں امالہ کسرہ متطرفہ کیوجہ سے کیا جاتا ہے۔ انہیں وقف ادغام کی حالت میں بھی

---

[1] مَنْ اَنْصَارِیْ میں را مجرور نہیں بلکہ محل رفع میں مکسور ہے۔
[2] دانیؒ نے ابن ذکوانؒ کے لئے محراب منصوب کے سوا سب کلمات میں امالہ بلا خلاف بیان کیا ہے فتح زیادات قصیدہ سے ہے مگر صحیح ہے۔
[3] دانیؒ حسب عادت۔ تیسیر میں حکایتاً کہتے ہیں "میرے شیخ ابو القاسم فارسیؒ ابو طاہرؒ سے وہ ابو عثمانؒ ضریرؒ سے وہ ابو عمرؒ دوریؒ سے مائدہ میں یُوَارِیْ اور اُوَارِیْ کا امالہ روایت کرتے ہیں اور ابو عثمانؒ موصوف کے سوا دوریؒ سے اور کسی نے یہ امالہ روایت نہیں کیا اور اس طریقہ سے وہ اسکو پڑھتے تھے یا میں پڑھتا ہوں اور بغیر امام ابن مجاہدؒ کے طریقہ سے ان کو بفتح پڑھا ہے" اسکی بنا پر شاطبیؒ نے ان میں امالہ بیان کر دیا حالانکہ یہ خلاف طریقہ ہے کیونکہ تیسیر میں روایت دوریؒ فارسیؒ ابو طاہرؒ اور ابو عثمانؒ سے منقول نہیں۔ بلکہ ابو الفتحؒ عبدالباقیؒ۔ ابن الجلنداؒ۔ اور جعفر بن محمد نصیبیؒ سے مروی ہے۔ اور ان نصیبیؒ سے تمام ناقلین فتح روایت کرتے ہیں۔ اور یہی ماخوذ ہے۔ محققؒ کہتے ہیں "مائدہ کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ابو عثمان ضریرؒ نے اعراف میں بھی یُوَارِیْ کا امالہ روایت کیا ہے۔ شاید دانیؒ کے شیخ فارسیؒ کی کتاب میں اعراف کا ذکر سہواً چھوٹ گیا" کوئی وجہ ہو اسمیں امالہ نہیں ہے۔ اسکے سوا اور بھی بعض حروف ابو عثمان ضریرؒ نے روایت کیے ہیں مگر وہ پڑھے نہیں جاتے یہی کیفیت اس امالہ کی ہے۔

Marfat.com

اماله ہوتا ہے کیونکہ محل اماله علی حاله موجود ہے اور یہ سکون عارضی ہے لہذا اسکا اعتبار نہیں کیا جاتا اکثر محققین کا یہی مذہب ہے۔ تیسیر۔ شاطبیہ۔ تذکرہ۔ ہادی۔ ھدایہ۔ ارشاد۔ غایہ۔ عنوان تلخیص اور تلخیص العبارات وغیرہ میں یہی درج ہے۔ دانیؒ۔ ابن مہرانؒ ہذلیؒ اور قلانسیؒ نے اسیکو مختار بتایا ہے۔ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں "وقفاً اماله ہی صحیح ہے خواہ وقف بالسکون کیا جائے۔ یا بالروم۔ فتح نہ قوی ہے اور نہ جید کیونکہ وقف واجب ولازم نہیں۔ پس سکون عارضی ہے۔

فصل چہارم مقطعات یعنی حروف ہجا کا اماله

بعض سورتوں کے شروع میں مقطعات یعنی حروف ہجا کے اسماء واقع ہوئے ہیں۔ انمیں سے حا۔ را۔ طا۔ ہا اور یا کا اماله کیا جاتا ہے۔

ابو بکرؒ وکسائیؒ پانچوں کا ہر جگہ۔ اور حمزہؒ ہا مریم کے سوا پانچوں کا جہاں آئیں اماله محضه کرتے ہیں۔ مدنیؒ ہا و یا مریم میں تقلیل کرتے ہیں۔ قالونؒ کے لئے فتح بھی صحیح اور مطابق طریقہ ہے۔ ورشؒ ہا و طٰہٰ کا اماله محضه اور حا و را کی ہر جگہ تقلیل کرتے ہیں۔ بصریؒ را و ہا۔ کا اماله محضه اور حا کی تقلیل کرتے ہیں۔ اور دانیؒ و شاطبیؒ نے سوسیؒ کے لئے

؎ دانیؒ بطریق عبد الباقیؒ دانی نشیطؒ ہا و یا کا فتح پڑھا ہے۔ تیسیر کا یہی طریقہ ہے جملہ اہل عراق اور اکثر مغربی اہل امصار فتح کہتے ہیں دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ اور امام ابو الحسنؒ سے بطریق عبد اللہ بن حسین سامری و حلوانی تقلیل ہی کی ہے۔ اور تیسیر میں تقلیل ہی ہے ان کی ہر فتح نہیں بتایا پس ان مقامات میں ہی جنمیں دانیؒ طریقہ سے نکل گئی تیسیر و شاطبیہ کے علاوہ تلخیص عنوان اور تذکرہ اور کامل میں بھی تقلیل ہی صحیح ہے اور کافی و تبصرہ میں تقلیل بخلاف مذکور ہے۔ ابو محمد مکیؒ کہتے ہیں "مدنیؒ بین بین پڑھتے تھے مگر ان سے فتح بھی منقول ہے اور اول مشہور ہے" قالونؒ کے لئے تقلیل و فتح دونوں صحیح ہیں فتح طریقہ کے مطابق اور تقلیل زیادہ مشہور ہے۔ ۱۲

Marfat.com

یار مریم کا بھی امالہ بخلاف[1] بیان کیا ہے۔ شامیؒ را اور یار مریم کا اور ابن ذکوانؒ حا کا امالہ کرتے ہیں باقی حضرات کا مسلک فتح ہے۔

فصل پنجم امالۂ ھاء تانیث

ہاء تانیث سے مراد وہ ہا ہے جو اسم کے آخر میں ہوتی ہے اور وصلاً تا اور وقفاً ہا پڑھی جاتی ہے جیسے۔ رَحْمَةٌ اور نِعْمَةٌ۔ بحالتِ وقف اسکا امالہ مذہب کسائیؒ کیساتھ مخصوص ہے اور امالہ کے اعتبار سے اسکی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ اجماعاً غیر ممال۔ ۲۔ مختلف فیہ ۳۔ بعض حالات میں ممال اور بعض حالات میں مختلف فیہ ۴۔ بالاجماع ممال۔

قسم اول۔ اگر ہاء تانیث سے قبل الف ہو (جو کچھ رسم میں آتا ہے) صَلوٰةَ۔ زَکوٰةَ۔ حَیوٰةَ۔ نَجَاةَ۔ غَدٰوةِ۔ اور مَنوٰةَ تو باجماع ناقلین امالہ نہیں ہوتا۔ ورنہ ماقبل الف کا بھی امالہ کرنا پڑیگا جس سے تین حروف کا امالہ ہو جائیگا جو مقصد کے خلاف[1] ہے۔

---

[1] ۔ دانیؒ نے بطریق ابن جریرؒ سوسیؒ کے لیئے یا کا فتح پڑھا ہے۔ ابن بلیمہؒ نے بطریق عبدالباقیؒ بن فارسؒ وابوبکرؒ قرشی اور نسائیؒ نے اپنی کتاب میں سوسیؒ سے نصاً اور دانیؒ نے جامع البیان میں ابو الحسنؒ رقی۔ اور ابو عثمان ضریرؒ نحوی سے یا کا امالہ روایت کیا ہے۔ نیز ابو الفتحؒ سے ابن جریرؒ کے طرق کے سوا دیگر طرق سے امالہ پڑھا ہے اور جامع البیان میں خود تصریح کی ہے۔ مگر تیسیر و مفردات میں تدلیس ہو گئی اسی وجہ سے شاطبیؒ نے بخلاف امالہ بیان کیا ہے۔ محققؒ کہتے ہیں امالہ ان طرق سے ثابت ہے جو نہ تیسیر و شاطبیہ کے طرق ہیں اور نہ ہماری کتاب کے "سوسیؒ کے لیئے یا کا فتح اصح اور امالہ ضعیف ہے مگر متروک نہیں۔ [2] ہاء تانیث بحالت وقف ہر امر میں الف تانیث سے مشابہ ہے۔ دونوں زائدہ ہیں اور دونوں تانیث کیلئے ہیں دونوں کا ماقبل مفتوح اور دونوں ساکن ہیں دونوں ہم مخرج یا قریب المخرج دونوں حرف خفی اور بیان کے محتاج ہیں الف تانیث کا امالہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ وہ الف مبدلہ از یا کیساتھ مشابہ ہے۔ ہاء تانیث کا امالہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ وہ الف تانیث سے بہر لحاظ اور مطلق الف سے متعدد امور میں مشابہ ہے۔ [3] بمذہب کسائیؒ۔ ذَاتَ۔ هَیْهَاتَ۔ اَللّٰتَ اور لَاتَ بھی اسکے ملحق ہیں مگر تَوْرٰىةَ۔ تُقٰىةً۔ مَرْضَاةَ۔ مُزْجٰىةٍ اور مِشْکوٰةٍ کا اس باب سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ ان میں الف منقلبہ کیوجہ سے امالہ ہوتا ہے۔ [4] یعنی مقصود ہاء تانیث اور حرکت ماقبل کا امالہ ہے اور یہی مسموع و منصوص ہے ماقبل کے ماقبل کا امالہ مقصد پر زیادتی اور افراط ہے۔

Marfat.com

قسم دوم۔ اگر ہا رتانیث سے قبل حا و عین یا سبعہ مستعلیہ میں سے کوئی حرف[1] ہو تو امالہ میں اختلاف ہے۔

سوم۔ اگر ہا رتانیث سے قبل حروف اکھر (ہمزہ۔ کاف۔ ہا۔ را) میں سے کوئی حرف ہو اور اُس حرف سے قبل کسرہ یا یا رساکنہ ہو تو باجماع امالہ کرتے ہیں خواہ کسرہ اور اُس حرف کے درمیان کوئی ساکن فاصل ہو۔ اور اگر اس سے قبل کسرہ اور یا رساکنہ میں سے کوئی نہ ہو تو قسم دوم کی طرح امالہ میں اختلاف ہے۔

ابن مجاہدؒ۔ نقاشؒ۔ عبدالواحدؒ شذائیؒ۔ ابن مہرانؒ۔ ابوالحسنؒ۔ ابومحمد مکیؒ۔ ابن سفیانؒ مہدویؒ۔ ابن شریحؒ۔ ابوعلیؒ مالکی۔ ابوطاہر بن خلفؒ ابوعلیؒ عطار۔ اور ابواسحٰق طبریؒ وغیرہ ائمہ قسم دوم میں اور قسم سوم کی آخر شق میں فتح مختار بتاتے ہیں۔ دانیؒ نے امام ابوالحسنؒ سے فتح ہی پڑھا ہے یہی محققؒ کے نزدیک مختار ہے اور اہل ادا کی ایک جماعت حلقی ہونے کی

---

[1] سات اسما میں ہا تانیث سے قبل حا مہملہ آتی ہے۔ صَیْحَةٌ۔ نَفْحَةٌ۔ لَوَّاحَةٌ۔ اَلنَّطِیْحَةُ۔ اَشِحَّةً۔ اَجْنِحَةٍ۔ اور مُفَتَّحَةً اور دو میں خا معجمہ اَلصَّاخَّةُ۔ نَفْخَةٌ اور چھ میں صاد مہملہ خَالِصَةٌ۔ شَاخِصَةٌ۔ خَصَاصَةٌ۔ خَامِصَةٌ۔ مَخْمَصَةٍ اور غُصَّةٍ۔ اور نو میں ضاد معجمہ۔ رَوْضَةٍ۔ قَبْضَةً۔ فَرِیْضَةٌ۔ بَعُوْضَةً۔ خَافِضَةٌ۔ دَاحِضَةٌ۔ فِضَّةٍ۔ عُرْضَةً اور مَقْبُوْضَةٌ۔ اور تین میں طا مہملہ بَسْطَةً۔ حِطَّةٌ۔ اور مُحِیْطَةٌ اور تین میں ظا معجمہ غِلْظَةً مَوْعِظَةٌ اور حَفَظَةً اور اٹھائیس اسما میں عین مہملہ۔ جیسے سَبْعَةٌ۔ صَنْعَةً۔ طَاعَةٌ اور اَلسَّاعَةَ وغیرہ اور چار میں غین معجمہ صِبْغَةً۔ مُضْغَةً۔ بَازِغَةً اور بَالِغَةٌ۔ اور انیس میں قاف معجمہ جیسے اَلْحَاقَّةُ۔ نَاقَةٌ۔ اَلصَّاعِقَةُ۔ طَاقَةٌ وغیرہ۔

[2] ہمزہ سے قبل دو اسما رکھیئۃ اور خَطِیْئَةً میں یا ساکنہ اور پانچ الفاظ فِئَةٌ۔ مِائَةٌ۔ نَاشِئَةَ۔ سَیِّئَةٌ۔ اور خَاطِئَةٍ۔ میں کسرہ ہے۔ کاف سے قبل الاَیْکَةِ میں یا رساکنہ اور چار الفاظ ضَاحِکَةٌ۔ مُشْرِکَةٌ۔ اَلْمَلٰٓئِکَةُ۔ اَلْمُؤْتَفِکَةُ میں کسرہ ہے ہا سے قبل تین الفاظ اٰلِهَةً۔ فَاکِهَةً اور وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ میں کسرہ ہے یا رساکنہ کہیں نہیں۔ را سے قبل چھ کلمات کَثِیْرَةٌ۔ کَبِیْرَةٌ۔ صَغِیْرَةً۔ ظَهِیْرَةِ۔ بَحِیْرَةٍ۔ اور بَصِیْرَةٌ میں یا رساکنہ اور تیئس کلمات میں کسرہ پایا جاتا ہے۔ جیسے اٰخِرَةِ۔ حَاضِرَةً۔ عِبْرَةً۔ سِدْرَةِ وغیرہ

[3] ہمزہ چار کلمات اَلنَّشْاَةَ۔ سَوْءَةَ۔ اِمْرَاَةٌ اور بَرَآءَةٌ میں فتح کے بعد اور کاف چھ اسما بَکَّةَ۔ مَکَّةَ۔ دَکَّةً۔ اَلشَّوْکَةِ۔ اَلتَّهْلُکَةِ۔ اور مُبٰرَکَةٍ میں فتح اور ضمہ کے بعد اور ہا۔ صرف سَفَاهَةٍ میں فتح کے بعد۔ اور را باون اسما میں دیگر حرکات کے بعد آتی ہے جیسے حِجَارَةٌ۔ بَرَرَةٍ۔ مَیْسَرَةٍ وغیرہ۔

Marfat.com

بنا پر ہمزہ اور ہا کی لغۃً بھی فتح کو مطلقاً مختار کہتی ہے۔ خواہ ان سے قبل کسرہ اور یا ساکنہ ہو۔ یہ ابوالحسنؒ خیاط۔ قلانسیؒ۔ ابن سوارؒ۔ ابن شیطاؒ۔ ابن الفحامؒ اور حافظ ابوالعلاءؒ کا مسلک ہے۔

ابن الانباریؒ۔ ابن شنبوذؒ۔ ابن مقسمؒ۔ ابومزاحم خاقانیؒ۔ عبدالباقی خراسانیؒ۔ اور ابوالفتحؒ کا مذہب الف کے سوا تمام حروف کے بعد علی الاطلاق امالہ ہے۔ یہ حضرات حروف حلق حروف استعلاء وغیرہ اور دیگر حروف کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور کسرہ وغیرہ کی شرط مقرر کرتے ہیں۔ دانیؒ نے شیخ ابوالفتحؒ سے اسی طرح پڑھا ہے[۱] اور یہی استاذ ابوسعید حسنؒ بن عبداللہ سیرافی ثعلبؒ اور فراء کا مذہب ہے اور یہی دانیؒ کے نزدیک مختار ہے[۲]۔

چہارم۔ اگر ہاء تانیث سے قبل باقی پندرہ[۳] حروف میں سے کوئی حرف پایا جائے تو باجماع ناقلین وائمہ بلا شرط امالہ ہوتا ہے۔

محل امالہ کے تعین میں ہمارے شیوخ وائمہ کا اختلاف ہے۔ دانیؒ۔ ابن سفیانؒ۔ مہدویؒ۔ ابن شریحؒ اور شاطبیؒ کہتے ہیں "امالہ ہا اور اسکے ماقبل پر طاری ہوتا ہے"۔ ابومحمد مکیؒ۔ ابوطاہرؒ بن خلف۔ ابن سوارؒ۔ قلانسیؒ۔ ابن الفحامؒ۔ سبط الخیاطؒ۔ اور حافظ ابوالعلاءؒ کہتے ہیں "امالہ

---

[۱] دانیؒ کہتے ہیں "استثنا کے بارہ میں کسائیؒ سے نص معدوم ہے۔ میں نے ابوالفتحؒ سے اطلاق قیاس کی بنا پر امالہ پڑھا ہے یہی ہیں محمدؒ بن علیؒ۔ ابن الانباریؒ۔ ادریسؒ اور خلفؒ کے ذریعہ سے کسائیؒ سے نص پہونچی ہے فتح بعض شیوخ کا اختیار کردہ ہے۔ مگر الف کے بعد باجماع امالہ نہیں"۔

[۲] امام عبدالباقیؒ کہتے ہیں "میں نے استاذ ابوسعیدؒ حسن بن عبداللہ سیرافی سے عبدالواحدؒ وغیرہ کے مذہب کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا۔ استثناء کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ یہ ہا طرف ہے اور اطراف میں مستعلیہ وغیرہ کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ چنانچہ۔ اَعْطٰی سَوّٰی تَلْقٰی۔ بُزْغِی۔ یَطْغٰی اور تَلَظّٰی وغیرہ میں امالہ بلا خلاف جائز ہے اور یہ ہا بھی وقف میں الف کے مانند ہے جبکہ اس سے قبل الف نہ ہو۔

[۳] یہ حروف ہاء تانیث سے قبل بایں تفصیل آتے ہیں ۱۔ بار موحدہ اٹھائیس اسماء ہیں جیسے حَبَّةٌ۔ التَّوْبَةُ وغیرہ ۲۔ تاء فوقانیہ صرف چار اسماء ہیں۔ المَیْتَةُ۔ بَغْتَةً۔ اَلْبُوْتَةُ اور سِتَّةُ ۳۔ ثاء مثلثہ صرف چار اسماء ہیں۔ ثَلٰثَةٌ۔ كَرَّةٌ۔ خَبِیْثَةٌ۔ مَبْثُوْثَةٌ۔ ۴۔ جیم آٹھ اسماء ہیں۔ وَلِیْجَةٌ۔ حَاجَةٌ۔ بَهْجَةٌ۔ لُجَّةٌ۔ نَعْجَةٌ۔ دَرَجَةٌ اور زُجَاجَةٌ ۵۔ دال مہملہ اٹھائیس اسماء ہیں جیسے بَلْدَةٌ۔ عِدَّةٌ اور اَفْئِدَةٌ وغیرہ ۶۔ ذال معجمہ دو اسماء ہیں لَذَّةٌ اور مَوْقُوْذَةٌ۔ ۷۔ زا معجمہ چھ اسماء ہیں۔ اَعِزَّةٌ۔ اَلْعِزَّةُ۔ بَارِزَةٌ۔ یَمْعَاذِرَةٌ۔ هُمَزَةٌ اور لُمَزَةٌ ۸۔ سین مہملہ تین اسماء ہیں خَمْسَةٌ۔ الْخَامِسَةُ۔ اَلْمُقَدَّسَةُ ۹۔ شین معجمہ چار اسماء ہیں۔ اَلْبَطْشَةُ۔ فَاحِشَةٌ۔ عِیْشَةٌ۔ مَعِیْشَةٌ ۱۰۔ فا معجمہ اکیس اسماء ہیں جیسے خَلِیْفَةٌ۔ اور رَاْفَةٌ وغیرہ ۱۱۔ لام مہملہ چالیس اسماء ہیں جیسے لَیْلَةٌ۔ غَفْلَةٌ وغیرہ ۱۲۔ میم مہملہ تینتیس اسماء ہیں جیسے ۱۳۔ نون معجمہ سینتیس اسماء ہیں جیسے سُنَّةٌ۔ جَنَّةٌ۔ ۱۴۔ واو مہملہ سترہ اسماء ہیں جیسے اُسْوَةٌ اور كُلُّهُ وغیرہ۔ ۱۵۔ یاء تحتانیہ چونسٹھ اسماء ہیں جیسے ... اور ...

Marfat.com

ماقبل ھا کا ہوتا ہے ھا کی ذات کا نہیں ہوتا۔ محقق کہتے ہیں پہلا مذہب اقرب الی القیاس اور کلام سیبویہ کے مطابق ہے یعنی اس نے امالہ میں ہا کو الف سے مشابہ کیا ہے اور دوسرا مذہب تلفظ وادا میں ابین واظہر ہے۔ پھر کہتے ہیں "امالہ کی تعریف فتح کو بجانب کسرہ اور الف کو بجانب یا مائل کرنا ہے۔ اور ہا کو بجانب یا مائل کرنیکا دعویٰ ممکن نہیں۔ اور نہ اس پر فتح ہے جو کسرہ کیطرف مائل کیا جائے۔ ان دونوں باتوں کا دانی وغیرہ انکار نہیں کر سکتے اور جب ماقبل ہا کا امالہ کیا جائیگا تو اسکی آواز میں بھی ایک ایسا خفیف ضعف لاحق ہوگا جو پہلے نہ تھا اگرچہ اسکو تقریب الی الیا نہ کہہ سکیں۔ اسکا بھی وغیرہ انکار نہیں کر سکتے پس یہ ضعف اسکا امالہ ہے اور دونوں مذاہب میں نزاع[1] لفظی ہے"

حاصل یہ ہے کہ الف کے بعد ہا تانیث کا امالہ قطعاً نہیں ہوتا حروف مستعلیہ اور حاء و عین کے بعد بہرحال اور حروف اکہر کے بعد جب کہ ان سے قبل کسرہ اور یا ساکنہ نہ ہو امالہ میں خلاف ہے۔ دونوں وجوہ[2] صحیح ہیں۔ امالہ طریقہ اور قیاس کے مطابق اور فتح اکثر کا مذہب ہے۔ اور اگر ہا سے قبل بقیہ پندرہ حروف میں سے کوئی حرف ہو یا حروف اکہر ہوں اور ان سے قبل کسرہ یا یاء ساکنہ ہو تو باجماع امالہ ہوتا ہے۔ اسیطرح ماخوذ ومعمول ہے۔

---

[1] میری ناقص رائے میں علامہ دانیؒ نے جو تعریف کی ہے وہ اصح ہے۔ بلاشبہ ہاء تانیث الف نہیں ہے مگر مشابہ بالف ہے اسیطرح کسرہ کا اقرب الی الیاء ہرگز نہیں مگر اس الف کے مشابہ ہے جسکی تقریب کیجا چکی ہے۔ یعنی اسمیں ضعف ومیلان پیدا ہو جاتا ہے اور لامحالہ اسکی ذات میں امالہ مؤثر ہوتا ہے۔ یہی دانیؒ وغیرہ ائمہ کا مقصد ہے اور یہ امر محسوسات سے ہے جسکا انکار نہیں ہوسکتا۔ جن حضرات نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ صرف تعریف امالہ کی بنا پر ہے۔ حضرت محققؒ کے اس قول کے کہ "دوسرا مذہب تلفظ میں اظہر ہے" اگر یہ معنی ہیں کہ یا پیدا نہیں ہوتی تو مسلم ہے مگر اسکا دعویٰ کس نے کیا ہے۔ اور اگر یہ معنی ہیں کہ ھا میں امالہ مؤثر نہیں ہوتا تو تسلیم نہیں۔

[2] دانیؒ نے قراءۃ کسائیؒ کی دونوں روایات شیخ ابوالفتحؒ سے انہوں نے شیخ ابوالحسنؒ عبدالباقی سے پڑھی ہیں اور عبدالباقیؒ نے روایت دوریؒ محمد بن علیؒ موصلی سے پڑھی ہے۔ یہی محمد بن علیؒ کسائیؒ سے الف کے سوا ہا تانیث کا امالہ علی الاطلاق روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

تنبیہ - یتسنہ - کتابیہ حسابیہ - مالیہ - سلطانیہ - اور ماہیہ
میں ہائے تانیث نہیں ہائے سکتہ ہے جو بیان فتحہ کے لیئے لائی گئی ہی - لہذا اسکا امالہ نہیں ہو سکتا
ورنہ اصل مقصد فوت ہو جائیگا - دانی کتاب الامالہ میں کہتے ہیں کسائی سے نص صرف
ہاء تانیث کے لیئے ہی اور یہی عرب سے مسموع ہے - جب ابن مجاہد کو معلوم ہوا کہ خاقانی ہاء
تانیث کے مانند اسمیں امالہ کو جائز کہتے ہیں تو انہوں نے اسکا شدت سے انکار کیا اور فرمایا کہ
یہ لحن جلی اور خطاء فاحش ہے اور ذکرۃ - ۲ قرۃ اور انثیٰ کا میں ہاء کنایہ اور توجہ
میں نفس کلمہ کی ہا ہے - انکا امالہ سے کوئی تعلق نہیں - عربی نہ جاننے والے ہوشیار
رہیں اور تلفظ و قیاس سے دہوکا نہ کہائیں -

باب پانزدہم (۱۵) تفخیم و ترقیق را

تفخیم پُر - اور ترقیق باریک پڑھنے کو کہتے ہیں - مگر ترقیق امالہ نہیں - اگرچہ بعض ائمہ امالہ کو
مجازاً بایں سبب ترقیق کہدیتے ہیں کہ امالہ کے لیئے ترقیق لازم ہی - دانی کہتے ہیں ترقیق
حرف میں ہوتی ہی حرکت میں نہیں اور امالہ حرکت میں ہوتا ہے جو ادغام کی طرح ایک قسم کی تخفیف
ہے اور کسی علت کیوجہ سے کیا جاتا ہے اور ترقیق امالہ کیلئے مخصوص نہیں ہی بلکہ حرف غیر ممال میں
بہی ہوتی ہے - اور اگر ترقیق امالہ ہوتی تو مضموم و ساکن میں نہ پائی جاتی اور ورش کے لیئے
ذکریٰ کا بحالت امالہ اور ذکراً کا بحالت ترقیق تلفظ ایک ہوتا جو بداہۃً غلط ہے -

تفخیم و ترقیق کے اعتبار سے را کی تین حالتیں ہیں ۱ - باجماع پُر ۲ - باجماع باریک ۳ -
مختلف فیہ - فن قرات سے یہی تیسری قسم تعلق رکہتی ہی پہلی دونوں تجوید کے متعلق ہیں تتمیم
فائدہ کے لئے انکا مجملاً ذکر کیا جاتا ہے -

Marfat.com

قسم اول۔ باجماع پُر۔ اسمیں انواع ذیل داخل ہیں ۱؎ ہر راء مفتوحہ و مضمومہ جس سے قبل کسرۂ لازمہ اور یاء ساکنہ نہ ہو جیسے۔ رَجُلٌ۔ رَاعِنَا۔ رُسُلُنَا۔ جَهْرَةً۔ بِسُورَةٍ۔ يَشْعُرُونَ۔ يَفْرُطَ۔ زُخْرُفًا۔ كَبُرَ۔ صَبَرَ۔ وَاخْتَارَ۔ نَارًا۔ اَجْرًا۔ نُذُرًا۔ حُمُرٌ۔ لیکن ورشؒ نے ایک کلمہ بِشَرَرٍ (مرسلت) میں اس قاعدہ کی مخالفت کر کے راکو باریک پڑھا ہے۔

۲؎ ہر راء مفتوحہ و مضمومہ متوسطہ بزائد خواہ اس سے قبل کسرہ ہو یا یاء ساکنہ جیسے بِرَسُولٍ۔ بِرُءُوسِكُمْ۔ لِرَبِّكَ۔ فِي رَيْبٍ۔ فِي رُءْيَايَ۔

۳؎ ہر راء ساکنہ جس سے قبل فتح اور ضمہ یا کسر غیر لازمہ ہو خواہ ساکن بسکون اصلی ہو جیسے مَرْيَمُ۔ الْمَرْءِ۔ خَرْدَلٍ۔ وَارْحَمْنَا۔ فُرْقَانٌ۔ قُرْاٰنٌ۔ اُرْكُضْ۔ وَلَا تَنْهَرْ۔ فَلَا تَكْفُرْ۔ اَمِ ارْتَابُوْا۔ اِرْجِعْ۔ يٰبُنَيَّ ارْكَبْ۔ مَنِ ارْتَضٰى۔ یا عارضی وقفی جیسے بِالصَّبْرِ۔ نَكِيْرِ۔ وَنُذُرِ۔ اِذَا يَسْرِ[۱]۔ بِالشَّهْرِ۔ وَالْفَجْرِ۔ اَمْرٌ۔ وَاسْتَكْبَرَ۔ وغیرہ۔

۴؎ ہر راء ساکنہ جس کے بعد حرف مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو۔ اگرچہ اسے قبل کسرۂ لازمہ ہو۔ جیسے قِرْطَاسٍ۔ مِرْصَادًا۔ اِرْصَادًا۔ فِرْقَةٌ۔ لیکن فِرْقٍ میں اختلاف ہے۔ اکثر مغربی اور مصری قراء کسرۂ جانبین کی وجہ سے ترقیق کہتے ہیں جمہور ائمہ عراق حسب قاعدہ تفخیم بتاتے ہیں محققؒ کہتے ہیں "قیاس تفخیم کا مؤید ہے دونوں وجوہ صحیح ثابت اور معمول بہا ہیں"۔

قسم دوم۔ باجماع باریک۔ اسمیں انواع ذیل داخل ہیں ۱؎ ہر راء مکسورہ بکسرۂ اصلیہ جیسے رِجَالٌ۔ رِيحٌ۔ كَارِهِيْنَ۔ وَالْفَجْرِ۔ عَشْرٍ۔ یا بکسرۂ عارضیہ بوجہ اجتماع ساکنین جیسے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ۔ وَاذْكُرِ اسْمَ۔ وَذَرِ الَّذِيْنَ۔ یا بوجہ نقل بمذہب ورشؒ جیسے

۱؎ بعض اہل اداء وقفاً حرکت راء کا اعتبار کرتے ہیں اور وصلی حالت کے مطابق پُر اور باریک کہتے ہیں مگر مذہب منصور وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ ۲؎ چونکہ اِذَا يَسْرِ میں راء عین کلمہ ہے اور لام کلمہ محذوف ہے۔ اسلئے حضرت محققؒ وغیرہ بعض ائمہ وقفاً ترقیق کو ترجیح دیتے ہیں تاکہ اصلیت پر دلالت کرے۔ مگر یہ اجتہاد ہے۔ مذہب منصور وہ ہے جو درج ہوا۔

وَانْظُرْ اِلَى - وَانْتَظِرْهُمْ - وَانْحَرْ اِنَّ -

۲۔ ہر را ساکنہ جس سے قبل کسرۂ لازمہ ہو اور جسکے بعد حرف مستعلیہ نہ پایا جائے سکون لازم ہو جیسے فِرْعَوْنَ - شِرْعَةً - اُحْصِرْتُمْ اور مِرْفَقًا (کسرۂ میم کی قراءۃ پر) یا عارضی وقفی جیسے قَدْ قُدِرَ - هٰذَا ذِكْرٌ - يَوْمٌ عَسِرٌ - وَازْدُجِرَ - نیز وہ را متطرفہ ساکن وقفی جس سے قبل یا ساکنہ ہو خواہ یا سے قبل کسرہ ہو یا فتح جیسے بَصِيْرٌ - خَبِيْرٌ - نَذِيْرٌ - خَيْرٌ - غَيْرٌ - ضَيْرٌ - اور اسیطرح وہ رائے ساکنہ وقفی جس سے قبل امالہ ہو جیسے - اَلنَّارِ - اَلْكُفَّارِ - اَبْصَارِ - بِدِيْنَارٍ -

۳۔ ہر را امال جیسے رَاٰ - بُشْرٰى - ذِكْرٰى - كُبْرٰى اور تَوْرٰىةَ وغیرہ کمامر -

قسم سوم - مختلف فیہ - موضوع فن کے لحاظ سے یہی زیر بحث ہے ورشؒ بطریق ازرقؒ ہر را مفتوحہ اور مضمومہ[1] متوسطہ اور متطرفہ کو منوّنہ ہو یا غیر منوّنہ مخففہ ہو یا مشددہ جس سے قبل اسی کلمہ میں کسرۂ لازمہ یا یا ساکنہ پائی جائے - خواہ کسرہ اور را کے درمیان کوئی ساکن حاجز ہو حالتین میں باریک اور باقی حضرات پُر پڑھتے ہیں - جیسے بَاسِرَةٌ - فَاقِرَةٌ - نَاظِرَةٌ - نَاضِرَةٌ - تَبْصِرَةٌ - خَيْرَاتٌ - وَالْمُعْصِرَاتِ - اَلشِّعْرَ - السِّحْرَ - الذِّكْرَ - وَالطَّيْرَ - وِزْرًا - صَابِرًا - طَائِرًا - طَيْرًا - اَنْ طَهِّرَا - سَاحِرَانِ - وَلَمْ يُصِرُّوْا - سِيْرُوْا - يَغْفِرُ - يُشْعِرُكُمْ - شَاكِرٌ - مُنْذِرٌ - ذِكْرٌ - خَيْرٌ - غَيْرٌ - وغیرہ - مگر چار حالات میں باجماع طرق

۱؎ مِرفقا میں اگرچہ میم زائدہ ہے مگر کثرت استعمال کی بنا پر لازمہ کے مانند متصور ہوتی ہے -
۲؎ بعض اہل ادا مضمومہ کی ترقیق نہیں کرتے - طرسوسیؒ - ابو طاہر بن خلفؒ اور امام ابو الحسنؒ کا یہی مذہب ہے - دانیؒ نے امام محمدؒ سے مضمومہ کی تفخیم پڑھی ہے - جمہور ائمہ ترقیق کہتے ہیں - دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ اور ابو القاسم خاقانیؒ سے ترقیق پڑھی ہے - اور عام اہل ادا مصر و مغرب سے روایت کی ہے - چنانچہ کہتے ہیں ابن نحاسؒ - ابن ہلالؒ - ابن داؤدؒ - ابن سیفؒ - اور بکر بن سہلؒ وغیرہ اپنے شیوخ کے ذریعہ سے مضمومہ کی ترقیق ورشؒ سے نصاً روایت کرتے ہیں " تیسیر - شاطبیہ - ہادی - ہدایہ - کافی - تلخیص - تبصرہ - اور تجرید وغیرہ میں صرف ترقیق درج ہے محقق کہتے ہیں نص و روایت اور قیاس کی رو سے ترقیق اصح ہے " ہمارے طرق سے صرف ترقیق ماخوذ ہے -

اور ایک حال میں بخلاف۔ ازرقؒ نے اس قاعدہ کو توڑ کر راکو پُر پڑھا ہے۔

اوّلؔ۔ اگر را کے بعد کوئی حرف مستعلیہ پایا جائے۔ اگرچہ الف فاصل ہو۔ قرآن میں ایسے چار کلمات آئے ہیں۔ ۱؎ اَلصِّرَاطَ۔ صِرَاطَ (کثیر الدور ہے) ۲؎ اِعْرَاضًا (نساء) اِعْرَاضُهُمْ۔ (انعام) ۳؎ فِرَاقُ۔ (کہف۔ قیمہ) ۴؎ وَالْاِشْرَاقِ[1] (ص)۔

دومؔ۔ اگر کسرہ اور را کے درمیان خا کے سوا کوئی حرف مستعلیہ فاصل ہو جو اِصْرًا اِصْرَهُمْ۔ مِصْرَ۔ مِصْرًا۔ قِطْرًا۔ وِقْرًا۔ فِطْرَتَ میں ہے اور خا کو بوجہ مہموسہ منفتحہ ہونیکے حاجز نہیں مانتے۔ یعنی۔ اِخْرَاجًا۔ اِخْرَاجُ۔ اِخْرَاجُهُمْ میں بلاخلاف ترقیق کرتے ہیں۔

سومؔ۔ اگر کلمہ عجمی ہو جو اِبْرٰهِيْمُ۔ اِسْرَآئِيْلُ۔ عِمْرَانَ بالاجماع اور اِرَمَ[2] بعض کے نزدیک ہیں۔

چہارمؔ۔ اگر ایک کلمہ میں را مکرر آئی ہو جیسے فِرَارُ۔ فِرَارًا۔ ضِرَارًا۔ اِسْرَارًا۔ مِدْرَارًا۔ ان چاروں انواع میں تفخیم بلاخلاف ہے۔

۱؎ اِشْرَاقِ میں کسرۂ جانبین کیوجہ سے طرسوسیؒ۔ ابو طاہر بن خلفؒ۔ ابو معشرؒ اور امام ابو الحسنؒ ترقیق کہتی ہیں اور دانیؒ نے امام موصوف سے ترقیق پڑھی۔ شیخ ابو الفتحؒ اور ابو القاسم خاقانیؒ اور جمہور کا مذہب تفخیم ہے۔ اور دانیؒ نے ان دونوں حضرات سے تفخیم پڑھی ہے تفخیم ہی مختار اور معمول بہا ہے اور یہی قیاس ہے۔

۲؎ ہمارے اکثر شیوخؒ اِرَمَ کو عربی کلمہ کہتی اور بطور خاص مستثنیٰ کرتے ہیں اور بعض نے عجمی مانا ہے لیکن ہمارے طرق پر تفخیم معمول ہے۔ بعض ائمہ ترقیق ہی کہتے ہیں۔ یہ طرسوسیؒ۔ ابو طاہر بن خلفؒ۔ ابو محمد مکیؒ اور امام ابو الحسنؒ کا مذہب ہے۔ دانیؒ نے امام موصوف سے ترقیق پڑھی ہے جامع البیان اور نشر میں ترقیق ہی منقول ہے مگر جمہور تفخیم کو مختار کہتی ہیں۔ تیسیر۔ ہادی۔ ہدایہ۔ کافی تجرید۔ تلخیص اور شاطبیہ میں صرف تفخیم درج ہے۔ اور تفخیم ہی معمول بہا ہے۔

پنجم- جو کلمات غیر مشدد فِعْلاً[۱] کے وزن پر ہوں جیسے ذِکْرًا- وِزْرًا- صِهْرًا- سِتْرًا- حِجْرًا- اس نوع میں ترقیق بخلاف ہے اور دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر تفخیم مقدم ہے- اور اس وزن پر جو کلمات مشدد ہوں جیسے سِرًّا- یا مرفوع ہو جیسے ذِکْرٌ- ان میں ہمارے طرق سے ترقیق بلا خلاف[۲] ہے-

حَیْرَانَ میں ترقیق بخلاف[۳] ہوتی ہے- دانیؒ نے ابو القاسم خاقانیؒ سے تفخیم پڑھی ہے مگر تیسیر میں صرف ترقیق درج ہے- شاطبیؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں- دونوں وجوہ صحیح ثابت اور معمول بہا ہیں-

بِشَرَرٍ (مرسلت) میں ازرقؒ نے کسرۂ مابعد کی وجہ سے بطور خاص ترقیق روایت کی ہے اور ترقیق ہی ماخوذ ہے-

عَشِیْرَتُکُمْ (توبہ) میں ترقیق معمول و ماخوذ ہے مگر تفخیم بھی منقول[۴] ہے-

مسئلہ- وقف بالسکون و بالاشمام میں- را حرکت ماقبل کے تابع ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اگر روم میں حالت وصل کا اعتبار ہوتا ہے یعنی اپنی حرکت کے مطابق پُر اور باریک ہوتی ہے- مذہب منصور یہی ہے- واللہ اعلم بالصواب-

---

[۱] بعض ائمہ منون کلمات میں خواہ کسی وزن پر ہوں بلا استثنا ترقیق کرتے ہیں- یہ طرسوسیؒ- ابو طاہرؒ بن خلفؒ- ابو معشرؒ اور امام ابو الحسن کا مذہب ہے- اور یہی قیاس ہے- دانیؒ نے امام ممدوح سے ترقیق پڑھی ہے- بعض ہر منون میں بوجہ تنوین تفخیم کرتے ہیں- یہ عبد المنعم ابن غلبونؒ اور ہذلی کا مذہب ہے- جمہور صرف ان کلمات کو ترقیق سے بخلاف مستثنیٰ کرتے ہیں جو فعلاً کے وزن پر اور غیر مشدد ہوں- کیونکہ مشدد میں کسرہ را سے متصل متصور ہوتا ہے- یہ ابو الفتحؒ- ابو القاسم خاقانیؒ- دانیؒ- ابن سفیانؒ- مہدویؒ- ابن شریحؒ- ابو محمد مکیؒ- ابن بلیمہؒ- ابن الفحامؒ- اور شاطبیؒ کا مذہب ہے- اور دانیؒ نے دونو حضرات سے اسی طرح پڑھا ہے-

[۲] ابو شامہؒ اور جعبریؒ نے مرفوع و منصوب میں کوئی فرق نہیں کیا- لیکن دانیؒ نے جمہور مصری اور مغربی قراء سے مرفوع کی ترقیق بلا خلاف نقل کی ہے- محققؒ کہتے ہیں "نص و روایت اور قیاس سے مرفوع کی ترقیق صحیح ہے"

[۳] حَیْرَانَ میں ابن الفحامؒ ابو القاسم خاقانیؒ پُر کرتے ہیں اور نحاسؒ سے نصاً روایت کرتے- دانیؒ کہتے ہیں میں نے آپ سے تفخیم پڑھی ابن ہلالؒ کے تلامذہ کی روایت ہے اور میں نے دیگر شیوخ سے ترقیق پڑھی ہے- تیسیر میں صرف ترقیق بیان کی ہے یعنی دانیؒ اپنے طریقہ سے نکل گئے- جامع البیان میں دونوں وجوہ درج ہیں- یہی ہدایہ- کافی- تبصرہ- اور تلخیص العبارات میں ہے

[۴] عَشِیْرَتُکُمْ (توبہ) میں ابن سفیانؒ- مہدویؒ- اور ابن الفحامؒ پُر کرتے ہیں- امام ابو محمد مکیؒ اور امام ابن شریحؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں باقی تمام ائمہ کا مسلک ترقیق ہے ۱۲

فائدہ - سِرَاعًا - ذِرَاعًا اور ذِرَاعَیہِ میں بوجہ عین اِفتِرَآءً اور مِرَآءً میں بوجہ ہمزہ سِحرَانِ اور تَنتَصِرَانِ اور طَہِّرَا میں بوجہ الف تثنیہ امام ابوالحسن اور ابومعشر پُر کہتے ہیں او دانی نے ان سے پُر پڑھی ہے + وِزرَكَ - ذِكرَكَ (نشرح) اور وِترَ - اخن میں تناسب آیات کیوجہ سے - ابن سفیانؒ - مہدویؒ - ابومحمد مکیؒ - ابن الفحام اور ابوالفتح تفخیم کہتے ہیں اور دانیؒ نے آپ سے پُر پڑہی ہے مگر یہ ماخوذ و معمول نہیں -

فائدہ دوم - اگر اس را پر وقف کیا جائے جسکے اور کسرہ کے درمیان حرف مستعلیہ فاصل ہو جیسے - مِصرَ - اور عَينَ القِطرِ - تو ابن شریحؒ وغیرہ تفخیم کہتے ہیں - اور دانیؒ کا مذہب ترقیق ہے جسکی اُنہوں نے جامع البیان اور کتاب الامالہ میں تشریح کی ہے - اور یہی قیاس ہے محققؒ کہتے ہیں - میں وصل کالحاظ کر کے مِصرَ میں تفخیم اور قِطرِ میں ترقیق اختیار کرتا ہوں مذہب منصور دونوں میں ترقیق ہے

فائدہ سوم - جمہور اہل ادا را کی اصل تفخیم بتاتے ہیں اور کہتے ہیں ترقیق کسی سبب سے ہوتی ہے - اور بعض کہتے ہیں کہ را کی اصل نہ تفخیم ہے اور نہ ترقیق بعض حالات میں پر اور بعض میں باریک ہوتی ہے "محققؒ کہتے ہیں" دونوں مذاہب درستی کا احتمال رکھتے ہیں - اور دوسرا مذہب روایت ورشؒ میں ظاہر ہے اور اس اختلاف کا فائدہ اس را مکسورہ میں وقفاً ظاہر ہوتا ہے جس سے قبل موجب ترقیق موجود نہ ہو - حق یہ ہے کہ اصلیت اور خاصہ لازمہ جدا نہیں ہوسکتا - جیسے حروف مستعلیہ کا پر ہونا اور را کا یہ حال نہیں اور نہ را دونوں حالات سے عاری ہوسکتی ہے - پس یہ کہنا زیادہ موزوں ہے کہ را مفتوحہ و مضمومہ کی اصل تفخیم ہے - کسی سبب سے باریک ہو جاتی ہے اور مکسورہ کی اصل ترقیق ہے -

Marfat.com

فائدہ چہارم۔ فَاَسْرِ اور اَنْ اَسْرِ کو جو ائمہ ہمزۂ قطعی مفتوحہ سے پڑھتے ہیں اُن کے لئے وقفاً بعض تفخیم کہتے ہیں اور بعض بلحاظ اصل ترقیق چنانچہ تیسیر میں مذکور ہوا محقق کہتے ہیں "ترقیق اولی ہے" دانی کی رائے میں تفخیم اولی ہے اور یہی مذہب منصور ہے

بابِ شانزدہم تغلیظ و ترقیق لام

تغلیظ بھی پُر پڑھنے کو کہتے ہیں اور اسکا اطلاق عموماً لام پر کیا کرتے ہیں جس کا مفہوم لام کی ذات کا پُر کرنا ہے اور اس اعتبار سے لام کی بھی تین قسمیں ہیں ۱ باجماع پُر ۲ بعض کے نزدیک پُر اور اکثر کے نزدیک باریک یعنی پُر بحث ہے ۳ باجماع باریک۔

قسم اول۔ اسم جلالہ کا لام فتح اور ضمہ کے بعد باجماع پُر پڑھا جاتا ہے۔ شنذائی کہتے ہیں "فتح اور ضمہ کے بعد اسم جلالہ کی تفخیم قرناً بعد قرنٍ نقل ہوتی چلی آتی ہے یہی ہمارے شیوخ ابن مجاہد اور ابن المنادی کا مذہب ہے جیسے اَللّٰہُ۔ اَللّٰھُمَّ۔ قَالَ اللّٰہُ۔ رَبُّنَا اللّٰہُ۔ شَھِدَ اللّٰہُ۔ رُسُلُ اللّٰہِ۔ وَاللّٰہِ۔ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ۔ قَالُوا اللّٰھُمَّ اور اگر اسم جلالہ سے قبل حسبِ مذہب سوسیؒ امالہ ہو جیسے نَرَی اللّٰہَ۔ وَسَیَرَی اللّٰہُ تو امالہ کیساتھ لام کی ترقیق اور تغلیظ دونوں جائز ہیں کیونکہ اب اسم جلالہ سے قبل نہ فتح خالص ہے نہ کسرۂ خالص شیخ ابو احمد سامریؒ کا مذہب تغلیظ ہے یہی شاطبیؒ اور سخاویؒ کے نزدیک مختار ہے۔ امام عبدالباقیؒ کا مذہب ترقیق ہے۔ دانیؒ کہتے ہیں یہی قیاس ہے۔ ابن حاجبؒ کے نزدیک ترقیق اولی ہے[۱]۔ میرا معمول بھی ترقیق ہے کیونکہ ترقیق امالہ سے زیادہ مناسب ہے۔ لیکن اگر اسم جلالہ سے قبل (بمذہب

---

۱ ابن حاجبؒ کہتے ہیں "ترقیق دو وجہ سے اولیٰ ہے اول لام کی اصل ترقیق ہے مگر فتح اور ضمہ کی وجہ سے اسم جلالہ کا لام پُر پڑھا جاتا ہے اور بحالت امالہ چونکہ فتح اور ضمہ نہیں ہے لہذا اصل کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ دوم تمہارا ایسی ترقیق پر قیاس کرکے جو امالہ کیساتھ کیجاتی ہے۔ باوجودیکہ کسرۂ خالص موجود نہیں۔ دانیؒ نے دونوں طرح پڑھا ہے۔ محقق کہتے ہیں "دونوں وجوہ صحیح اور ادآء ثابت ہیں"

ورش ؒ) را مفتوحہ یا مضمومہ مرققہ ہو تو اسم جلالہ وجوباً پر ہو گا "ترقیق جائز نہیں کیونکہ فتح اور ضمہ خالص علیٰ حالہ باقی ہے ترقیق را کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائیگا جیسے اَفَغَیْرَ اللّٰہِ۔ اَغَیْرَ اللّٰہِ۔ یَغْفِرُ اللّٰہُ۔ یُبَشِّرُ اللّٰہُ۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ۔ ابن شریحؒ۔ ابو شامہؒ جعبریؒ اور استاذ عبد المومنؒ واسطی نے اسکو مشرح بیان کیا ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

قسم دوم۔ اہل مصر بطرق ازرقؒ وغیرہ ورشؒ کے لیے ہر لام مفتوحہ کی مخفف ہو یا مشددہ[1] جس سے قبل صاد وطا مہملتین یا ظا معجمہ میں سے کوئی ہو تغلیظ روایت کرتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ حروف مفتوح یا ساکن ہوں جیسے اَلصَّلٰوۃَ۔ صَلّٰی۔ اِصْلَاحًا۔ بَطَلَ۔ طَلَّقْتُمْ۔ ظَلَمَ۔ ظَلَّامٍ۔ اَظْلَمُ وغیرہ[2]

اور اگر حرف تفخیم اور لام کے درمیان الف فاصل ہو جیسے فِصَالًا اور طَالَ۔ یا لام پر وقف کر دیا جائے جیسے یُوْصَلُ۔ بَطَلُ۔ ظَلَّ[3] تو تغلیظ بخلاف ہے اور دونوں حالات میں تغلیظ افضل ہے۔ یہی قیاس ہے۔

---

[1] بعض لوگ لام مشدد میں تفخیم بخلاف کہتے ہیں۔ کیونکہ حرف تفخیم اور لام کے درمیان لام ساکن فاصل ہے۔ مگر یہ وہم ہے حرف مشدد حرف واحد کا حکم رکھتا ہے۔ کوئی اور حرف فاصل نہیں ہے۔ جو حاجز بنے۔

[2] صاد مخففہ کے بعد لام مفتوحہ تیرہ کلمات میں ہے اَلصَّلٰوۃَ۔ صَلَاتِیْ۔ اَلصَّلَوٰتِ۔ صَلَاتُكَ۔ صَلَاتُهُمْ۔ صَلَحَ۔ فَصَلَتْ۔ یُوْصَلَ۔ فَصَلَ۔ فَصَّلَ۔ مُفَصَّلًا۔ مُفَصَّلٰتٍ۔ وَمَا صَلَبُوْهُ۔ اور چار کلمات میں مشدد مفتوح ہے صَلّٰی۔ یُصَلّٰی۔ مُصَلًّی۔ اَوْ یُصَلَّبُوْا۔ اور دو کلمات میں الف فاصل ہے یَصّٰلٰحَا اور فِصَالًا۔ اور صاد ساکنہ کے بعد تیرہ کلمات میں ہے تَصْلٰی۔ سَیَصْلٰی۔ لَا یَصْلٰهَا۔ وَسَیَصْلَوْنَ۔ یَصْلَوْنَهَا۔ اِصْلَوْهَا۔ فَیُصْلَبُ۔ مِنْ اَصْلَابِكُمْ۔ اَصْلَحَ۔ وَاَصْلَحُوْا۔ اِصْلَاحًا۔ اَلْاِصْلَاحُ۔ اور فَصْلَ الْخِطَابِ۔

طا مفتوحہ کے بعد لام مخففہ مفتوحہ آٹھ کلمات میں ہے۔ اَلطَّلَاقُ۔ طَلَبًا۔ وَانْطَلَقَ۔ فَانْطَلَقُوْا۔ اَطَّلَعَ۔ فَاَطَّلَعَ۔ بَطَلَ۔ مُعَطَّلَةٍ۔ اور مشدد چار کلمات میں ہے۔ طَلَّقَكُنَّ۔ طَلَّقْتُمُ۔ طَلَّقَهَا۔ وَالْمُطَلَّقٰتُ۔ اور ایک کلمہ طَالَ میں الف فاصل ہے اور ایک کلمہ مَطْلَعِ میں بعد از ساکن ہے۔

ظا مفتوحہ کے بعد لام مخففہ مفتوحہ تین کلمات میں ہے۔ ظَلَمَ۔ ظَلَمُوْا۔ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور مشددہ چار کلمات ذیل میں ہے۔ ظَلَّامٍ۔ ظَلَلْنَا۔ ظَلَّتْ۔ اور ظَلَّ۔ الف کیساتھ کہیں نہیں اور ساکن کے بعد بھی چار کلمات میں ہے اَظْلَمُ۔ اَظْلَمَ۔ وَلَا یُظْلَمُوْنَ۔ اور۔ فَیَظْلَلْنَ۔

[3] شاطبیؒ کے قول سے الف کیساتھ۔ طَالَ اور فِصَالًا میں خلاف منحصر معلوم ہوتا ہے بطور قاعدہ مفہوم نہیں ہوتا مگر یہ تسامح ہے اسی لیے علامہ ابو شامہؒ کہتے ہیں "اگر شاطبیؒ یوں کہتے۔ وَفِیْ طَالَ خُلْفٌ مَعْ فِصَالًا وَنَحْوِہٖ + وَسَاکِنِ وَقْفٍ وَالْمُفَخَّمُ فُضِّلَا۔ تو۔

Marfat.com

اور اگر لام مفتوح ہو جیسے یُصَلِّی۔ فَصَلِّ۔ تَطَّلِعُ۔ ظَلِمَ۔ یا حروف تفخیم مفتوح وساکن نہ ہوں جیسے فُصِّلَتْ۔ عُطِّلَتْ۔ ظُلَلٍ۔ یا حرف تفخیم لام کے بعد ہو جیسے فَاخْتَلَطَ۔ تَلَظّٰی۔ یا ان تین کے سوا کوئی اور حرف مستعلیہ اس سے قبل ہو جیسے۔ خَلَطُوْا۔ وَاَخْلَصُوْا۔ وَاسْتَغْلَظَ۔ اَلْمُخْلَصِیْنَ۔ مِنَ الْخُلَطَآءِ تو ہمارے طرق اور جمہور کے مذہب پر بلا خلاف ترقیق معمول ہے۔

مسئلہ۔ امالہ کے ساتھ لام کی صرف ترقیق ہوتی ہے تغلیظ لحن ہے۔ کیونکہ امالہ اور تغلیظ ضد ہیں جمع نہیں ہو سکتے۔ محقق کہتے ہیں اسپر اجماع ہے اور کسیکو اس میں خلاف نہیں۔

قسم سوم۔ اگر اسم جلالہ سے قبل کسرہ ہو۔ خواہ لازمہ ہو یا عارضیہ۔ اصلیہ ہو یا زائدہ جیسے بِسْمِ اللّٰهِ۔ لِلّٰهِ۔ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ۔ تو باجماع لام باریک ہے اور اسیطرح ہر ایک لام جو قسم اول و دوم کے سوا ہو باریک ہے۔

فائدہ اول۔ اکثر اہل ادا لام کی اصل ترقیق بتاتے ہیں اور یہی صحیح ہے کیونکہ لام کی تغلیظ اسباب سے ہوتی ہے اور وہ بھی لازم نہیں یعنی اگر فتح اور ضمہ اور حروف ثلثہ کی مجاورت نہ رہے تو ترقیق لازم ہو جاتی ہے۔

فائدہ دوم۔ ورش کے لئے لام متطرفہ مغلظہ کی وقفاً تغلیظ مقدم ہے مگر را مفتوحہ بعد کسرہ وقفاً باجماع باریک ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ لام کی تغلیظ ہی جائز نہ ہو کیونکہ شرط تفخیم فتح تھا۔ اور وہ دونوں میں باقی نہیں۔ اور اگر عارض کا خیال کیا جائے تو دونوں میں سکون وقفی ہے۔ امتیاز کی کیا وجہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ را میں سبب تفخیم اور شرط تفخیم فتح تھا۔ وقفاً وہ

لے ذوات الیا غیر فواصل میں جو صرف سات ہیں مُصَلًّی (بقرہ) (ابو شامہ نے غلطی سے اسکو راس آیت گنا ہے مگر باجماع راس آیت نہیں ہے) یَصْلٰهَا (اسراء و سائل) وَیَصْلٰی (انشقاق۔ اعلیٰ) تَصْلٰی (غاشیہ) سَیَصْلٰی (لہب) فتح کے ساتھ تغلیظ اور امالہ کیساتھ ترقیق ہوتی ہے اور فواصل میں جو صرف تین ہیں۔ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی (اعلیٰ) اور اِذَا صَلّٰی (علق) چونکہ امالہ بلا خلاف ہے اسلئے انمیں تغلیظ جائز نہیں۔ ترقیق کیساتھ امالہ ہوگا تغلیظ لحن ہے جیسا کہ بعض بے خبر کرتے ہیں۔ سے بعض طلبا کو شبہ ہوا کرتا ہے کہ جب امالہ کیساتھ تغلیظ لام جائز نہیں تو امالہ ذوات الرا کے بعد اسم جلالہ کی تفخیم کیوں جائز ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ یہاں امالہ لام پر طاری ہوتا ہے اور وہاں را پر اور اسم جلالہ کے لام کا امالہ سے بالذات کوئی تعلق نہیں۔

Marfat.com

زائل ہوگیا اور لام میں سببِ تغلیظ حرف تفخیم تھا جو علی حالہ باقی ہے۔ شرطِ تفخیم زائل ہوئی ہے اور وہ بھی عروضاً۔ لہٰذا سبب قوی کو ضعیف لغو نہیں کر سکتا۔

فائدہ سوم۔ کسرہ منفصل اور کسرۂ عارضی اسم جلالہ کے لام کو وجوباً باریک کر دیتا ہے مگر را کو باریک نہیں کرتا۔ کیونکہ لام کی اصل ترقیق ہے تغلیظ عارضی اور مشروط ہے کہ اس سے قبل کوئی امر منافی تغلیظ نہ پایا جائے ورنہ اصل پر عمل ہوگا۔ را کی اصل تفخیم ہے۔ کسرۂ غیر لازم اور منفصل سے پر مؤثر نہیں ہو سکتا۔ اسکے علاوہ اسم جلالہ سے قبل ہمیشہ حرکتِ متصل ہوتی ہے اور را سے قبل حرکت متصل و منفصل ہر طرح آتی ہے لہٰذا را میں یہ لحاظ ممکن ہی لام میں نہیں۔

باب ہفتدہم وقف بر آخر کلمات

وقف قطع صوت کیساتھ بقید تنفس ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔ چونکہ کوئی شخص بلا سانس لیئے قرآن کی مسلسل تلاوت نہیں کر سکتا اور تنفس کی غرض سے درمیان میں ٹھہرنا لابدی ہے پس تلاوت کرنیوالے پر لازم ہے کہ ایسی جگہ ٹھہرے جس سے حسن نظم اور مفہوم و معنی میں فتور و خلل نہ آئے۔ اس لحاظ سے وقف کے متعلق دو امور بحث طلب ہیں۔ اول۔ وقف کہاں کیا جائے اور ابتدا کس جگہ سے کیجائے۔ یہ بحث تجوید سے علاقہ رکھتی ہے۔ دوم وقف کسطرح کیا جائے۔ یہ فن قراءت سے تعلق رکھتا ہے[1]۔ شیوخ کرامؒ نے دونوں مباحث پر چھوٹی بڑی متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ ہم ضروری اصول بیان کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں "ترتیل تجوید حروف۔ اور معرفت وقوف کو کہتے ہیں" حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تھی

---

[1] میری رائے میں اسکا بھی زیادہ تر تجوید سے تعلق ہے اور اکثر مسائل متفق علیہ ہیں۔

Marfat.com

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس کے حلال و حرام امر و نہی۔ اور محل وقوف تعلیم فرماتے تھے۔" حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں "وقوف قرآن کی منزلیں ہیں۔" محقق کہتے ہیں "ان آثار سے معرفت وقوف کا وجوب اور اس پر صحابۂ کرام کا اجماع ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلاف کرام یعنی امام ابوجعفرؒ۔ امام نافعؒ۔ امام ابوعمروؒ۔ امام عاصمؒ۔ امام یعقوب حضرمیؒ وغیرہ ائمہ سے متواترا منقول ہے کہ وہ وقوف کی تعلیم پر خاص توجہ کرتے تھے اور اسی وجہ سے بعض ائمہ متاخرین نے مقریوں کے لیئے یہ شرط مقرر کی ہے کہ اپنے تلامذہ میں سے وہ کسیکو اسوقت تک مجاز نہ کریں جب تک کہ وہ وقف وابتدا کا ماہر نہ ہو جائے۔"

ائمۂ سبعہ سے وقف و ابتدا کے متعلق خاص امور کا لحاظ منقول ہے۔ مدنیؒ اور شامیؒ حسن وقف اور حسن ابتدا کی رعایت کرتے تھے۔ مکیؒ رؤس آیات پر وقف کرنا پسند کرتے تھے۔ ابوالفضلؒ رازی کہتے ہیں "ابن کثیرؒ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ (آل عمران) وَمَا يُشْعِرُكُمْ۔ (انعام) إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ (نحل) کے سوا درمیان آیات میں اور کہیں وقف نہیں کرتے تھے۔" بصریؒ سے تین قول منقول ہیں۔ ۱۔ رؤس آیات پر وقف خود فرماتے ہیں "مجھے آیات پر وقف پسند ہے۔" ابوالفضل خزاعیؒ کہتے ہیں "ابوعمروؒ حسن ابتدا کی رعایت کرتے تھے۔" ۳۔ ابوالفضل رازیؒ کہتے ہیں "حسن وقف کی رعایت کرتے تھے۔" عاصمؒ وکسائیؒ سے کلام تام پر وقف منقول ہے اور حمزہؒ انقطاع نفس پر وقف کرتے تھے کیونکہ اُن کے نزدیک تمام قرآن بمنزلہ ایک سورۃ کے ہے۔ اور تحقیق مختار ہے۔

قرآن میں فقہی اصطلاح کے مطابق نہ کوئی وقف واجب ہے اور نہ حرام لیکن اگر عمداً اور ارادۃً بہ نیت فساد معنی ایسا کیا جائے تو واجب اور حرام ہو جاتا ہے اور اسکا مرتکب آثم ہے۔ اور اگر بلا عمد و ارادہ ایسا ہو جائے تب بھی اہل ادا کے نزدیک ممنوع ہے۔ اگرچہ فاعل

آثم نہ ہو۔ لہذا ہر شخص پر لازم ہے کہ اوقاف کو مستحضر رکھے اور جا و بیجا ٹھہرنے سے پرہیز کرے

فصل اول محل وقف و ابتداء

ازروی قوت و ضعف معنوی وقف کی چار قسمیں ہیں ۱۔ تام ۲۔ کافی ۳۔ صحیح۔ ۴۔ قبیح۔ اور بلحاظ نقل پانچویں قسم حسن اور ہے۔

اول ۔ اگر مابعد کو ماقبل سے کسی قسم کا تعلق نہ ہو (نہ لفظی اور نہ معنوی) تو وقف تام ہے جیسے ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پر وقف کرکے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے ابتدا کرنی۔ وقف تام عموماً رؤس آیات پر ہوتا ہے جیسے یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝ وغیرہ۔ اور بعض جگہ آیات کے درمیان ہی آتا ہے جیسے وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَآ اَذِلَّۃً۔ اور عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ۔ وغیرہ پر اور کہیں دوسری آیت کے ایک کلمہ پر ہوتا ہے۔ چنانچہ مِنْ دُوْنِھَا سِتْرًا ۝ کَذٰلِکَ۔ اور تَمُرُّوْنَ عَلَیْھِمْ مُّصْبِحِیْنَ ۝ وَبِالَّیْلِ۔ عَلَیْھَا یَتَّکِئُوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا پر۔ اور بعض جگہ ایک تفسیر پر تام ہوتا ہے اور دوسری پر غیر تام جیسے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ پر حضرت عائشہؓ۔ اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ۔ امام ابو حنیفہؒ۔ اکثر محدثین امام نافعؒ۔ امام کسائیؒ۔ امام یعقوبؒ۔ فراءؒ۔ اخفشؒ۔ اور امام ابو حاتمؒ کے نزدیک تام ہے اور ابن حاجبؒ وغیرہ کے نزدیک غیر تام اور اسیطرح اوائل سور کے حروف مقطعات پر ان کے نزدیک تام ہے۔ جو مبتدا یا خبر کو محذوف یا فعل کو مقدر مانتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک غیر تام ہے جو مابعد کو خبر کہتے ہیں۔ اور کہیں ایک قراۃ پر تام ہوتا ہے اور دوسری پر غیر تام چنانچہ وَاَمْنًا ۝ پر وَاتَّخِذُوْا بکسر خاء پڑھنے والوں کے لئے تام ہے

Marfat.com

اور فتح پڑھنے والوں کے لیئے غیر تام اور اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝ پر اسم جلالہ کا رفع پڑھنے والوں کے لیئے تام ہے اور اوروں کے لیئے غیر تام

دوم - اگر مابعد کو ماقبل سے لفظی تعلق نہ ہو مگر معنوی ہو تو وقف کافی ہے جیسے یُنْفِقُوْنَ پر وقف کرکے وَالَّذِیْنَ سے ابتدا کرنی وقفِ کافی فواصل اور غیر فواصل پر بکثرت ہوتا ہے جیسے مِنْ قَبْلِكَ - عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَیُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ وغیرہ - انمیں سے ہر ایک کلام تام ہے اور ہر ایک کا مابعد لفظاً اس سے مستغنی ہے - مگر معنی اتصال رکھتا ہے وقفِ کافی میں بعض بعض سے قوی ہوتا ہے اور بعض ایک قراءۃ پر کافی اور دوسری قراءۃ پر غیر کافی ہوتا ہے - جیسے یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ - پر مابعد کا رفع پڑھنے والوں کے لیئے کافی - اور جزم پڑھنے والوں کے لیئے غیر کافی ہے تام وکافی کے بعد بلا خدشہ ابتدا کر سکتے ہیں

سوم - اگر مابعد کو ماقبل سے لفظی تعلق ہو مگر کلام کا مفہوم تام ہو اور وہاں ٹھہرنے سے معنوی فساد نہ ہو سکے تو وقف صحیح ہے - (بعض اسکو حسن بھی کہتے ہیں) جیسے بِسْمِ اللّٰهِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ - اِیَّاكَ نَعْبُدُ وغیرہ - مگر مابعد سے ابتدا نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ان سے لفظی تعلق رکھتا ہے - اسپر وقف کر سکتے ہیں - مگر مابعد سے ابتدا درست نہیں لہذا اعادہ کرنا ہوگا -

چہارم - اگر کلام غیر تام ہو جیسے بِسْمِ - اَلْحَمْدُ - مٰلِكِ یَوْمِ - یا کلام تام ہو مگر باعث فساد معنوی پیدا کرے جیسے فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَیْهِ - اور اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰی پر وقف کرنے سے مفہوم قصد بدل جاتا ہے اور جیسے (عیاذاً باللہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖ - اور فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ - اور اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ - اور لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ - اور لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ اور اسی طرح فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ پر وقف کرنیسے حضرت عزاسمہ وجل جلالہ کی جانب کی وہ بات منسوب ہوجاتی ہے جو اسکی

Marfat.com

شان کے منافی ہو یا غافلوں کی جگہ نکوکاروں پر وعید کا اطلاق ہوجاتا ہے۔ یہ وقف قبیح ہے اور اسپر ٹھہرنا ہرگز جائز نہیں۔ اور عمداً اور اعتقاداً ایسا کرنے سے خوف کفر ہے اور اگر غفلت یا اضطرار سے ایسا ہوجائے تو فوراً اعادہ کرنا چاہیئے۔

پنجم۔ رؤس آیات پر تمام ائمہ کے نزدیک بلا تامل وقف جائز ہے خواہ مابعد ماقبل سے معنوی یا لفظی تعلق رکھتا ہو یا نہ رکھتا اور اسکو وقف حسن کہتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت آیت پر وقف کرتے تھے۔ ابوداؤدؒ۔ ترمذیؒ۔ امام احمدؒ اور امام ابو عبیدؒ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور اسی کی بنا پر ائمہؒ نے آیات پر وقف سنت قرار دیا ہے۔ مکیؒ و بصریؒ اسکو پسند کرتے تھے۔ بیہقیؒ وغیرہ نے اسی کو مختار قرار دیا ہے۔ چنانچہ موصوف کہتے ہیں "رؤس آیات پر وقف افضل ہے اگرچہ مابعد ماقبل سے تعلق رکھتا ہو کیونکہ اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی سنت کا اتباع اولیٰ ہے"۔ پس جو لوگ معنوی یا لفظی تعلقات کو پیش نظر رکھ کر آیات پر وقف کو ناجائز و قبیح کہتے وہ برسر صواب نہیں ہیں اور ایسی جسارت کرتے ہیں جو ہرگز پسندیدہ نہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ سنت پر اعتراض ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اور یہ وقف حسن تام و کافی و صحیح سے عام ہے۔ کہیں حسن تام ہوتا ہے کہیں حسن کافی اور کہیں حسن صحیح لیکن قبیح کہیں نہیں ہوتا۔ ائمہ قراءتؒ اور متقدمین اہل ادا کے نزدیک اوقاف کی یہ پانچ قسمیں ہیں۔ متاخرین نے ان کے متعدد نام رکھ لیے اور مختلف انواع بنالیں جو سب ایجاد و اختراع ہے اور ما نحن فیہ سے چنداں علاقہ نہیں رکھتیں۔

تلاوت اور تعلیم و تعلم کے لحاظ سے وقف کی تین قسمیں ہیں ١۔ اختیاری (بیائے مثناۃ تحتانیہ) یعنی عمداً اور ارادۃً کسی جگہ وقف کرنا۔ اسکے لئے تام۔ کافی اور حسن (رؤس آیات)

میں سے کوئی ہونا چاہیئے۔ ۲ اختیاری (بہار موصن) یعنی بغرض تعلیم و تعلّم کسی کلمہ پر وقف کرانا یا بتلانا۔ یہ رسم کے اتباع کیساتھ ہر جگہ ہو سکتا ہے۔

۳ اضطراری۔ تنگی نفس یا نسیان کیوجہ سے پڑھنے والا کسی جگہ ٹھہرنے پر مجبور ہو جائے یہ بھی باتباع رسم ہر جگہ ہو سکتا ہے لیکن اگر وہاں وقف سائغ نہ ہو تو فوراً ماقبل سے اعادہ کرے۔

اور ابتدا کی باعتبار معنی تین قسمیں ہیں ۱ احسن ۲ حسن ۳ اور قبیح۔ اور باعتبار آیات ایک چوتھی قسم صحیح ہے۔

اول۔ اگر ماقبل پر وقف نہ کریں تو معنی غیر مراد کا وہم ہوتا ہے پس ایسے مقامات پر وقف کر کے مابعد سے ابتدا کرنی چاہیئے اسی کو احسن کہتے ہیں۔ اور شیخ ابو عبداللہ محمد بن طیفور سجاوندیؒ نے اسی پر لازم کی اصطلاح مقرر کی ہے۔ اور بعض اسکو واجب بھی کہتے ہیں مگر اس سے فقہی لزوم و وجوب مقصود نہیں جسکی ترک پر سزا ہو جیسا کہ عموماً ناواقفوں کو وہم ہوتا ہے۔ ابتدا احسن۔ وقف تام۔ اور کافی کے بعد ہوتی ہے۔ چنانچہ بعد از تام وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ پر وقف کر کے اِنَّ الْعِزَّةَ سے ابتدا کرنی چاہیے۔ تاکہ یہ کفار کا مقولہ معلوم نہو۔ اور مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ پر وقف کر کے وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے ابتدا کرنی چاہیے تاکہ عطف کا وہم نہ ہو۔ اور اَصْحٰبُ النَّارِ پر وقف کر کے اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ سے ابتدا کرنی چاہیے تاکہ نعت کا شبہ نہو اور وَمَا نُعْلِنُ پر وقف کر کے وَمَا يَخْفٰى سے ابتدا کرنی چاہیے۔ تاکہ ما کے موصولہ ہونے اور عطف کا شبہ نہو۔ اور بعد از کافی ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ پر وقف کر کے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ سے ابتدا کرنی چاہیئے تاکہ عطف کا وہم نہو۔ اور مِنَ الْفِ شَهْرٍ پر وقف کر کے تَنَزَّلُ سے ابتدا کرنی چاہیئے تاکہ نعت کا وہم نہ ہو۔

Marfat.com

دوم - جہاں وصل سے معنی مقصود کی مخالفت کا احتمال تو نہ ہو مگر اس سے پہلے وقف
تام یا کافی ہو تو وہاں سے ابتدا احسن ہے
سوم - اگر ابتدا سے مقصد میں خرابی آجائے تو قبیح ہے جیسے عُزَیْرُ اور الْمَسِیْحُ پر وقف کر کے اِبْنُ
سے ابتدا قبیح او عُزَیْرُ اور الْمَسِیْحُ کے ماقبل پر وقف کر کے ان سے ابتدا قبیح تر ہے اور یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ
پر وقف صحیح ہے۔ مگر وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا سے ابتدا قبیح او اسی طرح ہر ایسے وقف کے بعد سے ابتدا قبیح
ہے جہاں ماقبل کو مابعد سے لفظی تعلق ہو اور اگر معنوی شناعت ہو تو اقبح ہے سجاوندیؒ نے اسی لیے
لا کی اصطلاح قائم کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں وقف کر کے مابعد سے ابتدا قبیح ہے - یہ مفہوم
نہیں کہ یہاں وقف قبیح ہے - جیسا کہ اکثر آدمیوں کو وہم ہوتا ہے بلکہ مواقع لا میں سے اکثر پر
وقف جائز اور مابعد سے ابتدا صحیح ہے - اور تعجب ہے کہ بعض آدمی محل لا سے ایک دو کلمہ
آگے پڑھ کر رجعت کرتے ہیں جہاں بعض اوقات وقف قبیح او اقبح ہوتا ہے -
چہارم - ہر آیت کے بعد ابتدا صحیح ہے خواہ مابعد ماقبل سے تعلق رکھتا ہو -
باعتبار تلاوت ابتدا کی دو قسمیں ہیں اختیاری اور اختباری - ابتدا اضطراری نہیں ہو سکتی

لہ سجاوندیؒ نے رموز اوقاف مقرر کرنے میں صرف عربیت اور معنوی تعلقات کا خیال رکھا ہے روایت ونقل کا
چنداں لحاظ نہیں کیا - اسی وجہ سے جابجا لغزشیں کی ہیں چنانچہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ پر لا لکھا ہے حالانکہ اکثر ائمہ
متقدمین کے نزدیک اس پر وقف کافی ہے اور بالاجماع رأس آیت اور وقف حسن ہے پھر اسکے بعد یُنْفِقُوْنَ پر بھی عفف
کیوجہ سے لا لکھا ہے حالانکہ جمہور کے نزدیک وہاں وقف جائز اور وہ بھی رأس آیت ہے - امام ابو الفضل خزاعیؒ
حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ "جناب ممدوح رضی اللہ عنہ نے نماز صبح میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں
ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الخ - اور دوسری رکعت میں اسکے بعد یُنْفِقُوْنَ تک پڑھا اور رکعتیں ختم کر دیں" نیز حضور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف کرتے رہے جس کو ترجمان قرآن حضرت ابن عباسؓ عمل میں لائیں ان پر کون وقف کو منع کر سکتا ہے
اور کون ان کے سوا مقتدیٰ ہو سکتا ہے - نیز سجاوندیؒ نے فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ۝
وغیرہ پر لا لکھکر وقف کو منع کیا ہے اور دانیؒ ان پر وقف تام اور وقف کافی کہتے ہیں اور سب رؤس آیات ہیں جن پر حضور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف کرتے تھے - ایسی ایسی فروگزاشتیں بہت سی پائی جاتی ہیں - اور اہل ادا کے نزدیک یہ رموز

Marfat.com

کیونکہ ابتدا کے لیے تنگی نفس وغیرہ کی کوئی ضرورت داعی نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ محل مستقل اور مقصود بالذات سے ہوسکتی ہے۔ اسکو اختیاری کہتے ہیں۔ اور اختیاری جو طلبا اور تلامذہ کی آزمائش کے لیے کرائی جائے وہ ہر جگہ سے جائز ہے۔

فائدہ اکثر متقدمین قطع اور وقف اور سکتہ وقف کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور متاخر محققین۔ قراءۃ چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہوجانیکو قطع کہتے ہیں اسکے بعد قراءۃ شروع کرنے کے لیے تعوذ کا اعادہ کرنا پڑتا ہے۔ اور بقدر تنفس ٹھہرنے کو وقف کہتے ہیں اور وقف کے بعد فواتح سور پر سب کے لیے بسم اللہ پڑھنی پڑتی ہے۔ اور انقطاع صوت بلا تنفس کو جس کا زمانہ وقف سے کم ہوتا ہے سکتہ کہتے ہیں محقق کہتے ہیں "سکتہ سماع و نقل کیساتھ مخصوص ہے" ابن سعدان بصری سے اور ابوالفضل خزاعی۔ ابن مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ "رؤس آیات پر سکتہ مطلقاً جائز ہے" بعض شیوخ نے حضرت ام سلمہؓ کی حدیث کے بھی یہی معنے کیئے ہیں محقق کہتے ہیں "اگر ایسی توجیہ صحیح ہو تو جائز ہے" ہمارے شیوخ تلاوت میں عموماً اور قراءت حدر میں خصوصاً اوقاف کی جگہ سکتہ کرتے تھے۔ یہی معمول اور انشاء اللہ صحیح ہے۔

فصل دوم نوعیت وقف۔

ائمہ قراءت کے یہاں وقف کی نو صورتیں مستعمل ہیں۔ اول۔ الحاق ہاء سکتہ یہ سماع پر موقوف ہے۔ دوم۔ اثبات حروف محذوفہ فی الوصل۔ ان دونوں کا ذکر باب الرسم میں آئیگا۔ سوم حذف اُن یاءات زوائد کا جنکو بعض ائمہ صرف وصلاً اثبات کرتے ہیں۔ باب الزوائد دیکھو۔ چہارم ادغام۔ پنجم نقل۔ دونوں کا ذکر باب

وقف حمزہؒ وہشامؒ میں گذرا۔ ششم ابدال اسکی تین انواع ہیں۔ ۱۔ تنوین نصب کو باجماع الف سے بدل لیتے ہیں ۲۔ اسماء مفردہ کی تا کو وقفا ہا سے بدل لیتے ہیں انکا ذکر بھی باب الرسم میں آئیگا۔ ۳۔ ہمزہ کا ابدال بمذہب ہشامؒ وحمزہؒ اوپر بیان ہوا۔ اس باب میں ان چھوؤں اقسام میں سے کسی کا ذکر مقصود نہیں۔ ہفتم سکون ہشتم روم۔ نہم اشمام۔ یہاں ان تینوں کا ذکر مقصود ہے۔

سکون کے معنی کسی حرف کا حرکات ثلثہ سے خالی ہونا ہے۔ کلمات متحرک الاطراف کی اصل وقف میں سکون ہی کیونکہ وقف کے معنی قطع اور ترک کے ہیں۔ اور وہ ابتدا کی ضد ہے۔ پس جسطرح ابتدا کے لئے حرکت لازم ہے اسیطرح وقف کے لئے سکون لابدی ہے۔ جمہور اہل ادا اور علمائے عربیت ونحاۃ کا یہی مذہب ہے۔ ائمہ کوفہ وبصرہ سے سکون کیساتھ روم واشمام بھی منقول ہیں۔ دیگر ائمہ سے ان کے متعلق کوئی نص نہیں پائی جاتی۔ مگر اہل ادا نے باجماع روم واشمام کو سب کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔ اور یہی معمول وماخوذ ہے۔

روم[۱]۔ بعض اہل ادا کہتے ہیں کہ ایک حصہ حرکت تلفظ کرنیکا نام روم ہے۔ اور بعض کہتے ہیں حرکت کی صوت کو اتنا ضعیف کریں کہ اسکا اکثر حصہ معدوم ہو جائے۔ محققؒ کہتے ہیں "دونوں اقوال کا مآل ایک ہے" نحاۃ کہتے ہیں "وہ صوت خفی کیساتھ حرکت کا نطق ہے" اور اسپر اجماع ہے کہ روم میں حرکت[۲] کی صوت ہوتی ہے

۱۔ اہل کوفہ روم کی وہ تعریف کرتے ہیں جو ہم نے اشمام کی کی ہے اور اشمام کی وہ تعریف کرتے ہیں جو روم کی کی گئی ہے یہ اصطلاح کا فرق ہے۔ مقصد ایک ہے۔

۲۔ روم سے حرکت کا اشارہ ہوتا ہے حرف کا نہیں یعنی تنوین صلہ اور زوائد جو سکون کیساتھ محذوف ہوں وہ روم کے ساتھ بھی محذوف رہیں گے۔

اسی لئے کہتے ہیں روم کا ادراک اعمٰی کو ہو سکتا ہے بہرے کو نہیں ہو سکتا۔ روم کیساتھ مدسکونِ وقفی جائز نہیں البتہ مدواجب علی حالہ موجود رہتا ہے کما مر۔ روم کے معلوم کرنیکا اصل ذریعہ سماعت و مشافہت ہے۔

اشمام۔ کا اطلاق کئی مختلف معنوں پر ہوتا ہے۔ بابُ الوقف میں اشمام سے یہ مراد ہے کہ ہونٹوں سے بلا صوت ضمہ کیطرف اشارہ کیا جائے (یعنی موقوف علیہ کو ساکن محض ادا کرنیکے بعد ہونٹوں کو اسطرح گول کیا جائے جسطرح ضمہ کے لئے ہوتے ہیں۔) اشمام میں آواز نہیں ہوتی بالعضو اشارہ ہوتا ہے اسلئے بہرا اسکا ادراک کر سکتا ہے اعمٰی نہیں۔ وقفاً اشمام کے ساتھ وہ تمام وجوہ جائز ہیں جو سکون کیساتھ جائز ہوں۔

نوعیتِ وقف کے لحاظ سے موقوف علیہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ جنپر ائمہ قراءۃ کے نزدیک صرف سکون سے وقف ہو سکتا ہے روم و اشمام جائز نہیں ۲۔ سکون و روم درست ہیں اشمام جائز نہیں۔ ۳۔ تینوں جائز ہیں۔

پہلی قسم۔ جسپر صرف سکون سے وقف ہوتا ہے اسکے اندر پانچ انواع داخل ہیں۔

اول۔ ساکن اصلی جیسے فَحَدِّثْ۔ فَلَا تَقْهَرْ۔ وَمَنْ يُّقَاتِلْ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ لَمْ يَتَسَنَّهْ۔ مَالِيَهْ۔

دوم۔ متحرک بحرکت عارضی (بوجہ اجتماع ساکنین) جیسے وَاَنْذِرِ النَّاسَ۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ۔ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ۔ اِشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ۔ وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ قُمِ الَّيْلَ۔ اِنْ يَّشَآءِ اللّٰهُ۔ يَوْمَئِذٍ۔ حِيْنَئِذٍ۔ (یا بوجہ نقل از کلمہ دوم) جیسے

ف۱ یومئذٍ اور حینئذٍ کی ذال اصلاً ساکن ہے الحاق تنوین کی وجہ سے وصلاً عارضی طور پر متحرک ہو گئی اور جب وقف کرینگے تو تنوین باقی نہیں رہیگی اور ذال اپنی اصل پر عود کریگی۔

Marfat.com

وَالْحِرْمَانَ - خَلَوْا اِلَىٰ - ذَوَاتَيْ اُكُلٍ - قُلْ اُوْحِيَ - فَقَدْ اُوْتِيَ - مَنْ اٰمَنَ وغیرہ -

سوم مفتوح غیر منون جیسے[ا] اٰمَنَ - مِنْ قَبْلِكَ - يُوْقِنُوْنَ -

چہارم - ہاء تانیث جو وصلاً تا اور وقفاً ہا پڑھی جاتی ہے خواہ منون ہو یا غیر منون جیسے مِنَ الْجَنَّةِ - مُضْعَفَةً - الْمَلٰٓئِكَةُ - بَسْطَةً -

پنجم - میم جمع[ب] ساکن ہو یا متحرک - موصول ہو یا غیر موصول جیسے عَلَيْهِمْ - عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ - اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ -

دوسری قسم جسپر سکون و روم سے وقف ہو سکتا ہے - اشمام جائز نہیں - اسمیں صرف وہ کلمات داخل ہیں جن میں موقوف علیہ اصلاً مجرور یا مخفوض ہو جیسے يَوْمِ الدِّيْنِ - اَلِيْمٍ - وَمِنَ النَّاسِ - فَارْهَبُوْنِ - وَارْجِعُوْنِ - اُفٍّ - عُتُلٍّ - زَنِيْمٍ - بِهٖ اور فِيْهِ وغیرہ اور اسی میں وہ کلمات داخل ہیں جنمیں حمزہؒ و ہشامؒ وقفاً ہمزہ متطرفہ کی حرکت ماقبل پر نقل کر لیتے ہیں جیسے بَيْنَ الْمَرْءِ - مِنْ شَيْءٍ وغیرہ یا ابدال کر کے ادغام کرتے ہیں جیسے قُرُوْٓءٍ - مِنْ شَيْءٍ وغیرہ -

تیسری قسم - جسپر تینوں طرح وقف جائز ہے - اسمیں صرف وہ کلمات داخل ہیں جنمیں موقوف علیہ اصلاً مضموم یا مرفوع ہو جیسے - مِنْ قَبْلُ - مِنْ بَعْدُ - اَلْاَمْرُ - اَلْحَقُّ - بَرْقٌ - قَدِيْرٌ - عَظِيْمٌ - لَهٗ[ج] - مِنْهُ - وَالسَّمٰوٰتُ اٰيٰتٌ وغیرہ اور اسی میں

[ا] اہل اداکے نزدیک فتح اور نصب میں روم جائز نہیں نحاۃ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ فتح اخف الحرکات ہے اسمیں تجزیہ ممکن نہیں البتہ اختلاس بالجملہ جائز ہے نحاۃ کے نزدیک روم و اختلاس ایک چیز ہیں حالات کے لحاظ سے مختلف نام رکھے گئے ہیں - اور اہل ادا کے نزدیک وہ جدا جدا ہیں -

[ب] - میم جمع اگرچہ اصلاً ساکن نہیں تخفیفاً ساکن ہے - مگر اہل ادا وقفاً اس سکون کو لازم مانتے ہیں - اور اسمیں روم و اشمام جائز نہیں رکھتے -

[ج] جمہور اہل ادا کے نزدیک ہاء کنایہ مذکر میں روم و اشمام جائز ہیں یہی تیسیر - تجرید - تلخیص - ارشاد اور کفایہ وغیرہ میں ہے - اور یہی امام ابن مجاہدؒ کے نزدیک مختار ہے اور ہمارے شیوخ کا اسی پر عمل ہے - دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں کہ ہاء کنایہ میں دیگر کلمات مبنی لازم کی طرح اشارہ اقیس ہے - اور بعض شیوخ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

Marfat.com

وہ کلمات بھی شامل ہیں جن میں ہشامؒ و حمزہؒ وقفاً حرکت ہمزہ متطرفہ ماقبل پر نقل کر لیتے ہیں جیسے دِفْ - اَلْمَرْ - شَیْ - سُوْ یا ابدال کر کے ادغام کرتے ہیں جیسے - اَلنَّسِیُّ - بَرِیٌّ - شَیٌّ - سُوّْ -

فائدہ - روم میں صلہ اور تنوین باقی نہیں رہتی صرف کسرہ اور ضمہ کا اشارہ کیا جاتا ہے۔ بعض ناواقف صلہ کے واو اور نون تنوین کا اشارہ کیا کرتے ہیں - یہ روم نہیں بلکہ سکون ہے اور وقفاً اُس چیز کا القا ہے جو وصل کے ساتھ مخصوص ہے اس سے اور حرف مشدد پر وقف بالسکون کرتے ہوئے نطق حرکت سے پرہیز واجب ہے اور مؤخر الذکر میں ساتھ ہی رعایت تشدید بھی لازم ہے - یعنی حرف مخففہ نہ ہو جائے -

فائدہ - روم و اشمام میں حرکتِ ملفوظی کا لحاظ ہوتا ہے حالت وقعی کا نہیں - یعنی اگر حالتِ جری فتح سے ادا کی جائے تو روم جائز نہیں - جیسے بِاِبْرٰهِيْمَ - اور اگر حالت نصبی کسرہ سے ادا کی جائے تو روم جائز ہے جیسے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ - اور اگر حالتِ نصبی و جری ضمہ سے ادا کی جائے تو اشمام درست ہے جیسے مِنْ قَبْلُ اور مِنْ بَعْدُ وغیرہ کلمات مبنی علی الضم میں -

(بقیہ صفحہ ۲۵۷) ہا، تانیث کی طرح ہا رکنایہ میں بھی روم و اشمام کو منع کرتے ہیں - اشارہ جائز رکھنے والوں کے نزدیک سکون و اشمام کے مانند وقف میں روم کیساتھ بھی صلہ باقی نہیں رہتا کما مر - طلباء ہوشیار رہیں -

سلہ اُس تاء تانیث میں جو وقفاً تا پڑھی جائے باجماع روم و اشمام جائز ہیں - کیونکہ وہ لازم الحرکت اور مستقل حرف ہے - اور جو تا وقفاً ہا سے بدل جاتی ہے اسمیں اشارہ اس لیئے ناجائز ہے کہ اگر تا کا اشارہ کریں تو وہ حالت وقفی کے خلاف ہے اور اگر ہا سے اشارہ کریں تو وہ مستقل حرف نہیں - بلکہ بدلا ہوا ہے اور الف کے مانند ہے جس کا حرکت سے کوئی علاقہ نہیں -

Marfat.com

باب ہشتدہم وقف بپابندی رسم الخط

کتابت کی دو قسمیں ہیں اول قیاسی جسمیں کلمہ کی شکل تلفظ کے موافق ہو۔ دوم اصطلاحی جسمیں رسم۔ زیادۃ۔ حذف۔ بدل فصل اور وصل سے تلفظ کے خلاف ہو کتابت کے مفصل قواعد۔ کتب عربیت میں درج ہیں اور رسم مصاحف میں عموماً نہیں قواعد سے کام لیا گیا ہے۔ مگر بعض بعض جگہ خاص مصالح کی بناپر خلاف بھی کیا ہے جس کا اتباع لازم ہے خواہ ہمیں اسکی علت معلوم ہو یا نہ ہو اس باب میں رسم سے مراد مصاحف عثمانیہ کا رسم الخط ہے جو اجماعِ صحابہ کرامؓ سے مقرر ہوا۔ رسم مصاحف کے متعلق شیخ ابو حاتمؒ ابوبکر بن ابی داؤدؒ۔ ابن مہرانؒ۔ دانیؒ۔ ابن نجاحؒ۔ شاطبیؒ اور حافظ ابوالعلاء ہمدانیؒ وغیرہ ائمہ نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

قراء وقف میں رسم کا اتباع کرتے ہیں خواہ اختیاری ہو یا اختباری و اضطراری محققؒ کہتے ہیں "وقف میں اتباع رسم ائمہ سے نصاً مروی اور اہل ادا کا اس پر اجماع ہے اور اس کے خلاف کوئی قول نہیں پایا جاتا" باعتبار رسم وقف کی دو قسمیں ہیں متفق علیہ اور مختلف فیہ اور یہ دونوں باتیں ابدال۔ اثبات۔ حذف۔ وصل۔ اور قطع ہر ایک میں پائی جاتی ہے ہم ہر ایک نوع میں سے متفق علیہ کا اجمالاً ذکر کرکے مختلف فیہ کو تفصیلاً بتاتے ہیں۔

فصل اول ابدال (یعنی ایک حرف کا دوسرے سے بدلنا)

اسم منصوب منون غیر مؤنث کی تنوین وقفاً الف سے بدل جاتی ہے جیسے ذِكْرًا اور نِدَآءً وغیرہ خواہ الف مرسوم ہو یا نہ ہو۔

Marfat.com

مصاحف عثمانی میں جمع سالم تا دراز سے لکھی ہوئی ہے اور اُس پر باجماع تا سے وقف ہوتا ہے اور کلمہ مفردہ کی رسم عموماً ھا سے ہے جو وصلاً تا پڑھی جاتی ہے اور وقفاً باجماع ھا سے بدل جاتی ہے مگر تیرہ کلمات ذیل جو سب کے نزدیک مفرد ہیں تا دراز سے لکھے ہوئے ہیں ۱ نِعْمَتَ ؎۱ گیارہ جگہ ۲ رَحْمَتَ ؎۲ و ۳ اِمْرَاَتُ ؎۳ سات سات جگہ ۴ سُنَّتَ ؎۴ پانچ جگہ ۵ مَعْصِیَتِ (مجادلہ دو) ۶ لَعْنَتَ (آل عمران ونور) ۷ کَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰی۔ (اعراف) ۸ بَقِیَّتُ اللّٰہِ (ہود) ۹ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّی (قصص) ۱۰ فِطْرَتَ اللّٰہِ (روم) ۱۱ شَجَرَتَ (دخان) ۱۲ وَجَنَّتُ (واقعہ) ۱۳ اِبْنَتَ عِمْرَانَ۔ (تحریم) مکی بصری اور کسائی ان پر حسب اصل ہا سے اور باقی حضرات حسب رسم تا سے وقف کرتے ہیں۔

اور سات کلمات میں افراد جمع کا اختلاف ہو وہ بھی تا دراز سے مرسوم ہیں ۱ کَلِمٰتُ ؎۵ چار جگہ ۲ اٰیٰتٌ (یوسف وعنکبوت) ۳ غَیٰبٰتِ (یوسف دو) ۴ فِی الْغُرُفٰتِ (سبا) ۵ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ۔ (فاطر) ۶ مِنْ ثَمَرٰتٍ (فصلت) ۷ جِمٰلَتٌ (مرسلات) جمع سے پڑھنے والے حسب قاعدہ تا سے اور افراد پڑھنے والے حسب طریقہ بیان کردہ ہا و تا سے وقف کرتے ہیں۔

؎۱ ۱ تا ۴ نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ (بقر۔ آل عمران مائدہ کلمہ دوم۔ فاطر) ۵ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ ۶ نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (ہر دو ابراہیم) ۷ وَبِنِعْمَتِ اللّٰہِ ھُمْ۔ ۸ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ ۹ وَنِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ۔ (ہر سہ آخر نحل) ۱۰ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰہِ (لقمان) ۱۱ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ (طور)
؎۲ ۱ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ۔ (بقر) ۲ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ (اعراف) ۳ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُهٗ (ہود) ۴ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ (مریم) ۵ اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ (روم) ۶ اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۷ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ (ہر دو زخرف) ؎۳ ۱ اِمْرَاَتُ عِمْرٰنَ (آل عمران) ۲،۳ اِمْرَاَتُ الْعَزِیْزِ (یوسف دو) ۴ اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ (قصص) ۵ اِمْرَاَتُ نُوْحٍ ۶ اِمْرَاَتُ لُوْطٍ ۷ اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ (ہر سہ تحریم) ؎۴ ۱ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ (انفال) ۲ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۳ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ ۴ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا (ہر سہ فاطر) ۵ سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ (غافر) ؎۵ ۱ کَلِمٰتُ رَبِّكَ صِدْقًا (انعام) ۲ کَذٰلِكَ حَقَّتْ کَلِمٰتُ ۳ عَلَیْهِمْ کَلِمٰتُ (ہر دو یونس) ۴ وَکَذٰلِكَ حَقَّتْ کَلِمٰتُ (غافر)

مَنْ ضَاتِ (بقرہ دنساء وتحریم ایک ایک) ذَاتَ (نمل) وَّلَاتَ حِيْنَ (ص) اَللّٰتَ (نجم) چاروں پر کسائی ہَیْہَاتَ ھَیْہَاتَ (مؤمنون) پر بزی و کسائی یٰٓاَبَتِ (یوسف مریم قصص صٰفّٰت) پر مکی و شامی ہا سے اور باقی حضرات تا سے وقف کرتے ہیں۔

فصل دوم اثبات وحذف

اثبات کسی حرف کے بڑہانے اور حذف گہٹانے کو کہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں ۱۔ رسم میں موجود اور تلفظ میں محذوف ہو اسکا اثبات۔ ۲۔ رسم اور تلفظ دونوں میں محذوف ہو اُسکا اثبات۔ ۱۔ رسم میں محذوف اور تلفظ میں موجود ہو اُسکا حذف ۲۔ رسم و تلفظ دونوں میں موجود ہو اُسکا حذف۔

لفظ اَنَا (ضمیر واحد متکلم) میں الف مرسوم ہے مگر وصلاً پڑھا نہیں جاتا وقفاً باجماع پڑھا جاتا (ہمزۂ قطعیہ کے ساتھ حکم آیندہ آئیگا) اور یہی طرح التقاء ساکنین کیوجہ سے جو حرف مد وصلاً پڑہا نہیں جاتا اور رسم میں موجود ہے۔ وہ وقفاً باجماع پڑھا جائیگا۔ اور جو حرف مد رسم میں موجود نہیں وہ وقفاً بھی محذوف رہیگا۔ چنانچہ تیئیس ۲۳ کلمات میں جو سینتالیس ۴۷ جگہ آئے ہیں بوجہ تنوین

له ذَاتَ بَہْجَةٍ میں ذات کی تا مقصود ہے۔

سه جیسے کَانَتَا اثْنَتَیْنِ۔ ذَاقَا الشَّجَرَةَ۔ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ۔ وَقَالَا الْحَمْدُ وغیرہ میں الف پر۔ یَرْجُوا اللّٰهَ۔ اُولُوا الْعِلْمِ۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ۔ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ مُلٰقُوا اللّٰهِ۔ اُولُوا الْفَضْلِ۔ مُرْسِلُوا النَّاقَةِ۔ قَالُوا الْاٰنَ۔ جَابُوا الصَّخْرَ وغیرہ واو پر۔ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ۔ اُوتِیَ الْكِتٰبَ۔ یَہْدِی الْعُمْیَ (روم) اُدْخُلِی الصَّرْحَ۔ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ۔ اٰتِی الرَّحْمٰنِ۔ اُولِی الْاَیْدِیْ۔ مُحِلِّی الصَّیْدِ۔ مُہْلِكِی الْقُرٰی۔ اُولِی الْاَلْبَابِ۔ اُولِی الْاَبْصَارِ وغیرہ میں یا پر وقف ہوتا ہے۔

سه بَاغٍ۔ عَادٍ (بقرہ انعام نحل) ۲ مُوْصٍ (بقرہ) ۳ تَرَاضٍ (بقرہ ونساء) ۴ حَامٍ (مائدہ) ۵ لَاتٍ (انعام وعنکبوت) ۶ غَوَاشٍ ۷ اٰیٰتٍ (اعراف) ۸ ھَادٍ (توبہ) ۹ تَعَالٍ (یونس) ۱۰ نَاجٍ (یوسف) ۱۱ ھَادٍ (رعد۲ ، زمر۲ ، غافر ایک زمر) ۱۲ وَاقٍ (رعد۲ غافر ایک) ۱۳ مُسْتَخْفٍ ۱۴ وَالٍ (رعد) ۱۵ وَادٍ (ابراہیم وشعراء) ۱۶ بَاقٍ ۱۷ مُفْتَرٍ (نحل) ۱۸ لَیَالٍ (مریم سبا فجر) ۱۹ قَاضٍ (طٰہٰ) ۲۰ زَانٍ (نور) ۲۱ جَازٍ (لقمان) ۲۲ بِكَافٍ (زمر) ۲۳ مُعْتَدٍ (ق۔ ن۔ تطفیف) ۲۴ فَانٍ ۲۵ اٰنٍ۔

Marfat.com

یا مرسوم نہیں ہے اسکو وقفاً بھی سب محذوف رکھتے ہیں مگر کیؒ چار کلمات میں جو دس جگہ واقع ہوئے ہیں وقفاً اثبات یا کرتے ہیں ع۱ ھَادٍ میں پانچ جگہ۔ (رعد و زمر ۲-۲- غافر ایک) ع۲ وَاقٍ میں تین جگہ (رعد ۲- غافر ایک) ع۳ وَالٍ (رعد) ع۴ بَاقٍ (نحل) میں ایک ایک جگہ۔ اور گیارہ کلمات میں جو سولہ جگہ آئے ہیں بوجہ اجتماع ساکنین یا مرسوم نہیں وقفاً بھی سب محذوف رکھتے ہیں مگر وَادِ النَّمْلِ (نمل) میں کسائیؒ اور بِهٰدِ الْعُمْيِ (روم حمزہؒ و کسائیؒ۔ حمزہؒ کی قراءۃ تھدی ہے) اور یُنَادِ الْمُنَادِ (یعنی یُنَادِ) میں کیؒ بخلاف وقفاً اثبات یا کرتے ہیں۔

چار کلمات میں بوجہ اجتماع ساکنین واو مرسوم نہیں وقفاً بھی باجماع محذوف رہیگا۔ ایک کلمہ اَیُّھَا میں تین جگہ اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ (نور) یٰٓاَیُّهَ السّٰحِرُ (زخرف) اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ (رحمٰن) میں ہا کے بعد الف مرسوم نہیں ہے۔ بصریؒ اور کسائیؒ حسب اصل الف پر اور باقی حضرات حسب رسم ھا ساکنہ پر وقف کرتے ہیں۔

تنبیہ۔ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاْ (ھود) اور وَثَمُوْدَاْ (فرقان عنکبوت۔ نجم) کو بعض ائمہ بلا تنوین اور اکثر بالتنوین پڑھتے ہیں۔ تنوین پڑھنے والوں کے لیئے وقف الف پر اور غیر منون پڑھنے والوں کے لیئے دال ساکن پر وقف ہوتا ہے اور لُؤْلُؤًا منصوب پڑھنے والوں کے لیئے بالف اور لُؤْلُؤٍ مخفوض پڑھنے والوں کے لیئے ہمزہ ساکنہ سے وقف ہوتا ہے۔ اگرچہ مصاحف عثمانیہ میں سب جگہ الف مرسوم ہے۔ کیونکہ غیر منون پڑھنے والوں کے لیئے الف سے وقف کرنہیں

ع۱ یُؤْتِ اللّٰهُ (نساء) ع۲ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ (مائدہ) ع۳ يَقُصُّ الْحَقَّ (انعام) بقراءت بصریؒ شامیؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ ع۴ نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (یونس) ع۵ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ (طٰہٰ۔ نٰزعٰت) وَادِ النَّمْلِ (نمل) الْوَادِ الْاَيْمَنِ (قصص) ع۶ لَهَادِ الَّذِيْنَ (حج) بِهٰدِ الْعُمْيِ (روم) يُرِدْنِ الرَّحْمٰنُ (یٰس) ع۷ صَالِ الْجَحِيْمِ (صٰفّٰت) ع۸ يُنَادِ الْمُنَادِ (ق) ع۹ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (قمر) ع۱۰ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ (رحمٰن) الْجَوَارِ الْكُنَّسِ (تکویر) ع۱۱ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ (اسراء) ع۱۲ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ (شوریٰ) ع۱۳ يَدْعُ الدَّاعِ (قمر) ع۱۴ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (علق)

Marfat.com

غلط قرأت ہو جائیگا۔

ما استفہامیہ مجرور بحرف جر کے بعد بزیؒ وقفاً بخلاف اثبات ہائے سکتہ کرتے ہیں قرآن میں ایسے پانچ کلمات ۔ لِمَہْ ۔ بِمَہْ ۔ فِیْمَہْ ۔ مِمَّہْ اور عَمَّہْ آئے ہیں اور باقی حضرات ھار سکتہ نہیں بڑھاتے یہی بزیؒ کی دوسری وجہ ہے۔

حذف ۔ جن کلمات میں ہمزہ متطرفہ بصورت واؤ یا بصورت یا لکھا ہوا ہے انہیں حمزہؒ و ہشامؒ کا مذہب اوپر بیان ہوا ۔ باقی حضرات بالہمزہ وقف کرتے ہیں ۔ صلہ وقفاً باجماع حذف ہو جاتا ہے ۔ وَكَأَيِّنْ میں ذو قراتین ہونے کی بنا پر نون تنوین باجماع مصاحف مرسوم ہے ۔ بصریؒ باعتبار اصل یا ساکنہ پر اور باقی حضرات نون پر وقف کرتے ہیں

فصل سوم وصل

یعنی کلمات مقطوع الرسم کو وقفاً ملانا ۔ قاعدہ ۔ جو کلمہ دو یا زیادہ حروف سے مرکب ہو اسکو منفصل لکھا جاتا ہے خواہ اسم ہو یا فعل یا حرف ۔ مگر الف لام تعریف کثیر الدور ہونے کی وجہ سے موصول لکھا جاتا ہے ۔ یار ندا اور ھار تنبیہ کا الف رسم سے باجماع محذوف ہے ۔ چونکہ ایک حرف باقی رہگیا لہذا ان کو بھی موصول لکھتے ہیں تاکہ حروف ہجا اور کلمہ میں فرق ہو ۔ ائمہ قرأتؒ کے نزدیک یہ کلیہ ہے جو کلمات مصاحف عثمانیہ

لہ دانیؒ نے شیخ ابو الفتحؒ اور شیخ ابو القاسمؒ فارسیؒ سے ہا نہیں پڑھی ۔ مگر تیسیر میں صرف ہا کیساتھ وقف بیان کیا ہے حالانکہ تیسیر میں روایت بزیؒ فارسی سے منسوب ہے ۔ امام ابو الحسنؒ سے وقف بالہا پڑھا ہے یہی تذکرہ تبصرہ ۔ کافی اور تلخیص العبارات وغیرہ میں ہے ۔ اسمیں دانی طریقہ سے نکل گئے ۔ جامع البیان اور شاطبیہ میں دونوں وجوہ درج ہیں ۔ وقف بغیر ہا ۔ اگرچہ زیادات قصیدہ سے ہے مگر صحیح اور مطابق طریقہ ہے ۔

ﷺ وَكَأَيِّنْ سات جگہ ہے ۔ آل عمران ۔ یوسف ۔ عنکبوت ۔ محمد ۔ اور طلاق میں ایک ایک اور حج میں دو جگہ ۔

Marfat.com

میں مقطوع ہیں[ل] - ان میں سے ہر ایک پر وقف ہوسکتا ہے - لیکن امام ابوالحسن - دانی - ابن شریح اور شاطبی نے دو کلمات ذیل میں اختلاف بیان کیا ہے -

---

ل چنانچہ اَنْ لَّا دس جگہ - اَنْ لَّآ اَقُوْلَ - اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا (اعراف) اَنْ لَّا مَلْجَاَ (توبہ) وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ (ھود) اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا (ھود دوم و یس) اَنْ لَّا تُشْرِكْ (حج) وَاَنْ لَّا تَعْلُوْا (دخان) اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ (ممتحنہ) اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا (ن) میں باجماع اور ایک جگہ اَنْ لَّآ اِلٰهَ (انبیا) میں بخلاف مقطوع ہے - اِنَّ مَا مکسورہ مشددہ ایک جگہ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ (انعام) میں باجماع - اور ایک جگہ اِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ (نحل) بخلاف مقطوع ہے - اَنَّ مَا مفتوحہ مشددہ دو جگہ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ (حج و لقمان) میں باجماع اور ایک جگہ اَنَّ مَا غَنِمْتُمْ - (انفال) میں بخلاف مقطوع ہے - اِنْ مَّا مکسورہ مخففہ صرف ایک جگہ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ (رعد) میں مقطوع ہے - اَيْنَ مَا ہر جگہ سوائے بعض مواقع کے جو آئندہ فصل میں آئیں گے مقطوع ہے - اَنْ لَّمْ مفتوحہ سب جگہ مقطوع ہے - اِنْ لَّمْ مکسورہ ایک کے سوا سب جگہ مقطوع ہے عَنْ مَّا صرف ایک جگہ عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ (اعراف) میں مقطوع ہے - مِنْ مَّا دو جگہ - مِنْ مَّا مَلَكَتْ (نساء روم) میں باجماع اور مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ - (منافقون) میں بخلاف مقطوع ہے - اَمْ مَّنْ چار جگہ - اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ (نساء) اَمْ مَّنْ اَسَّسَ (توبہ) اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا (صٰفّٰت) اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ (فصلت) میں مقطوع ہے عَنْ مَّنْ دو جگہ - عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ - (نور) عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى (نجم) میں مقطوع ہے - كُلِّ مَا ایک جگہ مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ (ابراھیم) میں بلاخلاف - اور بقول بعض چار جگہ اور كُلَّ مَا رُدُّوْٓا - (نساء) كُلَّمَا دَخَلَتْ (اعراف) كُلَّ مَا جَآءَ (مؤمنون) كُلَّ مَآ اُلْقِيَ (ملک) مقطوع ہے - مگر مشہور وصل ہے - بِئْسَ مَا پانچ جگہ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا (بقر) لَبِئْسَ مَا كَانُوْا (مائدہ تین) لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ (ایضاً مائدہ) باجماع اور ایک جگہ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ - (بقر) میں باختلاف مقطوع ہے - فِيْ مَا ایک جگہ فِيْ مَا هٰهُنَآ (شعراء) میں باجماع اور دس جگہ فِيْ مَا فَعَلْنَ - (بقر کلمہ دوم) فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ (مائدہ و انعام) فِيْ مَآ اُوْحِيَ (انعام) فِيْ مَا اشْتَهَتْ (انبیا) فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ (نور) فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ (روم) فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ - فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ (زمر دو) فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (واقعہ) بقول اکثر و مشہور مقطوع ہیں کَیْ لَا چار جگہ کے سوا ہر جگہ مقطوع ہے يَوْمَ هُمْ دو جگہ يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ (غافر) يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ (ذریت) میں مقطوع ہیں اور وَلَاتَ حِيْنَ (ص) کی تا تمام مصاحف میں مقطوع لکھی ہے - پس وہ لا کے ساتھ موصول ہے اور لفظی تانیث کے لیے اسکے ساتھ بڑھائی گئی ہے خلیل - سیبویہ کسائی وغیرہ ائمہ نحو و عربیت اور قراءت کا یہی مذہب ہے - پس اس تقدیر پر تا اور ہا کے ساتھ وقف ہوگا - کما مر - اور امام ابوعبیدہ کہتے ہیں تا حین سے متصل اور لا سے مقطوع ہے میں نے امام میں لاتحین لکھا ہے اور عرب اسماء زمان پر تا زیادہ کرکے حینئذ - اِن - اوان کو تحین - تاوان اور تالان بولتے ہیں - اس تقدیر پر وقف لا پر ہوسکتا ہے تا پر نہیں - محقق کہتے ہیں ابو عبیدہ امام کبیر دین میں حجۃ اور مجتہدین کرام میں سے ہیں اسکے علاوہ میں نے بھی مصحف عثمان میں جسکو امام کہتے ہیں لا کو مقطوع اور تا کو حین سے موصول دیکھا ہے - میں نے اسپر خون کے نشانات دیکھے یہ مصحف قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ میں اب موجود ہے " اَنْ لَّوْ دو کے سوا سب جگہ مقطوع ہے - حَيْثُ مَا

اول - اَيًّا مَّا تَدْعُوْا میں حمزہؒ کسائیؒ اَيًّا پر اور باقی حضرات مَّا[1] پر وقف کرتے ہیں اور رسمًا باجماع مقطوع ہے۔

دوم - ما استفہامیہ کے بعد لام جارّہ چار جگہ مقطوع لکھا ہوا ہے فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ (نساء) مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ (کہف) مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ (فرقان) فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (معارج) ائمہ مذکورین اور جمہور اہل ادا شام و مصر و عراق بصریؒ کے لیے مَا پر۔ کسائیؒ کے لیے مَا اور لام دونوں پر اور دیگر حضرات کے لیے صرف لام[2] پر وقف بیان کرتے ہیں۔ دیگر ائمہ اور جمہور اہل ادا نے ان دونوں کا کوئی ذکر نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ کلمات کلیہ میں داخل ہیں اور بوجہ مقطوع ہونے کے ہر ایک پر وقف درست ہے اور یہی صواب ہے۔

اِلْ يَاسِيْنَ (صٰفّٰت) دو قرأتیں ہونیکی وجہ سے باجماع مصاحف مقطوع ہے۔ جو ائمہ ہمزۂ مفتوحہ کے بعد الف اور لام مکسورہ سے پڑھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک اٰلِ مُحَمَّدٍ اور اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ کے مانند دو کلمات ہیں اور اٰلِ پر وقف ہوسکتا ہے اور جو حضرات ہمزہ مکسورہ اور لام ساکن سے بلا الف پڑھتے ہیں اُن کے نزدیک ایک کلمہ ہے جسکا قطع کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ رسمًا منفصل ہے ان کے مذہب پر اتباع رسم نہیں کیا جاسکتا۔ اسکی نظیر قرآن میں اور نہیں ہے۔

---

[1] ابن مجاہدؒ ابن مہرانؒ ابن سوارؒ ابن سفیانؒ مہدویؒ حافظ ابو العلاءؒ اور سید الخیاطؒ نے اَيًّا مَّا کا کوئی ذکر نہیں کیا گویا کہ ان کے نزدیک اسمیں کوئی اختلاف نہیں۔ محققؒ کہتے ہیں یہی اقرب الی الصواب ہے جس کے خلاف کوئی قول نہیں پایا جاتا۔ محمد بن سعدان ضریرؒ ابن الانباریؒ اور دانیؒ وغیرہ ائمہ روایت کرتے ہیں "حمزہؒ کسائیؒ اَيًّا پر وقف کرتے تھے" پھر دانیؒ کہتے ہیں "دیگر ائمہ سے کوئی نص نہیں کہ ہم نے ان کے لیے مَا پر وقف اختیار کیا ہے" اسکے بعد محققؒ کہتے ہیں کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی جسکی بنا پر اسمیں اور دیگر منفصل کلمات میں فرق کیا جائے۔ خود دانیؒ کہتے ہیں "جو کلمات منفصل رسوم ہیں ان پر سب کے لیے ملا کر اور جدا جدا وقف ہوسکتا ہے" یہی باقی تمام اہل ادا کا مذہب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اَيًّا اور مَّا مقطوع ہیں۔ پس ہر ایک پر سب کے لیے وقف ہونا چاہیے۔ [2] محققؒ کہتے ہیں "چاروں جگہ لام حرف منفصل لکھا ہوا ہے لہذا اس پر سب کے لیے وقف کے جواز کا احتمال ہے اور یہی قیاس ہے اور یہی احتمال ہے کہ لام پر کسی کے لیے وقف جائز نہ ہو کیونکہ وہ حرف جر ہے اور حرف جر مجرور سے جدا نہیں ہوسکتا اور مَا پر سب کے لیے بلاتردد وقف جائز ہے کیونکہ وہ ملفوظاً رسم اور حکم میں منفصل ہے اور میرے نزدیک یہ ان تمام مذہب کے اصول اور قیاس سے بہت زیادہ مطابق ہے" یہی حق وصواب ہے۔

Marfat.com

فصل چہارم قطع

یعنی کلماتِ متصل کو وقفاً جدا کرنا۔ (قاعدہ) جو کلمات قرآن میں موصول لکھی ہوئے ہیں۔ وقف سے انکا قطع کرنا جائز نہیں خواہ اہل عربیت کے نزدیک وہ دو کلمات ہوں یا زیادہ۔ اصل ادا ان کو ایک کلمہ تصور کرتے ہیں اور اتصال رسمی ہی وجہ سے فقط آخر کلمہ پر وقف ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اقسام ذیل کے تمام کلمات باجماع اہل ادا موصول ہیں۔

اول۔ وہ تمام کلمات جن پر حروف معانی میں سے کوئی حرف مفرد داخل ہو۔ جیسے۔ بِسْمِ اللہِ۔ وَاللہِ۔ بِاللہِ۔ تَاللہِ۔ لِلّٰہِ۔ وَلِرَسُوْلِہٖ۔ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ کَمِثْلِہٖ۔ لَاَنْتُمْ۔ ءَ اَنْتَ۔ وَاٰیٰتِہٖ۔ وَاسْئَلْ۔ فَاسْئَلْ۔ وَاْمُرْ۔ فَاْتِ۔ وَلَقَدْ۔ وَلَسَوْفَ۔ اَبِاللہِ

دوم۔ وہ تمام کلمات جن سے ضمیر متصل ہو جیسے قُلْتُ۔ قُلْنَا۔ رُسُلَنَا۔ رَبِّیْ۔ رُسُلِیْ۔ رُسُلَہٗ۔ مِیْثَاقَہٗ۔ رُسُلُکُمْ۔ مِیْثَاقَکُمْ۔ مَنَاسِکَکُمْ۔ فَاَحْیَاکُمْ۔ رُسُلُہُمْ۔ اَنُلْزِمُکُمُوْہَا۔ فَکَرِہْتُمُوْہُ۔

سوم۔ اوائلِ سور کے حروف مقطعات بحالت مجموعی خواہ دو ہوں یا زیادہ ایک کلمہ ہیں سوائے فواتح شوریٰ کے کہ وہ دو کلمات ہیں جیسے الٓمّٓ۔ الٓرٰ۔ الٓمّٓرٰ۔ الٓمّٓصٓ۔ کٓہٰیٰعٓصٓ۔ یٰسٓ۔ حٰمٓ اور فواتح شوریٰ میں سے حٰمٓ ایک اور عٓسٓقٓ دوسرا کلمہ ہے۔

چہارم۔ اگر دو کلمات جمع ہو جائیں اور انمیں سے دوسرے کلمہ کا پہلا حرف ہمزہ ہو اور بواو اور یا کی صورت میں مرسوم ہو تو دونوں موصول ہوتے ہیں جیسے ہٰٓؤُلَآءِ۔ لِئَلَّا۔ یَوْمَئِذٍ۔ حِیْنَئِذٍ۔

نیز۔ ا۔ل۔ تعریف یا ندا یا تنبیہ جن کلمات پر داخل ہوں انکی ساتھ موصول ہیں اور وہ ما استفہامیہ جس پر حرف جر داخل ہو خواہ حرف جر مفرد ہو یا دو حرفی اس میم کے بعد کا الف حذف ہو کر میم حرف جر کے ساتھ موصول ہے اور اَمْ۔ مَا کے ساتھ اِنْ مکسورہ مخففہ لَا کے ساتھ ہر جگہ موصول ہے جیسے

Marfat.com

اَلْکِتٰبُ - اَلْخَالِقُ - یٰبُنَیَّ - یٰمُوْسٰی - یٰاٰدَمُ - یٰاَیُّهَا - هٰٓؤُلَآءِ - هٰذَا - هٰاَنْتُمْ
لِمَ - عَمَّ - فِیْمَ - مِمَّ - بِمَ - اَمَّا - اَمَّا اشْتَمَلَتْ - اَمَّاذَا كُنْتُمْ - اَمَّا تُشْرِكُوْنَ[۱] - اِلَّا
تَفْعَلُوْهُ - اِلَّا تَنْصُرُوْهُ - اور تمام صیغہائے جمع جنکے ساتھ ضمیر متصل موصول ہیں جیسے
كَالُوْهُمْ اور اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یعنی واؤ کے بعد الف علامت جمع کا مرسوم نہیں ہوتا اور نیز
وہ کلمات جن کا ذکر گذشتہ فصل میں ہوا بیان شدہ مقامات کے علاوہ موصول ہیں[۱]
وَیْكَاَنَّ - وَیْكَاَنَّهٗ (قصص) باجماع مصاحف موصول ہیں[۲] بعض شیوخ کسائی کیلئے
یا پر اور بصری کے لئے کاف پر وقف بتلاتے ہیں لیکن یہ رسم کے خلاف ہے - محقق کہتے ہیں پورے
کلمہ پر وقف سب کے لئے اولیٰ مختار جمہور کا مذہب اور قیاس صحیح کے مطابق ہے۔ شاطبی
نے ان دونوں وجوہ سے قبل سب کے لئے وقف حسب رسم بھی بیان کیا ہے - اور دانی

---

[۱] یعنی اَنْ لَّا اُن گیارہ مقامات کے سوا ہر جگہ موصول ہے جیسے اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ (نمل) اَلَّا تَعْبُدُوْٓا (هود) اِنَّ مَا اُن دو مقامات کے سوا ہر جگہ موصول ہے جیسے اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ - اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وغیرہ اَنَّ مَا اُن تین مقامات کے سوا موصول ہے جیسے اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ - اِنْ مَّا رعد کے سوا موصول ہے جیسے اِمَّا تَخَافَنَّ - اِمَّا نُرِیَنَّكَ - فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ - فَاِمَّا تَرَیِنَّ - وغیرہ - اَیْنَ مَا - دو جگہ - فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا - (بقرہ) اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُّ (نحل) بالاجماع - اور تین جگہ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا - (نساء) اَیْنَ مَا كُنْتُمْ - (شعراء) اور اَیْنَ مَا ثُقِفُوْٓا - (احزاب) بخلاف موصول ہے اِنْ لَّمْ ایک جگہ موصول ہے فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا (هود) اَنْ لَّنْ دو جگہ - اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ (کہف) اَلَّنْ نَّجْمَعَ (قیامہ) عَنْ مَّا سوائے اُس ایک جگہ کے موصول ہے جیسے عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور عَمَّا جَآءَكَ - مِنْ مَّا - اُن تینوں جگہ کے سوا موصول ہے مِمَّا مَلَكَتْ - مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ - اَمْ مَّنْ اُن چار جگہ کے سوا موصول ہے جیسے اَمَّنْ یَّمْلِكُ اَمَّنْ خَلَقَ - اَمَّنْ یُّجِیْبُ - عَنْ مَّنْ اگر کوئی اُن دونوں کے سوا ہے (جو غالباً نہیں ہے) تو موصول ہے - كُلَّ مَا اُس ایک کے سوا بقول مشہور موصول ہے جیسے كُلَّمَا دَخَلَ - كُلَّمَا خَبَتْ - بِئْسَ مَا - دو جگہ موصول ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ (بقرہ) بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ - (اعراف) فِیْ مَا - اُن گیارہ مقامات کے سوا موصول ہے جیسے فِیْمَا فَعَلْنَ (بقرہ اول) فِیْمَآ اٰتٰىكُمْ - كَیْ لَا چار جگہ موصول ہے لِكَیْلَا تَحْزَنُوْا (آل عمران) لِكَیْلَا یَعْلَمَ (حج) لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ (احزاب) لِكَیْلَا تَاْسَوْا (حدید) یَوْمَ هُمْ اُن دو مقامات کے سوا موصول ہے جیسے یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ -

[۲] شاید بعض مصاحف میں وَیْ مقطوع لکھا ہو تھا اسی وجہ سے کسائی نے اس پر وقف جائز کہا ہے -

نے تیسیر میں بصری کے لئے بصیغہ تمریض کاف پر وقف نقل کیا ہے۔

تنبیہ۔ جو اوقاف اوپر بیان کیئے گئے وہ سب وقف اختیاری اور اضطراری کی صورتیں ہیں وقف اختیاری کہیں نہیں ہوسکتا۔ دانی جامع البیان میں کہتے ہیں "یہ اوقاف ہم نے اس لیئے بیان کیئے ہیں کہ بحالت اضطرار ائمہ کے مذاہب بتلائیں۔ یہ مدعا نہیں ہے کہ ان پر لزوماً اور اختیاراً وقف جائز ہے۔ کیونکہ ان میں سے کسی جگہ نہ وقف تام ہے اور نہ کافی۔ پس یہ سب ضرورت اور امتحان کے لئے ہیں" محقق کہتے ہیں "اس باب میں ہم نے متفق علیہ اور مختلف فیہ جو مواقع بیان کیئے ہیں اُن پر عمدی وقف جائز نہیں کیونکہ نہ یہ تام ہیں نہ کافی۔ نہ حسن۔ اور جہاں ان اوصاف ثلثہ میں سے کوئی وصف نہ ہو وہاں وقف قبیح ہے۔ ہم نے اضطرار و اختبار کے لیئے وقف کا قاعدہ بتایا ہے"

فائدہ۔ اگر رسم میں مصاحف کا اختلاف ہو تو ہر قاری کے لیئے اُسکے شہر کے مصحف کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اور اتباع رسم سے مقصد حذف و اثبات حقیقی ہے جو اجتماع ساکنین وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے حذف و اثبات مقدر نہیں جو اجتماع صور متماثلہ کی بنا پر کیا گیا ہے جیسے مَآءً۔ نِدَآءً۔ دُعَآءً۔ مَلْجَآءً۔ تَرَآءَ۔ رَءَا۔ وغیرہ میں باجماع الف سے لَا يَسْتَحْيِي میں یا سے۔ وَإِيتَآئِ۔ اور اَلْسَّلٰوٰۃُ وغیرہ میں ہمزہ سے وقف ہوتا ہے۔ ہشامؒ اور حمزہؒ کا مذہب اوپر بیان ہوا۔

Marfat.com

باب نوزدہم حرکت و اسکان یاآتِ اضافت

یارِ اضافت[1] سے مراد یاءِ متکلم ہے جو اسم وفعل و حرف کے ساتھ کاف و ھاءِ ضمیر کے مانند ملحق ہوتی ہے۔ جیسے نَفْسِیْ۔ فَطَرَنِیْ۔ اِنِّیْ اور دیگر ضمائر کی طرح ہمیشہ زائد ہوتی ہے۔ اصل کلمہ سے نہیں ہوتی چنانچہ ان تینوں کلمات کو یاءِ اضافت جدا کرکے نَفْسُ فَطَرَ اِنَّ اور ہاءِ کنایہ کیساتھ نَفْسَهٗ۔ فَطَرَهٗ۔ اِنَّهٗ اور کاف خطاب کے ساتھ نَفْسَكَ۔ فَطَرَكَ اِنَّكَ کہہ سکتے ہیں۔

یاءِ اضافت باجماع مصاحف مرسوم ہوتی ہے اور اسمیں حرکت و اسکان کا اختلاف ہوتا ہے حذف و اثبات کا نہیں ہوتا۔ یاءِ اضافت کی اصل اسکان ہے۔ جہاں سکون متعذر ہو وہاں متحرک ہوجاتی ہے اور اس حالت میں اسکی حرکت فتح ہوتی ہے بعض جگہ کسرہ بھی جائز ہے۔ چنانچہ مُصْرِخِیَّ[2] (ابراہیم) کو حمزہ اور یحییٰ مضموم الباء کو متعدد ائمہ یاءِ اضافت کے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔ جو قراءۃ متواترہ صحیحہ ہے

---

[1] یاءِ اضافت اسم کیساتھ محل جر میں اور فعل کیساتھ ہمیشہ محل نصب میں اور حرف کے ساتھ حسب عمل نصب و جر دونوں کے محل میں آتی ہے۔ یعنی مضاف الیہ اور مفعول دونوں کی جگہ ہوتی ہے۔ منصوب المحل کو مجازاً یاءِ اضافت کہتے ہیں۔

[2] مُصْرِخِیَّ دراصل مُصْرِخِيْنَ تھا مضاف ہونیکی بناء پر نون اعرابی ساقط ہوگیا اور یاءِ اعراب ساکنہ اور یاءِ اضافت جمع ہوگئیں اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس یاء کو حرکت دیدی گئی اور بقاعدہ مثلین یاءِ اعراب اسمیں مدغم ہوگئی اور مُصْرِخِیَّ بن گیا بعض نحاۃ۔ قراءۃ کسرہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ ابو عبیدؒ کسرہ کو غلط زجاج ردی۔ اور اخفش غیر مسموع بتاتا ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یاءِ اضافت کا حکم اسکان یا فتح ہے۔ جہاں ایک دشوار ہو وہاں دوسرا متعین ہوجاتا ہے۔ قراء کہتے ہیں کہ یہ دعوی بوجوہات باطل ہے یہ قراءۃ متواترہ ہے جسکو اعمشؒ۔ ابن وثابؒ اور حمرانؒ بن اعینؒ وغیرہ تابعینؒ کی ایک جماعت نے صحابہ کرامؓ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہے۔ [2] نحو و قراءۃ کے امام ابو عمروؒ بصری اور فراءؒ نے اسکی تصحیح کی ہے اور قطربؒ کہتا ہے کہ کسرہ بنی یربوع کا لغت ہے۔ [3] عربیت میں اسکی صورت صحیحہ کئی طرح پائی جاتی ہے۔ اول یاءِ اضافت کے بعد ایک یاءِ ساکنہ بطور صلہ زیادہ کی گئی اور پھر تخفیفاً اسکو حذف کردیا اور کسرہ اسپر دلالت کرنیکے لئے باقی رکھا۔ دوم اجتماع ساکنین تھا۔ یاءِ اعراب کو حرکت نہیں دے سکتے۔ یاءِ اضافت کو حسب قاعدہ مشہورہ حرکت کسرہ دیدی گئی۔ سوم بقاعدہ جر جوار ہمزہ اِنِّیْ کے کسرہ کی وجہ سے یاء کو حرکت کسرہ دیدی گئی۔ جو تمیم و بعض غلفان کا لغت ہے کہ پہلے کو دوسرے کا تابع کردیتے ہیں اور اسی طرح حسن بصریؒ وغیرہ کی مشہور قراءۃ الحمدِ للہِ ہے۔

Marfat.com

قرآن میں یاءِ اضافت آٹھ سو چھہتر[۸۷۶] جگہ واقع ہوئی ہے از انجملہ پانسو چھیاسٹھ حسب اصل باجماع ساکن ہیں۔ جیسے اِنِّیْ جَاعِلٌ۔ بَعْدِیْ۔ اُوْفِ۔ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ۔ اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ۔ فَمَنْ تَبِعَنِیْ۔ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ۔ خَلَقْتَنِیْ وغیرہ اور اٹھانوے[۹۸] ساکن مابعد[۱] یا ساکن ماقبل[۲] موجب حرکت کی وجہ سے باتفاق متحرک ہیں اور دوسو بارہ[۲۱۲][۳] مختلف فیہ ہیں۔ اس فن میں یہی زیر بحث ہیں۔ پھر ان مختلف فیہ کی چھ قسمیں ہیں[۱] ننانوے[۹۹] ہمزۂ قطعیہ مفتوحہ سے قبل[۲] باون[۵۲] ہمزۂ قطعیہ مکسورہ سے قبل[۳] دس ہمزۂ قطعیہ مضمومہ سے قبل[۴] چودہ الف لام تعریف سے قبل[۵] سات ہمزۂ وصلیہ منفردہ سے قبل۔ اور[۶] تیس دیگر حروف سے پہلے۔

ہمارے ائمہ پہلی دوسری اور چوتھی اقسام کے اندر فتح اور اسکان کا مذہب بیان کر کے پھر دونوں مذاہب میں سے مستثنیات بتایا کرتے ہیں۔ میں اُن کو ایک نئی اسلوب سے درج کرتا ہوں تاکہ طلباء کو سہولت ہو۔

---

[۱] قبل از ساکن یاء اضافت مفتوح گیارہ کلمات کیساتھ اٹھارہ جگہ آئی ہے[۱] شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ۔ چار نِعْمَتِیَ الَّتِیْ تین۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ دو۔ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ۔ بِیَ الْاَعْدَآءَ۔ مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ۔ مَسَّنِیَ الْکِبَرُ۔ وَلِیِّیَ اللّٰہُ۔ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ۔ رَبِّیَ اللّٰہُ۔ جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ۔ نَبِّاْنِیَ الْعَلِیْمُ ایک ایک۔

[۲] بعد از ساکن یاء اضافت مفتوح اسّی جگہ واقع ہوئی ہے۔ چھ کلمات بعد از الف اکہتر جگہ پائے جاتے ہیں۔ هُدَایَ اور مَحْیَایَ۔ دو دو۔ اِیَّایَ۔ فَاِیَّایَ۔ مَثْوَایَ۔ اور عَصَایَ۔ ایک ایک اور نو کلمات بعد از یاء ساکنہ بہتر جگہ واقع ہوئے ہیں۔ اِلَیَّ۔ عَلَیَّ۔ یَدَیَّ۔ لَدَیَّ۔ بُنَیَّ۔ یٰبُنَیَّ۔ اِبْنَتَیَّ۔ وَالِدَیَّ اور مُصْرِخِیَّ۔ ان دونوں اقسام میں اجتماع ساکنین سے بچنے کے لئے یا کو اجماعاً متحرک کیا گیا ہے۔

[۳] دانی وغیرہ ائمہ نے یاآت اضافت مختلف فیہ دوسو چودہ بتائی ہیں۔ یہ حضرات فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰہُ (نمل) اور فَبَشِّرْ عِبَادِۦَ الَّذِیْنَ (زمر) کو شامل کرتے ہیں۔ کیونکہ پہلی کو مدنی بصری اور حفص اور دوسری کو سوسی وصلاً مفتوح پڑھتے ہیں شاطبیؒ نے ان کو زوائد میں لیا ہے۔ مصاحف میں یہ دونوں باجماع مرسوم نہیں ہیں اور اکثر ائمہ ان کو محذوف رکھتے ہیں۔ یاء اضافت کے لئے حرکت و اسکان کا اختلاف کیساتھ یہ شرط ہے کہ وہ مصاحف میں مرسوم ہو۔ لہذا یہی مناسب ہے کہ ان کو زوائد میں شمار کیا جائے۔

Marfat.com

فصل اول یاآت اضافت قبل از ہمزہ قطعیہ مفتوحہ

ہمزۂ قطعیہ مفتوحہ سے قبل ننانوے یاآتِ اضافت اختلافی ہیں انکی تین قسمیں ہیں

اول۔ چونسٹھ یاآت ذیل کو حرمیؒ و بصریؒ مفتوح اور باقی حضرات ساکن پڑھتے ہیں ۱ تا ۳
إِنِّي أَعْلَمُ (بقرہ۔ یوسف یک) ۴ إِنِّي أَخْلُقُ (آل عمران) ۵ تا ۲۲ إِنِّي أَخَافُ (مائدہ انعام اعراف
انفال۔ یونس۔ ہود تین مریم شعراء دو۔ قصص۔ زمر۔ غافر تین۔ احقاف۔ حشر) ۲۳ تا ۲۴
مَا يَكُونُ لِي أَنْ۔ (مائدہ یونس) ۲۵۔ إِنِّي أَرَاكَ (انعام) ۲۶ بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ۔ (اعراف)
۲۷ تا ۲۹۔ إِنِّي أَرَىٰ (انفال۔ یوسف۔ صٰفٰت) ۳۰ إِنِّي أَعِظُكَ ۳۱ أَشُقَّ أَنْ
(ہر دو ہود) ۳۲۔ ۳۳ إِنِّي أَعُوذُ۔ (ہود مریم) ۳۴ رَبِّي أَحْسَنَ۔ (ہود) ۳۵
أَرَانِي أَعْصِرُ ۳۶ أَرَانِي أَحْمِلُ ۳۷ أَبِي أَوْ (ہر چہار یوسف) ۳۸ تا ۴۱ إِنِّي
أَنَا (یوسف۔ حجر۔ طٰہٰ۔ قصص) ۴۲۔ إِنِّي أَسْكَنْتُ۔ (ابراہیم) ۴۳ عِبَادِي
أَنِّي ۴۴ أَنِّي أَنَا (ہر دو حجر) ۴۵ تا ۴۸ رَبِّي أَعْلَمُ (کہف شعراء قصص دو) ۴۹ تا ۵۰ بِرَبِّي
أَحَدًا (کہف دو) ۵۱۔ ۵۲۔ رَبِّي أَنْ (کہف قصص) ۵۳ تا ۵۵ إِنِّي آنَسْتُ
(طٰہٰ۔ نمل قصص) ۵۶ اِتَّنِي أَنَا (طٰہٰ) ۵۷ إِنِّي آمَنْتُ (یٰس) ۵۸ أَنِّي
أَذْبَحُكَ (صٰفٰت) ۵۹ إِنِّي أَحْبَبْتُ (ص) ۶۰ إِنِّي آتِيكُمْ (دخان) ۶۱
إِنِّي أَعْلَنْتُ۔ (نوح) ۶۲ رَبِّي أَمَدًا۔ (جن) ۶۳ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۶۴ رَبِّي
أَهَانَنِ (ہر دو فجر)

دوم۔ دس آیاتِ ذیل کے فتح میں حرمیؒ و بصریؒ کے ساتھ بعض دیگر حضرات بھی شریک ہیں انکے سوا باقی حضرات ساکن پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

۱ لَعَلِّيٓ اَرْجِعُ (یوسف) ۲-۳ لَعَلِّيٓ اٰتِیْکُمْ (طٰہٰ قصص) ۴ لَعَلِّيٓ اَعْمَلُ (مؤمنون) ۵ لَعَلِّيٓ اَطَّلِعُ (قصص) ۶ لَعَلِّيٓ اَبْلُغُ (غافر) چھؤوں میں شامی ۷ مَعِيَ اَبَدًا (توبہ) ۸ مَعِيَ اَوْ رَحِمَنَا (ملک) دونوں میں شامی وحفص ۹ اَرَهْطِيٓ اَعَزُّ (ہود) میں ابن ذکوان بلاخلاف اور ہشام بخلاف ۱۰ مَالِيٓ اَدْعُوْکُمْ (غافر) میں ہشام شریک ہیں۔

سوم پچیس یاآت ذیل میں حرمی وبصری میں سے کسی نے فتح کی مخالفت کرکے اسکان روایت کیا ہے اور باقی حضرات حسب قاعدہ اسکان پڑھتے ہیں ۱ اَیَحْزُنُنِيٓ اَنْ (یوسف) ۲ لِمَ حَشَرْتَنِيٓ اَعْمٰی (طٰہٰ) ۳ تَاْمُرُوْنِيٓ اَعْبُدُ (زمر) ۴ اَتَعِدَانِنِيٓ اَنْ (احقاف) چاروں کو حرمی ۵ اِنِّيٓ اَرَاکُمْ (ہود) ۶-۷ وَلٰکِنِّيٓ اَرَاکُمْ (ہود احقاف) ۸ مِنْ تَحْتِيٓ اَفَلَا (زخرف) چاروں کو مدنی بزی اور بصری ۹-۱۰ اِجْعَلْ لِّيٓ اٰیَةً (آل عمران مریم) ۱۱ فِيْ ضَیْفِيٓ اَلَیْسَ (ہود) ۱۲-۱۳ اِنِّيٓ اَرَانِيٓ (یوسف میں اِنِّيٓ کی جو دو یاآت ہیں وہ مراد ہیں اَرَانِيٓ کی یا پہلی نوع میں ہے) ۱۴ یَاْذَنَ لِيٓ اَبِيٓ (یوسف میں لِيٓ کی یا مراد ہے اَبِيٓ کی یا پہلی نوع میں ہے) ۱۵ مِنْ دُوْنِيٓ اَوْلِیَآءَ (کہف) ۱۶ وَیَسِّرْ لِيٓ اَمْرِيْ (طٰہٰ) آٹھوں کو مدنی وبصری ۱۷ عِنْدِيٓ اَوَلَمْ یَعْلَمْ (قصص) کو مدنی وبصری بلاخلاف اور مکی بخلاف ۱۸ فَطَرَنِيٓ اَفَلَا (ہود) کو مدنی وبزی

۱ اَرَهْطِيٓ میں دانی اور شاطبی نے ہشام کے لیے صرف سکون بیان کیا ہے۔ یہی تذکرہ۔ تبصرہ۔ عنوان۔ تلخیص۔ کافی میں ہے اور جملہ مغربی مصری قراء کا مسلک ہے اور یہی دانی کے نزدیک مختار ہے چنانچہ جامع البیان میں کہتے ہیں یہ اسی پر عمل ہے مگر دانی نے شیخ ابوالفتح سے ہشام کے لیے فتح پڑھا ہے۔ مبہج جامع نحیاط مستنیر کامل اور کفایہ کبریٰ میں صرف فتح مذکور ہے محقق کہتے ہیں "جمہور اہل عراق فتح کہتے ہیں" دانی نے ابوالفتح سے فتح پڑھا ہے۔ اور یہ ان مقامات میں سے ہے جہاں دانی طریقہ سے نکل گئے کیونکہ تیسیر میں روایت ہشام ابوالفتح سے منسوب ہے۔ فتح صحیح اور مطابق طریقہ اور اکثر کا مذہب اور اسکان زیادہ مشہور ہے۔ ۲ مکی کے لیے دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر بزی کے لیے فتح اور قنبل کے لیے اسکان طرق تیسیر وشاطبیہ سے نہیں ہے۔ جمہور مغربی ومصری قراء صرف فتح کہتے ہیں یہی تبصرہ۔ تذکرہ۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تلخیص۔ کافی۔ عنوان اور تیسیر میں ہے اور جمہور اہل عراق بزی کے لیے سکون اور قنبل کے لیے فتح کہتے ہیں یہ مستنیر۔ ارشاد۔ کفایہ کبریٰ۔ تجرید اور غایۃ الاختصار میں ہے۔ ابو ربیعہ سے اسکان اور ابن مجاہد سے فتح منقول ہے۔

Marfat.com

۱۹۔ سَبِیلِیۤ اَدۡعُوۡا (یوسف) ۲۰۔ لِیَبۡلُوَنِیۤ ءَاَشۡکُرُ (نمل) دونوں کو مدنی و

۲۱۔ فَاذۡکُرُوۡنِیۤ اَذۡکُرۡکُمۡ (بقر) ۲۲۔ ذَرُوۡنِیۤ اَقۡتُلۡ ۲۳۔ اُدۡعُوۡنِیۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ

ہر دو۔ غافر تینوں کو مکی ۲۴-۲۵ اَوۡزِعۡنِیۤ اَنۡ (نمل واحقاف) دونوں کو ورش و

بزی مفتوح اور باقی ائمہ ساکن پڑھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ ننانوے ۹۹ یاآت اختلافی میں سے مدنی ۹۴ کو نیز ورش مزید دو کو مکی ۸۱ کو

اور ایک کو بخلاف اور بزی مزید سات کو اور بصری ۸۷ کو شامی ۹ کو ان میں سے ایک میں ہشام کو

خلاف ہے اور ہشام مزید ایک کو اور حفص دو کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ یعنی مدنی تین جگہ قالون

مزید دو جگہ مکی دس جگہ اور ایک جگہ بخلاف قنبل مزید سات جگہ اور بصری بارہ جگہ فتح کی مخالفت کرتے ہیں

فائدہ۔ ہمزہ قطعیہ مفتوحہ سے قبل چار یاآت اور ہیں اَرِنِیۤ اَنۡظُرۡ (اعراف) وَلَا تَفۡتِنِّیۤ

اَلَا (توبہ) وَتَرۡحَمۡنِیۤ اَکُنۡ (ہود) فَاتَّبِعۡنِیۤ اَهۡدِكَ (مریم) یہ چاروں باجماع ساکن اور

پہلی قسم (یعنی باجماع ساکن) میں داخل ہیں۔

فصل دوم یاآت اضافت قبل از ہمزہ قطعیہ مکسورہ

ہمزہ قطعیہ مکسورہ سے قبل باون یاآتِ اضافت اختلافی ہیں انکی بھی تین قسمیں ہیں

اول ستائیس یاآت ذیل کو مدنی و بصری مفتوح اور باقی حضرات ساکن پڑھتے ہیں

۱۔ مِنِّیۤ اِلَّا (بقر) ۲۔ مِنِّیۤ اِنَّكَ (آل عمران) ۳۔ رَبِّیۤ اِلٰی۔ (انعام) ۴۔ نَفۡسِیۤ اِنۡ (یونس) ۵ تا ۹

رَبِّیۤ اِنَّهٗ (یونس۔ یوسف۔ مریم۔ عنکبوت۔ سبا) ۱۰۔ عَنِّیۤ اِنَّهٗ (ہود) ۱۱-۱۲۔ اِنِّیۤ اِذًا۔

(ہود و یٰس) ۱۳۔ تُخۡزُوۡنِیۤ اِنۡ (ہود) ۱۴۔ رَبِّیۤ اِنِّیۤ ۱۵۔ نَفۡسِیۤ اِنَّ ۱۶۔ رَبِّیۤ اِنَّ

۱۷۔ اَحۡسَنَ بِیۤ اِذۡ (ہر چہار یوسف) ۱۸۔ رَبِّیۤ اِذًا (اسراء) ۱۹۔ لِذِکۡرِیۤ اِنَّ ۲۰۔

Marfat.com

عَلَیْنِیْ اِذْ ۲۱ وَلَا بِرَأْسِیْ اِنِّیْ (سورۂ طٰہٰ) ۲۲ اِنِّیْ اِلٰہٌ (انبیاء) ۲۳ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا
۲۴ لِاَبِیْ اِنَّہٗ (ہر دو شعراء) ۲۵ بَعْدِیْ اِنَّكَ (ص) ۲۶ اَمْرِیْ اِلَی (غافر) ۲۷ رَبِّیْ اِنَّ (فصلت)
مؤخر الذکر میں قالونؒ کو خلاف[۱] ہے۔

دوم۔ پندرہ یاآت ذیل کے فتح میں مدنی و بصریؒ کیساتھ بعض دیگر حضرات شریک ہیں۔ اور ان کے سوا باقی ساکن پڑھتے ہیں۔ ۱ اٰبَآءِیْ اِبْرٰهِیْمَ (یوسف) ۲ دُعَآءِیْ اِلَّا (نوح) دونوں میں مکی و شامی ۳ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ (مائدہ) ۴ تا ۱۲ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا (یونس ہود۔ دو۔ شعراء۔ پانچ۔ سبا) دسوں میں شامی و حفص۔ ۱۳ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا (ہود) ۱۴ وَحُزْنِیْۤ اِلَی (یوسف) دونوں میں شامی ۱۵ یَدِیَ اِلَیْكَ (مائدہ) میں حفص فتح کے اندر شریک ہیں

سوم۔ دس یاآت ذیل کو صرف مدنی دونوں یا ایک روایت میں مفتوح پڑھتے ہیں۔ اور ایک میں شامی بھی شریک ہیں بصریؒ خلاف اصل اور باقی حضرات حسب قاعدہ ساکن پڑھتے ہیں ۱ و ۲ اَنْصَارِیْ اِلَی (آل عمران و صف) بَنَاتِیْ اِنْ (حجر) ۳ تا ۶ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (کہف قصص صٰفّٰت) بِعِبَادِیْۤ اَنَّكُمْ (شعراء) ۸ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی (ص) آٹھوں میں مدنیؒ ۹ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْۤ اِنَّ (یوسف) میں صرف ورشؒ۔ ۱۰ وَرُسُلِیْۤ اِنَّ (مجادلہ) میں مدنی و شامیؒ مفتوح پڑھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ ورشؒ سب کو قالونؒ بجائز کو اور ایک کو بخلاف۔ بصریؒ بیالیس[۲] کو

---

[۱] جمہور اہل اداء و جملہ ائمہ عراق قالونؒ کے لئے رَبِّیْۤ اِنَّ (فصلت) میں صرف فتح کہتے ہیں۔ یہی۔ ہادی۔ ہدایہ۔ کامل کافی اور تجرید وغیرہ مغربی تصانیف میں ہے بعض نے صرف اسکان نقل کیا ہے تلخیص العبارات و عنوان میں اسکان مروی ہے۔ تذکرہ تیسیر۔ تبصرہ و شاطبیہ میں دونوں وجوہ مروی ہیں۔ دانیؒ مفردات میں کہتے ہیں "میں نے شیخ ابو الفتح اور امام ابو الحسن سے فتح اور اسکان دونوں وجوہ پڑھی ہیں۔ قالونؒ سے احمد بن صالحؒ اور احمد بن یزید نے فتح قاضی اسمٰعیلؒ و ابراہیم بن حسینؒ نے اسکان نقل کیا ہے" اور جامع البیان میں کہتے ہیں "میں نے ابو الفتحؒ سے قالونؒ کے لئے بطریق حلوانیؒ و شحام و ابی نشیط دونوں وجوہ پڑھی ہیں" محقق کہتے ہیں "دونوں وجوہ صحیح مشہور اور معمول بہا ہیں اور فتح زیادہ مشہور ہے اور قیاس کے بہت

کی دو کو۔ شامیؒ پندرہ کو اور حفصؒ گیارہ کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ یعنی بصریؒ نے دس جگہ۔ قالونؒ نے ایک جگہ اور دوسری جگہ بخلاف فتح کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ ہمزۂ قطعیہ مکسورہ سے قبل نو یاآت اور ہیں ۱۔ اَنظِرنِيٓ اِلٰى (اعراف) ۲-۳ فَاَنظِرنِيٓ اِلٰى (حجر ص) ۴ يَدعُونَنِيٓ اِلَيهِ (يوسف) ۵ يُصَدِّقُنِيٓ اِنِّيٓ (قصص ۔ يُصَدِّقُنِي کی یا مراد ہے) ۶ تَدعُونَنِيٓ اِلَى ۷ تَدعُونَنِيٓ اِلَيهِ ۸ فِي ذُرِّيَّتِيٓ اِنِّي (احقاف) ۹ اَخَّرتَنِيٓ اِلٰى (منفقون) یہ نوکی نو باجماع ساکن اور پہلی قسم میں داخل ہیں۔

فصل سوم یاآت اضافت قبل از ہمزۂ قطعیہ مضمومہ

ہمزۂ قطعیہ مضمومہ سے قبل دس یاآت اضافت اختلافی ہیں مدنی اُن کو مفتوح اور باقی حضرات ساکن پڑھتے ہیں اور ان میں اس قاعدہ کی کسی نے مخالفت نہیں کی ۱۔ اِنِّيٓ اُعِيذُهَا (آل عمران) ۲-۳۔ اِنِّيٓ اُرِيدُ۔ (مائدہ قصص) ۴ فَاِنِّيٓ اُعَذِّبُهٗ۔ (مائدہ) ۵-۶۔ اِنِّيٓ اُمِرتُ (انعام زمر) ۷ عَذَابِيٓ اُصِيبُ (اعراف) ۸ اِنِّيٓ اُشهِدُ اللّٰهَ (ہود) ۹ اَنِّيٓ اُوفِ (یوسف) ۱۰ اِنِّيٓ اُلقِيَ (نمل)۔

فائدہ۔ ہمزۂ قطعیہ مضمومہ سے قبل دو یاآت اور ہیں بِعَهدِيٓ اُوفِ (بقرہ) اٰتُونِيٓ اُفرِغ (کہف) یہ دونوں باجماع ساکن اور پہلی قسم میں داخل ہیں۔

تنبیہ۔ ہمزۂ قطعیہ سے قبل جو ائمہ یا کو ساکن پڑھتے ہیں انکے لیے وصلاً مد منفصل ہوتا ہے۔

فصل چہارم یاآت اضافت قبل از الف لام تعریف

الف لام تعریف سے قبل چودہ یاآت اضافت اختلافی ہیں اور اُن کی دو نوعیں ہیں۔

Marfat.com

اول نو یاات ذیل کو حمزہؒ ساکن اور باقی ائمہ مفتوح پڑھتے ہیں ۱ رَبِّيَ الَّذِي (بقرہ) ۲ حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ (اعراف) ۳ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ (مریم) ۴ مَسَّنِيَ الضُّرُّ ۵ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (انبیاء) ۶ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا) ۷ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ (ص) ۸ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ (زمر) ۹ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ (ملک)

دوم پانچ یاات ذیل کے اسکان میں بعض دیگر حضرات حمزہؒ کے ساتھ شریک ہیں باقی ائمہ مفتوح پڑھتے ہیں ۱ عَهْدِيَ الظّٰلِمِيْنَ (بقرہ) میں حفصؒ ۲ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ (اعراف) میں شامیؒ ۳ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ (ابراہیم) میں شامیؒ و کسائیؒ ۴-۵ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ (عنکبوت زمر) میں بصریؒ و کسائیؒ اسکان میں حمزہؒ کے ساتھ شریک ہیں

فائدہ الف لام تعریف سے قبل اٹھارہ یاات اضافت باجماع مفتوح ہیں جو دوسری قسم میں بیان ہوئیں

فصل پنجم یاات اضافت قبل از ہمزہ وصلیہ منفردہ

ہمزہ وصلیہ منفردہ سے قبل سات یاات اضافت اختلافی واقع ہوئی ہیں حرمیؒ و بصریؒ کا مذہب فتح اور باقی ائمہ کا مسلک سکون ہے لیکن حرمیانؒ نے چند جگہ اس قاعدہ کی مخالفت کی ہے اس لئے اس کی تین حالتیں ہیں

اول ۱-۲ لِنَفْسِيَ اذْهَبْ + فِيْ ذِكْرِيَ اذْهَبَا (طٰہٰ) ۳ مِنْ بَعْدِيَ اسْمُهٗ (صف) تینوں کو حرمیؒ و بصریؒ مفتوح پڑھتے ہیں اور موخر الذکر کی فتح میں ابوبکرؒ بھی شریک ہیں ۴ اِنَّ قَوْمِيَ اتَّخَذُوْا (فرقان) میں مدنیؒ بزیؒ اور بصریؒ فتح پڑھتے ہیں۔

دوم ۵ اِنِّيَ اصْطَفَيْتُكَ (اعراف) ۶ اَخِيَ اشْدُدْ (طٰہٰ) دونوں کو مکیؒ و بصریؒ نے مفتوح پڑھا ہے۔

سوم ۷ يٰلَيْتَنِيَ اتَّخَذْتُ (فرقان) کو صرف بصریؒ مفتوح اور باقی حضرات سب کو ساکن پڑھتے ہیں ہمزہ وصل منفردہ سے قبل اور کوئی یا نہیں ہے۔ بلکہ ان میں بھی

۱ منادیٰ کے بعد یاء اضافت ہر جگہ رسم و تلفظ سے ساقط و محذوف ہے۔ مگر صرف اس کلمہ اور ان دونوں مقامات میں ساکن البدل کی وجہ سے باجماع مصاحف مرسوم ہے۔

Marfat.com

أَخِيِّ أَشْدُدْ (طٰهٰ) کی یا شامیؒ کی قراءۃ میں قبل از ہمزۂ قطعیہ مفتوحہ ہے۔

تنبیہ:۔ الف لام تعریف اور ہمزۂ وصلیہ منفردہ سے قبل قرأت سکون میں یا وصلاً ساقط ہو جاتی ہے اور وقفاً باقی رہتی ہے۔

فصل ششم یاآت اضافت قبل از دیگر حروف

دیگر حروف سے قبل تیس یاآت اختلافی واقع ہوئی ہیں اُن کی بابت کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا حفصؒ نے اکثر جگہ فتح پڑھا ہے۔

۱ مَحْيَايَ (انعام) میں غیر نافعؒ فتح پڑھتے۔ ورشؒ کے لیئے اُنکی اختیار کردہ دوسری وجہ فتح ہے۔ ۲ وَمَالِيَ لَا (یٰسٓ) میں غیر حمزہؒ ۳ مَالِيَ لَا (نمل) میں مکیؒ ہشامؒ۔ عاصمؒ اور اور کسائیؒ فتح پڑھتے ہیں۔

۴ وَجْهِيَ لِلّٰهِ (آل عمران) ۵ وَجْهِيَ لِلَّذِي (انعام) دونوں میں مدنی شامیؒ اور حفصؒ ۶ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ۔ (بقرہ وحج) ۸ وَلِيَ دِينِ (کفرون) تینوں میں مدنیؒ۔ ہشامؒ وحفصؒ فتح پڑھتے ہیں۔ اور حج والے میں بزیؒ بھی بخلاف شریک ہیں۔

۹ وَلِيَ فِيهَا (طٰہٰ) ۱۰ وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (شعراء) دونوں میں ورشؒ وحفصؒ ۱۱ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا (نوح) میں ہشامؒ وحفصؒ فتح پڑھتے ہیں

ـــ

۱ مَحْيَايَ میں نافعؒ کی قرأت صرف اسکان ہے۔ دانیؒ نے شیخ ابوالقاسم خاقانیؒ اور امام ابوالحسنؒ سے صرف اسکان پڑھا ہے خود کہتے ہیں کہ مصر و مغرب کے عام اہل ادا اسکان پر متفق ہیں۔ ورشؒ نے نافعؒ سے سماعاً وتلاوۃً اسکان ہی پڑھا ہے اور فتح عربیت میں اقوی ہونے کی وجہ سے ورشؒ نے خود اختیار کیا ہے۔ میں نے شیخ ابوالفتحؒ سے فتح ہی پڑھا ہے۔ محقق کہتے ہیں ورشؒ سے دونوں وجوہ صحیح ثابت ہیں مگر نافعؒ کی قراءۃ اسکان ہے۔ ابوشامہؒ نے اسکان کی تضعیف کی ہے جو سراسر لغو اور باطل ہے کیونکہ اسکان منصوص ہے مجتہدات سے نہیں ہے۔ اور یہی ایک کلمہ ہے جسمیں الف کے بعد یا کا اسکان روایت کیا گیا ہے۔ لہٰذا اسکان والوں کے لیئے مد لازم ہوتا ہے جسمیں وقفاً توسط و قصر جائز نہیں اور متحرک پڑھنے والوں کے لیئے وقفاً وجوہ ثلٰثہ جائز ہیں کیونکہ اُن کے لیئے سکون عارضی وقفی ہے اور یاء اضافت کی حرکت ساکن ماقبل کی بنا پر اصلی بنی ہوئی ہے جیسا کہ حَيْثُ اور كَيْفَ میں ثا و فا کی حرکت اصل ہو گئی ہے برخلاف دُعَآئِيَ إِلَّا کے کہ اسمیں ہمزہ مابعد کی وجہ سے حرکت آئی ہے اور عارضی ہے لہٰذا اگر اسپر وقف کیا جائے تو ورشؒ کے لیئے مد بدل کی وجوہ ثلٰثہ جائز

Marfat.com

۱۲ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ (انعام) میں مدنی ۱۳ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتْ (مریم) ۱۴ ثُمَّ كِيْدُوْنِيْ فَلَا (اعراف)
دونوں میں مکی ۱۵ صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا (انعام) ۱۶ اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ (عنکبوت)
دونوں میں شامی فتح پڑھتے ہیں۔

۱۷ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ (بقرہ) ۱۸ لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ (دخان) دونوں کو ورش ۱۹
مَعِيَ بَنِيْٓ (اعراف) ۲۰ مَعِيَ عَدُوًّا (توبہ) ۲۱ لِيَ عَلَيْكُمْ (ابراہیم) ۲۲-۲۴
مَعِيَ صَبْرًا (کہف تین) ۲۵ مَعِيَ وَذِكْرُ (انبیاء) ۲۶ مَعِيَ رَبِّيْ (شعراء)
۲۷ مَعِيَ رِدْاً (قصص) ۲۸ وَلِيَ نَعْجَةٌ ۔ ۲۹ لِيَ مِنْ عِلْمٍ (ہر دو ص)
ان گیارہ کو حفص مفتوح پڑھتے ہیں

۳۰ يٰعِبَادِيَ لَا خَوْفٌ (زخرف) کو ابوبکر وصلاً مفتوح وقفاً ساکن۔ مدنی بصری
اور شامی حالین میں ساکن پڑھتے ہیں اور باقی ائمہ حالین میں محذوف رکھتے ہیں۔
مسئلہ۔ حرکت یاء اضافت کا اختلاف وصلی ہے وقفاً بلا خلاف اسکان ہوتا ہے

باب ششم حذف و اثبات یاآت زوائد

یاآت زوائد اُن کو کہتے ہیں جو مصاحف عثمانیہ میں مرسوم نہیں ہیں۔ اور ان میں صرف وصلاً یا وصلاً و وقفاً حذف و اثبات کا اختلاف ہوتا ہے۔ حرکت و اسکان کا نہیں ہوتا۔ انکی دو قسمیں ہیں ۱ منادیٰ کے بعد ۲ غیر منادیٰ کے بعد۔ پہلی قسم منادیٰ کی بعد یا کبھی جزو کلمہ نہیں ہوتی ہمیشہ یاء ضمیر ہوتی ہے اور حالین میں اسکے حذف پر اجماع ہے۔ خواہ حرف ما

۱ يٰعِبَادِيْ (زخرف) مصحف مدینہ و شام میں بالیاء اور مصحف مکہ و عراق میں بحذف یاء مرسوم تھا اور یہی ایک کلمہ ہے جسمیں منادیٰ کے بعد قبل از متحرک یاء اضافت مرسوم ہے۔ اسی بناء پر اسمیں حرکت و اسکان اور اثبات و حذف کا اختلاف ہے اور اسی وجہ سے دانی نے اسکو یاآت اضافت اور زوائد دونوں میں لیا ہے ۲ جن یاء کے اثبات میں صرف وقفاً اختلاف ہوا اسکو زائدہ نہیں کہتے۔ ایسی یاآت باب الرسم میں بیان ہونگیں۔

موجود ہو یا مقدر اور کسرہ اسکا قایم مقام مقصود ہوتا ہے جیسے یٰرَبِّ یٰعِبَادِ۔ یٰقَوْمِ۔ رَبِّ اِنِّی ولیکن مین جگہ (عنکبوت اور اخر زمر میں ساکن مابعد کی وجہ سے باجماع اور زخرف میں بخلاف منادی کے بعد بھی یا مرسوم ہے ان تینوں کا ذکر باب ماسبق میں گذرا

قسم دوم۔ غیر منادی کے بعد یعنی دیگر اسماء و افعال کے ساتھ اس باب میں یہی زیر بحث ہے سے زائدہ بھی ہوتی ہے یعنی نصب و جر کے محل میں یا ضمیر اور لام فعل بھی جیسے دَاعِ۔ یَسْرِ وغیرہ۔ مؤخر الذکر اٹھارہ میں تیرہ وسط آیات میں اور پانچ رؤس آیات پر ان سب میں اختلاف ہے۔ مقدم الذکر ایک سو تین ہیں ١٠٣ اگر فَلَا تَسْئَلْنِی (کہف) کو شمار نہ کریں جو باجماع مرسوم ہے۔ ان میں سے بائیس ٢٢ وسط آیات میں ہیں یہ بھی سب مختلف فیہ ہیں اور اکیاسی ٨١ رؤس آیات پر ان میں سے بھی بائیس میں اختلاف ہے۔ باقی انسٹھ [1] کے حذف پر قراء سبعہ کا اجماع ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ قراء سبعہ کے نزدیک مختلف فیہ باسٹھ ٦٢ ہیں ہم ان اٹھارہ یاءات کو

---

[1] یہ حسب ذیل ہیں ١ فَارْهَبُوْنِ (بقرہ و نحل) ٢ تا ٦ فَاتَّقُوْنِ (بقرہ۔ نحل۔ مؤمنون۔ زمر) ٧ تا ١٧ وَاَطِيْعُوْنِ۔ (آل عمران۔ شعراء آٹھ۔ زخرف۔ نوح) ١٨-١٩ فَلَا تُنْظِرُوْنِ (اعراف۔ یونس) ٢٠ ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ (ہود) ٢١-٢٣ عِقَابِ (رعد۔ ص۔ غافر) ٢٤ تا ٢٦ فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء دو عنکبوت) ٢٧-٢٨ تَسْتَعْجِلُوْنِ (انبیاء۔ ذریت) ٢٩ تا ٣١ يُكَذِّبُوْنِ (مؤمنون ٢۔ شعراء) ٣٢-٣٣ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ (شعراء و قصص) ٣٤ تا ٣٦ سَيَهْدِيْنِ (شعراء۔ صفت۔ زخرف) ٣٧ فَهُوَ يَهْدِيْنِ (شعراء) ٣٨ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (بقرہ) ٣٩ فَاَرْسِلُوْنِ ٤٠ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ٤١ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (یوسف) ٤٢ مَتَابِ ٤٣ مَاٰبِ (رعد) ٤٤ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ٤٥ وَلَا تُخْزُوْنِ (حجر) ٤٦ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ٤٧ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ٤٨ وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (مؤمنون) ٤٩ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ٥٠ وَيَشْفِيْنِ ٥١ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ٥٢ ثُمَّ يُحْيِيْنِ (چار شعراء) ٥٣ حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ (نمل) ٥٤ فَاسْمَعُوْنِ (یٰس) ٥٥ عِقَابِ (ص) ٥٦ لِيَعْبُدُوْنِ ٥٧ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ (ذریت) ٥٨ فَكِيْدُوْنِ (مرسلت) ٥٩ دِيْنِ (کافرون)

[2] دانی نے نمل و زمر کی دونوں یاءات کو خارج کر کے انسٹھ بتائی ہیں زخرف کی یا کو یاءات اضافت اور زوائد دونوں میں شامل کیا ہے جیسا کہ اوپر درج ہوا۔ شاطبی نے پہلی دونوں کو باجماع مصاحف مرسوم نہ ہونے کی وجہ سے باب زوائد میں اور تیسری کو مصاحف مدینہ و شام میں مرسوم ہونے کی وجہ سے باب اضافت میں لیا ہے طلباء کے لیے یہ زیادہ آسان ہے ایک اور لطیفہ یہ ہے کہ دانی نے فَلَا تَسْئَلْنِی (کہف) کو زوائد میں گنا ہے حالانکہ وہ باجماع مصاحف مرسوم ہے اسی وجہ سے شاطبی نے اسکو داخل نظم نہیں کیا اور تیسیر کو لے لیا مگر یہ خلاف طریقہ ہے۔ اسی وجہ سے دانی نے اسکو نہیں گنا۔ حق یہ ہے کہ تسئلنی میں

Marfat.com

جولام فعل ہیں اور اُن بائیس یاآت کو جو زائدہ وسط آیات میں ہیں ایک فصل میں اور اُن زائدہ کو جو رؤس آیات میں ہیں دوسری فصل میں بیان کرتے ہیں۔

پہلے طلباء یہ یاد رکھیں کہ کل حالین ہیں۔ مدنیؒ اور بصریؒ وصلاً اثبات کرتے ہیں اس قاعدہ کو ہر جگہ پیش نظر رکھا جائے اور صرف وصلاً اثبات کرنیوالوں کے لیے بحالت روم بھی اثبات نہیں ہے کیونکہ وہ بھی وقف ہے۔ باقی حضرات کا مذہب حذف ہے مگر ہشامؒ نے ایک جگہ حالین میں حفصؒ نے ایک جگہ وصلاً اور وقفاً بخلاف حمزہؒ نے ایک جگہ حالین میں اور ایک جگہ وصلاً اور کسائیؒ نے دو جگہ وصلاً اثبات کیا ہے اور ہر یاء زائدہ ساکنہ کے بعد جسکا اثبات کیا جائے حرکت لازمی ہے

فصل اوّل اُن چالیس یاآت میں جو لام کلمہ یا وسط آیات میں زائدہ ہیں

تنبیہ شناخت کے لئے ہم اُن یاآت کے بعد جو لام کلمہ ہیں ل اور جو رؤس آیات پر ہیں انکے بعد ل و۔ را۔ درج کرینگے اور باقی یاآت ضمیر ہیں۔

۱ یَوۡمَ یَاۡتِ (ہود) ۲ مَا کُنَّا نَبۡغِ (کہف) ۳ اَلۡجَوَارِ (شوریٰ) ۴ اَلۡمُنَادِ (ق) ۵ اِلَی الدَّاعِ (قمر) ۶ اِذَا یَسۡرِ (فجر) ۷ لَئِنۡ اَخَّرۡتَنِ (اسراء) ۸ اَنۡ یَّهۡدِیَنِ ۹ اَنۡ یُّؤۡتِیَنِ ۱۰ اَنۡ تُعَلِّمَنِ (ہر سہ کہف) ۱۱ اَلَّا تَتَّبِعَنِ (طہ) ۱۲ اَتُمِدُّوۡنَنِ (نمل) ان میں حرمیؒ و بصریؒ نے اثبات کیا ہے پہلی دونوں یاآت میں کسائیؒ وصلاً اور مؤخر الذکر میں حمزہؒ حالین میں[1] ہیں ۔

۱۳ وَالۡبَادِ (حج) ۱۴ کَالۡجَوَابِ (سبا) دونوں جگہ ورشؒ مکی اور بصریؒ۔ ۱۵-۱۶ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ (اسراء و کہف) ۱۷ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (آل عمران) تینوں میں نافعؒ و بصریؒ۔ ۱۸ دَعۡوَةَ الدَّاعِ (بقر) ۱۹ اِذَا دَعَانِ (بقر) دونوں میں ورشؒ و بصریؒ اور قالونؒ

[1] امام حمزہ نون کا نون میں ادغام ہو کرتے ہیں جیسا کہ باب اعزش میں آئیگا ۱۲

بخلاف اثبات کرتے ہیں مگر قالونؒ کے لئے حذف[۱] مقدم اور اصح اور مطابق طریقہ ہے

اثبات زیادات قصیدہ سے ہے لیکن متروک نہیں 333

اِن تَرَنِ (کہف) ۲۱ اِتَّبِعُوْنِ (غافر) دونوں میں قالونؒ و مکیؒ و بصریؒ ۲۲

حَتّٰی تُؤْتُوْنِ (یوسف) میں مکیؒ و بصریؒ ۲۳ فَلَا تَسْئَلْنِ (ہود) میں ورشؒ و بصریؒ ۲۴ اَیَدَعُ

الدَّاعِ (قمر) میں ورشؒ بزیؒ و بصریؒ ۲۵ وَاتَّقُوْنِ (بقرہ) ۲۶ وَخَافُوْنِ (آل عمران)

۲۷ وَاخْشَوْنِ (مائدہ) ۲۸ وَقَدْ هَدَانِ (انعام) ۲۹ وَلَا تُخْزُوْنِ (ہود) ۳۰

بِمَا اَشْرَكْتُمُوْنِ (ابراہیم) ۳۱ وَاتَّبِعُوْنِ (زخرف) ۳۲ ثُمَّ كِيْدُوْنِ (اعراف)

ان آٹھوں میں بصریؒ اثبات کرتے ہیں اور موخر الذکر میں ہشامؒ نے بھی حالین میں اثبات کیا ہے

ہمارے طرق پر حذف درست نہیں[۲]

۳۳ التَّلَاقِ ۳۴ التَّنَادِ (دونوں غافر) میں ورشؒ و مکیؒ و قالونؒ بخلاف اثبات کرتے ہیں

[۱] دَاعِ اور دَعَانِ میں قالونؒ کیلئے جمہور اہل مغرب حذف کہتے ہیں۔ تیسیر۔ کافی۔ ہادی۔ ہدایہ۔ تبصرہ اور تلخیص وغیرہ میں حذف ہی مروی ہے۔ سبط الخیاطؒ نے مبہج میں اور حافظ ابو العلاءؒ نے غایہ میں اثبات روایت کیا ہے۔ شاطبیؒ نے اثبات نقل کیا ہے مگر اسکو مشاہیر کا مذہب نہیں بتایا۔ محققؒ دونوں کی تصحیح کر کے کہتے ہیں "حذف اکثر کے نزدیک مختار اور اشہر ہے"

[۲] دانیؒ نے باب الزوائد تیسیر میں ہشامؒ کے لیئے اثبات بلاخلاف اور باب الفرش میں بخلاف درج کیا ہے۔ شاطبیؒ نے اسکو پیش نظر رکھ کر خلاف نقل کر دیا۔ حالانکہ ہمارے طرق پر حذف صحیح نہیں۔ دانیؒ جامع البیان میں کہتے ہیں "میں نے ابو الفتحؒ اور ابو الحسنؒ سے بطریق حلوانیؒ ہشامؒ کے لیئے اثبات پڑھا ہے" اور مفردات میں کہتے ہیں "ہشامؒ نے ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا میں وصلاً و وقفاً اثبات پڑھا ہے۔ خلاف بھی حکایت کیا گیا ہے مگر میں حالین میں اثبات لیتا ہوں" یہ صریح و صاف نص ہے کہ اثبات ہی ماخوذ ہے۔ محققؒ کہتے ہیں کہ جب دانیؒ اثبات پڑھتے اور لیتے تھے تو ان کے طریقہ سے حذف کیسے لیا جا سکتا ہے؟ بعض اہل ادا نے ہشامؒ کے لیئے صرف وصلاً اثبات روایت کیا ہے۔ غالباً دانیؒ نے خلاف کا اشارہ اسی کیطرف کیا ہے یعنی وقف میں خلاف ہے۔ شاطبیؒ نے ظاہر تیسیر کا اتباع کیا ہے۔ اسکے بعد کہتے ہیں "وصلاً ہشامؒ کے لئے حذف ہماری کتاب کے کسی طریقہ سے اور ہمارے ائمہ میں سے کسی امامؒ سے ثابت و منصوص نہیں۔ البتہ وقفاً طریق نشر سے حذف و اثبات دونوں صحیح ہیں اور وصلاً اثبات کے سوا کوئی وجہ جائز نہیں" حق یہ ہے کہ ہمارے طرق پر ہشامؒ کے لیئے حالین میں صرف اثبات ہے حذف جائز نہیں۔ دونوں ائمہ اسمیں طریقہ سے نکل گئے۔

مگر قالونؒ کے لیے اثبات خلاف طریقہ او ضعیف ہے[۵۱] ۳۵ بِالْوَادِ (فجر) میں ورشؒ وکیؒ اثبات کرتے ہیں قنبلؒ کو وقفاً خلاف ہے ۳۶ اَلْمُتَعَالِ (رعد) میں کیؒ اثبات کرتے ہیں ۳۷ وَمَنْ یَتَّقِ (یوسف) میں بلا خلاف اور ۳۸ نَرْتَعِ (یوسف) میں بخلاف قنبلؒ اثبات کرتے ہیں۔ مؤخر الذکر میں اثبات خلاف طریقہ ہے[۵۲]۔

۳۹ فَمَا اٰتٰنِیَ اللّٰهُ (نمل) میں مدنیؒ بصریؒ اور حفصؒ وصلاً باثبات یاء مفتوحہ اور وقفاً ورشؒ بحذف اور قالونؒ و بصریؒ حفصؒ باثبات[۵۳] و حذف پڑھتے ہیں ۴۰ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ (زمر) میں سوسیؒ بخلاف وصلاً باثبات یاء مفتوحہ اور وقفاً باثبات یاء ساکنہ پڑھتے ہیں سوسیؒ کے لیے حالتین میں اثبات معمول و ماخوذ ہے مگر خلاف طریقہ ہے[۵۴] ابن جریرؒ کے طریقہ سے

[۵۱] تَلَاقِ اور تَنَادِ میں قالونؒ کے لیے دانیؒ اور شاطبیؒ دونوں نے اثبات بخلاف بیان کیا ہے مگر اس اثبات میں شیخ عبدالباقیؒ متفرد اور تمام رواۃ کے خلاف ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں کہ ابو نشیطؒ و حلوانیؒ سے کسی نے اثبات نقل نہیں کیا۔ بلکہ ابو مروانؒ کے سوا قالونؒ سے بھی اور کوئی اثبات روایت نہیں کرتا۔ ابراہیم اور احمد ابناء قالونؒ ابراہیم بن دازیلؒ۔ احمد بن صالحؒ۔ قاضی اسمٰعیلؒ حسن بن علی الشحامؒ حسین بن عبداللہ معلمؒ۔ عبداللہ بن عیسےٰ مدنیؒ۔ عبیداللہ بن محمد عمریؒ۔ محمد بن عبدالحکیمؒ۔ محمد بن ہارون مروزیؒ۔ مصعب بن ابراہیمؒ۔ زبیر ابن محمد زبیریؒ۔ اور عبداللہ بن فلیحؒ وغیرہ تمام تلامذہ قالونؒ کا حذف پر اجماع ہے"
[۵۲] دانیؒ نے باب الزوائد تیسیر میں نَرْتَعِ کو قطعاً نہیں لیا۔ باب الفرش سورۂ یوسف میں کہتے ہیں کہ انہیں دو محذوفوں میں نَرْتَعِ اور یَتَّقِ یعنی یہاں ہی اسکو درایۃً بیان نہیں کیا۔ بر حسب عادت حکایتاً کہتے ہیں "ابو ربیعہؒ اور ابن الصباحؒ نے قنبلؒ سے نَرْتَعِ میں اثبات روایت کیا ہے۔ باقی تمام رواۃ حذف کہتے ہیں" تیسیر میں روایت قنبلؒ کا طریق ابن مجاہدؒ ہیں ان کا مذہب صرف حذف ہے۔ محققؒ کہتے ہیں کہ ابن شنبوذؒ نے تمام طرق سے اثبات روایت کیا ہے۔ یہی ابو ربیعہؒ ابن الصباحؒ ابن بقرہؒ نظیفؒ اور زینبیؒ وغیرہ کی روایت ہے لیکن ابن مجاہدؒ نے صرف حذف روایت کیا ہے۔ یہی عباس بن فضلؒ عبدالعزیز بن احمد بلخیؒ۔ احمد بن محمد یقطینیؒ۔ ابراہیم بن عبدالرزاقؒ۔ ابن بویانؒ وغیرہ کی روایت ہے۔ دونوں وجوہ صحیح اور تیسیر و شاطبیہ میں ہیں مگر اثبات ان کے طریقے سے نہیں۔ لہٰذا یہ ان مقامات میں سے ہے جہاں صاحب تیسیر طریقہ سے نکل گئے!! تعجب ہے کہ محققؒ نے دانیؒ کو کسطرح طریقہ سے باہر کہدیا۔ حالانکہ انہوں نے اسکو روایتاً نہیں حکایتاً لیا ہے۔ البتہ شاطبیؒ سے اثبات روایتاً مفہوم ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ طریقہ سے باہر ہیں۔
[۵۳] قالونؒ و بصریؒ و حفصؒ کے لیے وقفاً ابن مجاہدؒ۔ ابوالحسنؒ۔ ابوالفتح عبدالواحدؒ اور ابو محمد مکیؒ وغیرہ کا مذہب اثبات ہے۔ اور جمہور اہل عراق کا مسلک حذف ہے۔ تیسیر و شاطبیہ اور تجرید وغیرہ میں دونوں وجہ مروی اور دونوں صحیح ہیں۔
[۵۴] دانیؒ نے ابوالفتحؒ سے سوسیؒ کے لیے بطریق محمد بن اسمٰعیل قرشیؒ وصلاً زمر میں یاء مفتوحہ کا اثبات پڑھا ہے یہی اکثر اہل عراق کا مذہب ہے۔ وقفاً اختلاف ہے حافظ ابوالعلاءؒ اور سبط الخیاطؒ اثبات اور ابن الفحامؒ وغیرہ حذف کہتے ہیں۔ یہی دانیؒ کے نزدیک مختار ہے۔ چنانچہ تیسیر میں کہتے ہیں۔ ابو حمدونؒ وغیرہ نے یزیدیؒ سے

صرف حذف ہے۔ زوائد میں سے یہی دو یاآت ہیں جنہیں ساکن مابعد کی وجہ سے اہل اثبات نے فتح پڑھا ہے

فصل دوم ان زوائد میں جو ضمیر اور رأس آیات ہیں

۱ وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (ابراہیم) میں ورش بزی بصری حسب قاعدہ اور حمزہ وصلاً اثبات کرتے ہیں ۲ اَکْرَمَنِ ۳ اَهَانَنِ (رہر دو فجر) میں مکی و بزی اثبات کرتے ہیں۔ بصری کے لیئے بعض نے حذف و اثبات میں تخییر روایت کی ہے مگر ہمارے طرق پر حذف اولیٰ ہے ۴ تا ۶۔ وَعِيْدِ (ابراہیم۔ ق دو) ۷ تا ۱۰ نَكِيْرِ (حج۔ سبا۔ فاطر۔ ملک) ۱۱ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ۔ (قصص) ۱۲ وَلَا يُنْقِذُوْنِ۔ (یٰس) ۱۳ لَتُرْدِيْنِ (صٰفٰت) ۱۴ اَنْ تَرْجُمُوْنِ۔ ۱۵ فَاعْتَزِلُوْنِ (ہر دو دخان) ۱۶ تا ۲۱ وَنُذُرِ (قمر چھ) ۲۲ نَذِيْرِ (ملک) ان سب میں ورش اثبات کرتے ہیں۔

تنبیہ اس باب میں جو کلمات محذوف الیاء مختلف فیہ بیان ہوئے ہیں اُن میں سے

---

* (بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وصلاً اثبات مفتوحہ اور وقفاً حذف روایت کیا ہے اور میرے نزدیک ابو عمروؒ کے قول اتباع رسم کا قیاس یہی ہے“ باقی تمام اہل اداء نے حالین میں حذف روایت کیا ہے۔ یہی تذکرہ۔ کافی۔ عنوان۔ اور تلخیص العبارات میں ہے۔ محقق کہتے ہیں ”دانی نے ابو الحسنؒ اور ابو الفتحؒ کے بطرق ابن جریرؒ وغیرہ حالین میں حذف پڑھا ہے یہی تیسیر میں ہونا چاہیے تھا۔ پھر کہتے ہیں“ دیگر طرق سے وصلاً اثبات مفتوحہ اور حذف اور وقفاً اثبات ساکنہ اور حذف صحیح اور منصوص ہے“ خلاصہ یہ ہے کہ علامہ دانیؒ اسمیں طریقہ سے نکل گئے مگر وجوہ بیان کردہ ماخوذ و معمول ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱ دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں بصری نے حذف و اثبات میں مختار کیا ہے لیکن رؤس آیات کے متعلق انکا مقولہ حذف کو لازم کرتا ہے۔ میں نے حذف ہی پڑھا ہے اور حذف ہی اختیار کرتا ہوں“ شاطبیؒ کہتے ہیں ”بصریؒ کیلئے حذف اولیٰ قرار دیا گیا ہے“ ہادی۔ ہدایہ۔ تلخیص اور کامل میں تخییر مذکور ہے۔ تذکرہ۔ عنوان۔ تبصرہ اور کافی میں حذف مروی ہے یہی جمہور اہل عراق کا مسلک ہے۔ ارشاد و مبہج میں صرف اثبات ہے۔ ابن بلیمہؒ نے دونوں وجوہ بیان کی ہیں۔ محققؒ کہتے ہیں ”دونوں وجوہ مشہور ہیں تخییر اکثر کا مذہب ہے اور حذف بہت زیادہ مشہور ہے“

Marfat.com

بعض کلمات[1] دیگر مقامات میں اجمالاً لیا مرسوم ہیں۔

باب بست و یکم اصول متفرق

ابواب سابق میں جو اختلافات بیان کیئے گئے ہیں اُن کے علاوہ بعض اصولی اختلاف اور ہیں جن میں مذاہب قرار بطور کلیہ بیان ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے حروف ہیں جن کے اختلاف کو کُلّی تو نہیں کہہ سکتے مگر وہ ایک سے زیادہ مقامات میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارے شیوخ و ائمہ انکو اسطرح بیان کیا کرتے ہیں کہ دورانِ فرش میں جو ایسا کلمہ آتا ہے وہاں اسکا حکم درج کر دیتے ہیں۔ اسکے بعد پھر بیان نہیں کرتے۔ اکثر آدمیوں کو عموماً ہر کلمہ کا محل وقوع یاد نہیں ہوتا جس سے ضرورت کے وقت ان کی تلاش میں دشواری ہوتی ہے۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لیئے ہم نے یہ دو باب مستقل درج کئے ہیں ایک میں اصول متفرق اور دوسرے میں فرش مکرر بہ ترتیب حروف تہجی بیان کئے ہیں اور کثیر الوقوع کے سوا ہر حرف کے مقامات درج کر دیئے ہیں تاکہ آسانی سے ضبط ہو سکیں۔

دونوں بابوں میں پہلے کلمہ قرآن بروایت حفص درج کیا ہے پھر اختلاف قراءت بیان کر کے حسب ضرورت اختلافی صورت دکھائی ہے۔ اس باب میں اصول متفرق اور آئندہ باب میں فرش مکرر بیان ہونگے۔ واللہ الموفق

[1] چنانچہ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ[2] يَأْتِيَ بِالشَّمْسِ (ہر دو بقرہ)[3] فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ (آل عمران)[4] فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ (اعراف)[5] فَكِيدُونِي جَمِيعًا (ہود)[6] مَا نَبْغِي هَٰذِهِ[7] وَمَنِ اتَّبَعَنِي (ہر دو یوسف)[8] فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ (کہف)[9] فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا (طہ)[10] أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ (قصص)[11] وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا (یس)[12] لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ (منفقون)[13] دُعَائِي إِلَّا (نوح)[14-15] يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ (عنکبوت و زمر) مصنف نے کیا [16] بِهَادِي الْعُمْيِ (نمل) کو لحق کر سکتے ہیں۔ مؤخر الذکر میں ساکن مابعد کی وجہ سے کوئی یا نہیں پڑھتا اور اس سے پہلے چار میں یائت کا ذکر باب یاآت اضافت میں گزرا اور فَلَا تَسْأَلْنِي میں ابن ذکوان بخلاف حذف کرتے ہیں باقی ائمہ کے نزدیک اثبات ہے۔

(۱) لفظ اَنَا ضمیر منفصل واحد متکلم، قالونؒ مصاحف میں باثبات الف لکھا ہوا ہے تاکہ اِنْ اَنْ ۔ اِنَّ اور اَنَّ سے ممتاز ہو سکے۔ وصلاً تمام قراء اسکو بحذف الف پڑھتے ہیں اور وقفاً باجماع اثبات کرتے ہیں لیکن لٰکِنَّا (کہف) کو شامیؒ نے اور اَنَا کو جب اسکے بعد ہمزہ قطعیہ مفتوحہ[1] یا مضمومہ واقع ہو۔ مدنیؒ نے وصلاً بھی باثبات پڑھا ہے جیسے اَنَا اَوَّلُ اور اَنَا اُحْیِ۔ وغیرہ اور ہمزہ قطعیہ مکسورہ سے قبل صرف قالونؒ بخلاف اثبات کرتے ہیں اور بحالتِ اثبات حسب قاعدہ مد منفصل ہوتا ہے۔

(۲) اُکُلُ[2] جب ہاءِ تانیث کی جانب مضاف ہو تو حرمیؒ و بصریؒ اور دیگر حالات میں حرمیؒ سکون کاف سے اُکْلُہَا۔ اُکْلَہٗ۔ اُکُلٍ۔ فِی الْاُکُلِ اور باقی ضمہ کاف سے پڑھتے ہیں۔

(۳) اُذُنٌ نکرہ ہو یا معرفہ مدنیؒ سکون ذال سے اُذْنٌ۔ وَالْاُذْنَ اور باقی ضمۂ ذال سے پڑھتے ہیں۔

(۴) اَرِنَا۔ اور اَرِنِیْ۔ مکیؒ و سوسیؒ سکون را سے اَرْنَا۔ اَرْنِیْ۔ دوریؒ اختلاس[3] کسرۂ را سے اور باقی کسرۂ کاملہ سے پڑھتے ہیں۔ لیکن اَرْنَا الَّذَیْنِ (فصلت) کے سکون را میں شامیؒ و ابوبکرؒ بھی۔ مکیؒ و سوسیؒ کے ساتھ شریک ہیں۔

---

[1] اَنَا ہمزہ مفتوحہ سے قبل دس جگہ واقع ہوا ہے ۱ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (انعام) ۲ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (اعراف) ۳ اَنَا اَخُوْکَ (یوسف) ۴ اَنَا اَکْثَرُ ۵ اَنَا اَقَلَّ (ہر دو کہف) ۶،۷ اَنَا اٰتِیْکَ (نمل دو) ۸ وَاَنَا اَدْعُوْکُمْ۔ (غافر) ۹ اَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ (زخرف) ۱۰ اَنَا اَعْلَمُ (ممتحنہ) اور مضمومہ سے قبل دو جگہ آیا ہے ۱ اَنَا اُحْیِ (بقرہ) ۲ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ (یوسف) اور مکسورہ سے قبل تین جگہ آیا ہے اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ (اعراف و شعراء) وَمَا اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ۔ (احقاف)

[2] اسکان حرکت کا متعدد کلمات میں اختلاف ہے مگر سب میں مذہب ایک نہیں۔ اسلیے ہم نے ان کو جدا جدا درج کیا ہے۔

[3] اختلاس اسراع و اخفاءِ حرکت کو کہتے ہیں بعض کے نزدیک دو تہائی حرکت ادا کرنیکا نام اختلاس ہے اور بعض کہتے ہیں حرکت کو اسطرح ادا کریں کہ اسکا بعض حصہ مفقود ہو جائے۔ مآل ایک ہے اختلاس حرکات ثلٰثہ میں جائز ہے۔ اسمیں قراء اور اور نحاۃ کا اتفاق ہے۔ مگر اہل ادا کے یہاں روایت و سماعت شرط ہے اور انہیں الفاظ میں اختلاس کرتے ہیں جن میں مروی ہو۔ نحاۃ کے نزدیک روم و اختلاس ایک چیز ہیں اور اہل ادا کے یہاں روم میں سکون کی جانب اور اختلاس میں حرکت کی جانب میلان زیادہ ہوتا ہے۔ اختلاس سکون نہیں۔ اسمیں حرکت کا اسی طرح نطق ہوتا ہے کہ حرکت کاملہ مسموع نہ ہو۔ اختلاس اور اخفاء میں بھی یہی فرق ہے۔

Marfat.com

(۵) اَصْدَقَ ۔ یُصْدِرَ جن کلمات میں صاد ساکن کے بعد دال پائی جائے انکو
حمزہ و کسائی صاد میں اشمام بالزاء[1] کرکے اَصْدَقُ ۔ یُصْدِرَ ۔ اور باقی صاد خالص پڑھتے ہیں
(۶) اُمّ کلمہ مفردہ دو جگہ کسرہ کے بعد فَلِاُمِّهٖ (ہر دو نساء) اور دو جگہ یاء ساکنہ
کے بعد فِیْٓ اُمِّهَا (قصص) فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ (زخرف) میں واقع ہوا ہے ۔ حمزہ و کسائی
چاروں جگہ ہمزہ کے کسرہ سے فَلِاِمِّهٖ فِیْٓ اِمِّهَا ۔ فِیْٓ اِمِّ الْکِتٰبِ اور باقی ائمہ ہمزہ کے
ضمہ سے پڑھتے ہیں ۔ اور اگر ہمزہ سے قبل کسرہ یا یاء ساکنہ نہ ہو تو ضمہ پر اجماع ہے ۔
(۷) اُمَّهٰتِکُمْ جمع چار جگہ کسرہ کے بعد آئی ہے ۔ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِکُمْ (نحل
زمر ۔ نجم) اور بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ (نور) بحالت وصل حمزہ ۔ ہمزہ اور میم دونوں کے
کسرہ سے ۔ اِمِّهٰتِکُمْ اور کسائی ہمزہ کے کسرہ اور میم کے فتحہ سے اِمَّهٰتِکُمْ اور
باقی ہمزہ کے ضمہ اور میم کے فتحہ سے پڑھتے ہیں اور بصورت ابتدا ہمزہ کے ضمہ اور میم کے فتحہ پر اجماع ہے
(۸) اگر اُمّ کی جانب منادیٰ مضاف ہو چنانچہ اعراف میں قَالَ ابْنَ اُمَّ اور
طٰہٰ میں یَبْنَؤُمَّ ہے تو شامی ۔ ابو بکر ۔ حمزہ اور کسائی میم کے کسرہ سے قَالَ ابْنَ
اُمِّ ۔ یَبْنَؤُمِّ اور باقی میم کے فتحہ سے پڑھتے ہیں ۔
(۹) اُبَلِّغُکُمْ (اعراف دو احقاف ایک) بصری باء ساکنہ اور لام مخففہ سے اُبْلِغُکُمْ
اور باقی باء مفتوحہ اور لام مشددہ سے پڑھتے ہیں
(۱۰) فَاَسْرِ (ہود ۔ حجر ۔ دخان) اَنْ اَسْرِ (طٰہٰ ۔ شعراء) کو حرمی ہمزہ وصل مکسورہ سے جو درج
کلام میں ساقط ہو جاتا ہے اور کلمہ ثانیہ میں اجتماع ساکنین کی بنا پر نون کو حرکت کسرہ دیدیتے

[1] اشمام کے وہ معنی نہیں جو باب الوقف میں بیان ہوئے اشمام بالحرف سے یہ مراد ہے کہ صاد کی صوت میں زای کی بو دیں کہ نہ صاد خالص ادا ہو اور نہ زاء خالص ۔ بلکہ وہ ایک حرف ذعینہ فصیحہ بین بین ہو جس پر زای کی صوت غالب ہوتی ہے اسکا ادا کرنا بھی سماعت و مزاولت پر موقوف ہے ۔

ہیں۔ (فَاسْرِ اَنِ اسْرِ) اور باقی ہمزہ قطعیہ مفتوحہ سے پڑھتے ہیں۔

(۱۱) اُفٍّ (اسراء۔ انبیاء۔ (حقاف) کو مکی و شامی فاء مفتوحہ غیر منون سے اُفَّ بصری ابوبکر، حمزہ اور کسائی فاء مکسورہ غیر منون سے اُفِّ۔ مدنی اور حفص فاء مخفوض منون سے پڑھتے ہیں۔

(۱۲) اُسْوَۃٌ (احزاب۔ دو ممتحنہ ایک) کو غیر عاصم ہمزہ کے کسرہ سے اِسْوَۃٌ اور عاصم ضمہ سے پڑھتے ہیں

(۱۳) بَارِئِکُمْ۔ (البقرہ) ۔ یَأْمُرُکُمْ ۔ یَأْمُرُھُمْ ۔ تَأْمُرُھُمْ[1] ۔ یَنْصُرُکُمْ (آلِ عمران ۔ ملک) اور وَمَا یُشْعِرُکُمْ (انعام) یہ چھیوں کلمات کو بصری تخفیفاً سکون ہمزہ اور سکون را سے بَارِئْکُمْ ۔ یَأْمُرْکُمْ ۔ نیز دوری کسرہ ہمزہ اور ضمہ را کو اختلاس سے اور باقی ہمزہ کے کسرہ کاملہ اور را کے ضمہ کاملہ سے پڑھتے ہیں اور یہ اسکان اور اختلاس کا قاعدہ انہیں چھیوں کلمات کے ساتھ مختص اور منصوص ہے کسی اور کلمہ میں جاری نہیں ہوسکتا۔

(۱۴) بُیُوْتَ نکرہ ہو یا معرفہ ۔ قالون ۔ مکی ۔ شامی ۔ ابوبکر ۔ حمزہ اور کسائی کسرہ با سے بِیُوْتَ فِی الْبِیُوْتِ اور باقی ضمہ با سے پڑھتے ہیں ۔

(۱۵) بِالْبُخْلِ (نساء حدید) کو حمزہ و کسائی با و خا کے فتح سے بِالْبَخَلِ اور باقی با کے ضمہ اور خا کے سکون سے پڑھتے ہیں۔

(۱۶) بُشْرًا (اعراف ۔ فرقان ۔ نمل) کو حرمی ۔ بصری ۔ نون و شین مضمومتین سے نُشُرًا ۔ شامی ۔ نون مضمومہ اور شین ساکنہ سے نُشْرًا ۔ حمزہ و کسائی نون مفتوحہ اور شین ساکنہ سے نَشْرًا اور عاصم با مضمومہ اور شین ساکنہ سے پڑھتے ہیں۔

(۱۷) تُنَزِّلُ ۔ یُنَزِّلُ ۔ نُنَزِّلُ ۔ فعل مضارع مضموم الاول کو معروف

[1] یہ تینوں نو جگہ آئے ہیں ۔ بقرہ ۴ ۔ آل عمران ۲ ۔ نساء و اعراف ۔ طور ۔ ایک ایک

Marfat.com

ہو یا مجہول۔ باستثناء صیغہ واحد متکلم مکی وبصری نون کے اسکان اور زا کی تخفیف سے تُنزِلُ یُنزِلُ۔ اور نُنزِلُ اور باقی نون کے فتح اور زا مشددہ سے پڑھتے ہیں اور یُنَزِّلُ الْغَیْثَ (لقمان وشوریٰ) میں نون کے سکون اور زا کی تخفیف میں حمزہ وکسائی بھی شریک ہیں بصری نے عَلٰی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً کو سورہ انعام میں اور مکی نے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا ہر دو کلمات اسراء کو اور دونوں نے وَمَا نُنَزِّلُہٗ کو سورہ حجر میں مستثنیٰ کر کے نون کے فتح اور زا مشددہ سے دیگر قراء کے مانند پڑھا ہے اور اسی حکم میں کلمات ذیل داخل ہیں۔ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْکُمْ (مائدہ) جس کو مکی بصری حمزہ اور کسائی مُنْزَلِیْنَ (آل عمران) اِنَّا مُنَزِّلُوْنَ (عنکبوت) دونوں کو غیر شامی اور اَنَّہٗ مُنَزَّلٌ۔ (انعام) کو غیر شامی وحفص نون کے سکون اور زا کی تخفیف سے اور باقی نون کے فتح اور زا کی تشدید سے پڑھتے ہیں۔

(۱۸) تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (بقرہ۔ آل عمران۔ انفال۔ حج۔ فاطر۔ حدید میں ایک ایک جگہ ہے) شامی حمزہ اور کسائی تا کے فتح اور جیم کے کسرہ سے بصیغہ معلوم تَرْجِعُ اور باقی تا کے ضمہ اور جیم کے فتح سے بصیغہ مجہول پڑھتے ہیں اور یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ (آخر بقرہ) کو بصری۔ یُرْجَعُ الْاَمْرُ (ہود) کو غیر مدنی وحفص لَا تُرْجَعُوْنَ (مؤمنون) کو حمزہ وکسائی اور لَا یُرْجَعُوْنَ (قصص) کو مدنی حمزہ وکسائی تا ویا کے فتح اور جیم کے کسرہ سے اور باقی تا ویا کے ضمہ اور جیم کے فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۱۹) تَذَّکَّرُوْنَ کو جب ایک تاء سے ہو تو حرمی بصری شامی اور

ابوبکرؒ ذال کی تشدید سے تَذَّکَّرُوْنَ اور باقی ائمہ تخفیف سے پڑھتے ہیں۔

(۲۰) تَمَسُّوْهُنَّ (بقرہ دو احزاب ایک) حمزہؒ و کسائیؒ تا کے ضمہ اور میم کے بعد الف زیادہ کرکے بعد لازم تُمَاسُّوْهُنَّ اور باقی تا کے فتح سے بغیر الف کے پڑھتے ہیں۔

(۲۱) تَلْقَفُ (اعراف و شعراء) اور تَلْقَفْ (طٰہٰ) کو غیر حفصؒ لام کے فتح اور قاف مشددہ سے تَلَقَّفُ اور حفصؒ لام کے سکون اور قاف مخففہ سے پڑھتے ہیں۔ ابن ذکوانؒ نے تینوں جگہ فا کا رفع اور باقیوں نے اعراف و شعراء میں رفع اور طٰہٰ میں سکون پڑھا ہے

(۲۲) جِبْرِيْلَ (بقرہ دو، تحریم ایک) مکیؒ جیم کے فتح اور را کے کسرہ اسکے بعد یا ساکنہ سے بلا ہمزہ جَبْرِيْلَ ابوبکرؒ جیم و را دونوں کے فتح اور اسکے بعد ہمزہ مکسورہ زیادہ کرکے بغیر یا جَبْرَئِلَ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ بھی اسی طرح مگر ہمزہ کے بعد یاء ساکنہ سے جَبْرَئِيْلَ اور باقی جیم و را دونوں کے کسرہ اور یاء ساکنہ سے بلا ہمزہ پڑھتے ہیں۔

(۲۳) جُزْءًا (بقرہ زخرف) جُزْءٌ (حجر) کو ابوبکرؒ زا کے ضمہ سے جُزُءًا جُزُءٌ اور باقی سکون زا سے پڑھتے ہیں۔

(۲۴) خُطُوَاتِ کو مدنیؒ۔ بزیؒ۔ بصریؒ ابوبکرؒ اور حمزہؒ طا کے سکون سے خُطْوَاتِ اور باقی ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۲۵) رَءُوْفٌ کو بصریؒ۔ ابوبکرؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ بقصر یعنی بغیر واو کے ہمزہ مضمومہ سے رَءُفٌ اور باقی ہمزہ مضمومہ کے بعد اثبات واو ساکنہ سے پڑھتے ہیں۔

(۲۶) رِضْوَانٌ کو ابوبکرؒ را کے ضمہ سے رُضْوَانٌ پڑھتے ہیں۔ مگر ایک جگہ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ (مائدہ) کو کسرہ را سے پڑھا ہے یہی باقی ائمہ کی ہر جگہ قراءت ہے

Marfat.com

(۲۷) رُعُب کو نکرہ ہو یا معرفہ۔ شامیؒ اور کسائیؒ ضمہ عین سے رُعُب اور الرُّعُب اور باقی سکون عین سے پڑھتے ہیں اور رُحُمًا (کہف) میں شامیؒ نے حا کا ضمہ اور باقیوں نے سکون پڑھا ہے۔

(۲۸) رَبْوَةٍ (بقرہ مؤمنون) کو حرمیؒ۔ بصریؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ را کے ضمہ سے رُبْوَةٍ اور شامیؒ و عاصمؒ فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۲۹) جب رُسُل اور سُبُل ضمیر جمع کی طرف مضاف ہو جیسے رُسُلُهُم رُسُلُكُم رُسُلُنَا اور سُبُلَنَا میں تو بصریؒ سین و با کے سکون سے رُسْلُهُم۔ رُسْلُكُم۔ رُسْلُنَا اور سُبْلَنَا اور باقی ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳۰) زَكَرِيَّا۔ کو حرمیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ۔ اور ابو بکرؒ الف کے بعد ہمزہ زیادہ کر کے بمد متصل زَكَرِيَّاءُ۔ اور باقی ائمہ بلا ہمزہ و مد پڑھتے ہیں۔

(۳۱) زَبُورًا (نساء۔ اسراء) اَلزَّبُورِ (انبیاء) کو حمزہؒ زا کے ضمہ سے زُبُورًا اور اَلزُّبُورِ۔ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۳۲) اَلسُّحْتَ (مائدہ تین) مکیؒ بصریؒ۔ اور کسائیؒ حا کے ضمہ سے اَلسُّحُتَ اور باقی اسکے سکون سے پڑھتے ہیں۔

(۳۳) سِخْرِيًّا (مؤمنون۔ ص) کو مدنیؒ حمزہؒ اور کسائیؒ سین کے ضمہ سے سُخْرِيًّا اور باقی اسکے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳۴) صِرَاط نکرہ ہو یا معرفہ قنبلؒ حسب اصل سین سے سِرَاط۔ اَلسِّرَاط اور خلفؒ صاد کا زا سے اشمام کرکے صِرَاط اور اَلصِّرَاط اور باقی صاد خالص سے پڑھتے ہیں مگر سورۂ فاتحہ کے پہلے کلمہ میں خلادؒ نے بھی اشمام بالزا کیا ہے۔

Marfat.com

(۳۵) صَابِئِیْنَ (بقر۔ حج۔) صَابِئُوْنَ (مائدہ) مدنیؒ بلا ہمزہ اور واو کے ماقبل کو ضمہ دیکر صَابِیْنَ اور صَابُوْنَ اور باقی یا مکسورہ کے بعد پہلے کلمہ کو ہمزہ مکسورہ سے اور دوسرے کلمہ کو ہمزہ مضمومہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳۶) ضِیَآءً (یونس۔ انبیاء قصص) کو قنبلؒ ہمزہ مفتوحہ سے ضِئَآءً اور باقی یاء مفتوحہ سے پڑھتے ہیں۔

(۳۷) طَیْرًا (آل عمران۔ مائدہ) کو مدنیؒ طا کے بعد الف زیادہ کرکے یا کی جگہ ہمزہ مکسورہ سے طَآئِرًا مدکیسا۔ اور باقی بغیر الف کے طا مفتوحہ کے بعد یاء ساکنہ سے پڑھتے ہیں

(۳۸) طُوًی (طٰہٰ۔ نزعٰت) حرمیؒ بصریؒ بلا تنوین طُوٰی اور باقی تنوین سے پڑھتے ہیں۔

(۳۹) عَسَیْتُمْ (بقر۔ محمد) کو مدنیؒ سین کے کسرہ سے عَسِیْتُمْ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۴۰) عُیُوْنٍ اور شُیُوْخًا کو مکیؒ، ابن ذکوانؒ۔ ابو بکرؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ عین شین کے کسرہ سے عِیُوْنٍ اور شِیُوْخًا اور علیٰ جُیُوْبِہِنَّ کو مکیؒ۔ ابن ذکوانؒ حمزہؒ اور کسائیؒ جیم کے کسرہ سے جِیُوْبِہِنَّ اور غُیُوْبِ کو ابو بکرؒ و حمزہؒ غین کے کسرہ سے غِیُوْبِ اور خُفْیَۃً کو ابو بکرؒ خا کے کسرہ سے خِفْیَۃً اور باقی عین شین۔ جیم۔ غین اور خا کے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۴۱) فَمَنِ اضْطُرَّ۔ وَقَالَتِ اخْرُجْ۔ وَلَقَدِ اسْتُہْزِئَ وغیرہ دو کلمات میں جہاں اجتماع ساکنین ہو جائے[1] اور دوسرے کلمہ کا تیسرا حرف (عین کلمہ) بضمہ لازمہ

---

[1] پہلا ساکن یعنی کلمۂ اول کا آخر حرف تار تانیث متصل بفعل یا دال قد یا نون۔ یا لام قُلْ یا واو اَوْ۔ یا نون تنوین ہوتا ہے اور کوئی نہیں قرآن میں تا صرف اسی کلمہ میں سورۂ یوسف میں ایک جگہ اور دال بھی اسی ایک کلمہ میں۔ انعام۔ رعد۔ انبیاء میں تین جگہ اور نون ساکن فَمَنِ اضْطُرَّ۔ (بقر) اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ۔ اَنِ اقْتُلُوْا (نساء) (بقیہ صفحہ ۲۹۲ پر)

مضموم ہو تو حمزہؒ شامیؒ اور کسائیؒ پہلے کلمہ کے آخر حرف کو حرکت ضمہ دیکر فَمَنُ اضْطُرَّ اور وَقَالَتُ اخْرُجْ - وَلَقَدُ اسْتُهْزِئَ پڑھتے ہیں اور اگر پہلا کلمہ قُلْ یا اَوْ ہو تو بصریؒ بھی ضمہ میں شریک ہیں جیسے قُلُ انْظُرُوْا - قُلُ ادْعُوْا - اَوُ ادْعُوْا - اور اگر ساکن اول نون تنوین ہو تو حمزہؒ ہشامؒ اور کسائیؒ اسکو ضمہ دیتے ہیں جیسے مُّبِيْنِ ۨاقْتُلُوْا - لیکن دو جگہ بِرَحْمَةٍ ۨادْخُلُوْا (اعراف) اور خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ (ابراہیم) میں ابن ذکوانؒ بھی ضمہ میں بخلاف شریک ہیں - اور باقی ہر جگہ ساکن اول کا کسرہ پڑھتے ہیں - اور اگر کلمتین کے درمیان الف لام فاصل ہو جیسے غُلِبَتِ الرُّوْمُ - اِنِ الْحُكْمُ اور قُلِ الرُّوْحُ وغیرہ یا عین کلمہ کا ضمہ غیر لازمہ ہو جیسے اَنِ امْشُوْا (اصلاً امْشِيُوْا ہے) اَنِ اتَّقُوْا (اصلاً اِتَّقِيُوْا ہے) اِنِ امْرُؤٌ (ضمہ حرکت اعراب کا تابع ہے) اور غُلٰمُ ۨاسْمُهٗ (حرکت اعراب ہے) تو کسرہ پر اجماع ہے -

(۴۲) فَكَاۤىِٕنْ اور وَكَاۤىِٕنْ کو مکیؒ کاف کے بعد الف اور اسکے بعد ہمزہ مخففہ مکسورہ سے بمد فَكَاۤىِٕنْ - وَكَاۤىِٕنْ اور باقی کاف کے بعد ہمزہ مفتوحہ اسکے بعد یا مشددہ مکسورہ سے پڑھتے ہیں -

(۴۳) قُدُسِ نکرہ ہو یا معرفہ مکیؒ سکون دال سے قُدْسِ اور الْقُدْسِ اور باقی ضمہ دال سے پڑھتے ہیں -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۱) اَنِ احْكُمْ (مائدہ) وَلٰكِنِ انْظُرْ (اعراف) اَنِ اشْكُرْ (لقمان) اَنِ اغْدُوْا (ن) اور لام قُلِ ادْعُوا (اعراف - اسراء ۲ - سبا) قُلِ انْظُرُوْا (یونس) اور اَوْ - اَوِ اخْرُجُوْا (انعام) اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (اسرا) اَوِ انْقُصْ (مزمل) اور تنوین بارہ جگہ ہے ۱؎ فَتِيْلًا ۨانْظُرْ (نساء) ۲؎ بَعْضٍ ۨانْظُرْ ۳؎ مُتَشَابِهٍ ۨانْظُرُوْا (انعام) ۴؎ بِرَحْمَةٍ ۨادْخُلُوا (اعراف) مُّبِيْنِ ۨاقْتُلُوا (یوسف) ۶؎ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ (ابراہیم) ۷؎ عُيُوْنٍ ۨادْخُلُوْهَا (حجر) مَحْظُوْرًا ۨانْظُرْ (اسرا) ۹؎ مَسْحُوْرًا ۨانْظُرْ (اسرا و فرقان) ۱۱؎ عَذَابٍ ۨارْكُضْ (ص) مُّنِيْبِ ۨادْخُلُوْهَا (ق)

Marfat.com

(۴۴) قِيلَ (كثير الدور ہے) اجماع (زمر۔ فجر۔) غِيضَ (ہود) دا عنی ہشام وکسائی۔ حرف اول کے کسرہ کا اشمام بالضمہ کرکے قِيلَ۔ جِيئَ۔ غِيضَ۔ اور حِيلَ (سبا) اور سِيقَ (زمر۔ دو) کو شامی وکسائی باشمام ضمہ حِيلَ اور سِيقَ اور سِيئَ (ہود وعنکبوت) اور سِيئَتْ (ملک) کو مدنی و شامی اور کسائی باشمام ضمہ سِيئَ اور سِيئَتْ اور باقی ان سب کو کسرہ خالص سے پڑھتے ہیں۔ اور اگر راعنی نہ ہو جیسے وَقِيلَهُ۔ أَقْوَمُ قِيلًا۔ إِلَّا قِيلًا۔ تو کسرہ پر اجماع ہے یعنی اس میں اشمام نہیں ہوتا[۱]

(۴۵) قُرْآنٌ۔ اسم میں معرفہ ہو یا نکرہ مکی حرکت ہمزہ راء پر نقل کرکے ہمزہ کو ساقط کر دیتے اور باقی ہمزہ سے پڑھتے ہیں۔

(۴۶) قَرْحٌ۔ الْقَرْحُ (آل عمران تین) ابوبکرؒ۔ حمزہؒ۔ اور کسائیؒ۔ قاف کے ضمہ سے قُرْحٌ۔ الْقُرْحُ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۴۷) قَدَّرْنَا (حجر، قَدَّرْنَاهَا (نمل) ابوبکرؒ دال کی تخفیف قَدَرْنَا اور باقی تشدید سے پڑھتے ہیں۔

(۴۸) بِالْقِسْطَاسِ (اسراء، شعراء) حرمیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ وابوبکرؒ قاف کے ضمہ سے بِالْقُسْطَاسِ اور باقی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۴۹) أَوْ لَامَسْتُمُ (نساء۔ مائدہ) حمزہؒ وکسائیؒ بغیر الف کے لَمَسْتُمْ اور باقی الف سے پڑھتے ہیں۔

(۵۰) وَالْيَسَعَ (انعام۔ ص) کو حمزہؒ وکسائیؒ لام مشددہ مفتوحہ اور اسکے بعد یاء ساکنہ

---

[۱] یہاں اشمام کے یہ معنی ہیں کہ ضمہ اور کسرہ سے مرکب حرکت ادا کیجائے جسمیں ضمہ کی صوت مقدم اور کسرہ کی صوت مؤخر ہوتی ہے یہی فرعیہ فصیحہ حرکت ہے جس کا صحیح ادا کرنا سماعت پر موقوف ہے۔

سے وَالَّیْسَعَ اور باقی لام ساکن مخففہ اور یا مفتوحہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۱) لِاَھْلِهِ امْكُثُوْا (طٰہٰ۔قصص) حمزہؒ ہا کنایہ کے ضمہ سے لِاَھْلِهُ امْكُثُوْا اور باقی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۲) اَلْمُخْلِصِیْنَ اگر جمع اور معرّف باللام ہو تو مکیؒ و بصریؒ و شامیؒ لام کے کسرہ سے اَلْمُخْلِصِیْنَ اور باقی لام کے فتح سے پڑھتے ہیں۔ اور اگر جمع یا معرّف باللام نہ ہو تو کسرہ پر اجماع ہے جیسے مُخْلِصًا لَّهُ اور مُخْلِصِیْنَ وغیرہ مگر قراء کوفہ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا (مریم) کو بفتح لام پڑھتے ہیں۔

(۵۳) مَیِّتَ نکرہ ہو یا معرفہ مگر اُسکے لیئے استعمال کیا گیا ہو جسپر صفت موت متحقق ہو چکی ہو۔ تو مکیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ اور ابو بکرؒ یا ساکنہ مخففہ سے مِنَ الْمَیْتِ۔ وَ یُخْرِجُ الْمَیْتَ۔ اور باقی قراء یا مشددہ مکسورہ سے پڑھتے ہیں مگر آٹھ کلمات ۱ تا ۳ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ (بقرہ۔ مائدہ۔ نحل۔) ۴ وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً ۵ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً (ہر دو انعام) ۶ تا ۸ بَلْدَةً مَّیْتًا۔ (فرقان۔ زخرف۔ قاف۔) کی تخفیف پر قراء سبعہ کا اجماع ہے اور تین کلمات ۱ اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا (انعام) ۲ اَلْاَرْضُ الْمَیْتَةُ۔ (یٰسٓ) ۳ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا (حجرات) کی تخفیف پر غیر نافعؒ متفق ہیں۔ نافعؒ ان تینوں کو مشدد پڑھتے ہیں۔ اور اگر بر وقت استعمال اُسپر موت متحقق نہ ہوئی ہو تو باجماع مشدد ہے جیسے اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ۔ وَمَا هُوَ بِمَیِّتٍ۔

(۵۴) مُّبَیِّنَةٍ (نساء۔ احزاب۔ طلاق) صیغہ مفرد کو مکیؒ و ابو بکرؒ یا کے فتح سے مُّبَیَّنَةٍ اور باقی اسکے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۵) مُّبَیِّنٰتٍ (نور دو۔ طلاق) صیغہ جمع کو حرمیؒ۔ بصریؒ اور ابو بکرؒ

یا کے فتح سے مُبَيَّنَاتٍ اور باقی اسکی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۶) مُدْخَلًا۔ (نساء۔ حج۔ مدنی میم کے فتح سے مَدْخَلًا اور باقی اسکے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۷) لِمَهْلِكِهِمْ (کہف) مَهْلِكَ (نمل) غیر عاصم میم کے ضمہ اور لام کے فتح سے لِمُهْلَكِهِمْ اور مُهْلَكَ ابوبکر دونوں کے فتح سے لِمَهْلَكِهِمْ اور مَهْلَكَ اور حفص میم کے فتح اور لام کے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۵۸) مِتُّ۔ مِتْنَا۔ مِتُّم کو مکی۔ بصری۔ شامی اور ابوبکر میم کے ضمہ سے مُتُّ۔ مُتْنَا۔ مُتُّم۔ اور باقی بکسرہ پڑھتے ہیں۔ مگر دو جگہ اَوْ مُتُّمْ اور وَلَئِنْ مُّتُّمْ (ہر دو آلِ عمران) میں حفص بھی ضمہ میں شریک ہیں۔

(۵۹) مُحْصَنٰتٍ نکرہ ہو یا معرفہ کسائی صاد کے کسرہ سے مُحْصِنٰتٍ اَلْمُحْصِنٰتِ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں مگر ایک جگہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (نساء شروع سپ۵) میں کسائی بھی فتح پڑھنے والوں کے ساتھ ہیں۔

(۶۰) مَكَانَتِكُمْ۔ اور مَكَانَتِهِمْ کو ابوبکر الف جمع زیادہ کرکے مکانٰتکم اور مکانٰتھم اور باقی ائمہ بغیر الف کے بصیغہ مفرد پڑھتے ہیں۔

(۶۱) مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ کو کسائی را اور ہا دونوں کے کسرہ اور صلہ بیا سے مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِهٖ اور باقی دونوں کے ضمہ اور صلہ بواؤ سے پڑھتے ہیں۔

(۶۲) فَنِعِمَّا (بقرہ)۔ نِعِمَّا (نساء) شامی حمزہ اور کسائی نون کے فتح اور عین کے کسرہ کاملہ سے فَنَعِمَّا اور نَعِمَّا۔ قالون۔ بصری۔ اور ابوبکر نون کے کسرہ اور عین کے

سکون[1] سے فَنِعْمَّا اور نیز باختلاس کسرہ عین - اور باقی قراء دونوں کے کسرہ کاملہ سے پڑھتے ہیں۔

(۶۳) اَلنَّبِیُّ - اَلنُّبُوَّۃَ - اَلنَّبِیُّوْنَ - اَلنَّبِیّٖنَ - اَنْبِیَآءَ - نکرہ معرفہ مفرد - اور جمع کسی حال میں ہو مدنی اصل وضع کے مطابق ہمزہ سے بمد متصل اَلنَّبِیْٓءُ وَالنُّبُوْٓءَۃَ - اَنْبِئَآءَ اور اَلنَّبِیْٓئُوْنَ - اَلنَّبِیْٓئِیْنَ اور باقی حضرات مفرد اور جمع سالم اور مصدر میں ہمزہ کو یا کے بعد یا سے اور واو کے بعد واو سے بدل کر اور اسمین یا اور واو کا ادغام کر کے اور جمع غیر سالم میں ابدال کر کے یا مخففہ سے پڑھتے ہیں اور دو جگہ لِلنَّبِیِّ اِنْ اور بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ (ہر دو احزاب) میں ہمزتین مکسورتین بعد از یا جمع ہو جانے کی وجہ سے قالون بھی وصلاً ابدال و ادغام میں دیگر قراء کیساتھ ہیں مگر وقف ہمزہ پر کرتے ہیں کیونکہ اب سبب تخفیف باقی نہیں۔

(۶۴) نَعَمْ (اعراف - شعراء - صٰفٰت) کسائی عین کے کسرہ سے نَعِمْ اور باقی اسکے فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۶۵) نُسْقِیْکُمْ (نحل - مؤمنون) مدنی شامی اور ابو بکر نون کی فتح سے نَسْقِیْکُمْ - اور باقی اسکے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

---

[1] شاطبی نے سکون بیان نہیں کیا جو فروگذاشت ہے۔ دانی تیسیر میں کہتے ہیں "قالون - بصری - اور ابو بکر حرکت عین کو اخفا سے پڑھتے ہیں اور اسکا اسکان بھی جائز ہے اور یہی اُن سے منصوص ہے۔ اور اخفاء اقیس ہے" یہی محقق کہتے ہیں "جملہ مغربی اہل ادا اختلاس اور تمام مشرقی و عراقی قراء سکون روایت کرتے ہیں۔ لغت و قراءۃ کے امام ابو عبید کے نزدیک یہی مختار ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "اسکان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لغت ہے"۔ دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ اسکان منصوص ہے۔ البنا کہتے ہیں "اکثر اہل ادا نے اسکان روایت کیا ہے اور وہ روایتاً اور لفظاً صحیح ہے" سید کہتے ہیں "شاطبی پر لازم تھا کہ اسکان بیان کرتے کیونکہ وہ تیسیر میں اور اکثر اہل ادا کا مذہب ہے، اور بغوی وغیرہ اسکے سوائے اور کوئی وجہ بیان نہیں کرتے" جعبری کہتے ہیں "اہوازی - حافظ ابو العلاء - اور صقلی صرف اسکان کہتے ہیں اور میں نے صرف اسکان پڑھا ہے" ابو جعفر حماد خواجہ حسن کی یہی قراءت ہے تعجب ہے کہ شاطبی نے اسکو چھوڑ دیا حالانکہ نقل

ابو داؤد اسکان منصوص ہے

Marfat.com

(۶۶) نُوحِیٓ اِلَیْهِمْ (یوسف۔ نحل۔ انبیاء) جب اِلیٰ کے بعد ضمیر جمع غائب یعنی ہُم ہو تو غیر حفصؒ یا رغیب۔ حا کے فتح اور اسکے بعد الف سے (بصیغہ واحد غائب مجہول) یُوْحٰیٓ اِلَیْهِمْ اور حفصؒ نون عظمت حا مکسورہ اور یاء ساکنہ سے (بصیغہ متکلم معروف) پڑھتے ہیں اور نُوحِیٓ اِلَیْهِ (انبیاء) کو یعنی ضمیر واحد سے قبل حفصؒ حمزہؒ اور کسائیؒ بصیغہ متکلم معروف اور باقی قراء بصیغہ واحد غائب مجہول پڑھتے ہیں مجہول پڑھنے والوں کے لیئے امالہ و فتح حسب قاعدہ ہوتا ہے۔

(۶۷) وَنَا (اسراء۔ فصلت) کو ابن ذکوانؒ نون مفتوحہ کے بعد الف اور اسکے بعد ہمزۂ مفتوحہ سے بدوَنَاءَ۔ اور باقی نون کے بعد ہمزہ اور پھر الف سے پڑھتے ہیں۔

(۶۸) نُکْرًا (کہف و طلاق ایک) کو مدنیؒ ابن ذکوانؒ اور ابو بکرؒ کاف کے ضمہ سے نُکُرًا اور باقی اسکے سکون سے پڑھتے ہیں۔

(۶۹) اَلنَّشْاَۃَ (عنکبوت۔ نجم۔ واقعہ) کی وبصریؒ شین کے فتح پھر الف پھر ہمزہ مفتوحہ سے بدالنَّشَآءَۃَ اور باقی قراء شین کے سکون اسکے بعد ہمزۂ مفتوحہ سے بغیر الف پڑھتے ہیں۔

(۷۰) هُوَ اور هِیَ کو جب کہ۔ واوَ۔ فا۔ اور لام میں سے کوئی انپر داخل ہو۔ قالونؒ۔ بصریؒ اور کسائیؒ سکون ہا سے وَهْوَ۔ فَهْوَ۔ لَهْوَ۔ وَهْیَ۔ فَهْیَ۔ لَهْیَ اور باقی هُوَ کی ہا کے ضمہ اور هِیَ کی ہا کے کسرہ سے پڑھتے ہیں اور ایک جگہ هُوَ (قصص میں) ثُمَّ کے بعد واقع ہوا ہے۔ قالونؒ و کسائیؒ نے وہاں بھی ہا کو ساکن پڑھا ہے اور اسجگہ بصریؒ ضمہ میں دیگر ائمہ کے ساتھ ہیں۔

(۷۱) هُزُوًا۔ اور کُفُوًا۔ (اخلاص) غیر حفصؒ ہمزہ سے هُزُؤًا اور

كُفُوًا اور حفصؒ واؤ سے پڑھتے ہیں اور حمزہؒ زا و فا کے سکون سے هُزْوًا اور كُفْؤًا۔ اور غیر حمزہؒ ضمہ سے پڑھتے ہیں۔ اور وجوہ وقفی باب الوقف میں بیان ہوئیں

(۷۲) موسیٰ علیہ السّلام کے قصہ میں وَإِذْ وٰعَدْنَا (بقرہ)، وَوٰعَدْنَا (اعراف) وَوٰعَدْنٰكُمْ (طٰہٰ) کو بصریؒ بحذف الف وَعَدْنَا اور باقی الف سے پڑھتے ہیں اور موسیٰ علیہ السّلام کے قصہ کے ماسوا حذف الف پر اجماع ہے جیسے أَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ

(۷۳) يٰٓاَبَتِ کو شامیؒ تا کے فتح سے يٰٓاَبَتَ اور باقی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۷۴) يٰبُنَيَّ مضموم الباء چھ جگہ واقع ہوا ہے۔ ہود میں عاصمؒ۔ لقمان کے کلمہ آخر يٰبُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ میں بزیؒ و حفصؒ اور باقی چاروں جگہ حفصؒ یاء اضافت کے فتح سے يٰبُنَيَّ۔ لقمان کے کلمہ اول يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ کو مکیؒ اور لقمان کے آخر کلمہ مذکورہ کو قنبل سکون یا سے يٰبُنَيْ اور باقی ائمہ ہر جگہ یاء اضافت کے کسرہ سے يٰبُنَيِّ پڑھتے ہیں یعنی ابوبکرؒ کی پانچوں مقامات میں اور مکیؒ کی چاروں جگہ قراءت ہے یعنی حفصؒ سب جگہ فتح ابوبکرؒ ہود میں فتح باقی پانچوں میں کسرہ۔ بزیؒ لقمان کے پہلے کلمہ میں سکون اور تیسرے میں فتح باقی چاروں جگہ کسرہ قنبل لقمان کے پہلے اور تیسرے کلمہ میں سکون باقی چاروں جگہ کسرہ اور باقی ائمہ ہر جگہ کسرہ پڑھتے ہیں اور مفتوح الیاء کی یا کے فتح پر اجماع ہے۔

(۷۵) يَحْسَبُ۔ يَحْسَبَنَّ۔ تَحْسَبَنَّ فعل مستقبل کو حرمیؒ۔ بصریؒ اور کسائیؒ سین کے کسرہ سے يَحْسِبُ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔

(۷۶) يَحْزُنُ کو مدنیؒ یا کے ضمہ اور زا کے کسرہ سے يُحْزِنُ اور باقی یا کے فتح اور زا کے ضمہ سے پڑھتے ہیں اور سورۂ انبیاء میں نافعؒ نے بھی فتح پڑھا ہے۔

(۷۷) يُضٰعِفُ[2]۔ مُضٰعَفَةً مضارع کو خواہ معروف ہو یا مجہول اور اسم مفعول کو

---

[1] ہود۔ یوسف۔ صٰفّٰت ایک ایک اور لقمان تین

[2] دس جگہ واقع ہوا ہے [1] فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ (بقرہ وحدید)، [3] يُضٰعِفُ لِمَنْ (بقرہ) [4] مُضٰعَفَةً (آل عمران) [5] يُضٰعِفْهَا (نساء)، [6] يُضٰعَفُ لَهُمُ (ہود)، [7] يُضٰعِفُهٗ لَهٗ (حدید) [8] يُضٰعَفْ لَهُ (فرقان) [9] يُضٰعَفْ لَهَا (احزاب)، [10] يُضٰعِفْهُ لَكُمْ (تغابن)

مکیؒ و شامیؒ الف کے بغیر عین مشددہ سے یُضَعِّفُ ۔ یُضَعَّفُ ۔ مُضَعَّفَةً اور باقی ضاد کے بعد اثبات الف اور عین مخففہ سے پڑھتے ہیں۔ اور احزاب میں بصریؒ نے بھی بحذف الف عین مشددہ سے پڑھا ہے۔ سورہ بقرہ و حدید میں ایک اور اختلاف بھی ہے۔ یعنی حرمیؒ بصریؒ حمزہؒ اور کسائیؒ رفع پڑھتے ہیں اور باقی حضرات نصب۔ لہٰذا دونوں جگہ چار چار قرائتیں ہیں۔ مدنیؒ بصریؒ حمزہؒ اور کسائیؒ اثباتِ الف عین مخففہ اور رفع سے فَيُضَاعِفُهٗ عاصمؒ بھی اسی طرح مگر نصب سے فَيُضَاعِفَهٗ مکیؒ بغیر الف کے عین مشددہ اور رفع سے فَيُضَعِّفُهٗ اور شامیؒ بھی اسی طرح مگر نصب سے فَيُضَعِّفَهٗ۔

(۷۸) يَعْرِشُوْنَ (اعراف ۔ نحل) شامیؒ و ابوبکرؒ را کے ضمہ سے يَعْرُشُوْنَ اور باقی اسکے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

(۷۹) وَمَا يَعْزُبُ (یونس ۔ سبا) کسائیؒ زا کے کسرہ سے يَعْزِبُ اور باقی اسکے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۸۰) يَوْمَئِذٍ (ہود ۔ معارج) مدنیؒ اور کسائیؒ میم کے فتح سے يَوْمَئِذٍ اور باقی اسکے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔ اور سورہ نمل میں يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ کو مکیؒ بصریؒ اور شامیؒ میم کے کسرہ سے اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مدنیؒ اور کسائیؒ کے نزدیک یوم کی میم جب اذ کی جانب مضاف ہو مبنی علی الفتح ہے۔ عاصمؒ و حمزہؒ نے ہود و معارج میں۔ مکیؒ بصریؒ اور شامیؒ نے ہود ۔ معارج اور نمل میں کسرہ پڑھا ہے۔ ان تین کے سوا فتح پر اجماع ہے

(۸۱) لِيُضِلَّ عَنْ (حج ۔ لقمان ۔ زمر) اور لِيُضِلُّوْا عَنْ (ابراہیم) مکیؒ و بصریؒ یا کے فتح سے لِيَضِلَّ عَنْ اور لِيَضِلُّوْا عَنْ اور باقی اسکے ضمہ سے پڑھتے ہیں اور جن کلمات مفرد میں لام اور عن کے درمیان فصل ہو جیسے فَيُضِلَّكَ عَنْ ان کے ضمہ پر اجماع ہے

Marfat.com

اور جمع کے دو کلمات لَیُضِلُّوْنَ بِاَھْوَآئِہِمْ (انعام) اور لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ (یونس) کو حمزہؒ۔ بصریؒ۔ اور شامیؒ یا کے فتح سے اور کوفیؒ ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

(۸۲) یَقْنَطُ (حجر) یَقْنَطُوْنَ (روم) لَا تَقْنَطُوْا (زمر) فعل مستقبل کو بصریؒ و کسائیؒ۔ نون کے کسرہ سے۔ یَقْنِطُ۔ یَقْنِطُوْنَ۔ لَا تَقْنِطُوْا۔ اور باقی اسکے فتح سے پڑھتے ہیں۔ اور ماضی میں فتح پر اجماع ہے۔

(۸۳) اَنْ یُّبْدِلَ (کہف۔ تحریم۔ قلم) مدنیؒ و بصریؒ۔ بار موحدہ کے فتح اور دال مشددہ سے اَنْ یُّبَدِّلَ اور باقی با کے سکون اور دال مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

(۸۴) حَتّٰی یَمِیْزَ (آل عمران) اور لِیَمِیْزَ (انفال) کو حمزہؒ و کسائیؒ یا کے ضمہ میم کے فتح اور یار مشددہ مکسورہ سے یُمَیِّزَ اور باقی قرا یا کے فتح میم کے کسرہ اور یار ساکنہ مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

باب بست و دوم فرش مکرر

(۱) اِبْرٰھِیْمُ ہشامؒ تینتیس[۳۳] جگہ ھا کے فتح اور اسکے بعد الف سے اِبْرٰھٰمُ اور باقی ہا کے کسرہ اور یار ساکنہ سے پڑھتے ہیں۔ دیگر مقامات میں یہی ہشامؒ کی قراءت ہے ان حروف مختلف فیہ میں سے سورۂ بقرہ میں پندرہ کلمات ہیں[۱] ان میں ابن ذکوانؒ

---

[۱] وَاِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰھٖمَ [۲] مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ [۳] اِلٰۤی اِبْرٰھٖمَ [۴] وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ [۵] یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ [۶] عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰھٖمَ [۷] وَوَصّٰی بِہَاۤ اِبْرٰھٖمُ [۸] اٰبَآئِکَ اِبْرٰھٖمَ [۹] مِلَّةَ اِبْرٰھٖمَ [۱۰] اِلٰۤی اِبْرٰھٖمَ [۱۱] اِنَّ اِبْرٰھٖمَ [۱۲] حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ [۱۳] اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ [۱۴] قَالَ اِبْرٰھٖمُ [۱۵] وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ ان کے علاوہ سورہ بقرہ میں یہ کلمہ اور جگہ نہیں ہے۔

Marfat.com

بھی بخلاف ہشامؒ کے ساتھ شریک ہیں اور باقی اٹھارہ میں صرف ہشامؒ ہیں

۲ وَمَآ اٰتَيْتُمْ (بقرہ روم کلمہ اول) مکیؒ بلا الف اَتَيْتُمْ اور باقی بالف پڑھتے ہیں

۳ اَوَ اٰمِنَ (اعراف) میں حرمیؒ وشامیؒ اور اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ (صٰفٰت و واقعہ) میں قالونؒ وشامیؒ واؤ کے سکون سے اَوْ اور باقی واؤ کے فتح سے پڑھتے ہیں

۴ اَلِيْمٌ (سبا - جاثیہ) غیر مکیؒ وحفصؒ خفض سے مِنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٍ اور مکیؒ وحفصؒ رفع سے پڑھتے ہیں۔

۵ لِاَمٰنٰتِهِمْ (مومنون معارج) مکیؒ بغیر الف کے لِاَمَانَتِهِمْ۔ اور باقی الف جمع سے پڑھتے ہیں۔

۶ بِهٰدِ الْعُمْيِ (نمل - روم) حمزہؒ تاء مثناۃ فوقانیہ مفتوحہ اور ہاء ساکنہ سے بلا الف اور اَلْعُمْيَ کے نصب سے تَهْدِ الْعُمْيَ اور باقی باء مکسورہ ہاء مفتوحہ کے بعد الف اور اَلْعُمْيِ کے خفض سے پڑھتے ہیں۔

۷ تَظٰهَرُوْنَ (بقرہ) تَظٰهَرَا (تحریم) کو حرمیؒ بصریؒ اور شامیؒ ظاء مشددہ سے تَظَّهَرُوْنَ اور تَظَّهَرَا اور باقی قراء ظاء مخففہ سے پڑھتے ہیں۔ اور ان دونوں کلمات

سلو ۱ مِلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ ۲ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ ۳ وَاَوْحَيْنَا اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ تینوں آخری کلمات نساء ۴ قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ انعام کا آخری کلمہ ۵ اِسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ ۶ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ دونوں آخری کلمات توبہ ۷ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ (سورہ ابراہیم) ۸ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ ۹ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ (ہر دو نحل) ۱۰ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۱۱ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۱۲ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ (ہر سہ مریم) ۱۳ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ (عنکبوت کا آخر کلمہ) ۱۴ بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ (شوریٰ) ۱۵ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ (ذاریات) ۱۶ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ (نجم) ۱۷ نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ (حدید) ۱۸ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ (ممتحنہ کا پہلا کلمہ) **فائدہ** بقرہ میں ۱۵ اِبْرٰهِيْمَ اجماعاً بلا یاء مرسوم ہے - ان کے علاوہ سب جگہ بالیاء ہے سورۂ نساء - انعام اور براۃ کے پچھلے کلمات میں اور ممتحنہ کے پہلے کلمہ میں اختلاف ہے - ان سورتوں میں اِبْرٰهِيْم اور جگہ بھی آیا ہے اسکی قراءت باجماع بالیاء ہے -

میں تا کے کسرہ پر اجماع ہے۔ اور تُظٰهِرُوْنَ (احزاب) کو شامیؒ تا اور ہا دونوں کے فتح ظا کی تشدید اور اسکے بعد الف سے تَظّٰهَرُوْنَ (بقر کے مانند) حمزہؒ وکسائیؒ بھی اسی طرح مگر تخفیف ظا سے تَظٰهَرُوْنَ (بقر کے مانند) حرمیؒ و بصریؒ بھی فتح سے مگر بغیر الف کے ظا و ہا دونوں کی تشدید سے تَظَّهَّرُوْنَ اور عاصمؒ تا کے ضمہ ظا مخففہ کے بعد الف اور ہا کے کسرہ سے پڑھتے ہیں اور یُظٰهِرُوْنَ (ہر دو کلمات مجادلہ) کو حرمیؒ و بصریؒ یا اور ہا کے فتح ظا و ہا مشدد تین سے بغیر الف کے یَظَّهَّرُوْنَ (احزاب کے مانند فی الحرکات) شامیؒ حمزہؒ اور کسائیؒ بھی اسیطرح مگر ظا کے بعد الف اور ہا مخففہ سے یَظّٰهَرُوْنَ (احزاب کے مانند فی الحرکات بقراءۃ شامیؒ) اور عاصمؒ یا کے ضمہ ظا مخففہ کے بعد الف اور ہا کے کسرہ سے احزاب کے مانند پڑھتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ بقر و تحریم میں دو۔ دو۔ مجادلہ میں تین اور احزاب میں چار قراءتیں ہیں

۷۔ بزیؒ فعل مستقبل کی تا کو اکتیس ۳۱ جگہ ماقبل سے وصل کی شرط پر مشدد پڑھتے ہیں۔ ان میں سے آٹھ بعد از حرف متحرک واقع ہوئی ہیں ۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَّوَفّٰهُمُ (النساء) ۲۔ فَتَّفَرَّقَ (انعام) ۳-۴ هِیَ تَّلْقَفُ (اعراف و شعرا) ۵۔ یَمِیْنِكَ تَّلْقَفْ (طٰہٰ) ۶۔ الشَّیٰطِیْنُ تَّنَزَّلُ (شعرا) ۷۔ لِتَّعَارَفُوْا (حجرات) ۸۔ تَكَادُ تَّمَیَّزُ (ملک) ان میں تشدید سہل ہے اور دس بعد از ساکن صحیح ہیں ۹۔ هَلْ تَّرَبَّصُوْنَ (توبہ) ۱۰۔ وَاِنْ تَّوَلَّوْا فَاِنِّیْ ۱۱۔ فَاِنْ تَّوَلَّوْا فَقَدْ (ہر دو ہود) ۱۲۔ اِذْ تَّلَقَّوْنَهٗ ۱۳۔ فَاِنْ تَّوَلَّوْا فَاِنَّمَا (ہر دو نور) ۱۴۔ مَنْ تَّنَزَّلُ (شعرا) ۱۵۔ اَنْ تَّبَدَّلَ (احزاب) ۱۶۔ اَنْ تَّوَلَّوْهُمْ (ممتحنہ) ۱۷۔ نَارًا تَّلَظّٰى (واللیل) ۱۸۔ شَهْرٍ تَّنَزَّلُ (قدر) ان میں تشدید دشوار ہے مد اولٰت کے بغیر

ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ ساکن ماقبل کا اظہار کرتے ہوئے تا کا تا میں ادغام کرتا ہوتا ہے جس سے اجتماع ساکنین ہو جاتا ہے بعض لوگ ساکن ماقبل کا تا میں ادغام کر دیتے ہیں یہ شدید غلطی ہے۔ اور بزی کا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے۔ طلبا کو اس سے بچنا واجب ہے اور تیرہ بعد از مدہ ہیں ۱۹ وَلَا تَّيَمَّمُوا (بقرہ) ۲۰ وَلَا تَّفَرَّقُوا (آل عمران) ۲۱ وَلَا تَّعَاوَنُوا (مائدہ) ۲۲ وَلَا تَّوَلَّوا ۲۳ وَلَا تَّنَازَعُوا (ہر دو انفال) ۲۴ لَا تَّكَلَّمُ (ہود) ۲۵ مَا تَّنَزَّلُ (حجر) ۲۶ وَلَا تَّبَرَّجْنَ (احزاب) ۲۷ لَا تَّنَاصَرُونَ (صٰفّٰت) ۲۸ وَلَا تَّنَابَزُوا۔ ۲۹ وَلَا تَّجَسَّسُوا (ہر دو حجرات) ۳۰ لَمَا تَّخَيَّرُونَ (قلم) ۳۱ عَنْهُ تَّلَهّٰى۔ ان کے علاوہ دانی اور شاطبی نے وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَّمَنَّوْنَ (آل عمران) فَظَلْتُمْ تَّفَكَّهُونَ (واقعہ) میں بزی کے لئے صلہ کیساتھ ادغام بخلاف بتایا ہے جو خلاف طریقہ ہے[۲] تخفیف اقوی جمہور کا مذہب

[۱] جعبری نے اسمیں دو وجہ بتائی ہیں اول ساکن ماقبل کو ساکن رکھنا جیسا کہ متن میں ہے۔ دوم ساکن کو کسرہ سے متحرک کرنا مگر یہ قیاس ہے مروی نہیں محقق کہتے ہیں" جعبری کے سوا اور کوئی اسکا قائل نہیں نہ ائمہ قرات میں سے کسی نے اسکی جانب اشارہ کیا اور نہ ان میں سے کسی سے منقول ہے اور اگر کسرہ جائز ہو تو ہمزۂ وصل سے ابتدا بھی جائز ہو گی قرآن شریف میں قراء کے نزدیک یہ دونوں باتیں ناجائز ہیں"

[۲] دانی تیسیر و مفردات میں ۳۱ تاات بیان کرکے کہتے ہیں" ابو الفرج۔ نجاد قسطان مقری نے اپنی قرات از ابو الفتح ابن بدہن از ابو بکر زینبی از ابو ربیعہ از بزی کی بنا پر بھی ان دونوں جگہ مزید ادغام بتایا ہے اور یہی قول ابو ربیعہ کا قیاس ہے اور جامع البیان میں کہتے ہیں" ابو ربیعہ نے تشدید کو تمام باب میں مطرد کہا ہے کسی عدد سے محصور نہیں کیا اور یہی بزی نے اپنی کتاب میں کہا ہے" محقق کہتے ہیں" میں دانی کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا جس نے اس طریقہ سے ان دونوں کلمات میں تشدید بیان کی ہو اور دانی نے اپنے شیوخ میں سے کسی سے یہ تشدید نہیں پڑھی اور ہمیں صرف دانی سے تلاوتاً یہ تشدید پہونچی ہے۔ ابن بدہن مشہور ہیں اور صاحب اتقان اور کبیر المحل المقری تھے۔ اور ان کے سوا شذائی۔ شنبوذی۔ ابو بکر احمد اور ابو بکر بن شارب وغیرہ نے زینبی سے ان میں تشدید روایت نہیں کی بلکہ جن ائمہ نے زینبی کا طریقہ ابو ربیعہ سے بیان کیا ہے انہوں نے ہی ان کا ذکر نہیں کیا۔ جیسے ابن سوار۔ ابو علی مالکی۔ قلانسی۔ ابو العلاء۔ سبط الخیاط اور دانی نے تفرد کے خیال سے قیاس نص سے انکی تائید کی ہے اگر یہ دونوں کلمات تیسیر و شاطبیہ میں مذکور اور نص بزی کے ضابطہ میں داخل نہ ہوتے تو ہم انکا ذکر نہ کرتے کیونکہ زینبی کا طریقہ نہ ہماری کتاب میں ہے اور ان دونوں کتابوں میں قول ابو ربیعہ اور نص بزی یہ ہے" ہر وہ تا جو فعل مستقبل کے شروع میں ہو اور اسکے ساتھ دوسری تا مناسب ہو

اور حسب طریقہ ہے۔ اور بصورت ادغام یہ دونوں ہی آخری نوع میں داخل ہیں اگرچہ اس نوع میں بھی اجتماع ساکنین ہی مگر مد لازم پیدا ہو کر حرکت کا قایم مقام ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ادغام آسان ہے۔ باقی قراء ایک تا کو حذف کر کے تا مخففہ سے پڑھتے ہیں اور جہاں ما قبل تا پر وقف کریں وہاں بزی بھی تخفیف میں شریک ہیں۔

۹ تِجَارَۃً۔ حَاضِرَۃً (بقرہ میں غیر عاصم) اور تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ (نساء) میں غیر کوفی تا کے رفع سے تِجَارَۃٌ۔ حَاضِرَۃٌ اور تِجَارَۃٌ عَنْ۔ اور باقی نصب سے پڑھتے ہیں

۱۰ تُخْرَجُوْنَ (اعراف۔ روم۔ کلمہ اول۔ زخرف) لَا یُخْرَجُوْنَ (جاثیہ) حمزہؒ وکسائیؒ علامت مضارع یعنی تا و یا کے فتح اور را کے ضمہ سے تَخْرُجُوْنَ۔ لَا یَخْرُجُوْنَ (بصیغہ معروف) پڑھتے ہیں اور ابن ذکوانؒ اعراف و زخرف میں بلا خلاف اور روم میں بخلاف اُن کے ساتھ شریک ہیں۔ باقی تا و یا کے ضمہ اور را کے فتح سے (بصیغہ مجہول) پڑھتے ہیں یہی ابن ذکوانؒ کی جاثیہ و ربوجہ ثانی روم میں قراءۃ ہے۔

۱۱ تَشَقَّقُ (فرقان۔ ق) حرمیؒ و شامیؒ شین مشددہ سے تَشَّقَّقُ اور باقی شین مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

۱۲ فَتَبَیَّنُوْا (نساء دو حجرات) حمزہؒ تا کے بعد با کی جگہ تا مثلثہ مفتوحہ اسکے بعد با موحدہ مشددہ پھر تا فوقانیہ سے فَتَثَبَّتُوْا (مشتق از تثبت) اور باقی تا کے بعد با موحدہ پھر یا مشددہ اور پھر نون سے پڑھتے ہیں۔

۱۳ ثَمَرِہٖ (انعام یٰس) میں حمزہؒ وکسائیؒ ثا و میم کے ضمہ اور باقی فتح سے اور اور کہف میں دونوں جگہ حرمیؒ شامیؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ دونوں کے ضمہ سے لَہٗ ثُمُرٌ۔ بِثُمُرِہٖ اور بصریؒ ثا کے ضمہ اور میم کے سکون سے لَہٗ ثُمْرٌ بِثُمْرِہٖ اور عاصمؒ دونوں کے فتح سے پڑھتے ہیں

Marfat.com

۱۴ ثَمُوْدَا (ہود۔ فرقان۔ اور عنکبوت) میں غیر حفص وحمزہؒ تنوین و نصب سے ثَمُوْدًا اور نجم میں غیر عاصمؒ وحمزہؒ تنوین نصب سے وَثَمُوْدًا اور حفص وحمزہؒ چاروں کو اور ابو بکرؒ صرف نجم میں بلا تنوین پڑھتے ہیں۔ اہل تنوین الف سے اور عدم تنوین والے دال ساکنہ پر وقف کرتے ھیں اگرچہ بالف مرسوم ہے تاکہ خلط قراءت نہ ہو اور لِثَمُوْدَ (ہود) میں کسائیؒ تنوین خفض سے لِثَمُوْدٍ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں۔

۱۵ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (ابراہیم) خَلَقَ كُلَّ (نور) حمزہؒ و کسائیؒ خا کے بعد الف زیادہ کر کے لام کے کسرہ اور قاف کے رفع سے (بصیغہ اسم فاعل) اور اسماء مابعد کے خفض سے خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خَالِقُ كُلِّ اور باقی بغیر الف کے لام وقاف کے فتح سے (بصیغہ ماضی) اور اسماء مابعد کے نصب سے پڑھتے ہیں۔ السَّمٰوٰتِ کا نصب کسرہ سے ہوتا ہے

۱۶ خَرْجًا (کہف۔ مؤمنون) حمزہؒ و کسائیؒ را کے فتح اور اسکے بعد الف سے خَرَاجًا اور باقی سکون را سے بلا الف پڑھتے ھیں۔ اور فَخَرَاجُ (مؤمنون) کو شامیؒ را کے سکون سے بلا الف کے فَخَرْجُ اور باقی قراء را کے فتح اور الف سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ شامیؒ تینوں کو سکون را سے بلا الف۔ حمزہؒ کسائیؒ تینوں کو فتح اور الف سے اور باقی حضرات پہلے دونوں کلمات کو شامیؒ کی طرح اور تیسرے کلمہ کو حمزہؒ و کسائیؒ کی طرح پڑھتے ہیں

۱۷ دَفْعُ اللّٰهِ (بقرہ۔ حج) مدنیؒ۔ دال کے کسرہ فا کے فتح اور اسکے بعد الف سے دِفَاعُ اللّٰهِ اور باقی دال کے فتح اور فا کے سکون سے بلا الف پڑھتے ہیں۔

۱۸ دَرَجٰتٍ مَّنْ (انعام۔ یوسف۔) غیر کوفیؒ بلا تنوین دَرَجٰتِ مَنْ اور کوفیؒ تنوین سے پڑھتے ہیں۔

۱۹ دَكًّا کو اعراف میں حمزہؒ کسائیؒ کاف مفتوحہ غیر منون اسکے بعد الف اور

ہمزہ مفتوحہ سے دَكَّآءَ وَ (بمد متصل) اور کہف میں عاصمؒ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ باقی قراء دونوں جگہ کاف منوّن سے بلا الف وہمزہ پڑھتے ہیں۔

۲۰۔ ذُرِّيَّتَهُمْ (اعراف اور طور کے دوسرے کلمہ میں) مدنیؒ بصریؒ اور شامیؒ یا کے بعد الف جمع زیادہ کر کے تا کے کسرہ سے ذُرِّيّٰتِهِمْ اور سورہ یٰسٓ میں مدنیؒ وشامیؒ اور سورہ طور کے پہلے کلمہ میں بصریؒ بھی اسی طرح۔ اور شامیؒ مؤخر الذکر کو الف جمع کے بعد تا کے ضمہ سے اور باقی قراء سب کو بغیر الف جمع کے آخر الذکر کلمہ کو تا کے ضمہ سے اور باقی کلمات کو فتح سے پڑھتے ہیں۔

۲۱۔ اَلرِّيْحُ معرف باللام میں گیارہ جگہ قراء سبعہ کا توحید و جمع میں اختلاف ہے، ۱و۲۔ وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ (بقرہ۔ جاثیہ) ۳۔ تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ (کہف) تینوں کو حمزہؒ وکسائیؒ ۴تا۶۔ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ (اعراف۔ نمل۔ روم کلمہ دوم) ۷۔ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ (فاطر) چاروں کو مکیؒ حمزہؒ اور کسائیؒ ۸۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ (حجر) کو حمزہؒ ۹۔ اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيٰحُ (ابراہیم) ۱۰۔ يُسْكِنِ الرِّيٰحَ (شوریٰ) دونوں کو غیر نافعؒ ۱۱۔ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ (فرقان) کو مکیؒ توحید یعنی یار ساکنہ سے بغیر الف کے اور باقی یا مفتوحہ اور الف جمع سے پڑھتے ہیں۔ ان کے علاوہ چھ جگہ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ (اسراء) وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ (انبیاء۔ سبا) اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ (حج) فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ (ص) اَلرِّيْحَ الْعَقِيْمَ۔ (ذٰریٰت) کی توحید پر قراء سبعہ متفق ہیں اور سورہ روم کے پہلے کلمہ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ میں جمع پر (یہی ایک کلمہ بالف مرسوم ہے) اور غیر معرف باللام کی توحید پر اجماع ہے جیسے رِيْحٌ فِيْهَا اور رِيْحًا فَرَاَوْهُ وغیرہ۔

Marfat.com

۲۲۔ رِسٰلٰتِہٖ مائدہ میں مدنی شامیؒ اور ابو بکرؒ انعام میں غیر مکیؒ وحفصؒ لام کے بعد الف جمع زیادہ کر کے تا اور ہا کے کسرہ سے رِسٰلٰتِہٖ اور باقی قراء بغیر الف کے تا کے نصب اور ہا کے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

۲۳۔ لِلسَّلْمِ (انفال) میں ابو بکرؒ اور السَّلْمِ سورہ محمد میں ابو بکرؒ و حمزہؒ سین کے کسرہ سے اَلسِّلْمِ اور باقی سین کے فتح سے پڑھتے ہیں۔ اور فِی السِّلْمِ (بقرہ) میں حرمیؒ و کسائیؒ فتح سے اور باقی کسرہ سے پڑھتے ہیں۔

۲۴۔ اَلسَّوْءِ (توبہ اور فتح میں دوسرا کلمہ) جو دَآئِرَۃُ کے ساتھ واقع ہے مکیؒ و بصریؒ سین کے ضمہ سے بمد متصل دَآئِرَۃُ السُّوْءِ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔ ان دونوں کلمات کے سوا ہر جگہ فتح یا ضمہ پر اجماع ہے۔

۲۵۔ سَلٰمٌ (ہود۔ ذٰریٰت) کو حمزہؒ و کسائیؒ سین کے کسرہ اور لام کے سکون سے بغیر الف کے سِلْمٌ اور باقی دونوں کے فتح اور الف سے پڑھتے ہیں۔

۲۶۔ اِسْتَیْئَسُوْا۔ وَلَا تَایْئَسُوْا۔ لَا یَایْئَسُ۔ اِذَا اسْتَیْئَسَ (ہر چہار یوسف) اَفَلَمْ یَایْئَسِ (رعد) پانچوں جگہ بزیؒ بخلاف[1] یاء ساکنہ کے بجائے الف اسکے بعد ہمزہ کی جگہ یاء مفتوحہ سے فَلَمَّا اسْتَایَسُوْا۔ وَلَا تَایَسُوْا۔ لَا یَایَسُ۔ اِذَا اسْتَایَسَ اَفَلَمْ یَایَسِ۔ اور باقی قراء یاء ساکنہ اور اسکے بعد ہمزہ مفتوحہ سے پڑھتے ہیں۔ یہی بزیؒ کی دوسری وجہ ہے۔ بزیؒ کے لیے دونوں وجہ صحیح ہیں۔ ابدال طریقہ کے مطابق اور ہمزہ

سلہ ابو ربیعہؒ کے عام طرق سے ابدال مروی ہے۔ دانیؒ نے ابو القاسمؒ فارسی سے بطرق نقاشؒ وابو ربیعہ ابدال ہی پڑھا ہے ابن الحبابؒ دیگر قراء کے مانند بزیؒ کے لیے ہی یاء ساکنہ کے بعد ہمزہ روایت کرتے ہیں۔ یہی بزیؒ کے دیگر تلامذہ کی روایت ہے۔ دانیؒ نے ابو الحسنؒ اور شیخ ابو الفتحؒ سے ہمزہ پڑھا ہے۔ مہدویؒ وغیرہ تمام مغربی ائمہ نے صرف ہمزہ بیان کیا ہے دونوں وجہ صحیح اور قوی اور معمول بہا ہیں۔

Marfat.com

اشہر اور جمہور کا مذہب ہے

۲۷ اَلسَّدَّیْنِ (کہف) کو مدنیؒ۔ شامیؒ۔ ابوبکرؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ اور سَدًّا (کہف) کو مدنیؒ شامیؒ اور ابوبکرؒ اور سَدًّا (یٰسٓ) کے دو کلمات) کو حرمیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ۔ اور ابوبکرؒ سین کے ضمہ سے اَلسُّدَّیْنِ اور سُدًّا۔ اور باقی قرائے فتح سے پڑھتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ مدنیؒ۔ شامیؒ اور ابوبکرؒ نے سب میں۔ حمزہ کسائیؒ نے صرف کہف کے پہلے کلمہ میں اور مکیؒ اور بصریؒ نے یٰسٓ کے دونوں کلمات میں سین کا ضمہ پڑھا ہے اور حفصؒ سب جگہ فتح پڑھتے ہیں۔

۲۸ سَوَآءً حج میں غیر حفصؒ اور جاثیہ میں حرمیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ۔ اور ابوبکرؒ رفع سے سَوَآءٌ اور باقی نصب سے پڑھتے ہیں۔

۲۹ سَبَاٍ (نمل) لِسَبَاٍ (سبا) بزیؒ و بصریؒ ہمزہ مفتوحہ سے (غیر منصرف) مِنْ سَبَاَ اور لِسَبَاَ اور قنبلؒ ہمزہ ساکنہ سے مِنْ سَبَاْ۔ لِسَبَاْ اور باقی تنوین خفض سے (منصرف) پڑھتے ہیں۔

۳۰ سَاقَیْھَا (نمل) بِالسُّوْقِ (ص) عَلٰی سُوْقِہٖ (فتح) قنبلؒ مدہ کی جگہ ہمزہ ساکنہ سے سَاْقَیْھَا۔ بِالسُّؤْقِ۔ عَلٰی سُؤْقِہٖ اور نیز پچھلے دونوں کلمات میں قنبلؒ کے لیئے دوسری وجہ مدہ سے قبل ہمزہ مضمومہ سے بِالسُّؤُوْقِ۔ عَلٰی سُؤُوْقِہٖ بھی صحیح ہے[۱]۔ اسکو شاطبیؒ نے بیان کیا ہے اور باقی بلا ہمزہ مدہ سے پڑھتے ہیں۔

۳۱ صَلٰوتُکَ (توبہ) اَصَلٰوتُکَ (ہود) حرمیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ اور ابوبکرؒ لام کے

---

[۱] دانیؒ نے یہ وجہ بیان نہیں کی محقق کہتے ہیں " بقول ھذلیؒ بکارؒ نے ابن مجاہدؒ سے اور ابو احمد سامریؒ نے ابن شنبوذؒ سے روایت کی ہے اور صحیح ہے۔"

بعد کا الف حذف کر کے واو کے فتح اور اسکے بعد الف جمع سے توبہ میں تا کے کسرہ سے اِنَّ صَلٰوتِكَ اور ہود میں تا کے ضمہ سے اَصَلٰوتُكَ اور باقی لام کے بعد الف سے بغیر واو اور الف جمع کے۔ توبہ میں تا کے فتح اور ہود میں بدستور ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

۳۲ وَصُدُّوْا (رعد) وَصُدَّ (غافر) غیر کوفی صاد کے فتح سے وَصَدُّوْا وَصَدَّ۔ اور کوفی ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

۳۳ ضَيِّقًا (انعام۔ فرقان) مکی یاء ساکنہ مخففہ سے ضَيْقًا اور باقی یاء مشددہ مکسورہ سے پڑھتے ہیں۔

۳۴ ضَيْقٍ (نحل۔ نمل) مکی ضاد کے کسرہ سے ضِيْقٍ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں۔

۳۵ ضَعْفًا (انفال) ضُعْفٍ ۲ اور ضُعْفًا (ہر سہ روم) عاصم و حمزہ چاروں کو ضاد کے فتح سے ضَعْفًا اور ضَعْفٍ۔ اور باقی ضمہ سے پڑھتے ہیں۔ سورہ روم کے تینوں کلمات میں حفص نے بھی ضمہ اختیار کر رکھا تھا۔ دانی تیسیر میں کہتے ہیں "حفص نے عاصم سے روم کے تینوں کلمات کا فتح پڑھا ہے مگر اسکے بجائے ضمہ اختیار کر لیا تھا" اسکے بعد کہتے ہیں "حفص نے جو کچھ عاصم سے پڑھا اور عاصم نے اپنے شیوخ سے نقل کیا وہ روایت حفص میں اصح ہے۔ میں دونوں طرح پڑھتا ہوں تاکہ قراءۃ عاصم کا اتباع اور اختیار حفص کی موافقت ہو جائے" حفص کے لیئے روم میں دونوں وجوہ صحیح اور معمول بہا ہیں فتح اصح اور ضمہ اشہر ہے۔[1]

---

[1] محقق کہتے ہیں حفص سے فتح اور ضمہ دونوں صحیح ہیں۔ عبید۔ ابوالربیع۔ زہرانی اور فیل نے بذریعہ عمرو روایتاً فتح۔ ابن ہبیرہ۔ قواس اور زرعان نے بذریعہ عمرو ازروی اختیار ضمہ نقل کیا ہے اور میں نے حفص کے لیے دونوں وجوہ پڑھی ہیں اور دونوں پڑھتا پڑھاتا ہوں۔ حفص کہتے ہیں "میں نے اس ضمہ کے سوا عاصم کی کسی حرف میں مخالفت نہیں کی"

۳۶؎ بِالْغَدٰوۃِ (انعام۔کہف) کو شامیؒ غین کے ضمہ دال کے سکون اور واو کے فتح سے بلاالف بِالْغُدْوَۃِ اور باقی غین ودال کے فتح اور الف سے بلاواو پڑھتے ھیں۔

۳۷؎ فَیَکُوْنُ قرآن میں کُن کے بعد آٹھ جگہ واقع ہوا ہے شامیؒ چھ جگہ ۱؎ فَیَکُوْنَ وَقَالَ (بقر) کُنْ فَیَکُوْنَ ہ وَنُعَلِّمُہٗ (آل عمران کلمہ اول) ۳؎ کُنْ فَیَکُوْنَ وَاِنَّ اللّٰہَ (مریم) ۴؎ کُنْ فَیَکُوْنَ ہ اَلَمْ تَرَ (غافر) ۵؎ کُنْ فَیَکُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ (نحل) ۶؎ کُنْ فَیَکُوْنَ ہ فَسُبْحٰنَ (یٰس) نون کے نصب سے پڑھتے ہیں پچھلے دونوں کلمات کے نصب میں کسائیؒ بھی شریک ھیں باقی مرفوع پڑھتے ہیں یہی کسائیؒ کی چاروں پہلے کلمات میں قراۃ ہے اور دو جگہ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ اَلْحَقُّ (آل عمران کلمہ دوم) کُنْ فَیَکُوْنُ قَوْلُہُ الْحَقُّ (انعام) میں رفع پر اجماع ہے۔

۳۸؎ فَتَحْنَا (انعام۔اعراف۔قمر) شامیؒ تا مشددہ سے فَتَّحْنَا اور باقی تا مخففہ سے پڑھتے ھیں۔

۳۹؎ فُتِحَتْ (انبیاء۔زمر۔نبا) انبیا میں صرف شامیؒ اور باقی دونوں کو غیر کوفی تا مشددہ سے فُتِّحَتْ اور باقی تا مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

۴۰؎ فَرَّقُوْا (انعام۔روم) حمزہؒ وکسائیؒ فا کے بعد الف زیادہ کر کے تخفیف را سے فٰرَقُوْا اور باقی بغیر الف کے را مشددہ سے پڑھتے ہیں۔

۴۱؎ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا (آل عمران) فَیَقْتُلُوْنَ۔وَیُقْتَلُوْنَ (توبہ) حمزہؒ وکسائیؒ صیغہ مجہول کو مقدم کر کے وَقُتِلُوْا وَقٰتَلُوْا اور فَیُقْتَلُوْنَ وَیَقْتُلُوْنَ اور باقی صیغہ معرف کی تقدیم سے پڑھتے ہیں۔

۴۲؎ وَقٰتَلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ (آل عمران) قَتَلُوْا (انعام) دونوں میں مکیؒ وشامیؒ قُتِلُوْا فِیْ (آل عمران) ثُمَّ قُتِلُوْا اَوْ (حج) ان دونوں میں شامیؒ مَا قُتِّلُوْا

(آلِ عمران) میں ہشامؒ تا مشددہ سے قُتِّلُوْا۔ قُتِّلُوْا۔ اور باقی تخفیفِ تا سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہشامؒ نے پانچوں کو اور ابن ذکوانؒ نے چار کو اور مکیؒ نے دو کو بہ تشدید پڑھا ہے۔

۴۳۔ قُبُلًا انعام میں مدنیؒ اور شامیؒ اور کہف میں غیر کوفی قاف کے کسرہ اور با کے فتح سے قِبَلًا اور باقی قراء دونوں کے ضمہ سے پڑھتے ہیں۔

۴۴۔ کُتُبِہٖ بقرہ میں حمزہؒ وکسائیؒ اور تحریم میں غیر بصریؒ وحفصؒ کاف کے کسرہ تا کے فتح اور اسکے بعد الف سے بافراد کِتٰبِہٖ اور باقی قراء دونوں کے ضمہ سے بغیر الف کے بجمع پڑھتے ہیں (کُتُبِ) اور انبیاء میں حفصؒ حمزہؒ اور کسائیؒ کاف وتا کے ضمہ سے بلا الف بجمع اور باقی کاف کے کسرہ اور تا کے فتحہ سے بافراد پڑھتے ہیں۔

۴۵۔ کُرْھًا (نساء۔ توبہ۔ احقاف دو) حمزہؒ وکسائیؒ چاروں جگہ اور ابن ذکوانؒ وعاصم صرف احقاف کے دونوں کلمات کو کاف کے ضمہ سے کُرْھًا اور باقی اسکے فتح سے پڑھتے ہیں یہی ابن ذکوانؒ وعاصمؒ کی پہلی دونوں جگہ قراءت ہے ان کے سوا فتح پر اجماع ہے۔

۴۶۔ کَلِمٰتُ (انعام۔ یونس۔ غافر) انعام میں غیر کوفی اور باقی تینوں جگہ مدنیؒ وشامیؒ میم کے بعد الف جمع زیادہ کرکے کَلِمٰتُ اور باقی بلا الف توحید سے پڑھتے ہیں۔

۴۷۔ کِسَفًا اسراء میں مکیؒ۔ بصریؒ۔ حمزہؒ اور کسائیؒ۔ شعراء وسبا میں غیر حفصؒ اور روم میں ابن ذکوانؒ اور ہشامؒ بخلاف سین کے سکون سے کِسْفًا اور باقی فتحہ سے پڑھتے ہیں۔

۴۸۔ کَبٰٓئِرَ (شوریٰ۔ نجم) حمزہؒ وکسائیؒ بائے موحدہ کے کسرہ سے اسکے بعد ہمزہ کی جگہ یاء ساکنہ

بلا الف کبیرٌ اور باقی یا مفتوحہ اسکے بعد الف اور پھر ہمزہ مکسورہ سے بمد پڑھتے ہیں۔

۴۸ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ (بقرہ) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ اور وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (دو انفال) میں شامیؒ۔ حمزہؒ و کسائیؒ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ (بقرہ دو کلمات) میں مدنیؒ شامیؒ وَلٰكِنَّ النَّاسَ (یونس) میں حمزہؒ و کسائیؒ نون مخففہ مکسورہ اور اسمار مابعد کے رفع سے وَلٰكِنِ الشَّيٰطِيْنُ وَلٰكِنِ اللّٰهُ۔ وَلٰكِنِ الْبِرُّ اور وَلٰكِنِ النَّاسُ اور باقی چھیوں جگہ نون مشددہ مفتوحہ اور اسمار مابعد کے نصب سے پڑھتے ہیں۔

۴۹ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ (بقرہ) لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ (ابراہیم) لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ (طور) مکیؒ و بصریؒ ساتوں کو فتح سے بلا تنوین۔ لَا بَيْعَ فِيْهِ وَلَا خُلَّةَ وَلَا شَفَاعَةَ۔ اور لَا بَيْعَ فِيْهِ وَلَا خِلٰلَ۔ اور لَا لَغْوَ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمَ۔ اور باقی قراء تنوین رفع سے پڑھتے ہیں اور سورۂ بقرہ میں فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ کو اسکے برعکس مکیؒ و بصریؒ تنوین رفع سے فَلَا رَفَثٌ وَّلَا فُسُوْقٌ اور باقی فتح سے بغیر تنوین پڑھتے ہیں

۵۰ لَمَّا (ہود یٰس زخرف۔ طارق) حرمیؒ بصریؒ اور کسائیؒ میم مخففہ سے لَمَا اور باقی میم مشددہ سے پڑھتے ہیں اور زخرف میں ابن ذکوانؒ بلا خلاف اور ہشامؒ بخلاف تخفیف میں شریک ہیں۔ ہشامؒ کے لئے تخفیف زیادات قصید[1] سے ہے اور دونوں وجوہ صحیح ہیں مگر تشدید اکثر کا مذہب ہے۔

۵۱ اَلْئَيْكَةِ (شعراء۔ ص) حرمیؒ و شامیؒ لام مفتوحہ اور اسکے بعد یاء ساکنہ اور تا کے

[1] دانیؒ نے مفردات میں ہشامؒ کے لیے صرف تخفیف تیسیر میں فقط تشدید اور جامع البیان میں دونوں وجوہ بیان کی ہیں اور جامع میں کہتے ہیں "میں نے روایت ہشامؒ میں حلوانیؒ اور ابن عبادؒ کے طرق پر ابوالفتحؒ سے تخفیف پڑھی ہے۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ تشدید ہشامؒ کی اختیار کردہ ہے" محقق کہتے ہیں "ہشامؒ کے لیے دونوں وجوہ صحیح ہیں۔ ابن عامرؒ اور ہشامؒ سے ہزام ابن ذیمؒ اور ابن ابی حسانؒ تخفیف نصاً روایت کرتے ہیں۔ لیکن اہل مشرق قاطبۃً اور اکثر اہل مغرب صرف تشدید روایت کرتے ہیں اور یہی تمام کتابوں میں مذکور ہے اور دانیؒ نے امام ابوالحسنؒ اور شیخ ابوالقاسمؒ سے تشدید پڑھی ہے۔

Marfat.com

فتح سے بغیر ہمزہ (غیر منصرف) لیکۃ اور باقی لام تعریف ساکن اسکے بعد ہمزہ مفتوحہ پھر یا ساکنہ اور تا کے کسرہ سے (منصرف) پڑھتے ہیں اور حجر اور ق میں اس پر اجماع ہے

۵۳ مُرۡجَوۡنَ (توبہ) مکیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ اور ابو بکرؒ جیم کے بعد قبل الواو ساکنہ ہمزہ مضمومہ زیادہ کرکے مُرۡجَـُٔوۡنَ اور تُرۡجِیۡ احزاب میں یہی ائمہ جیم کے بعد یا کے بجائے ہمزہ مضمومہ سے تُرۡجِئُ اور باقی جیم کے بعد واؤ اور یاء ساکنہ سے بلا ہمزہ پڑھتے ہیں

۵۴ مِنۡ کُلٍّ زَوۡجَیۡنِ (ہود۔ مؤمنون) غیر حفصؒ بلا تنوین مِنۡ کُلِّ اور حفصؒ تنوین سے پڑھتے ہیں۔

۵۵ مِثۡقَالَ (انبیاء۔ لقمان) مدنیؒ لام کے ضمہ سے مِثۡقَالُ اور باقی قراء فتح سے پڑھتے ہیں۔

۵۶۔ مُعٰجِزِیۡنَ (حج۔ سباء) مکیؒ و بصریؒ بلا الف جیم مشددہ سے مُعَجِّزِیۡنَ اور باقی عین کے بعد الف اور جیم مخففہ سے پڑھتے ہیں۔

۵۷ وَالَّذٰنِ (نساء) اِنۡ ھٰذٰنِ (طٰہٰ) ھٰذٰنِ (حج) ھٰتَیۡنِ۔ فَذٰنِکَ (ہود و قصص) اَرِنَا الَّذَیۡنِ (فصلت) تثنیہ مبہمات کے چھٹوں کلمات کو مکیؒ نون مشددہ سے وَالَّذٰنِّ۔ ھٰذٰنِّ۔ ھٰتَیۡنِّ۔ فَذٰنِّکَ۔ اَلَّذَیۡنِّ پڑھتے ہیں مدہ کے بعد باجماع اور حرف لین کے بعد دانیؒ کے نزدیک مد لازم ہوتا ہے جمہور متاخرین وجوہ ثلثہ اور قصر کو مختار کہتے ہیں۔ ہمارے شیوخ کا معمول طول ہے اور باقی نون مخففہ سے پڑھتے ہیں۔ مگر فَذٰنِّکَ کی تشدید میں بصریؒ بھی شریک ہیں۔

۵۸ نَغۡفِرۡ لَکُمۡ۔ بقرہ میں مدنیؒ نون کی جگہ یائے تحتانیہ مضمومہ اور فا کے فتح سے یُغۡفَرۡ لَکُمۡ (بصیغہ واحد غائب مجہول) اور اعراف میں تاء فوقانیہ سے تُغۡفَرۡ لَکُمۡ

(بصیغۂ واحد مؤنث مجہول) اور شامیؒ دونوں جگہ اسی طرح اور باقی قراء نونِ مفتوحہ اور فاء مکسورہ سے پڑھتے ہیں۔

۵۹ اَلْوَلَایَةُ کہف میں حمزہؒ وکسائیؒ اور مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ انفال میں صرف حمزہؒ واو کے کسرہ سے اَلْوِلَایَةُ مِّنْ وِّلَایَتِهِمْ۔ اور باقی فتح سے پڑھتے ہیں۔ یہی انفال میں کسائیؒ کی قراءت ہے۔

۶۰ وَلَدًا (مریم زخرف) حمزہؒ وکسائیؒ واو کے ضمہ اور لام کے سکون سے وُلْدًا اور باقی ائمہ دونوں کے فتح سے پڑھتے ہیں اور سورۂ نوح میں مکیؒ۔ بصریؒ بھی واو کے ضمہ اور لام کے سکون میں شریک ہیں۔

۶۱ یَبْصُطُ (بقرہ) فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً (اعراف) مدنیؒ۔ بزیؒ۔ ابوبکرؒ اور کسائیؒ صاد سے قنبلؒ[1]۔ بصریؒ۔ ہشامؒ۔ حفصؒ اور خلفؒ سین سے یَبْسُطُ۔ بَسْطَةً۔ خلادؒ[2] دونوں طرح اور ابن ذکوانؒ بقرہ میں دونوں طرح اور اعراف میں صرف صاد سے پڑھتے ہیں۔ یہاں ان کے لئے سین[3] صحیح نہیں ہے۔

---

[1] قنبلؒ۔ سوسیؒ اور حفصؒ کیلئے ہمارے طرق پر دونوں جگہ صرف سین ہے۔ تیسیر۔ شاطبیہ۔ ہادی۔ کافی۔ تبصرہ۔ تلخیص وغیرہ میں سین ہی منقول ہے اور یہی ابن مجاہدؒ اور جمہور ائمہ کا مذہب ہے۔

[2] ابن ثابتؒ نے ابن ہیثمؒ سے خلادؒ کے لئے دونوں جگہ صاد روایت کی ہے یہی ابوالفتحؒ کی ابن شاذانؒ سے اور قاسمؒ وزان وغیرہ کی خلادؒ سے روایت ہے۔ دانیؒ نے ابوالفتحؒ سے صاد ہی پڑھی ہے اور یہی اکثر اہل شرق کا مذہب ہے۔ قاسم بن نصرؒ ابن الہیثمؒ کے اور نقاشؒ ابن شاذانؒ کے ذریعہ سے خلادؒ سے دونوں جگہ سین روایت کرتے ہیں دانیؒ نے امام ابوالحسنؒ سے صرف سین پڑھا ہے۔ یہی کافی ہدایہ۔ عنوان۔ اور تلخیص وغیرہ کتب اہل مغرب میں ہے دونوں صحیح ہیں۔

[3] دانیؒ تیسیر میں کہتے ہیں: "نقاشؒ نے اخفشؒ سے بقرہ میں سین اور اعراف میں صاد روایت کی ہے" اس سے ظاہر ہے کہ ابن ذکوانؒ کے لئے اعراف میں صرف صاد ہے مگر شاطبیؒ کو دھوکا ہو گیا اور انہوں نے اعراف میں دونوں وجوہ بیان کر دیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ وقل فیہما وجہان قولا موصلا۔ حالانکہ یہ واقعہ نہیں ہے بقرہ میں بیشک خلادؒ کی طرح ابن ذکوانؒ کے لئے دونوں وجوہ اور اعراف میں طرق چہر فقط ہے۔ شاطبیؒ یہاں طریقہ سے نکل گئے محقق کہتے ہیں "اخفشؒ کے اکثر تلامذہ دونوں جگہ صاد روایت کرتے ہیں۔ مگر نقاشؒ نے بقرہ میں سین اور اعراف میں صرف صاد روایت کی ہے۔ اور دانیؒ نے شیخ ابوالقاسم فارسیؒ سے اسی طرح پڑھا ہے اور کسی شیخ سے اعراف میں سین نہیں پڑھا۔ تعجب ہے کہ شاطبیؒ نے اپنے اور تیسیر نقاشؒ کے طرق سے کسطرح عدول کیا۔ حالانکہ تیسیر میں فقط نقاشؒ کا طریقہ۔

Marfat.com

اور اَلْمُصَیْطِرُوْنَ (طور) کو قنبلؒ و ہشامؒ بلاخلاف و حفصؒ بخلاف سین سے اَلْمُسَیْطِرُوْنَ
اور بِمُصَیْطِرٍ (غاشیہ) کو ہشامؒ سین سے بِمُسَیْطِرٍ اور باقی صاد سے پڑھتے ہیں یہی طور میں حفصؒ کی
دوسری وجہ ہے اور خلفؒ طور و غاشیہ میں بلاخلاف اور خلادؒ بخلاف صاد کا زا سے اشمام کرتے ہیں۔
نتیجہ یہ ہے کہ ہشامؒ چاروں کو قنبلؒ تین کو حفصؒ دو کو اور ایک کو بخلاف اور بصریؒ و خلفؒ بلاخلاف
اور خلادؒ بخلاف دو کو اور ابن ذکوانؒ ایک کو بخلاف سین سے اور باقی جگہ صاد سے اور مدنیؒ
بزیؒ ابوبکرؒ اور کسائیؒ سب کو صادِ خالص سے پڑھتے ہیں چاروں کلمات کی اصل سین ہی مصاحفِ
عثمانیہ میں بالصاد مرسوم ہیں تاکہ ابدال پر دلالت کریں اور حال قراءتین ہو جائیں
۶۲ یُغْشِی (اعراف۔ رعد) ابوبکرؒ حمزہؒ اور کسائیؒ غین کے فتح اور شین مشددہ سے
یُغَشِّی اور باقی غین کے سکون اور شین مخففہ سے پڑھتے ہیں اور انفال میں اِذْ یُغَشِّیْكُمُ
شامیؒ کوفیؒ غین کے فتح او شین مشددہ اور یا سے اور مدنیؒ غین کے سکون اور شین مخففہ اور
یا سے اِذْ یُغْشِیْكُمُ اور مکیؒ و بصریؒ غین کے سکون اور شین مخففہ مفتوحہ اور الف سے
اِذْ یَغْشٰىكُمُ پڑھتے ہیں۔ پچھلی قراءت میں علامت مضارع مفتوح اور باقی میں مضموم ہے
۶۳ یُلْحِدُوْنَ (اعراف و فصلت) میں حمزہؒ اور نحل میں حمزہؒ و کسائیؒ یا
وحا کے فتح سے یَلْحَدُوْنَ اور باقی یا کے ضمہ اور حا کے کسرہ سے پڑھتے ہیں۔
۶۴ یُبَشِّرُكَ۔ یُبَشِّرُكِ (آل عمران) وَیُبَشِّرُ (اسراء) وَیُبَشِّرَ (کہف)
میں حمزہؒ و کسائیؒ یُبَشِّرُ اللّٰهُ (شوریٰ) میں مکیؒ بصریؒ اور حمزہؒ اور کسائیؒ
یُبَشِّرُهُمْ (توبہ) نُبَشِّرُكَ (حجر و مریم) لِتُبَشِّرَ (مریم) میں صرف حمزہؒ
علامت مضارع کے فتح باکے سکون اور شین مخففہ مضمومہ سے یَبْشُرُ
یَبْشُرُ۔ نَبْشُرُكَ۔ لِتَبْشُرَ اور باقی علامت مضارع کے ضمہ باکے

Marfat.com

فتح اور شین مشددہ مکسورہ سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ حمزہؒ نے نو کو۔ کسائیؒ نے پانچ کو۔ اور مکیؒ و بصریؒ نے ایک کو فتح۔ سکون اور تخفیف سے پڑھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

باب بست و سوم افراد و جمع

افراد سے مراد روایات و طرق کا جدا جدا پڑھنا اور جمع سے مقصد متعدد روایات و طرق کو ایک ختم میں جمع کر کے پڑھنا ہے متقدمین نے اپنی تصانیف میں افراد و جمع کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ انکو اسکی ضرورت تھی۔ متاخرین میں سے صفراویؒ نے اعلان میں اشارۃً اور محققؒ نے نشر میں تفصیلاً ذکر شروع کیا تھا مگر مراتب ابتدائی بیان کر کے نامکمل چھوڑ دیا ہم بقدر ضرورت اسکو بیان کرتے ہیں۔ اسکی اہمیت کے بارہ میں محققؒ کہتے ہیں "یہ باب عظیم الفائدہ اور کثیر النفع ہے۔ متقدمین نے اپنی کتابوں میں اسکو اسوجہ سے نہیں لیا۔ کہ انکی شاندار ہمتیں نیکی کی زیادتی اور استیعاب روایات پر مبذول تھیں اور وہ ایک روایت کو ایک شیخ سے کئی کئی مرتبہ پڑھتے تھے چنانچہ علامہ حصریؒ نے شیخ ابوبکر قصریؒ سے سبعہ قرات نوے ختموں میں دس سال کے عرصہ میں پڑھی تھیں۔ ابو حفص کتانیؒ امام ابن مجاہدؒ سے قراءۃ عاصمؒ سالہا سال پڑھتے رہے۔ ابن سوارؒ کے شیخ۔ ابوالفتحؒ واسطی نے علامہ ابن شعیرجیؒ سے روایت ابوبکر بطریق علیمیؒ کئی سال اور متعدد ختموں میں پڑھی۔ انہیں سے جو حضرات متعدد روایات و قرات پڑھتے تھے وہ ایک ہی شیخ کے روبرو ہر روایت و طریقہ کیلئے جدا جدا ختم پڑھتے تھے

اور ایک روایت کو دوسری روایت کیساتھ جمع نہیں کرتے تھے۔ صدر اول کا یہی قاعدہ تھا جو اوائل پانچویں صدی تک اسی طرح رائج رہا۔

دانیؒ کے عصر سے متصدرین اور حذاق کے لیئے جمع کا رواج ہوا بعض محتاط ائمہ اسکو اسوقت بھی بایں وجہ مکروہ جانتے تھے کہ یہ سلف صالحین کے طریقہ کے خلاف تھا۔ مگر جمع کا طریقہ معمول و ماخوذ بنگیا شیوخ کو جس چیز نے اسکے اختیار کرنے پر مجبور کیا وہ ہمتوں کا فتور اور سرعت ترقی کا ارادہ تھا۔ لیکن یہ حضرات مبتدی کو جمع نہیں پڑھاتے تھے۔ محققؒ کہتے ہیں "اساتذہ صرف اس شخص کو جمع پڑھنے کی اجازت دیتے تھے جو طرق وروایات اور قرات افراداً پڑھکر معرفت تامہ حاصل کر چکا ہو اور چھٹی صدی تک شیوخ و ائمہ قرات سبعہ و عشرہ میں سے کسی ایک قاری کی قراءۃ بھی مبتدی کو ایک ختم میں نہیں پڑھاتے تھے۔ علامہ کمال ضریر صہر شاطبیؒ نے جب امام موصوف سے قرات پڑھنی شروع کیں تو ہر ایک قراءۃ تین ختموں میں پڑھتے تھے۔ یعنی دونوں راویوں کے لیئے جدا جدا ختم پڑھ کر پھر دونوں کو جمع کرتے تھے۔ اسی طرح انیس ۱۹ ختم سنائے روایت ابو الحارثؒ اور قراءۃ کسائیؒ پڑھنی باقی تھی۔ کہ حضرت شاطبیؒ نے بر بنا کشف سبعہ کے جمعاً پڑھنے کا حکم دیا۔ اور جب علامہؒ سورہ احقاف پر پہونچے تو امام موصوف نے وفات پائی"

نیز محققؒ کہتے ہیں "ہم نے اپنے شیوخؒ کے عصر تک یہی حال دیکھا ہے اور میں کسی کو نہیں جانتا جس نے علامہ تقی الدینؒ ابو عبداللہ القصاغ سے قراء سبعہ کے لیئے افراداً اکیس ختم پڑھنے سے پہلے جمع پڑھی ہو اور ایسے ہی عشرہ کے واسطے۔ چنانچہ ہمارے شیخ ابن جندیؒ نے علامہ موصوف سے مفردات بیس ختموں میں پڑھی تھیں اور

اسی طرح ہمارے شیوخ شمس الدین ابن الصائغ اور تقی الدین ابو محمد بغدادی وغیرہ نے اور
ایسے ہی ان تمام بزرگوں نے جنکو ہم نے دیکھا ہے اور ہمارے شیخ امین الدین ابو محمد
عبدالوہاب القروی اسکندری نے شیخ شہاب الدین قومی سے سبعہ قراءات بضمن اعلان
چالیس ختموں میں پڑھی تھیں۔ جو لوگ تساہل اور سستی کرتے تھے وہ نافع اور حمزہ کے سوا
دیگر ائمہ کی قراءات ہر قاری کے لیے ایک ایک ختم میں پڑھا دیتے تھے۔ مگر قالون ورش
خلف اور خلاد کی روایات کو وہ بھی علیحدہ علیحدہ ایک ایک ختم میں پڑھاتے تھے۔"
اسکے بعد کہتے ہیں "جب میں شیوخ دمشق سے قراءات افراداً و جمعاً پڑھ چکا۔ تو
میں نے شیخ امین الدین عبدالوہاب سے ایک ختم میں قراءۃ ابو عمرو اور ایک ختم میں قراءۃ حمزہ پڑھ کر جمع پڑھنے
کی اجازت مانگی مگر امام موصوف نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تم نے مجھے قراءات افراداً نہیں
سنائی ہیں لہذا میں جمع نہیں سنتا اور پھر اصرار پر نافع اور ابن کثیر کی قراءات جمع کرا دیں۔
البتہ اگر شیوخ کسی کو دیکھتے تھے کہ اس نے کسی معتبر شیخ سے روایات افراداً و جمعاً پڑھ کر
اجازت و اہلیت حاصل کر لی ہے اور معرفت و اتقان کے درجہ تک پہنچ گیا ہے اور جمع پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے تو
اسکو افراد روایات کی تکلیف نہیں دیتے تھے اور جمع سنانے کی اجازت مرحمت کر دیتے تھے۔
چنانچہ استاذ ابوالعز قلانسی نے امام ابوالقاسم ہذلی سے جب وہ بغداد آئے قراءات عشر بضمن
کامل ایک ختم میں اور قراء مصر نے امام کمال بن فارس دمشقی سے جب وہ مصر آئے قراءات اثنا
عشر۔ ان تمام کتب کے طرق پر جو امام موصوف علامہ ابوالیمن کندی سے روایت کرتے ہیں۔
ایک ختم میں پڑھی تھیں۔"
اسکے بعد کہتے ہیں "چنانچہ تکمیل کے بعد میں نے امام ابوالمعالی ابن لبان سے قراءات عشرہ
ایک ختم میں پڑھی تھیں اور جب میں پہلی مرتبہ مصر گیا تو علامہ ابوبکر بن جندی سے قراءات

Marfat.com

اثنا عشر بضمن کتب متعددہ۔ اور شیخ شمس الدین ابن الصائغ اور شیخ تقی الدین ابو محمد بغدادی سے سبعہ قرات بضمن تیسیر و شاطبیہ و اعلان ایک ایک ختم میں پڑھیں اور پھر جب دوبارہ مصر گیا تو میں نے شیخ شمس الدین ابن الصائغ موصوف سے قرات عشرہ اور شیخ تقی الدین ابو محمد بغدادی سے عشرہ مع قرات ابن محیصن و اعمش و خواجہ حسن ایک ایک ختم میں پڑھیں۔ جمع کی متعلق یہ قوم کا طریقہ تھا۔"

اہل علم وارباب فن غور کریں کہ آجکل مبتدیوں اور غیر عربی دان طلبا کو جمع پڑھائی جاتی ہے اور اکثر طلبا کو پڑھنے کے بعد یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مختلف روایات کی خصوصیات کیا ہیں طرق و روایات اور قرات میں کیا فرق ہے۔ کونسا اختلاف واجب اور کونسا جائز تخییری ہے۔ صحیح سقیم۔ قوی ضعیف اور متواتر و شاذ کا فرق معلوم کرنا تو ایک بڑا مرحلہ ہے۔ جب یہ کیفیت ہی تو ماہر فن اور نقاد کسطرح پیدا ہو سکتے ہیں۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی زیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

سیّد غیث میں کہتے ہیں "آجکل ایسے طلبا کو جمع پڑھائی جاتی ہے جو نہ مکتبی تعلیم رکھتے ہیں اور نہ افراداً قرات کو سمجھتے ہیں۔ یہ فعل متقدمین و متاخرین کے اجماع کے خلاف ہے" پس جمع پڑھانے سے پہلے افراداً روایات پڑھانی چاہئیں۔ اور طلبا کو چاہئیے کہ اول طرق و روایات پر عبور حاصل کریں اور یاد رکھیں کہ ایک روایت کا ضبط مشکل ہے مجموعہ کو بسہولت کون ضبط کر سکتا ہے۔

جمع پڑھنے سے پہلے خلاف واجب اور خلاف جائز کا سمجھنا لازم ہے ورنہ جمع پر قدرت نہیں ہو سکتی اور طرق و روایات کا فرق جاننا لابدی ہے۔ ورنہ ترکیب سے بچنا دشوار ہے پس یاد رکھیں کہ اگر دو قراتوں میں ایسا اختلاف ہے کہ ہر قراۃ کی تمام راوی اس پر متفق ہیں تو یہ قراۃ ہے اور اگر

Marfat.com

کسی قراءۃ کے رواۃ میں اختلاف ہے مگر روایت کے طرق متحد ہیں تو یہ روایت ہے اور اگر راوی کے شاگردوں میں اختلاف ہے خواہ کسی طبقہ میں ہو تو یہ طریقہ ہے۔ قراءۃ روایت اور طریقہ کا اختلاف منصوص اور اختلاف واجب ہے۔ جمع پڑھتے ہوئے سب وجوہ پڑھی جائینگی اور اگر کوئی وجہ چھوٹ جائیگی تو روایت میں نقص ہوگا۔ مثلاً بین السورتین بسم اللہ ابن کثیرؒ کی قراءۃ۔ قالونؒ کی روایت اور ورشؒ سے صبہانیؒ کا اور ازرقؒ سے ابطاہرؒ بن خلفؒ اور شاطبیؒ کا طریقہ ہے اور ورشؒ سے عدم بسم اللہ کیساتھ سکتہ امام ابوالحسنؒ کا اور دانیؒ کا اپنے تمام شیوخ سے طریقہ ہے اور اگر اختلاف تخییری ہو جیسے مد سکون وقفی کی وجوہ ثلثہ۔ یا سکون و اشمام و روم یا بین السورتین وصل و قطع کی مختلف صورتیں یا ادغام کبیر میں طول توسط اور قصر۔ تو یہ اختلاف جائز ہے اور ان کو وجوہ کہتے ہیں اختلافات نہیں کہتے پس انمیں سے جو وجہ پڑھی جاوے وہ کافی ہے سب وجوہ ہر جگہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ ہر جگہ سب وجوہ پڑھنے کا التزام کرتے ہیں اور اختلاف جائز تخییری کو اختلاف واجب کے مانند سمجھتے ہیں وہ فن سے ناواقف ہیں۔

تنبیہ۔ ازرقؒ سے مد بدل میں قصر توسط اور طول منقول ہیں وہ طرق ہیں وجوہ نہیں اگرچہ بسا اوقات طرق پر مجازاً وجوہ کا اطلاق کر دیتے ہیں۔

جمع پڑھنے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی آیت کو پڑھتے ہوئے وقف صحیح تک پہونچے تو وقف کرکے دیکھے کہ تلاوت کردہ حصہ میں اصولی اور فرشی اختلافات کہاں کہاں ہیں پس جہاں تک تداخل ہے وہاں ایک وجہ کافی ہے اور جہاں تداخل نہیں اسکو دوبارہ پڑھے۔ اور تمام وجوہ اہمال، ترکیب اور اعادۂ عبث کے بغیر پوری کرے۔ اہمال ممنوع، ترکیب مکروہ، اور اعادۂ عبث عیب ہے۔ اور جمع کے متعلق شیوخ سے تین مذاہب منقول ہیں۔

اول جمع بالحرف یعنی قراءت کرتے ہوئے قاری جب اس کلمہ پر پہونچے جسمیں اصولی یا فرشی

Marfat.com

اختلاف ہو تو اس کلمہ کا اعادہ کر کے یکے بعد دیگرے اختلافات کو ادا کرے پھر آگے چلے اور اگر وہ اختلاف دو کلمات سے متعلق ہو جیسے مد منفصل اور سکتہ تو دونوں کلمات کو ملا کر اختلاف پورا کرے یہ اہل مصر کا مذہب ہے۔ محقق کہتے ہیں ادائے اختلافات کے لیئے یہ مذہب ضبط ترا اور بروئے اخذ نہایت آسان وسہل اور مختصر ہے۔ مگر اسمیں رونق تلاوت اور حسن ادا باقی نہیں رہتا"

دوم۔ جمع بالوقف یعنی۔ قاری اسوقف صحیح تک قرات کرے جسکے بعد سے ابتدا درست ہو۔ جو ائمہ و رواۃ مندرج ہو گئے اُن کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ صاحبان اختلاف کو ابتدا سے لوٹائے اور اسی جگہ وقف کرے جہاں پہلے وقف کیا تھا اسی طرح تمام اختلافات پورے کر کے آگے چلے یہ اہل شام کا مذہب ہے محقق کہتے ہیں "یہ مذہب اختلافات کے استحضار میں اضبط و اوثق اور بلحاظ زمانہ اطول ہے مصر و شام کے تمام شیوخ سے میں نے اسی طرح پڑہا اور اسی طرح پڑہتا ہوں" اسکے بعد محقق کہتے ہیں "میں نے دونوں مذاہب سے مرکب کر کے ایک تیسرا مذہب نکالا ہے جو محاسن جمع کے لحاظ سے نہایت اچھا ہے یعنی میں کسی قاری کے لیئے پڑہتا ہوں اور خیال کہتا ہوں کہ قراء میں سے کون اسے زیادہ موافق ہے اور جب اس کلمہ پر پہنچتا ہوں جہاں اختلاف ہو تو وقف کر کے اختلاف ادا کرتا ہوں اور پھر وصل کر کے آگے چلتا ہوں اور وقف صحیح تک یہی کرتا رہتا ہوں"۔ غالباً مطلب یہ ہے کہ موافقین کو بطریق اہل مصر اور غیر موافقین کو بطریق اہل شام پڑہتا ہوں۔ واللہ اعلم بالمراد

سوم جمع مروجہ جو ہر دو مقدم الذکر مذاہب سے مرکب اور محقق کے اختیار کردہ مذہب کی مکمل ترین صورت ہے جسکو علماء مصر و شام نے اختیار و مروج کیا ہے۔ پہلے قالون کو وقف صحیح تک پڑہتے ہیں جو قراء ان کے ساتھ مندرج ہو گئے انکا اعادہ نہیں کرتے اور اختلاف کرنیوالوں کو دیکھتے ہیں کہ محل وقف سے کون اقرب ہے چنانچہ اسیجگہ سے وقف تک اُسکے لیئے اعادہ کرتے ہیں اور پھر ان کو

لوٹتے ہیں جو ان سے اُوپر ہوں حتی کہ سب اختلافات پورے ہو جائیں اور اگر چند ائمہ ایک جگہ جمع ہوں تو مراتب مندرجہ شاطبیہ کے مطابق اعادہ کرتے ہیں اور اگر ایک جگہ امالہ اور فتح والے جمع ہوں تو فتح والوں کو پڑھ کر امالہ پڑھتے ہیں اس وقت روئے زمین پر یہی طریقہ مروج ہے سیدؒ کہتے ہیں "میں نے اپنے تمام شیوخ سے اسی طرح پڑھا اور اسی طرح پڑھاتا ہوں" ہمارے شیوخ بھی اسی طرح پڑھاتے تھے اور یہی میرا معمول ہے۔

فائدہ اگر ان تینوں مذاہب کے سوا کوئی اور طریقہ ممکن ہو سکے تو اس سے جمع پڑھ سکتے ہیں مگر وقف وابتدا اور حسن ادا کی رعایت پیش نظر رہے اور ترکیب واہمال پیدا نہ ہو۔

تنبیہ ہمارے یہاں قالونؒ کا صلہ پہلے پڑھتے ہیں اور مصری بے صلہ کو مقدم کہتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے طریقہ پر قالونؒ کی وجوہات میں عام طور سے فصل نہیں ہوتا اور مصریوں کے طریقہ پر ابن کثیرؒ کے سوا اور سب قراء کو اگر اوپر نہ چھوٹے ہوں صلے سے پہلے پڑھنا پڑتا ہے۔ لہٰذا قالونؒ کی وجوہات میں فصل ہو جاتا ہے ہمارا طریقہ طلباء کے لیے زیادہ موزوں اور سہل ہے۔

جمع پڑھاتے ہوئے بعض لوگ وجوہ بین السورتین اور مد بدل کی وجوہات کو حسابی طریقہ یعنی ضرب سے پڑھاتے ہیں جو بدعت و لغو اور فضول ہے۔ اس سے بچنا واجب و لازم ہے۔ صدر اوّل کے طریقہ حقہ کی جگہ جمع اس لئے اختیار کیگئی تھی کہ وقت کی بچت ہو اور تھوڑے عرصہ میں قرات حاصل ہو جائے مگر اس ضرب کے طریقہ سے وہ مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے اور خیر القرون کے طریقہ سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور یہ مثل صادق آجاتی ہے۔ اَلْهَرَبُ مِنَ الْمَطَرِ وَالْوُقُوفُ تَحْتَ الْمِيْزَابِ اس کے لیے اجمالی اشارات باب الفرش میں آئینگے۔

جمع الجمع پڑھنے کے لیئے چند آیات بطور تمثیل ہم یہاں درج کرتے ہیں مشکل مواقع باب الفرش میں بیان ہونگے۔

Marfat.com

اول۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ قالونؒ کے لیئے مٰلِكِ بلاالف پڑہیں ورشؒ۔ کیؒ۔ دوریؒ شامیؒ اور حمزہؒ مندرج ہوگئے اسکے بعد عاصمؒ کے لیئے مٰلِكِ بالف پڑہیں کسائیؒ مندرج ہوگئی۔ اسکے بعد سوسیؒ کو الرَّحِیْمِ مَّلِكِ سے باد غام اور بلاالف لوٹائیں۔

دوم۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ٥ قالونؒ کو صاد خالص اور ہا کنایہ کے کسرہ سے پڑھیں۔ ورشؒ۔ بزیؒ۔ بصریؒ۔ شامیؒ۔ عاصمؒ اور کسائیؒ مندرج ہوگئے۔ اسکے بعد قنبلؒ کو سین سے پڑھیں اسکے بعد حمزہؒ کو دونوں جگہ صاد کا زاسے اشمام کرکے اور ہا کنایہ کے ضمہ سے لوٹائیں پھر خلادؒ کے لیئے صراط سے بصاد خالص اعادہ کریں۔

سوم۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ٥ قالونؒ کے لیئے صلہ پڑہیں ابن کثیرؒ مندرج ہوگئے۔ پھر بے صلہ پڑھیں۔ ورشؒ وسوسیؒ کے سوا سب مندرج ہوگئے پھر ورشؒ کو ہمزہ ساکنہ کے ابدال اور الصَّلٰوةَ کے لام کی تغلیظ سے پڑھیں پھر سوسیؒ کے لیئے ترقیق لام سے اعادہ کریں

چہارم۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ قالونؒ کو بقصر پڑھیں۔ ابن کثیرؒ کا مل اور دوریؒ کی ایک وجہ ہوگئی۔ پھر بد پڑھیں دوریؒ ہوگئے پھر مد سے شامیؒ کو پڑھیں کسائیؒ ہوگئے پھر عاصمؒ کو پھر حمزہؒ کو پڑھیں۔ پھر ابدال ہمزہ ساکنہ سے ورشؒ کو لوٹائیں اسکے بعد سوسیؒ کے لیئے قصر پڑھیں۔

پنجم۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ٥ قالونؒ کے ساتھ صلہ میں ابن کثیرؒ اور پھر بے صلہ میں ورشؒ و خلفؒ اور خلادؒ کی ایک وجہ کے سوا سب مندرج ہوگئے۔ اب ورشؒ کو حرکت ہمزہ کی نقل اور را کی ترقیق اور مد بدل کی وجوہ ثلثہ سے پڑھیں۔ اسکے بعد حمزہؒ

Marfat.com

کو سکتہ سے لوٹائیں۔

ششم۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ قالونؒ کیساتھ صلہ میں مکیؒ اور بے صلہ میں بصریؒ۔ پھر ورشؒ کے ساتھ حمزہؒ اور شامیؒ کے ساتھ کسائیؒ ہوگئے۔ اسکے بعد عاصمؒ کو پڑھیں۔

ہفتم۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ قالونؒ کے لیئے متصل میں دوالفی مد کے ساتھ صلہ کا قصر اور ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل مع ادخال پڑھیں۔ پھر مکیؒ کو ہمزہ کی تسہیل سے بلا ادخال لوٹائیں۔ پھر قالونؒ کے لیئے صلہ کا مد اور پھر بے صلہ پڑھیں بصریؒ ہوگئے۔ پھر ورشؒ کے لیئے مد متصل پانچ الفی اور دونوں جگہ صلہ کے مد ہمزۂ ثانیہ کی بین بین تسہیل اور ہمزہ ساکنہ کے ابدال سے اور پھر اسی طرح مگر ہمزۂ ثانیہ کے ابدال سے بمد لازم پڑھیں پھر خلفؒ کو ہاء کنایہ کے ضمہ اور قبل از ہمزہ میم جمع پر سکتہ اور ہمزۂ ساکنہ کے ابدال سے۔ پھر خلادؒ کو اسی طرح مگر بلا سکتہ۔ پھر ہشامؒ کو تسہیل و ادخال اور تحقیق و ادخال سے۔ پھر ابن ذکوانؒ کو بلا ادخال پڑھیں۔ کسائیؒ ہوگئے۔ پھر عاصمؒ کو پڑھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ کہ آج اصولِ سبعہ قرات کی پہلی جلد کی ترتیب اور نظر ثانی سے فراغت ہو کر دوسری جلد کی ترتیب شروع ہوگئی خدا تعالےٰ اپنے حبیب خاتم النبیینؐ کے وسیلہ اور طفیل اور اپنے مقرب اور برگزیدہ بندوں کے صدقہ سے قبول فرما کر اشاعت کی مہلت عطا کرے اور طلباء کو اس سے نفع پہنچائے آمین۔

وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ابو محمد محی الاسلام۔ پانی پت ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ بوقت چار بجے شب

وہ کلمات طیبات اور گرامی ارشادات جو اس کتاب کے سرسری معائنہ کے بعد حضرت العلامہ بقیۃ السلف عمدۃ الخلف استاذی مولنا قاری محمد اسحاق مدظلہ العالی علی رؤس الموالی خلف الصدق حضرت مولنا قاری محمد رحیم بیگ دہلوی ثم المیرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف کی حوصلہ افزائی کیلئے تحریر فرمائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا اما بعد یہ کتاب فن شریف "علم قرات" میں میرے محترم

علامہ جناب مولانا مولوی قاری ابو محمد محی الاسلام صاحب زاد مجدہم

پانی پتی نے تصنیف فرمائی ہے۔ گو احقر اس مبارک تصنیف کے شرف مطالعہ من اولہ الی آخرہ سے بہرہ اندوز نہیں ہوا ہے۔ مگر چند اوراق میں بعض مقامات کی تحقیقات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت ایسی مبسوط اور مشرح محققانہ طرز کی کوئی کتاب فصیح اور سلیس عام فہم اب تک اردو کی اس فن شریف میں تصنیف نہیں ہوئی اور اس تصنیف سے علامہ مصنف نے نہ صرف ان مشتاقان فن شریف پر احسان فرمایا ہے کہ جو اپنی تکمیل فن میں بوجہ ناواقفیت زبان عربی عاجز رہتے تھے بلکہ اس اردو تصنیف مبارک سے ہر اردو جاننے والے مسلمان پر بھی احسان فرمایا ہے جو قرآن صحیح پڑھنا چاہے فجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا عنا و عن سائر المسلمین۔ آمین یا رب العلمین۔ حررہ العبد الاحقر

محمد اسحٰق ابن حضرت مولانا قاری محمد رحیم بیگ دہلوی ثم المیرٹھی رحمہ اللہ علیہ من تلامذہ حضرت مولنا قاری قادر بخش صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۴۹ یوم جمعہ

ارشاد بلند پایہ حضرت العلامہ ماہر منقول و معقول فاضل عربیت و قرات استاذ الاسلامیات بمدرسہ التبلیغ کرنال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد احقر نے جب سے علم تجوید و قرات کی کتابوں کا اشتغال کیا ہمیشہ سے یہ آرزو دل میں رہی کہ کاش ساتوں قراتوں کے قواعد وغیرہ کے متعلق کوئی عام فہم کتاب اردو زبان میں ہوتی تو عربی نہ جاننے والے شائقین بھی اس مبارک فن سے محروم نہ رہتے لیکن یہ آرزو اس لئے پوری نہ ہو سکتی تھی کہ اردو میں علاوہ از مسائل تجوید کے فن فرش پر کسی نے کوئی کافی کتاب نہیں لکھی تھی۔ اب یہ معلوم کر کے بیحد مسرت حاصل ہوئی کہ مولانا المحقق المقری المدقق۔ قاری محی الاسلام صاحب نے ایک کتاب "اصول سبعہ قرات پر" سلیس و عام فہم اردو میں تصنیف فرمائی ہے۔ کتاب مذکور کا حصہ اول فاضل مؤلف سے میں نے اول سے آخر تک سنا جس کی بہت سی خوبیوں میں سے خصوصیت کیساتھ یہ خوبیاں زیادہ تر قابل ذکر ہیں:۔ (الف) کتاب کا طرز بیان سلیس اور عام فہم ہے۔ (ب) ابتدا میں ایک مقدمہ لگایا گیا جسے محققانہ طور پر نہایت اہم اور کارآمد معلومات سے مرتب کیا گیا ہے اور خصوصیت سے مولانا المحقق نے طلبہ پر یہ بڑا احسان کیا ہے کہ اس فن کے مؤلفات کی ایک مختصر سی فہرست لکھکر اس بات کا پتہ لگانا آسان کر دیا کہ اس فن کی کونسی کتاب معتبر ہے اور کونسی

Marfat.com

محققانہ طرز سے محروم ہو۔ (ج) فاضل مؤلف نے تمام قواعد و مسائل کو بے حد محنت اور پوری تحقیق و تفتیش تنقیح و تدقیق کے بعد درج کتاب کیا ہو۔ (د) اور تقلید اعمی سے بچتے ہوئے اس امر کی پوری کوشش کی ہو کہ ہر بات محقق ہو کر دیع ہو پھر تحقیق مسائل کے سلسلہ میں محققین و ائمہ فن کی کتب کو حتے الامکان بالاستیعاب دیکھکر پوری چھان بین کے بعد فاضل مؤلف نے ان کو اپنی کتاب میں جگہ دیدی ہو اور ساتھ ہی ساتھ متن یا حاشیہ میں ان اوہام کیطرف بھی مدلل اشارہ کیا ہو جو دوسرے مصنفین کو اُن میں ہوئے ہیں۔ (ہ) اپنی تحقیق کو جہابذۂ محققین کی عبارات سے مؤیّد کیا ہے۔ جس موقع پر کتاب مذکور کو فاضل مؤلف سے سننے کا اتفاق ہوا اگرچہ وقت اسقدر وسیع نہیں تھا کہ میں اہم مسائل اور متنازع فیہ مقامات میں کتب متعلقہ کی مراجعت کر کے مزید اطمینان حاصل کر لیتا۔ تاہم بلا خوف تردید یہ کہتا ہوں کہ یہ کتاب اپنے موضوع اور اپنے خاص انداز میں فی زمانہ بے نظیر ہے اور یہ الفاظ مبالغہ یا خوشامد کیطور پر نہیں لکھتا اور نہ اس کی عادت ہے بلکہ میں کتاب کے طرز بیان۔ طرز تالیف۔ طرز تحقیق کو دیکھکر اسی نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ارباب مناسبت اس کتاب کو دیکھ کر یہ کہنے پر ضرور مجبور ہوں گے کہ خُبْزُہٗ خَیْرٌ مِّنْ خَبَرِہٖ

اللہ تعالےٰ فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اور اہل اسلام کو اس تالیف شریف سے نفع پہونچاوے ؎

آمین ثم آمین

وانا العبد الملتجی الی اللہ

مختار اللہ (المدعو) میرک شاہ (عفا اللہ عنہ)

استاذ الاسلامیات

بمدرسہ التبلیغ۔ کرنال ۲۶ شعبان ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

عرض حال

مدت سے اس تک و دو میں لگا ہوا ہوں کہ قرات کی معتبر کتابوں کا معتد بہ ذخیرہ اُردو میں جمع ہو جائے لیکن موانعات قوی حائل ہیں۔ سب سے زیادہ اُس مخصوص قابلیت کا فقدان (جو اس کام کیلئے ضروری ہی) اور اہل علم کی امداد سے حرمان ہی۔ پھر مسلمانوں کی بے توجہی اور اس فن سے لاپرواہی سونے پر سوہاگہ اور اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ بنی ہوئی ہے۔ تاہم گذشتہ سال شجرۂ سبعہ قرات (حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک شیوخ قرات کے متبرک نام) طبع کرا کر تقسیم کر چکا ہوں۔ اب شرح سبعہ قرات کی پہلی جلد (اصولی اختلافات کے متعلق) ھدیۂ ناظرین ہے۔ دوسری جلد (متعلق فرش) انشاء اللہ القدیر عنقریب نظر ہوگی۔

ارادہ ہی کہ تیسیر، شاطبیہ اور کافی وغیرہ متون ترجمہ اور مختصر شروح کے ساتھ اور ایک قرآن شریف حامل سبعہ قرات سرخ رموز اور ضروری حواشی کے ساتھ چھپ جائے تاکہ طلبا ایجادِ بندہ اور غلطی سے محفوظ ہو جائیں اکثر مواد جمع ہی اور بے سروسامانی کے سوا کوئی دشواری نہیں جو مانع ہو۔ واللہ المستعان۔

طبقات القراءؒ۔ اور قرات کے اساتذۂ دہلیؒ اور شیوخِ پانی پتؒ کے حالات مرتب کر رہا ہوں۔ موخر الذکر کا مسودہ مکمل موجود ہے لیکن طبقات میں بہت زیادہ کام باقی ہی اور شاید پانی پت میں بیٹھکر مکمل بھی نہو سکے۔ مشائخ دہلیؒ کا اسوقت تک کوئی حال دستیاب نہیں ہوا۔ متعدد بزرگوں سے استمداد کی مگر محروم ہوں۔ کاش دہلی کے ذی علم حضرات اعانت و سرپرستی فرمائیں تاکہ یہ مشکل حل ہو اور اسلاف کرام کا متبرک ذکر باقی رہے۔

اس سلسلہ کو جاری رکھنے کیلئے پانسو معاونین کی ضرورت ہی کہ جو کتاب طبع ہو وہ ان کی خدمت میں بھیجدی جائے اور مؤلف بار بار اس زحمت و دردسری اٹھانے سے بچ جائے جو خریداروں کی تلاش میں عموماً کرنی پڑتی ہی۔ اُمید کہ علماء۔ قراء۔ حفاظ اور کلام الٰہی کے شیدائی توجہ فرمائیں۔ ؎ بر کریمان کارہا دشوار نیست

ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ پانی پت (ضلع کرنال)

۷۸۶

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ناظرین کرام - اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اصول سبعہ قرأت کی پہلی جلد (جس میں ساتوں قراءتوں کے قواعد مذکور ہیں) چھپکر آپ کیسامنے ہے - اس کی تدوین میں احقر نے جس دماغ سوزی سے ـ طلبہ اور شائقین کے لیے سہولتیں جمع کی ہیں ان کا حال مطالعہ اور ملاحظہ سے ظاہر ہوگا -

دوسری جلد (جسمیں تمام قرآن مجید کے فرش الحروف مع اکثر اصولی اختلافات کے حسب وقوع بترتیب سورو رکوع بیان کئے گئے ہیں کیونکہ ہندوستان میں کلام پاک کی تلاوت رکوعوں کے حساب سے کیجاتی ہے) آٹھ مہینہ سے کاتب صاحب کے قبضہ میں ہے - ان کی امروز و فردا کا سبق ختم نہیں ہوتا - اُمید کہ سید عبد العلیم صاحب زاد بقاءٗ ادہر توجہ کریں اور جناب موصوف کی مدد سے وہ بھی جلد از جلد طلباء اور شائقین کے ہاتوں میں پہونچ جائے یقین ہے کہ کتاب ہذا طلباء کو مطولات کے مطالعہ اور متون و شروح کے دیکھنے سے بے نیاز کردے گی - اُردو ایک طرف عربی میں بھی نشر کے سوا کوئی ایسی جامع کتاب موجود نہیں -

حضرات دوسرے حصہ کی جلد اشاعت کے لیئے اس جلد کی نکاسی بے حد ضروری ہے لہٰذا اہل علم - قراء وحفاظ اور قرآن کے شیدائی مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اس کو خرید کر اعانت فرمائیں - اور خدمت قرآن میں شریک ہوں -

صاحبان مطابع سے التجا ہے کہ اس کتاب کے تمام حقوق خاکسار مؤلف کے حق میں محفوظ ہیں کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں - جس قدر نسخے مطلوب ہوں بذریعہ وی پی یا بار سال نقد قیمت طلب کریں -

خاکسار

ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ (پانی پتی)

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ کُلُّھَا شَافٍ کَافٍ

(مُسْنَد حافظ ابو یعلیٰؒ)

بے شک قرآن سات حرفوں پر اُتارا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے

سبعہ قرآت متواترہ بطریق تیسیر و شاطبیہ کی مایۂ ناز کتاب مع حواشی ضروریہ موسومہ باسم تاریخی

شرح سبعہ قرآت

۱۳۸۷ھ

جلد دوم

جو فرش الحروف پر مشتمل ہے

مؤلفہ

شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نوّر اللہ مرقدہٗ

تسوید و نظر ثانی

ابو عبد القادر محمد طاہر رحیمی مقیم مدینہ منورہ

باھتمام

پروفیسر حافظ قاری محمد علی عثمانی حفظہ اللہ لاہور،

خلف الرشید حضرت مؤلف

ناشر

اِدارۂ اِسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور ۲

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

دین و شریعت

جدید ایڈیشن، اہم اضافات و ترمیمات کے ساتھ

توحید، عقائد، رسالت، معجزات، گمراہ فرقوں کے جوابات، شریعت، عبادات، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اخلاق، معاملات، جہاد، سیاست و حکومت، احسان و تصوف، اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اہم اسلامی تعلیمات

از:- مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ

مقدمہ: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

ادارۂ اسلامیات
۱۹۰- انارکلی، لاہور ۲ ، پاکستان
۳۵۳۲۸

Marfat.com

شریعت بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے

عدالتی فیصلے

جلد دوم

جنھوں نے مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلامی قوانین کے
نفاذ میں انتہائی اہم کردار انجام دیا

از: جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

ادارۂ اسلامیات
۱۹۰- انارکلی، لاہور۲ (پاکستان)

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْقُرْاٰنَ نُزِّلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ کُلُّھَا شَافٍ کَافٍ

مُسند حافظ ابو یعلیٰؒ

بے شک قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے — ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے

بمنّہٖ تعالیٰ

جلد اوّل

اصول سبعہ قرآت متواترہ بطرق تیسیر و شاطبیہ مع حواشی ضروریہ موسومہ باسم تاریخی

شرح سبعہ قرآت

۱۳۴۷ھ

بمعہ اضافہ شجرہ قرآت سبعہ

مؤلفہ

شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نوّر اللہ مرقدہٗ

ادارہ اسلامیات

لاہور — کراچی

Marfat.com